



فتاویٰ محسوسہ

فتیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی ؒ نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلق

زیر نگرانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجاہد

زیر نگرانی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب البدعات والرسوم (بدعات اور رسومات کا بیان)	
۱	بدعت کی تعریف.....	۲۳
۲	فرض، سنت، بدعت وغیرہ کی تعریف.....	۲۵
۳	سنت و بدعت کی تعریف و تقسیم.....	۲۷
۴	بدعت کی تقسیم.....	۳۱
۵	ایضاً.....	۳۲
۶	بدعت کی اقسام.....	۳۴
۷	ایضاً.....	۳۶
۸	کیا غیر ثابت چیزیں بھی خیر ہیں؟.....	۳۶
۹	جمع قرآن اور تراویح وغیرہ کیا بدعت ہیں؟.....	۳۷

۳۹	سنی، حنفی، وہابی کی تعریف	۱۰
۴۳	وہابی کی تعریف	۱۱
۴۶	وہابی کون ہے؟	۱۲
۴۸	کیا تارک فرائض سنی کھانے کا حقدار ہے؟	۱۳
۴۹	کسی کام کو کسی کی سنت کہنا	۱۴
۵۰	مستحب پر اصرار	۱۵
۵۰	ایضاً	۱۶
۵۳	اصلاح کی نیت سے بدعات میں شرکت	۱۷
۵۴	اصلاح کی نیت سے بدعتوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت	۱۸
۵۶	بدعتی سے میل جول	۱۹
۵۷	رضا خانیوں کے ساتھ معاملہ	۲۰
۵۸	بدعتی اور قبیح سنت عالم کے پرکھنے کا طریقہ	۲۱
(مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان)		
۶۰	فاتحہ مروجہ	۲۲
۶۱	ایضاً	۲۳
۶۲	کتاب ”آزر جندی“ کی حقیقت اور فاتحہ	۲۴
۶۸	کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کا ثبوت نہیں	۲۵
۶۹	شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ	۲۶
۷۰	دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ	۲۷
۷۱	قل پنجایت اور فاتحہ	۲۸
۷۲	ختم کے بعد کھانا	۲۹
۷۲	یسین شریف کا ختم	۳۰

۷۳	وظیفہ سورہ یسین کے ختم پر شیرینی	۳۱
۷۴	ختم قرآن پر دعوت	۳۲
۷۵	ایمان کے شکر میں ختم	۳۳
۷۶	ختم خواجہ گان پر دوام برائے حصول مقصد	۳۴
۷۶	ختم قرآن پر منھائی	۳۵
۷۸	ختم قرآن کے دن جھنڈیاں لگانا	۳۶
۷۸	ختم قرآن میں چراغاں	۳۷
۷۹	مخصوص طور پر ختم اور مسجد میں کھانا کھلانا اور چھینا جھینا	۳۸
۸۰	روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مزارات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قرآن خوانی	۳۹
۸۱	میت کے لئے ایک لاکھ کلمہ طیبہ	۴۰
۸۳	ختم میں سو لاکھ کی تعداد	۴۱
۸۵	ایصال ثواب وغیرہ کے ختم قرآن پر شیرینی	۴۲
۸۶	ایصال ثواب کے لئے مجلس	۴۳
۸۷	ایصال ثواب کے لئے تاریخ و دن کی تعیین	۴۴
۸۹	غیر مسلم کو ثواب پہنچانا	۴۵
۸۹	ایصال ثواب پر چائے پیش کرنا	۴۶
۸۹	ایصال ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرنا	۴۷
۹۱	ایصال ثواب کے لئے تاریخ متعین کرنا، اوقات مدرسہ میں مدرسین اور طلبہ کا ایصال ثواب کرنا	۴۸
۹۱	ایصال ثواب کو اخبار میں شائع کرنا	۴۹
۹۳	ایصال ثواب کرنے والوں کو کچھ ہدیہ دینا	۵۰
۹۴	مروجہ طریقہ پر ایصال ثواب	۵۱
۹۶	ایصال ثواب پر کھانا	۵۲
۹۶	کسی دوسرے مقام پر جا کر ایصال ثواب کرنا اور کھانا	۵۳

۹۷	ایصالِ ثواب کے لئے دن کی تعیین	۵۴
۹۷	ایصالِ ثواب کے کھانے کا مستحق کون ہے؟	۵۵
	(مروّجہ صلاۃ و سلام کا بیان)	
۱۰۱	”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ کا ثبوت	۵۶
۱۰۲	اذان کے بعد کچھ کلمات نصیحت	۵۷
۱۰۳	اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا	۵۸
۱۰۴	ایضاً	۵۹
۱۰۴	ختم تراویح کے بعد ”الصلوۃ والسلام یا آدم صلی اللہ“ پڑھنا	۶۰
۱۰۵	تراویح کے بعد مخصوص انبیاء پر مخصوص درود پڑھنا	۶۱
۱۰۷	بعد نماز جمعہ مروّجہ صلوۃ و سلام	۶۲
۱۰۹	فجر کی سنت سے قبل صلاۃ و سلام	۶۳
۱۰۹	کسی نماز کے بعد حمد و صلوۃ حلقہ بنا کر پڑھنا	۶۴
۱۱۱	صلوۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ	۶۵
۱۱۵	بعد نماز فجر و عصر درود شریف جبراً پڑھنا	۶۶
۱۱۵	درود شریف وعظ میں زور سے پڑھنا	۶۷
۱۱۶	وعظ میں بلند آواز سے سامعین کا درود شریف پڑھنا	۶۸
۱۱۷	مجلس وعظ میں درود شریف جبراً پڑھنا	۶۹
۱۱۸	اجتماعی درود شریف جبراً پڑھنا	۷۰
۱۱۸	آواز سے صلوۃ و سلام	۷۱
۱۱۹	ہر نماز کے بعد درود شریف پڑھنا	۷۲
۱۱۹	نماز کے بعد سلام پڑھنا	۷۳

۱۲۰	باتھ باندھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا.....	۷۴
۱۲۱	ہر جمعرات کو محفل درود شریف اور شیرینی.....	۷۵
۱۲۲	درود تاج.....	۷۶
۱۲۲	ایک مخصوص من گھڑت درود.....	۷۷
۱۲۳	درود لکھی وغیرہ کی تعریف.....	۷۸
۱۲۳	ایک درود شریف.....	۷۹
۱۲۴	ایک خاص درود شریف کے فضائل.....	۸۰
۱۲۵	روضۂ اقدس کے فوٹو پر درود و سلام.....	۸۱
۱۲۶	نماز کے بعد نقشہ مسجد نبوی کی طرف رخ کر کے درود شریف پڑھنا.....	۸۲
۱۲۷	درود و ذکر کے لئے دن، عدد متعین کرنا.....	۸۳
۱۲۸	جمعہ کے دن بعد عصر درود شریف کی تعیین و ترغیب.....	۸۴
۱۳۱	اسم مبارک سن کر، یا پڑھ کر، درود شریف پڑھنا اور اس کی قضاء.....	۸۵
۱۳۲	اسم مبارک سن کر درود شریف.....	۸۶
۱۳۲	لفظ ”نبی کریم“ اور اس پر درود شریف.....	۸۷
۱۳۳	درود میں لفظ ”سیدنا“.....	۸۸
۱۳۵	درود میں ”آل“ کا مصداق.....	۸۹
۱۳۶	صلوٰۃ و سلام کسی بھی نبی پر.....	۹۰
۱۳۶	درود شریف دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں.....	۹۱
۱۳۷	گنبد خضرا کو دیکھتے ہی صلوٰۃ و سلام.....	۹۲
۱۳۸	عشاء کے بعد روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام.....	۹۳
۱۳۸	محراب مسجد پر ایک مخصوص طغری.....	۹۴
۱۳۹	درود کی عبارت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غوث پاک کا نام لکھنا.....	۹۵

(فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ کا بیان)

۱۴۱	مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک سے؟	۹۶
۱۴۲	مصافحہ بعد نماز	۹۷
۱۴۳	مصافحہ بعد العیدین	۹۸
۱۴۶	نماز عید کے بعد مصافحہ	۹۹
۱۴۷	ایضاً	۱۰۰
۱۴۷	عید ملنا	۱۰۱
۱۴۸	ایضاً	۱۰۲
۱۴۹	مصافحہ بعد الفجر والعصر	۱۰۳
۱۵۳	نماز جمعہ سے پہلے بعض رسوم اور بعد میں مصافحہ	۱۰۴

(اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا بیان)

۱۵۶	اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا	۱۰۵
۱۵۷	اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا	۱۰۶
۱۵۸	اذان کے بعد انگوٹھا چومنا	۱۰۷
۱۵۸	انگوٹھے چومنا اور حیلۂ اسقاط	۱۰۸
۱۵۹	اذان میں انگوٹھے چومنا	۱۰۹
۱۶۲	بوقت اذان تقبیل ابہامین	۱۱۰

(میلا دوسیرت کی محافل اور عرس کا بیان)

۱۶۵	محفل میلا د	۱۱۱
۱۶۹	مجلس میلا د مروجہ	۱۱۲
۱۷۲	میلا د کا خاص طریقہ	۱۱۳
۱۷۶	مولود شریف	۱۱۴

۱۷۹	ساگرہ اور میلاد شریف.....	۱۱۵
۱۸۰	بطرز موسیقی میلاد شریف پڑھنا.....	۱۱۶
۱۸۱	مجلس میلاد کے منکرات تفصیلاً اور وعظ پر اجرت.....	۱۱۷
۱۸۶	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم.....	۱۱۸
۱۸۸	کیا مجلس میلاد شریف تمام ارکان کا بدل ہے؟.....	۱۱۹
۱۸۹	گیارہویں اور میلاد کی ابتداء.....	۱۲۰
۱۹۱	قیام میلاد کو روکنا.....	۱۲۱
۱۹۱	قیام میلاد کا تفصیلی حکم.....	۱۲۲
۲۰۳	قیام میلاد کی شرعی حیثیت.....	۱۲۳
۲۱۲	قیام میلاد کا حکم.....	۱۲۴
۲۱۸	محرم، ربیع الاول، ربیع الثانی وغیرہ میں وعظ کا خصوصی اہتمام.....	۱۲۵
۲۱۸	سیرت کا نفرنس کے جلے.....	۱۲۶
۲۱۹	ربیع الاول کا جلوس.....	۱۲۷
۲۲۱	بارہ ربیع الاول کو مدح صحابہ کا جلوس.....	۱۲۸
۲۲۲	۱۰/محرم، ۱۲/ربیع الاول کو کاروبار بند کرنا.....	۱۲۹
۲۲۲	وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہڑتال.....	۱۳۰
۲۲۳	حضرت غوث الاعظم کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری.....	۱۳۱
۲۲۴	دس محرم کو مسجد میں مجلس.....	۱۳۲
۲۲۴	عرس.....	۱۳۳
۲۲۷	عرس وغیرہ.....	۱۳۴
۲۳۰	بدعات متعلقہ قبور عرس وغیرہ.....	۱۳۵
۲۳۴	عرس کرنا اور زیارت قبور کے لئے سفر.....	۱۳۶
۲۳۶	ولادت، وفات پر خوشی اور غم، عرس، قوالی وغیرہ.....	۱۳۷

۱۳۸	اذان گاچھی صاحب کا عرس	۲۴۰
۱۳۹	عرس، قوالی، طبلہ، سارنگی بجانا	۲۴۳
۱۴۰	اصلاح کی نیت سے عرس میں شرکت	۲۴۴
۱۴۱	مدرسہ چلانے کے لئے مجلس میلاد میں شرکت	۲۴۵
۱۴۲	محبذوب کی قبر پر عرس	۲۴۵
۱۴۳	قوالی اور عرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کی طرف	۲۴۶
۱۴۴	قوالی اور پختہ قبر وغیرہ	۲۴۷
۱۴۵	مجلس شہادت	۲۴۸
۱۴۶	جلسہ میں غزل و نعت پڑھنا	۲۵۰
۱۴۷	جس جلسہ کی وجہ سے نماز فجر فوت ہو جائے، اس میں شرکت	۲۵۱
۱۴۸	خلفائے اربعہ کے ایام ولادت کی تعطیل	۲۵۱
(مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان)		
۱۴۹	اعمال شب برأت	۲۵۳
۱۵۰	شب برأت کی بعض نمازیں	۲۵۴
۱۵۱	شب برأت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ "لا حول اھ" کا ورد	۲۵۵
۱۵۲	مخصوص طرز پر آٹھ رکعات	۲۵۵
۱۵۳	مخصوص طرز پر چار رکعت	۲۵۵
۱۵۴	بچہ کا دودھ بخشوانا اور شب برأت میں کھانا تقسیم کرنا	۲۵۶
۱۵۵	شب برأت کو عرفہ بنانا	۲۵۶
۱۵۶	شب برأت میں قبروں پر روشنی اور اگر بتی	۲۵۸
۱۵۷	متبرک راتوں میں چراغاں کرنا	۲۵۸
۱۵۸	شب برأت اور شب قدر میں مسجدوں کو سنانا	۲۶۳
۱۵۹	دس محرم کو مٹھائی لا کر گھر میں تقسیم کرنا	۲۶۴

۲۶۴	شب برآءت اور اس کے اعمال.....	۱۶۰
۲۶۷	شب برآءت میں تہجد کی نماز باجماعت.....	۱۶۱
۲۶۷	شب برآءت کی رمیں.....	۱۶۲
۲۶۸	شب برآءت کا حلوہ.....	۱۶۳
۲۶۹	لیلۃ القدر اور لیلۃ البرآءت میں چراغاں کرنا.....	۱۶۴
۲۷۰	متبرک راتوں میں بیداری کے لئے اجتماع.....	۱۶۵
۲۷۱	متبرک راتوں میں عبادت کے لئے جمع ہونا.....	۱۶۶
۲۷۲	عاشورہ محرم کے خصوصی اعمال.....	۱۶۷
۲۷۳	صلوۃ العاشورہ.....	۱۶۸
۲۷۴	یوم عاشورہ کی خصوصیات.....	۱۶۹
۲۷۵	صلوۃ الرغائب.....	۱۷۰
۲۷۶	محرم کی بدعت شنیعہ.....	۱۷۱
۲۷۶	محرم کی رسوم.....	۱۷۲
۲۷۷	محرم کا شربت.....	۱۷۳
۲۷۸	صفر کے آخری چار شنبہ کو منھائی تقسیم کرنا.....	۱۷۴
۲۸۰	رجب کا روزہ، کونڈہ.....	۱۷۵
۲۸۱	۲۲/ رجب کے کونڈوں کی حقیقت.....	۱۷۶
۲۸۲	رجب کی روٹی.....	۱۷۷
۲۸۳	شب معراج کے اعمال مروجہ.....	۱۷۸
۲۸۵	ایک مخصوص مشرکانہ رسم.....	۱۷۹
۲۸۶	رسم پر عمل.....	۱۸۰
۲۸۷	بچہ کو چالیسویں دن مسجد میں لانے کی رسم.....	۱۸۱

۲۸۷	چالیس روز بچہ کو مسجد میں بھیج کر سجدہ کرانا	۱۸۲
۲۸۸	حج و جانے والے کو غروں کے ساتھ رخصت کرنا	۱۸۳
۲۸۹	کیا کسی مسجد میں چار سال مغرب کی نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے؟	۱۸۴
۲۹۰	بسم اللہ خوانی کی تقریب	۸۵
۲۹۰	بسم اللہ خوانی کے کئے عمر کی تعیین	۱۸۶
۲۹۰	بچوں کی روز و کشتی	۱۸۷
۲۹۱	بچہ کا دودھ بخشوانا	۱۸۸
۲۹۱	دودھ بخشوانا	۸۹
۲۹۲	محراب مسجد میں ایک مخصوص طغریٰ اور اس کا استلام	۱۹۰
۲۹۲	طغریٰ کے سامنے امام کا کھڑا ہونا	۱۹۱
۲۹۲	محراب سے طغریٰ کو بنانا	۹۲
(دفع مصائب کے لئے بعض اعمال کا بیان)		
۲۹۵	دفع مصائب کے لئے ختم بخاری شریف اور سوالیہ کا ختم	۱۹۳
۲۹۶	مصیبت کو دفع کرنے کے لئے صدق کرنا	۱۹۴
۲۹۷	دفع وبا کے لئے اذان	۱۹۵
۲۹۸	دفع وبا و وبا کے لئے اذان دینا	۹۶
۲۹۸	جنات کے دفعیہ کے لئے خیریر کی بھیجنا	۹۷
۳۰۰	دفع بلا کے لئے بھیجنا	۱۹۸
۳۰۱	دفع مشکلات کے لئے پرندوں کو دانہ ڈالنا	۱۹۹
۳۰	دفع بلا کے لئے چیلوں کو گوشت ڈالنا	۲۰۰
۳۰۱	دفع وبا کے لئے قریہ کی نذر	۲۰۱

کتاب العلم

ما يتعلق بطلب العلم

(طلب علم کا بیان)

۲۰۲	۳۰۲	علم ضروری کیا ہے؟
۲۰۳	۳۰۳	کیا علم دین سیکھنے کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے؟
۲۰۴	۳۰۵	علم باطن کیا ہے؟
۲۰۵	۳۰۵	کثرت عبادت بہتر ہے، یا تحصیل علم شریعت؟
۲۰۶	۳۰۶	والدین کا علم دین حاصل کرنے سے روکنا
۲۰۷	۳۰۷	والدین کی مرضی کے خلاف علم دین کے لئے سفر کرنا
۲۰۸	۳۰۸	علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تشریح
۲۰۹	۳۱۰	کیا عقل کو شرعی دلائل میں دخل ہے؟
۲۱۰	۳۱۰	تعلیم کا مقصد
۲۱۱	۳۱۱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوڑا ہاتھ میں لے کر بازار میں مسائل کی تعلیم دینا
۲۱۲	۳۱۲	اجماع کی حجیت
۲۱۳	۳۱۳	فقہی جزئیات کا مقام بحیثیت اولیٰ
۲۱۴	۳۱۴	نصوص شرعیہ سے متعلق چند معلومات
۲۱۵	۳۱۴	مسائل فقہیہ میں تعارض کے وقت ترجیح کا طریقہ
۲۱۶	۳۱۵	مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے ہے؟
۲۱۷	۳۱۶	مسائل کے لئے استقارہ
۲۱۸	۳۱۷	نہ جاننے والے کو لا علم کہنا
۲۱۹	۳۱۷	ایضاً

۳۱۸	۲۲۰	حکم دین کو کتابی پر نوکتہ
۳۱۹	۲۲۱	جس چیز کے نئی رکن ہوں تو کیا ہر رکن کو ادا کرنا ضروری ہے؟
۳۱۹	۲۲۲	نسان میں عنصر رجبہ
۳۲۰	۲۲۳	قبر و عید وغیرہ بعض خطبات کا حکم
			(علمی اصطلاحات اور عبارات کا حل)
۳۲۰	۲۲۴	فرض واجب وغیرہ کی تعریف
۳۲۲	۲۲۵	فقہاء کے یہاں "درست نہیں" اور "مکروہ تحریمی" کا مطلب
۳۲۳	۲۲۶	صاحب بدایہ نے "قال العبد الضعیف" کیوں کہا؟
۳۲۴	۲۲۷	اشعار "وثیبہ عرب احمر باضرا" کی تحقیق
۳۲۵	۲۲۸	"حفظ الایمان" اور کلمہ سے متعلق حضرت تھانوی پر اعتراض
۳۲۶	۲۲۹	مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی کتاب "صراط مستقیم" کی عبارت پر اعتراض
۳۳۰	۲۳۰	"صراط مستقیم" کی عبارت پر اعتراض کا جواب
۳۳۴	۲۳۱	"حفظ الایمان" کی عبارت پر غلط فہمی کا ازالہ
۳۳۵	۲۳۲	"تقویۃ الایمان" کی عبارت پر اعتراض
۳۳۸	۲۳۳	تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب
۳۳۹	۲۳۴	"نور انوار" کی عبارت پر خباں
۳۴۰	۲۳۵	۷۸۶ کا عدد تسمیہ کا قلم متتام نہیں ہے
۳۴۰	۲۳۶	حاشیہ پر "۱۲" کا مطلب
۳۴۱	۲۳۷	مدحتی کے سے تخصیصی فقرہ بولنے سے منع کا ثبوت
۳۴۲	۲۳۸	اختلاف مجلس کی دعا میں واحد کے سیغہ کو جمع سے پڑھنا
۳۴۲	۲۳۹	لفظ "ضموز" کا استعمال
۳۴۲	۲۴۰	زمرہ متعدی بنائے کا ضابطہ
۳۴۳	۲۴۱	"نور الایمان" کے معنی

۲۴۲	رہن غمیر کا منصب کیا ہے؟	۳۴۶
۲۴۳	”اسی حضرت“ کتب کا حجم	۳۴۵
۲۴۴	”پیر، مومن، عبد“ کے معانی	۳۴۵
۲۴۵	معدور اور مجبور میں فرق	۳۴۸
۲۴۶	روز شریف اور غوی فی تعریف	۳۴۸
۲۴۷	عبادت و صامت میں فرق	۳۴۹
(فتویٰ کا بیان)		
۲۴۸	قضی و مفتی میں فرق	۳۵۰
۲۴۹	”خبر اسرار“ کے خلاف فتویٰ	۳۵۲
۲۵۰	شامی و دیگر مفتوی دین	۳۵۳
۲۵۱	جابل مفتی	۳۵۲
۲۵۲	غیر مستند مکتبہ کا فتویٰ دین	۳۵۵
۲۵۳	غیر مجتہد اور غیر مفتی کا فتویٰ دین	۳۵۶
۲۵۴	بغیر علم کے مسئلہ بتانا اور حدیث کی طرف منسوب کرنا	۳۵۷
۲۵۵	غیر علم کا مسئلہ بتانا	۳۵۸
۲۵۶	غیر علم کو مسئلہ بتانے سے روکنا	۳۵۹
۲۵۷	غیر فتویٰ دین و مفتوی دین کا فرق	۳۶۰
۲۵۸	غیر واقعہ بیان کر کے فتویٰ لینا	۳۶۲
۲۵۹	کیا علم کے ذمہ یہ سوال کا جواب ضروری ہے؟	۳۶۳
۲۶۰	مذہب کے مسائل کا جواب	۳۶۶
۲۶۱	آراء عامہ منہ ہو، تو مسئلہ اس سے چلتی ہیں؟	۳۶۵
۲۶۲	جہاں سے بہت متوقع ہو وہاں سے فتویٰ پہنچنا	۳۶۵
۲۶۳	مباحثہ	۳۶۶

۳۶۸	تہذیب کے وقت اس قول پر عمل ہو؟	۲۶۶
۳۶۹	نہ مفتی بہ قول و اختیار کرنا	۲۶۵
۳۷۱	شیعہ کے سواں کا جواب کس صریح پر ہونا چاہیے؟	۲۶۶
۳۷۲	فتویٰ کی تائید میں کسی مولوی کا جھوٹا موت نام	۲۶۷
۳۷۳	پٹنات سے متعلق سواں سے مفتی کا جواب سے معذرت کرنا	۲۶۸
	(تعلیم نسواں کا بیان)	
۳۷۵	تعلیم نسواں	۲۶۹
۳۷۶	کیا تعلیم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے ہے	۲۷۰
۳۷۶	بے پردگی کی حالت میں عورتوں کو تعلیم دینا	۲۷۱
۳۷۷	لڑکیوں کی تعلیم	۲۷۲
۳۷۸	لڑکیوں کے لئے تعلیم	۲۷۳
۳۷۹	مدرسہ میں لڑکیوں کی تعلیم	۲۷۴
۳۸۰	کتنی عمر کی بچی مدرسہ میں پڑھ سکتی ہے؟	۲۷۵
۳۸۱	لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دینا	۲۷۶
۳۸۲	لڑکے اور لڑکیوں کا ہندی، انگریزی تعلیم کا مفید ہونا	۲۷۷
۳۸۳	کتابۃ النساء	۲۷۸
۳۸۵	نیمہ عریں لباس اسکول میں لڑکیوں کو تعلیم دینا	۲۷۹
۳۸۶	پردہ نشین لڑکی کے لئے طبیہ کالج میں داخلہ	۲۸۰
۳۸۷	عورتوں کو پیش پردہ میں رکھ کر عوام کے مسائل بتانا	۲۸۱
۳۸۸	مذہبی تعلیم کے نتائج	۲۸۲
۳۸۹	معلمین کے ساتھ معلمات کا تفرار اور سیانے بچے، بچیوں کی مخلوط تعلیم	۲۸۳
۳۸۹	نرسری اسکول اور جیسنی معلمات	۲۸۴
۳۹۰	اسکول میں قرآن	۲۸۵

۲۸۶	۱۱۔ مرتبہ تفسیر حاکم	۳۹۷
	باب ما يتعلق بالقرآن الكريم	
	(تفسیر کا بیان)	
۲۸۷	۱۲۔ تفسیر	۳۹۸
۲۸۸	تفسیر و تواتر میں فرق	۳۹۸
۲۸۹	۱۳۔ قرآن میں نسخ و منسوخ ہیں؟	۳۹۹
۲۹۰	۱۴۔ حدیث قرآنی حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے؟	۴۰۰
۲۹۱	۱۵۔ حدیث منسوخ کی تدوین کا حکم	۴۰۱
۲۹۲	۱۶۔ نسخ کی تفصیل اور حکمت	۴۰۲
۲۹۳	۱۷۔ حدیث قطب	۴۰۳
۲۹۴	۱۸۔ حدیث سیح	۴۰۴
۲۹۵	۱۹۔ حدیث اترتی کہاں تک ہے؟	۴۰۵
۲۹۶	۲۰۔ پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارہ میں ہے؟	۴۰۶
۲۹۷	۲۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق آیتوں میں تعارض	۴۰۷
۲۹۸	۲۲۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اہل بیت کی نافرمانی میں فرق	۴۰۸
۲۹۹	۲۳۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی حالت	۴۰۹
۳۰۰	۲۴۔ تنکف فی الارض کا معنی	۴۱۰
۳۰۱	۲۵۔ وعید کی آیتیں زیادہ ہیں، یہ حدیث بشرقیں؟	۴۱۱
۳۰۲	۲۶۔ "أطيعوا الله وأطيعوا الرسول" کا مطلب	۴۱۲
۳۰۳	۲۷۔ "اسجدوا لآدم" کا خطاب یا شیطان کی بھی ہے؟	۴۱۳
۳۰۴	۲۸۔ "يسبح لله ما في السموات والأرض" کی تشریح	۴۱۴
۳۰۵	۲۹۔ "من لم يحكم بما أنزل الله" کی تفسیر	۴۱۵

۳۰۶	غیر مذہبی مہینے سے متعلق تنبیہات، چند آیات کی تفسیر	۴۲۶
۳۰۷	تفسیر "استوی"	۴۲۹
۳۰۸	تشریح "افراء"	۴۳۰
۳۰۹	تفسیر "لا یسہ إلا المطہرون"	۴۳۲
۳۱۰	"لیس للإنسان الا ما سعی"	۴۳۴
۳۱	صرحت علیہم الدلۃ والمسکۃ کا مطلب	۴۳۷
۳۲	"ن لندین آمرا واندین ہادوا والنصری" پر اشکال اور اس کا جواب	۴۴
۳۱۳	"حاعل الدین اتعوک" کی تفسیر	۴۴۲
۳۱۴	"ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمکر" کا مطلب	۴۴۵
۳۱۵	"وما تشاء وھی الا ان یشاء اللہ" کا مطلب	۴۴۵
۳۱۶	"لان شکرتم لازیدنکم" کا مطلب	۴۴۶
۳۱۷	حضرت مسیح علیہ السلام کی فضیلت "کلمتہ" اور "روح منہ" سے	۴۴۷
۳۱۸	"قال: ہی عصای" کی عجیب تفسیر و تشریح	۴۵۱
۳۱۹	"ارض" کی جمع قرآن کریم میں کیوں نہیں؟	۴۵۲
۳۲۰	"یوم ندعوا کل اناس بامامہم" کی تفسیر	۴۵۶
۳۲۱	اللہ تعالیٰ کو وکیل کیسے بنایا جائے؟	۴۵۷
۳۲۲	کیا مغفرت، فتح سے مراد ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟	۴۵۸
۳۲۳	حیات طیبہ کون سی زندگی ہے؟	۴۵۹
۳۲۴	"وقت شرم" سے کیا مراد ہے؟	۴۵۹
۳۲۵	قرآن پاک میں نبیوں کے لئے جو الفاظ آئے ہیں ان کا مفہوم	۴۶۰
۳۲۶	اما کے الفاظ والی صفات کیا نبی میں تھیں؟ (نعوذ باللہ)	۴۶۰
۳۲۷	یا "نت یدانی لہب" کونسا ہے؟	۴۶۲
۳۲۸	قرآن کریم میں تحریف کی علامات اور دلائل	۴۶۵

۴۷۴	تفسیر قرآن ذاتی مطالعہ سے.....	۳۲۹
۴۷۵	شرح جامی پڑھنے والے کا تفسیر بیان کرنا.....	۳۳۰
۴۷۷	حجر جمیل کیا ہے؟.....	۳۳۱
۴۷۷	رحمۃ للعالمین کا مؤمنین کے ساتھ قرب معیت، ایک آیت کی تفسیر بالرائے.....	۳۳۲
۴۷۸	کفار پر غصہ زیادہ ہے یا مسلمان پر؟.....	۳۳۳
۴۷۹	تفسیر مودودی اور تفسیر حقانی اور قرآن فہمی کے لئے مفید تفسیر.....	۳۳۴
۴۸۰	”اللہ تعالیٰ کا موی عالیہ اسلام سے گندی چیز منگانا“ اسرائیلیات میں سے ہے.....	۳۳۵
(تجوید اور ترتیب قرآنی کا بیان)		
۴۸۱	قرآات سبعہ بھی منقول ہیں، محدث نہیں.....	۳۳۶
۴۸۱	حسن قرآات کی محفلوں کا حکم.....	۳۳۷
۴۸۳	کیا لہجہ سیکھنا حرام ہے؟.....	۳۳۸
۴۸۵	”وقف زعفران“ کا مطلب.....	۳۳۹
۴۸۶	کیا ہر آیت پر وقف کیا جائے؟.....	۳۴۰
۴۸۶	سورۃ قدر میں ”امر“ یا ”سلام“ پر وقف.....	۳۴۱
۴۸۷	تحقیق ”ضاد“.....	۳۴۲
۴۹۱	”نون قطنی“ کے ساتھ نماز.....	۳۴۳
۴۹۲	معروف و مجہول کا تلفظ.....	۳۴۴
۴۹۳	بعض آیات میں وارد ہمزات پڑھنے کا طریقہ.....	۳۴۵
۴۹۴	زیر، زیر، پیش.....	۳۴۶
۴۹۵	غیر قرآن کو قرآات کے ساتھ پڑھنا.....	۳۴۷
۴۹۵	قرآن پاک میں اعراب اور کتب حدیث و فقہ کی تدوین.....	۳۴۸
۴۹۵	حرکات و نقاط قرآن میں کب سے ہیں؟.....	۳۴۹

۳۵۰	تدبر اور بد تدبیر کلامت میں فرق	۴۹۶
۳۵۱	جواب ام بھی مجھ وہ ہوتا ہے	۴۹۷
۳۵۲	قرآن کریم کی سند	۴۹۷
۳۵۳	قرآن کریم کی ترتیب عثمانی	۴۹۸
۳۵۴	پارہ تمن صبا عت خلاف ترتیب	۴۹۹
۳۵۵	سورقوں کی ترتیب توقیفی ہے	۵۰۳
۳۵۶	یہ قرآن کریم کس چالیس پارے میں ہے؟	۵۰۴
۳۵۷	قرآن کریم کس چالیس پارے میں ہے؟	۵۰۴
۳۵۸	سورہ فتح کس پارہ کا جز ہے؟	۵۰۵
۳۵۹	تسبیب یہی زبان	۵۰۶
۳۶۰	غیر عربی میں قرآن کریم لکھنا	۵۰۷
۳۶۱	اردو میں قرآن پاک پڑھنا	۵۰۹
۳۶۲	ترجمہ قرآن بغیر عربی عبارت کے	۵۱۰
۳۶۳	قرآن کریم ہندی میں لکھنا	۵۰
۳۶۴	ازبک زبان میں قرآن وحدیث لکھنا	۵۱
(حفظ قرآن کا بیان)		
۳۶۵	حفظ قرآن اور شتر فطری ہے یا سنت؟	۵۳
۳۶۶	کیا قرآن کریم حفظ کرنا مفید نہیں، مضر ہے؟	۵۱۳
۳۶۷	بس بیکارم پاک چاہو، یہ وہ بھی بخشش برائے کا؟	۵۱۶
۳۶۸	کیا حافظہ وغیرہ حافظ پر فوقیت ہے؟	۵۵
۳۶۹	بستی میں کوئی حافظ نہیں	۵۱۶
۳۷۰	قرآن شریف بھول جانے پر امید	۵۱۶
۳۷۱	قرآن پاک حفظ کر کے بھول جانا	۵۱۷

۵۱۷	درجہ حفظ ست انگریزی تعلیم میں جانا	۳۷۲
	(آداب قرآن کا بیان)	
۵۲۰	قرآن پاک کو بے وضو چھونا کیسا ہے؟	۳۷۳
۵۲۰	معلم معذور کا قرآن کریم کو بے وضو ہاتھ لگانا	۳۷۴
۵۲۱	طلبہ کا بے وضو قرآن پڑھنا	۳۷۵
۵۲۲	بے وضو بچوں کو قرآن کریم دینا	۳۷۶
۵۲۲	ریاحی مریض کے لئے قرآن کا چھونا	۳۷۷
۵۲۳	بے وضو قرآن کریم نہ لکھنا	۳۷۸
۵۲۳	بے وضو کتب تفسیر کو ہاتھ لگانا	۳۷۹
۵۲۴	یضاً	۳۸۰
۵۲۵	بے وضو غسل کتابیں پڑھنا	۳۸۱
۵۲۵	بے وضو قرآن پاک چھونے اور بے غسل مسجد میں جانے کی توبہ سے معافی	۳۸۲
۵۲۶	تمام شریف لئے ہوئے بیت الخلاء جانا	۳۸۳
۵۲۷	قرآن کریم کی طرف پشت کرنا	۳۸۴
۵۲۷	قرآن شریف کی طرف پاؤں پھیلانا	۳۸۵
۵۲۸	جس کمرہ میں قرآن پاک ہو، اس کمرہ میں بیوی سے ہمبستری کرنا	۳۸۶
۵۲۸	ایک شخص چار پانی پر بیٹھے اور دوسرا شخص نیچے قرآن پاک کی تلاوت کرے	۳۸۷
۵۲۹	زینہ کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا	۳۸۸
۵۲۹	کرسی پر بیٹھنا جب کہ قرآن کریم نیچے رکھا ہو	۳۸۹
۵۳۰	کرسی پر بیٹھ کر تعظیم قرآن کریم	۳۹۰
۵۳۰	مستاد کرسی پر بیٹھے اور نیچے ٹاٹ پر، اس کا کیا حکم ہے؟	۳۹۱
۵۳۱	نیچران کا کرسی پر بیٹھنا جب کہ دینی کتب نیچے ہوں	۳۹۲

۳۹۳	قرآن پاک و پیمان	۵۳۲
۳۹۶	تنبیہ قرآن کریم	۵۳۲
۳۹۵	تنبیہ مصحف	۵۳۳
۳۹۶	قرآن کریم و بغیر تہمت کے پیمان	۵۳۳
۳۹۷	قبرستان میں قرآن کریم کے جنا	۵۳۶
۳۹۸	رستمہ ہزارین قرآن پاک کے	۵۳۵
۳۹۹	خبرت میں قرآن پاک کی آیات اور ترجمہ شائع کرنا	۵۳۵
۴۰۰	خبر میں "بسم اللہ" لکھنا	۵۳۶
۴۰۱	قرآن کریم ٹیلیڈر اور اخبار میں چھپوانا	۵۳۷
۴۰۲	خط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ ہونا اس کا ادب	۵۳۸
۴۰۳	جن خطوط پر قرآنی آیات کے مطالب لکھے ہوں، ان کو کیا کیا جائے؟	۵۳۹
۴۰۴	اپنی تحریر کی سب ادبی کے خیال سے اس خدمت کو چھوڑ دینا	۵۳۹
۴۰۵	خط لکھنے کے بعد اس کو مٹی سے خشک کرنا۔	۵۴۰
۴۰۶	مستخوان، یہ منسلق پر آیات یا اسماء الہیہ لکھنا	۵۴۱
۴۰۷	گرجی سے قرآن کریم گرجا کے، تو کیا کرے؟	۵۴۲
۴۰۸	بوسیدہ قرآن کریم کو کیا کیا جائے؟	۵۴۲
۴۰۹	بوسیدہ قرآن کریم کو جلانا۔	۵۴۳
۴۱۰	قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا	۵۴۴
۴۱۱	فن کے ست بوسیدہ قرآن کریم کو لپیٹ کر رکھ دینا بے ادبی نہیں	۵۴۵
۴۱۲	قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور سننا کیسا ہے؟	۵۴۶
۴۱۳	قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور اس کی تجارت کرنا	۵۴۷
۴۱۴	قرآن کریم کی آیت جو امر زید یو میں تلاوت کرنا	۵۴۸
۴۱۵	زید یو میں قرآن پاک کا پڑھنا	۵۴۹

۵۵۰	تیسٹ کے ذریعے قرآن پاک پڑھنا	۴۱۶
	(آداب تلاوت و بیان)	
۵۵۱	منہ کے پہلے درجہ پر قرآن پاک رکھ کر پڑھنا	۴۱۷
۵۵۲	مجبوریت سے تلاوت قرآن کریم	۴۱۸
۵۵۳	برائے سر تلاوت	۴۱۹
۵۵۴	تلاوت قرآن کریم بازار میں جہ اور مسجد میں	۴۲۰
۵۵۵	متعدد دعوں کا ایک وقت جہ قرآن پاک پڑھنا	۴۲۱
۵۵۶	چند آدمیوں کا قرآن کریم کو جہ پڑھنا	۴۲۲
۵۵۷	قرآن خوانی میں قرآن کریم زور سے پڑھنا چاہیے یا بہت سست؟	۴۲۳
۵۵۸	دعوں کی رعایت میں قرآن سوا کر پڑھنا	۴۲۴
۵۵۹	بوقت مناجات تلاوت کرنا	۴۲۵
۵۶۰	کیا تلاوت کی وجہ سے کسی کے وظیفہ ورہ کا جائے؟	۴۲۶
۵۶۱	جس کی ابتداء کلام پاک سے	۴۲۷
۵۶۲	سیاحی غیر مسلم بندوں کی آمد پر قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعہ مجلس کا افتتاح	۴۲۸
۵۶۳	تلاوت کے وقت سر بلند	۴۲۹
۵۶۴	ایک ایک مرتبہ قرآن شریف پڑھنے والے کا اجر	۴۳۰
۵۶۵	تلاوت کا ثواب زیادہ ہے یا تحیۃ المسجد کا؟	۴۳۱
۵۶۶	”قل هو اللہ احد“ پڑھنے سے جو مکان جنت میں ہے گا کیا اس میں بیوی بچے بھی	۴۳۲
۵۶۷	ساتھ ہوں گے؟	۴۳۳
۵۶۸	تہن کو والہ پان منہ میں رکھ کر تلاوت کرنا	۴۳۴
۵۶۹	دنیاوی غرض کے لئے ذکر و قرآن پر بھی اجر ہے	۴۳۵
۵۷۰	مصیبت کا طاعن قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھنا	۴۳۶
۵۷۱	قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ”بسم اللہ“ پڑھنا	۴۳۷

۵۶۸	ایک شب میں قرآن کریم ختم کرنا	۴۳۷
۵۷۰	ختم قرآن پر دعوت	۴۳۸
۵۷۱	مکان کی تعمیر پر قرآن کریم ختم کرنا	۴۳۹
۵۷۲	نابغ سے ختم کرنا	۴۴۰
۵۷۳	تلاوت کا ثواب پڑھنے والے کو بھی ملتا ہے	۴۴۱
۵۷۴	قبرستان میں قرآن کریم سے جانا اور پڑھ کر ثواب پہنچانا	۴۴۲
۵۷۵	غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا	۴۴۳
۵۷۵	انگریز کو قرآن شریف کی تعلیم دینا	۴۴۴
۵۷۶	غیر مسلم کو قرآن و فقہ کی تعلیم دینا	۴۴۵
(المتفرقات)		
۵۷۷	قرآن افضل ہے یا سید؟	۴۴۶
۵۷۸	غلاف قرآن اور غلاف کعبہ میں کون افضل ہے؟	۴۴۷
۵۷۹	شیطان قراءت قرآن پر قادر نہیں	۴۴۸
۵۸۰	کیا مانگہ تلاوت قرآن کرتے ہیں؟	۴۴۹
۵۸۲	کیا مسلمان قرآن کریم کو نہیں سمجھتا	۴۵۰
۵۸۳	قرآن کریم میں سائنس کی بحث	۴۵۱
۵۸۴	فالنامہ قرآن پاک میں کیوں ہے؟	۴۵۲
☆☆☆		

باب البدعات والرسوم

(بدعات اور رسومات کا بیان)

بدعت کی تعریف

سوال [۷۷۳]: بدعت کے کیا معنی ہیں، بدعت حسہ اور بدعت منالہ کی تعریف بکوالہ حدیث و اش چند مثالیں دے کر جوابات مرحمت فرمائیں۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس چیز پر شریعت نے ثواب نہ بتایا ہو اس کو ثواب سمجھ کر کرتا بدعت ہے (۱) چاہے وہ چیز کوئی فعل ہو (۲) یا کسی فعل کی ہیئت ہو یا زمان مکان یا عدد وغیرہ کی کوئی قید ہو (۳) مثلاً میت کو قبہ میں رکھ کر اس پر مرق گلاب وغیرہ چھڑکانا (۴) نماز جنبزوہ کے بعد مستقلاً اجتماعی حیثیت سے سب کو روک کر دعاء کرنا (۵)، نماز کے

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، مطلب البدعة حمسة أقسام ۱/ ۵۶۰، بیچ ایم سعید،
والحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ: ۱/ ۶۱۱، (رشیدیہ)

و کذا فی التفسیر فی المذهب الحنفی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، ص ۲۷۶ دار الکتب الطب
بیروت)

(۲) "و كذلك كل محدث قولاً أو فعلاً لم يتقدم فيه متقدم، فإن العرب تسميه مسدعاً" تفسیر من
کثر ۲۲۲/۱، مکتبہ دار السلام ریاض)

(۳) "وم ذاک (أي، کون الفعل بدعة) الا لكونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع" (رد المحتار،
باب صلوٰۃ الحائز، مطلب فی دفن الميت: ۲/ ۲۳۵، سعید)

(۴) قال العلامة العینی "و کذا ما یفعله اکثر الناس من وضع ما فیہ رطوبة من لواحش والقبور و
ونحوها علی القبور لیس بنیء، وإنما السیة العرز" (عمدة القاری: ۳، ۱۸۰، کتاب الوصوء، باب
من الکائن أن لا یستمر من بولہ، دار الکتب العلمیہ)

(۵) "لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الحارۃ" (حلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوٰۃ، لحسن لأحر فی صلوٰۃ
الحائز: ۲۲۵/۱، أمجد اکیڈمی لاہور)

بعد مصرفی یا مع نقد کرنا (۱)، کھانا سامنے رکھ کر ثواب پہنچانے کے لئے مخصوص سورت یا آیتوں کی تعیین کرنا (۲) مید و شریف کے نام پر مخصوص تاریخ میں مجلس منعقد کرنا (۳) اس میں صدوقہ و حرام کے قیام کرنا وغیرہ وغیرہ (۴)۔ حدیث شریف میں ہے ”من احب فی امرہ حد مدیس منہ فہو ردیح“ (۵)۔
فتاویٰ المدعات و غیرہ۔

ترجمہ: عبدالموہب غفرلہ دار علوم دیوبند، ۱۹۰۸ء۔

ابواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ دار علوم دیوبند، ۱۹۰۸ء۔

”وقد صرح بعض علماء وغيرهم بکراهة المصافحة المعنادة عقب لصوت مع ن سب فحدسہ و ما ذک لا نکویف لم یونر فی خصوص هذا الموضع، والمواظبة علیہ توہم لغو و سب سہ فیہ“ (رد المحتار، کتاب الحائز، مطلب فی ذیل الميت ۲۳۵۲ و کتاب الحظر و لإباحة، باب الإستبراء وغیرہ: ۳۸۱/۶، سعید)

۲ ”ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و نہ در زمان حنفیہ، بدکہ و حدود آن در قرون ثلاثہ مشہود لہا بالحیر اند، مقول نہ شد، و این را ضروری دانست مدموم است“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ، أبواب الحائز ۱۹۵۱، امجد اکیدمی)
(۳) ”إن عمل المولد بدعة لم یقل بہ و لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحنفاء والأئمة“ (کذا فی الشرعة الإلییة، بحوالہ راہ سنت، ص: ۱۶۴، مکتبہ صفدریہ)
”قد اتفق علماء المذاهب الأربعة بدم هذا العمل“ (القول المعتمد، بحوالہ راہ سنت، ص: ۱۶۵، مکتبہ صفدریہ)

(۴) ”وإن العادات من حیث ہی عادیة لا بدعة فیہا، و من حیث یتمد بہا أو توضع وضع التعمد، ندخیلہا البدعة“ (الإعتصام: ۹۸۲، دار الفکر، ص: ۳۸۵، دار المعرفة)
وفی الاعتصام ایضاً ”مہ وضع الحدود والنراہ الکلیف و لہیب السعیة و لزمہ العبادات المعینة فی أوقات معینة لم یوجد لہا ذلک التعین فی التبرعة“ (فصل فی تعریف لدعایح ۳۹/۱، دار الفکر، و ص: ۲۵۰، ۲۶، دار المعرفة بیروت لبنان)

(۵) رواہ البحری فی کتاب الصلح، باب إذا اصطحوا علی صلح حور فہو مردود ۱۰۱، ۳ قديمی و من ماحہ فی مقدمتہ، باب اتباع سہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۳ مبر محمد کتب حہ

فرض، سنت، بدعت وغیرہ کی تعریف

سوال [۷۷]: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، بدعت کی تعریف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

- فرض: جس کے کرنے کا حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو (۱)۔
 واجب: جس کے کرنے کا حکم دلیل ظنی سے ثابت ہو (۲)۔
 سنت مؤکدہ: جس پر مواظبت ثابت ہو (إلا أحياناً) (۳)۔

(۱) "والشيء الفرض ما ثبت لرومه بدليل قطعي، ويكثر حاخده" (حاشية سعد الله على الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الطهارة: ۱۳/۱ مصطفى البابی مصر)

"العرض ما ثبت بدليل قطعي" (العاية على الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الطهارة: ۱۸/۱ مصطفى البابی)

"الفرض القطع والتقدير لغة، وفي الشرع ما ثبت بدليل لا شبهة فيه" (المعنى فى أصول الفقه، فصل فى العزيمة والرخصة، ص: ۸۳، جامعہ أم القرى مكة المكرمة)

(۲) "الواجب من الوجوب، وهو السقوط وفي الشرع: اسم لما لم يدل عليه شبهة" (المعنى فى أصول الفقه، ص: ۸۳، جامعہ أم القرى مكة المكرمة)

(۳) "والمدى طهر للعد الضعيف أن السة ما راطب عليه السى صلى الله عليه وسلم، لكن إن كنت لامع الترك، فهى دليل السة المؤكدة، وإن كانت مع الترك أحياناً، فهى دليل عبر المؤكدة" (رد المحتار، كتاب الطهارة، أركان الوضوء: ۱۰۵/۱، سعيد)

"وقال سة الهدى هى التى واطب عليها السى صلى الله عليه وسلم تعمداً واستعلاء مرصات الله تعالى مع الترك مرة أو مرتين بلا عذر، أو لم يترك أصلاً ولكنه لم يكر على الترك" (قمر الأقمار حاشية نور الأنوار، ص: ۱۲۷، سعيد)

(و كذا فى حاشية اللكوى رحمه الله تعالى على الهداية، كتاب الطهارة: ۱۷۱، مكتبه شرکت عنبه)
 (و كذا فى فتح القدير، كتاب الطهارة: ۲۱/۱، مصطفى البابی الحلبي، مصر)

سنت غیر مؤکدہ جس کو گناہ ہے یا گناہ ہو (۱) یہی مستحب بھی ہے (۲)۔

حرام جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو (۳)۔

مکروہ تحریمی جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو (۴)۔

مکروہ تنزیہی جو مستحب کے مقابلہ میں ہو (۵) یعنی جس کا نہ کرنا شرعاً پسندیدہ ہو (۶)۔

بدعت جو چیز، یں نہ ہو اس کو دین سمجھنا (۷) تفصیل کتاب اصول میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

(۱) "والدی طهر للعبد الضعیف ان السنة ما واطب عليه السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان كانت مع الترك احياء فهي دليل غير المؤكدة" (رد المحتار، کتاب الطهارة، ۱/۵۰۵، بیچ ایہ سعید)

(۲) "وقد يطلق عليه (أي على المستحب) اسم السنة" (رد المحتار، کتاب الطهارة، ۱/۴۰۵، سعید کراچی)

(۳) قال ابن عابدین "قال في الهداية، إلا أنه لما لم يحد فيه نصاً قطعاً، لم يطلق عليه لفظ الحرام، فإذا وحد نصاً، يقطع القول بالتحريم" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، ۶/۳۳۷، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة: ۸/۳۳۰، رشیدیہ)

(و کذا فی الهدایة، کتاب الکراهیة: ۴/۴۵۰، امدادیہ ملتان)

(۴) "فالمكروه تحريماً فيثبت بما يشهد به الواجب يعنى بطى الثبوت" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۳۷، سعید)

(۵) "فالمكروه خلاف المندوب" (البحر الرائق، کتاب الکراهیة: ۸/۳۳۰، رشیدیہ)

(۶) "وأما المكروه كراهة تنزيه، وإلى الحل أقرب اتفاقاً" (الدر المحتار) وقال ابن عابدین تحتہ "لمعنى أنه لا يعاقب فاعله أصلاً، لكن يثاب تاركه آدمى ثواب لأن المكروه تنزيهاً كما في

المنع: مرجعه إلى ترك الأولى" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۳۷، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة: ۸/۳۳۰، رشیدیہ)

(۷) (راجع، ص: ۳۲، رقم الحاشیة: ۳، ۲، سیأتی تخریجہ من رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید، تحت عنوان: "بدعت تنزیہ")

سنت و بدعت کی تعریف و تقسیم

سوال [۱۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء دین و منتہیان شرع متین اس بارے میں کہ سنت کے صحیح معنی کیا ہیں اور سنت کس کو کہتے ہیں؟ شرعی حیثیت سے سنت کی تعریف کیا ہے؟ سنت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟

۲ ”بدعت“ کے صحیح معنی کیا ہیں اور بدعت کس کو کہتے ہیں؟ شرعی حیثیت سے بدعت کی تعریف کیا ہے؟ بدعت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟

اسکال: یم، ین، جاوید چامراج نگر، ۱۵ اگست ۵۰ء۔

الجواب حامداً و مصلياً :

۱ ”سنت“ کے معنی لغت میں طریقے کے ہیں، خواہ اچھا ہو، خواہ خراب ہو (۱) چنانچہ حدیث شریف میں سنت حسنة اور سنت سيئة دونوں وارد ہیں (۲)۔

اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

”طريقة مسنوعة في الدين بقول أو فعل من غير نزوم ولا إكراه عني تركها، وبسبب خصوصية، هـ“

(۱) ”و لسة لعة الطريقة ولو سينة“ (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۴، قدیمی)

وقال ابن عابدين ”أما هي لعة، فالطريقة مطلقاً ولو قبيحة“ (رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة و تعريفها: ۱۰۴/۱، سعيد)

(۲) ”وهو ما رواه مسلم في حديث طويل، فيه: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”من سن في الإسلام سنة حسنة، فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن يقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن يقص من أوزارهم شيء“ (كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة الخ: ۳۲۷/۱، قدیمی)

(والسائي في الزكاة، باب التحريض على الصدقة: ۳۵۶/۱، قدیمی)

(و جامع الأصول: ۴۵۷/۶، رقم: ۴۴۶۳، دار إحياء التراث العربي)

(و ذكره ابن عابدين في مقدمة رد المحتار: ۵۸/۱، سعيد)

فوائد قیود یہ ہیں۔

”قفوب“ ”ضریفة نخ“ کا نحس بسبب نسیۃ وغیرہا، وقوب: ”من حبر یروم“ فصل
حرج بہ فرض، و ”لا یکر“ حرج الواجب، وقوب: ”و یست خصوصية“ حرج بہ مہو
من حصائیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کصوم الوصال اہ۔ (طحاوی علی مراقی الملاح
ص ۳۵) (۱)۔

ع۔ مرثائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

”إعلم أن المشروعات أربعة أقسام: فرض، واجب، وسنة، ونفل، فما كان فعده
أولى من تركه مع منع الترك إن ثبت بدليل قطعي ففرض، أو بظني فواجب، وبلا منع الترك إن
كان مما واظب عليه الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم أو الخلفاء الراشدون من بعده فسنة،
وإلا فمندوب ونفل.“ ۷۰/۱ (۲)۔

سنت کی دو قسمیں ہیں۔

”والسنة نوعان: سنة ألهدي: وتركها يوجب إساءة وكرامة كالجماعة والأذان
والإقامة ونحوها، وسنة الزوائد: وتركها لا يوجب ذلك كسير النسي عليه الصلوة والسلام في
لباسه وقيامه وقعوده اہ۔ شامی (۳)۔

سنت کا حکم یہ ہے:

”قل القهستاني: حكمها كالواجب في المصانعة في الدنيا إلا أن تركه يعقب وتركها

(۱) حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الملاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سر الوضوء، ص ۶۴، قدیمی

(۲) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء: ۱/۱۰۲، سعید)

وفی المعنی فی أصول الفقه: ”وهی نوعان: سنة أحدها هدی و ترکها ضلال والثانية

أحدها هدی و ترکها لا بأس به الخ“ (فصل فی العریمة والرخصة، ص ۱۵-۱۶، جامعہ أم القرى
مكة المكرمة)

(۳) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء: ۱/۱۰۳، سعید)

یعتب ہ۔ وہی جوہرہ عن نفسہ تارکینا فاسق وحادیہا مستدخ۔ وہی سندھ سج، ترک نسہ
 نمؤ کدہ قرب من احرام، مستحق بہ حرمان السقاۃ، نقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "من
 ترک سنتی، لم ینل شفاعتی اہ" (۱)۔

ٹھٹھ وکی علی مراقی الفلاح میں سنن وضو کی بحث میں لکھا ہے:

"سنة سعة لفريقة ولو سيئة، واصطلاحاً: الطريقة المسبوكة في الدين من غير روء
 عسى سبل موصلة. وهي نمؤ كدة، إن كان النسي صلي الله تعالى عليه وسلم تركها حيداً،
 وأمر بتي س به خط عنه فني مسدونة هـ" (۲)۔

مؤکدہ کی مثال میں ٹھٹھ وکی فرماتے ہیں

"كأدن والإقامة وجماعة ونس الرواتب والمصمصة والاستساق ويقبونها بسنة
 نهدي أي أحده هدي وتركها ضلالة: أي أحده من تكميل نهدي: أي دين، ويتعلق
 تركها كرهة ومساءة"۔

پھر غیر مؤکدہ کی مثال میں لکھا ہے

"كأدن مسرد، ونطق في القراءة في الصلوة فوق الواجب، ومسح الرقبة في الوضوء،
 والتيامن، وصلوة، وصوم، وصدقة تطوع، ويقبونها بالسنة لزوائد، وهي المستحب والمندوب

(۱) حاشیہ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الطہارۃ، فصل فی سن الوضوء، ص ۶۲، قدیمی

(و کذا فی رد المحتار کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء، مطلب فی السنة وتعريفها: ۱۰۳/۱، سعید)

(۲) (مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سن الوضوء، ص ۶۲، قدیمی)

تنبیہ عبارت ٹھٹھ وکی نہیں بدعتی انداز کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(و کذا فی رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی السنة وتعريفها: ۱۰۳/۱، سعید)

(والعیاض شرح الہدایۃ علی هامش فتح القدیر: ۲۰/۱، مصطفیٰ البانی مصر)

(والمغنی فی أصول الفقه، باب الہی، فصل فی العزيمة والرخصة، ص: ۸۵، جامعة أم القرى مكة

المکرمۃ)

والأدب من غير فرق بينهما عند الأصوليين اهـ“ (۱)۔

اس کے بعد اصطلاح فقہاء کے اعتبار سے مندوب و مستحب کا کچھ فرق بیان کر کے لکھا ہے ”و لا یسی
ما عسہ لأحد یؤی“ (۲)۔

۴۔ نہ مہداتی مکتبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ سنت کی تحقیق میں ہے جس کا نام ہے ”تحفة
الأحبار فی بحیثیہ سہ سہ لار“ (۳) اس میں بہت سی تعریفات سنت کی نقل کی ہیں۔

۲۔ ”بدعت“ کے معنی نئی چیز جو پہلے سے نہیں تھی، نئے ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں، اصطلاح میں
بدعت کی تعریف یہ ہے

”ما أحدث علی خلاف حق مستفی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من
عسہ أو عسہ أو حرم أو حرم شہة أو سحر، أو جعل دیناً قویماً أو صرحاً مستقیماً“ (۴) شامی

(۱) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی سنن الوضوء، ص ۶۴ قدیمی)

وفی المفسنی فی أصول الفقه: ”کصلوة العید والأذان والجماعة“ (فصل فی العریمة و لرحصة،
ص: ۸۵، جامعة أم القرى مكة المكرمة)

(۲) (حاشیۃ لطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء،
ص ۶۵، قدیمی)

(۳) مہداتی مکتبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سہ سہ لار، سہ سہ لار، میں سنت کی بارہ تعریفات نقل کی ہیں جن میں
ہر ایک پر کسی حدیث یا روایت کے بعد ان بارہ تعریفات کے بعد، یہاں تعریف، مراد ابن عابدین ثانی سے نقل کی ہے،
یہاں رائے یہ ہے

فقہال: ”وقال ابن عابدین الشیخ محمد أمين في ”رد المحتار“ : ما كان فعله أولى من تركه
مع منع تركه، نكس بدل من قطعي فحرم، و بطنى فواحب، و بلامع إن كان ممدا و طبع عليه
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أو الحلقة الراشدون من بعد، فسه، والا فمدوب انتهى“ ص
۸۴، مکتب المطبوعات الإسلامیہ بجلد)

(۴) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الإمامۃ: ۵۶۰/۱، سعید)

او کذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ: ۶۱۱/۱، رشیدہ)

اس تعریف کے اعتبار سے بدعت ہمیشہ سیدہ اور ضالہ ہی ہوتی ہے، البتہ معنی لغوی کے اعتبار سے کبھی حسنہ بھی ہوتی ہے

”فقد تكون (أى البدعة) واجبة كصلاة الأذنة بآذان عيسى أهل مرق ضياء ونعمه سحر سمعہ سکت وسنة، ومسبوبة كاحداث حور۔ صود۔ رسة وكن۔ حسن۔ سکت۔ فی صدر لأور، ومكروهة كحرفة لمسحد، ومباحة كسبع بحد سکت و مشرب وثیب كس فی شرح الجامع الصغیر للساوی (۱) عن تہذیب سووی، ومنہ فی طريقة لمحمدیہ لئیر کبی اہد“ شامی (۲)۔

اس باب میں ”طریقہ محمدیہ“ اور اس کی شروح ”الحدیقة الندیہ“ و ”اندر راہریقہ“ اور ”امدخل“ اور ”الاعتصام“ مبسوط کتابیں ہیں، جن میں بدعات پر تفصیلی بحث کی ہے اور بدعات پر کافی رد کیا ہے اور محققانہ دلیل پیش کئے ہیں۔ نیز اردو میں ”برائین قاطعہ“ کا جواب ہے جس میں بدعات کا قلع قمع کیا ہے اور یسے زریں اصول وضوابط بیان کئے ہیں کہ جن پر امور محدثہ و سبہات منطبق کیا جاسکتا ہے کہ یہ بدعات محرمہ ضالہ کی حدود میں داخل ہیں یا نہیں اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو بدعت حسنہ و سیدہ کے امتیاز میں بڑی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مظاہر علوم سہارنپور، یکم/ذی قعدہ/۱۴۷۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

بدعت کی تقسیم

سوال [۷۷۶]: بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۱) فیصل القدیر شرح الجامع الصغیر لعد الرؤوف الساوی ۱/۵۵۹، مکنہ برار مصطفیٰ

الماز ریاض

(۲) (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعد)

اجواب حامداً ومصلیاً:

شعبہ بدعت کی صرف ایک قسم ہے یعنی سنیہ، وہ کسی طرح جائز نہیں (۱)، جن لوگوں نے کوئی تقسیم کی ہے، وہ امت کے اعتبار سے ہے، وہ تقسیم شامی (۲) اور قوی حدیثیہ (۳) وغیرہ میں ہے۔ فقط۔

ایضاً

سوال: بدعت کی تقسیم جو بعض کتابوں میں نظر آتی ہے اس تقسیم کا موجد کون ہے؟ اگر بالفرض بدعت حسنہ و سیئہ وغیرہ سے تقسیم ثابت ہو تو ”کی بدعتہ صلاتہ و کل صلاتہ فی سار“ (۴) قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم کا کیا جواب ہوگا؟

(۱) ”ما أحدث علی خلاف الحق المنتقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عبث أو غش أو حال سوء شبهة واستحسان، وجعل دیناً قویماً وصرطاً مستقیماً“ (رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید)

(۲) ”فقد تكون (أی البدعة) واحدة كنصب الأدلة علی أهل الفرق الصلوة، وتعم السحر لمفہم لکتاب والسنة، و مندوبة کاحداث سحر رباط و مدرسة و کل إحسان لم یکن فی الصدر الأول، ومکروهة کزحرفة المساحد، ومباحة کالتوسع بلدید الماکل والمشارب والثياب کما فی شرح الجامع الصغیر للماوی عن تهذیب النووی، ومثله فی الطریقة المحمدیہ لسرکلی“ (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید)

(و کذا فی روح المعانی: ۲۷/۱۹۲، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

(۳) ”قل العربی عند السلام البدعة وتقسم إلى خمسة أحكام یعنی الروح والدن الح فمن البدع الواحدة تعم السحر الذی بعیم به القرآن والسنة، ومن البدع المحرمة مذهب نحو القدریة، ومن البدع المندوبة إحداث نحو المدارس والاحتتماع لصلوة التراويح، ومن البدع المساحة المصافحة بعد الصلوة، ومن البدع المکروهة زحرفة المساحد والمصاحف الخ“

(الفتاویٰ الحدیثیة لاس حجر الیثمی، ص: ۲۰۳، مطلب فی تفریق البدعة الخ، قدیمی)

(۴) (رواه السانی بهذا اللفظ مرفوعاً فی العبدین، باب کیف الحطة: ۱/۲۳۴، قدیمی)

(و فی فی القدییر شرح الجامع الصغیر: ۳/۱۳۴، رقم ۱۶۰۳، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض)

لجواب حامداً و مصدراً:

شامی — — — امام — میں بدعت کی قسمیں بیان کی ہیں (۱) علامہ عز بن عبد السلام سے منقول ہے (۲) تراویح کی بیجا کی جماعت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے "نعم البدعة" (۳)۔ اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ بدعت حسنہ و حقیقت معنی لغوی کے اعتبار سے بدعت ہے، نہ معنی شرعی کے اعتبار سے، اس لئے کہ "بدعة صالحة" (۴) میں بدعت شرعیہ و سیئہ مائتہ ہے اور جس چیز کو بدعت حسنہ کہا جاتا ہے وہ ضد لہ نہیں بدہ مسوکہ فی الدین ہے اور معین فی الدین ہے یعنی وہ حدیث فی الدین نہیں ہے بلکہ احداث الدین ہے۔ تفصیل دیکھنا چاہیں تو برائین قاصد (۵)، مقدم (۶)، مدخل (۷) مد نظر فرمائیں۔ فتہ الحدیث زعم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۰/۹۰ھ۔

اجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۰/۹۰ھ۔

(۱) (تقدم تحریحہ من رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعید)

(۲) (والبحر الرائق کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة: ۶۱۱، رشیدیہ)

(۳) "قال الشيخ عمر الدیسی عن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعة إما واحدة كتعمد الحول لهم كلامه ورسوله، إلى ان قال، وما أحدث من الخير مما لا يحل فيه من ذلك، في الكتاب ولسنة) فیس مدموم، وقل عمر رضى الله تعالى عنه في قيام رمضان "نعم البدعة" "لح" مرفوعة المفاتيح، کتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۳۶۸/۱، رشیدیہ)

(۴) (رواه البحاری فی حدیث طویل فی الصوم، باب فصل من قام رمضان: ۲۶۹، قدیمی)

(۵) (رواه مسلم، فی الجمعة، فصل فی حطة الجمعة: ۲۸۴/۱، ۲۸۵، قدیمی)

(۶) (وابن ماجة فی المقدمة، باب احتساب الدع والحدل، ص ۶، قدیمی)

(۷) (عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من بدع حسنہ سیئہ من بدعتیں قطع" میں بدعت حسنہ و سیئہ مائتہ کی تفصیل سے دیکھیں (ص ۳۵، ۳۶، رشیدیہ)

(۸) (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۱) و مما یورد فی هذا الموضع أن العلماء قسموا البدع بفساد أحكام الشريعة الخمسة، و لم يعدوها قسماً واحداً مذموماً، فجعلوا منها ما هو واجب ومذموم و =

بدعت کی اقسام

سوال [۷۷۸]: بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں تحریر فرمائیں؟

فجر کی نماز میں جو ”سجدہ حیر“ پڑھتے ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں، یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے اور یہ بھی بدعت ہے اور کلام اللہ شریف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے، زید کا ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بدعت کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے وہ صرف ایک ہی قسم ہے: ”کل بدعة ضلالة، وکل ضلالة فی النار“ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

”الصلوة خیر من الماء“ اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے یہ بدعت نہیں ہے (۲) تراویح

= مباح و مکروہ و محرم قسم واجب، وهو ما تناولته قواعد الوجود و أدلته من الشرع
القسم لثانی المحرم، وهو کل بدعة تناولها قواعد التحريم وأدلته من الشريعة
لثالث أن من البدع ما هو مسدود إليه، وهو ما تناولته قواعد الدب و أدلته كصلوة الترویج
القسم الرابع بدعة مکروهة، وهي ما تناولته أدلة الکراهة القسم الخامس البدع المباحة، وهي
ما تناولته أدلة الإباحة وقواعدها من الشريعة ”الإعصام للإمام الشاطبي، باب فی أن ذو البدع
والمحدثات عام لا تحص محدثة دون غيرها، ص: ۱۵۱، ۱۵۲، دار المعرفة بیروت
(۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱۳۶۶) (۱۳۶۷) (۱۳۶۸) (۱۳۶۹) (۱۳۷۰) (۱۳۷۱) (۱۳۷۲) (۱۳۷۳) (۱۳۷۴) (۱۳۷۵) (۱۳۷۶) (۱۳۷۷) (۱۳۷۸) (۱۳۷۹) (۱۳۸۰) (۱۳۸۱) (۱۳۸۲) (۱۳۸۳) (۱۳۸۴) (۱۳۸۵) (۱۳۸

بھی حدیث سے ثابت ہے یہ بھی بدعت نہیں (۱)۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا نام سے صرف صرف ان کے اتباع و اقتداء کا حکم فرمایا ہے (۲) پس جو جو دین کے کام ان حضرات سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں، قرآن پاک و ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفر۔ یم شعبان ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفری عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۲/۸۷ھ۔

= کتاب الصلوة، باب کیف الأذان : ۹/۱، امدادیہ

ورواه الإمام مالک فی مؤطاہ عن عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه (کتاب الصلوة، باب ما جاء فی النداء للصلوة، ص: ۵۱، میر محمد کتب خانہ)

(۱) رواہ البخاری فی الصوم، باب فصل من قام رمضان، فقال "عن أبی ہریرۃ رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال "من قام رمضان إيماناً واحتساباً" الحديث وفيه "عن عبد الرحمن بن عبد القارى قال: حُرِّحَتْ مع عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه ليلة في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل، فيصلي بصلوته الرجل، فقل عمر: إني أرى لو جمعت هؤلاء عني قارى واحد، لكان أمثل، فجمعهم علي أبى بن كعب رضى الله تعالى عنه، ثم حُرِّحَتْ معه ليلة أخرى، والناس يصلون بصلوة قارئهم، قال عمر نعمت البدعة هذه" (۱، ۲۶۹، قديمي)

وفى مراقى الضلاح "وروى أسد بن عمرو عن أبى يوسف رحمه الله تعالى قال: سألت أبا حنيفة عن التراويح وما فعله عمر رضى الله تعالى عنه، فقال "التراويح سنة مؤكدة، وله يحترصه عمر من نقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعاً، ولم يأمر به إلا عن أصل لديه" (كتاب الصلوة، فصل فى صلوة التراويح، ص: ۶۱، قديمي)

(۲) "عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "اقتدوا بالدين بعدى أبى بكر وعمر" (جامع الترمذی، أبواب المساقب، مناقب أبى بكر الصديق ۲، ۲۰۷ وروفي کتب حنہ)

(۳) "قال فى الأرهاار: أى كل بدعة ضلالة، لقوله عليه الصلوة والسلام من من فى الإسلام سنة حسنة، فله أجرها، وأجر من عمل بها، وجمع أبو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما القرآن، وكسبه ريد رضى الله تعالى عنه فى المصحف، وحذو فى عهد عثمان رضى الله تعالى عنه قال النووى رحمه الله تعالى للبدعة كل شىء عمل على غير مثال سبق، وفى التمرغ أحداث ما لم يكن فى عهد رسول الله صلى الله

ایضاً

سوال [۷۹]: بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بدعت کی حدیث میں مذمت آئی ہے وہ صرف ایک ہی قسم ہے، ”کس بدعة صالحة، و کس

صلاة فی سدر“ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود مثنیٰ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۷ھ۔

کیا غیر ثابت چیزیں بھی خیر ہیں؟

سوال [۷۸]: کوئی ایسا امر جو بظاہر بہت اچھا ہے مگر وہ سنت نبوی یا صحیحہ تابعین سے ثابت نہیں،

مگر عوام میں برسہا برس سے چل رہا ہے اور اس کے ذریعہ لوگوں میں ایک طرح کی اجتماعیت پائی جاتی ہے یعنی وہ

چیز ان میں جوڑ پیدا کرتی ہے، کیا اس کو بدعت ہونے کے باوجود مٹانا چاہئے یا نہیں، جیسے میاں د، دیا، مٹا، فیتھ

بعد صلوٰۃ وغیرہ۔

نوٹ: عوام عام طور پر جاہل ہیں، وہ حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے، وہ سنت و بدعت کا فرق بھی نہیں

جانتے بلکہ ان بدعت کو حصول خیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کو بدعت اور خلاف شرع یا گناہ کہنے پر تعجب کرتے

ہیں، بلکہ برا فروختہ ہوتے ہیں اور عموماً طور پر ان کے خلاف جدوجہد سے اور پھوٹ اور دوپاریاں بنتی ہیں،

نمازیں ترک کر دیتے ہیں، عمامہ کے خد ف تہیغ کرتے ہیں، اس صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض اجتماع عند اللہ مطلوب و مقصود نہیں بلکہ خیر و سنت پر اجتماع مطلوب و مقصود ہے، اس لئے حسن تدبیر،

شفقت و بسوزی سے ان کو راہ راست پر لانے کی ضرورت ہے، ان کو سمجھایا جائے کہ جس کام سے اللہ پاک اور اس

۱۔ تعالیٰ علیہ وسلم (مرفقاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱/۲۶۸)

مکنہ رتشدہ کوئٹہ)

(۱) (رواہ السنائی فی العیدین، باب کیف الخطبة ۱/۲۳۲، قدیمی)

کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں وہ کام مسلمان کو کرنا چاہئے، وہی دین ہے، ذریعہ نجات ہے (۱)، وہی وفاداری کا ثبوت ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو دین نہ فرمایا ہو اور اس پر ثواب نہ بتایا ہو اور اپنی خوشنودی کا تحفہ اس پر نہ دیا ہو، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو اختیار کیا ہو، نہ ائمہ مجتہدین نے اس کو تسبیح کیا ہو تو ایسا کام دین نہیں، اور وفاداری کا ثبوت نہیں، ذریعہ نجات نہیں۔ اس سے نہ اللہ تعالیٰ خوش اور نہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش، ایسا کام ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اور دعا بھی کی جائے کہ حق تعالیٰ نفسانی جذبات سے محفوظ رکھے اور مقبوب میں قبول حق کی صلاحیت پیدا فرمائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”تم میں کوئی شخص مومن نہیں جب تک اس کی خواہش میرے بتائے ہو احکام کے تابع نہ ہو جائے“ (۲)۔

پھر بھی گر پھوٹ پڑ جائے اور وہاں مخالفت پیدا ہو جائے تو اس کو صبر و تحمل سے برداشت کیا جائے، ورنہ عوام کی خواہش کے مطابق وہ بھی چنے لگیں تو دین اور غیر دین میں فرق نہ رہے گا، دین آہستہ آہستہ ختم ہو کر اس کی جگہ غیر دین آ جائے گا جو کہ دنیا میں بھی تباہی و بلاکت کا موجب ہے اور آخرت میں بھی۔ اعداء اللہ منہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، ۹/۱۰/۹۰ھ۔

جمع قرآن، تراویح وغیرہ کیا بدعت ہیں؟

سوال [۷۸۱]: فجر کی اذان میں جو ”حسنۃ خیر من سوۃ“ پڑھتے ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے اور یہ بھی بدعت ہے اور کلام اللہ شریف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے، زید کا ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۱) قال اللہ عزوجل: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ، فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ، وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

(۲) ”عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لا يؤمن أحدکم حتی یكون هو و تعالما حیت بہ“ رواہ فی شرح السنة (مشکوۃ لمصابیح، کتاب الايمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۳۰، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلحاً :

”صلاة حیر من سوء“ اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے، یہ بدعت نہیں ہے (۱)۔ تراویح بھی حدیث سے ثابت ہے یہ بھی بدعت نہیں، حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت یوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا نام لے کر صاف صاف ان کے اتباع و قداء کا حکم فرمایا ہے (۲)۔ پس جو جو دین کے کام ان حضرات سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں، قرآن

(۱) ”عن محمد بن عبد الملك ابي محدورة عن ابيه عن حده قال قلت يا رسول الله اعمى سنة الاذان (الى ان قال)“ فان كان صلوة الصبح، قلت الصلوة حير من اليوم، الصلوة حير من اليوم، الله اكبر الله اكبر، لا اله الا الله“۔ الحديث (سنن ابي داود، كتاب الصلوة، باب كيف الاذان، ۱، ۷۹، مكتبة امدایہ ملتان)

(۲) ”عن حديفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم:“اقتدوا بالذين من بعدى ابي بكر وعمر“ (جامع الترمذی، أبواب المواقب، مناقب ابي بكر الصديق ۲، ۲۰۷، سعید) قال القاری رحمه الله تعالى ”قال ابن حجر واستمروا كذلك زمه عليه الصلوة والسلام ثم جمع عمر رضى الله تعالى عنه الرجال على انى رضى الله تعالى عنه و كان عمر يقول فى جمعه الناس على جماعة واحدة “نعمت البدعة هي“، وإنما سماها بدعة باعتبار صورتها، فإن لا حتماء محدث بعده عليه الصلوة والسلام، و أما باعتبار الحقيقة فليست بدعة؛ لأنه عليه الصلوة والسلام إنما أمرهم بصلاتها فى بيوتهم لعلها هى خشية الافتراض، وقد رالت بموته عليه الصلوة والسلام، ولم يأمر بها أبو بكر رضى الله تعالى عنه. لأنه كان مشغولاً بما هو أهم منها، وكذلك عمر وائل خلافته“ (مرقاۃ المفاتیح، كتاب الصلوة، باب قیام شهر رمضان، الفصل الأول ۳، ۳۶۹، رقم الحديث ۱۲۹۵، وشیدیہ)

وقال ابن حجر رحمه الله تعالى: ”وقال ابن بطال قیام رمضان سنة؛ لأن عمر رضى الله تعالى عنه إنما أحده من فعل البی صلى الله عليه وسلم، وإنما تركه البی صلى الله عليه وسلم خشية الافتراض“ (فتح الباری، كتاب صلاة التراويح، باب فصل من قام رمضان ۴، ۳۱۷، رقم الحديث ۲۰۱۰، قدیمی)

پاک کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ: العبد محمود غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۷ھ۔

سنی، حنفی، وہابی کی تعریف

سوال [۷۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سنی، حنفی کسے کہتے

ہیں؟ مستند کتب سے وضاحت فرمائیں۔

۲ وہابی مذہب کیا ہے، لفظ وہابی کے معنی کیا ہیں؟ بریلوی صہاء، اور ان پڑھ لوگ اپنی اصدا ح میں وہابی کے معنی کافر و مشرک سے زیادہ بدترین سمجھتے ہیں، جس کی بنا پر وہ جسے بھی اپنے اصول کے خلاف سمجھتے ہیں، وہابی کا فتویٰ لگا کر اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کا بائیکاٹ کر کے اس سے سلام و کلام بند کر دیتے ہیں، بقول ن کے کسی وہابی سے جو مسلمان سلام و کلام کرے وہ وہابیوں کی طرح خارج از اسلام ہے، ان حالت کے پیش نظر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آئین و قوانین سے مطلع فرماتے ہوئے احکام صادر فرمائیں۔ فقط۔

والسلام نور محمد۔ ۲۱/جون/۱۹۷۰ء۔

() "عن عبید بن الساق أن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: أرسل إلى أبو بكر الصديق قال أبو بكر رضي الله عنه: إن عمر رضي الله عنه أتاني، فقال: إن القتل قد استحرّ يوه الإمامة بقرآن القرآن و إبي أري أن تأمر بجمع القرآن، قلت لعمر رضي الله عنه: كيف تفعل شيئاً لم يفعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال عمر: هذا والله خير، فلم يزل عمر رضي الله عنه يراجعني حتى شرح الله صدرى لذلك" (صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن ۲، ۷۳۵، قدیمی)

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله: قال الخطابي وغيره: يحتمل أن يكون النسي صلى الله تعالى عليه وسلم إنما لم يجمع القرآن في المصحف لما كان يترقبه من ورود ناسخ لبعض أحكامه أو تلاوته، فمما يقتضى بروله بوفاته صلى الله تعالى عليه وسلم، ألهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء لوعده الصادق بسمان حفظه على هذه الأمة المحمدية - رادها الله شرفاً، فكان ابتداء ذلك على يد الصديق رضي الله عنه بمشورة عمر رضي الله عنه. (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ۱۲/۹، رقم الحديث: ۴۹۸۶، دار الفكر بیروت)

احبوب حامداً و مصلیاً :

۱۔ حقیقت کے اعتبار سے کنی وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خاندانِ شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صریح کا متبع ہو، عقائد میں بھی، اخلاق میں بھی، اعمال میں بھی ”ہم ما نزلنا علیہ و نوحی الیہ“ حدیث (۱)۔

کنفی وہ ہے جو مسائل فقہیہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا متبع ہو (۲)۔

۲۔ گزشتہ صدی میں عرب میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نامی نے ایک جماعت بنائی تھی اور دعویٰ یہ کیا تھا کہ ہم سنت و زندہ کرتا چاہتے ہیں، اس کے ساتھ بہت لوگ ہو گئے تھے مگر اس کے مسائل بہت سے خلاف سنت تھے، بہتہ آہستہ و گویا و ان مسائل کا تمہا ہوا، مشر و دو تو تسل کے قابل نہیں تھے، زیارت قبور کے سفر کرنے کو ناجائز کہتے تھے حتیٰ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کو ناجائز کہتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

جب لوگوں کو معلوم ہوتا گیا، لوگ اس جماعت سے جڑ گئے، پھر معلوم ہوا کہ اس جماعت کا مقصود حکومت پر قبضہ کرنا ہے اور یہ سیاسی جماعت ہے اور احیائے سنت کا نام محض لوگوں کو اپنے ساتھ جمع کرنے کے لئے ہے تو حکومت نے مقابلہ کر کے اس جماعت کو شکست دی، چنانچہ ”رد المحتار“ کی تیسری جلد میں اس کا تذکرہ موجود ہے (۳)۔ اور یہ جماعت وہابی کہلاتی ہے جو کہ سب عرب میں بدنام ہوئی اور ذلت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی، جب اس کو شکست ہوئی تو اسی وقت کی بات ہے کہ ہندوستان میں حضرت شاہ عبد اعزیز صاحب رحمہ

(۱) (رواہ الترمذی فی الإیمان، باب افتراق هذه الأمة : ۸۸/۲-۸۹، فاروقی کتب خانہ)

(۲) ”المطہ“ لحنفی ”سبۃ الی اسی حیۃ کبۃ امام المذہب العمان بن تات رحمہما اللہ تعالیٰ (المذہب الحنفی : ۳۷/۱، مکتہ الرشید ریاض)

۳۔ ”کم وقع فی زمانہ فی اتباع عبد الوہاب الدین حر حوا من نجد، و نعوذ علی الحرمین، و کو بہ استحقاق مذہب الحادیۃ، لکھم اعتقدوا انہم ہم المسلمون و ان من حالف اعتقادہم مسرکون، و سحرہ بذلك فل من السنة و قیل عدما ینہم حتی کسر اللہ شوکنتہم، و حرب بلادہم، و طغر ینہم عک کر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین و ألف“ (رد المحتار، کتاب الحیاد، باب لعدہ

ہندوؤں محدث دہوی کی تجویز کے ماتحت جہاد شروع کیا گیا، حضرات سید احمد صاحب، حضرات مولانا شاہ محمد اسماعیل صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ اسی جہاد میں شہید ہوئے اور ان کی جماعت نے بہت ہندو کام کیا، انگریزوں کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے، بہت سخت سزائیں دیں، مگر اس جماعت کو جو کچھ مقبولیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اس میں کمی نہیں ہوئی، تو اس وقت ہندوستان ہی کے بعض لوگوں سے انگریزوں نے فتویٰ حاصل کیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو عرب میں پٹ پٹے ہیں اور یہ لوگ وہابی ہیں اور ان حضرات کی کتابوں میں سے چھانت چھانت کر یہ نعوذ عنوان سے مسلمانوں میں باتیں پھیلائیں جس کی وجہ سے ان سے نفرت پیدا ہو جانے، اس کے لفظ ”وہابی“ کا لقب ابتداً اس جماعت کے لئے انگریزوں نے تجویز کیا اور بدعتی علماء نے اس کا پروپیگنڈا کیا ہے اور سن تک کرتے رہے ہیں۔ اباویو بیو بیو نے اس کو بری تفصیل سے لکھا ہے کہ بدعتی علماء کے فتوؤں نے جو کام کیا ہے وہ سخت سے سخت سزائوں سے نہیں دیا، اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے، اس کا نام ہے ”ہمارے ہندوستانی مسلمان“ (۱)۔ اب جو شخص بھی پابند شریعت اور قبیح سنت دیندار ہے، بدعت سے پرہیز کرتا ہے اس کو وہابی کہتے ہیں، اس سے مسلمانوں کو نفرت دلاتے ہیں، خوف یہ ہے کہ اگر لوگ ان کے وعظ کو سنیں گے، ان کی کتابوں کو پڑھیں گے، ان کی مجلس میں بیٹھیں گے تو بدعت سے متنفر ہو جائیں گے اور ان بدعتی علماء سے سٹ جائیں گے، تاہم اب لوگ اتنے بے خبر نہیں رہے کہ ان کو اندھیرے میں رکھا جائے بلکہ اب ان پر حقیقت روشن ہو رہی ہے جس کی وجہ سے بدعتی علماء پریشان ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد المذنب وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۹۰ھ۔

(۱) اس کتاب کے چند اقتباسات مختصر طور پر درج کر کے جاتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دھماکے بنیاد پر ہے پہلی شئی یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو محبوب نہ ٹھہرایا جائے اور دوسرے کو بیستوری طریقہ یہ اختیار نہ کیا جائے، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے خاندان کے وقت میں نہ تھا۔ ۱۸۲۲، ۲۳ء میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدتشیف نے جانے پر اس عالم فہم اسلامی عقیدہ کو وسعت دی گئی اور باقاعدہ طور پر ترتیب دیدیا گیا، انہوں نے اس مقدس شہ میں ایک صدی تحریک کا آغاز کیا جس کا بانی صحرایہ کا ایک بدو تھا اور جو ان کے مقدمہ کے مطابق تھا اس نے ہائی نے مغربی دنیا میں ایک دینی سلطنت قائم کر دی تھی، بعینہ جیسے کہ سید احمد صاحب ہندوستان میں قائم کرنے کی امید رکھتے تھے، اس نے اس کے ساتھ دینی دیا ہے کہ اس مذہب کی آمد و ترقی کے واقعات وہیں تصور کے ختم کر دیں، اور عرب میں وہابیوں کی ترقی، ان کی مختلف، ستان بیان کریں“ اس ۱۵۔

"ایک سو پچیس برس ہوئے ایک فوجوان عرب حاجی جس کا نام عبد الوہاب تھا اپنے ہمراہی حاجیوں کی بد معاشی اور یہ کاری سے جس سے امان مقدسہ کی ب حرمتی کی جا رہی تھی سخت دلیہ ہوا، اور آخر کار ان بدعات کے اسداد کے لئے میدان عمل میں نکل پڑ، لیکن قسطنطنیہ کے کارپرد زوں نے اس کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا، لہذا عبد الوہاب کو شہر بشہر خارج ہونا پڑا، آخر مر س نے درایہ کے سردار محمد بن مسعود کے ہاں پناہ لی، اپنے لئے مرید سے مل کر اس نے ایک مختصر سی عرب بیگ کی بنیاد رکھی، اور قسطنطنیہ کی حکومت کی غلط کاریوں کے خوف احتیاج اور بغاوت کا جھنڈا بند کیا، اب نہیں فتح پر فتح سو رہی تھی، نجد کا بہت سا حصہ فتح ہو گیا۔ عبد الوہاب اس کا روٹنی پیشوا تھا، انہوں نے مسیح شدہ صوبہ جوت میں اپنے نائب مقرر کئے، اور ان کو تختی کے ساتھ اپنا اطاعت گزار بنائے رکھا، ص ۵۲۔

"چنانچہ مصالحین کی یہ جماعت قدرتنا ایک جٹا جو فرقہ تھا اور نہایت دیہ کی۔ کے ساتھ اپنے عقائد کو توار کے ساتھ منواتا تھا، ترکوں نے اپنی ذلیل شہوت پرستی کو مقدس شہروں میں پھیلا دیا تھا، ایسی باتیں جن کو قرآن نے قطعاً ناجائز قرار دیا ہے، دو مقدس شہر میں شراب کا نہایت ہی نفرت انگیز منظر پیش کرتے تھے، یہی وہ عملی اور ظاہری بے حرشیا تھیں جن کے خلاف عبد الوہاب نے سب سے پہلے آواز اٹھائی، مگر آہستہ آہستہ یہ ایک دینی فرقہ بن گیا، جو وہابیت کے نام سے مشہور ہے، مندوستانی فرقہ کا بھی بڑی حد تک یہی عقیدہ ہے، اس کے سات بڑے بڑے اصول ہیں، ص ۵۳۔

"عبد الوہاب کا انتقال ۱۷۹۱ء میں ہوا، اور وہ اپنی تمام فتوحات کو ایک قبیل جاشین کے سپرد کر گیا، ۱۷۹۱ء میں وہابیوں نے شریف مکہ سے ایک کامیاب جنگ کی، ۱۷۹۷ء میں انہوں نے بغداد کے پاشا کو بہت خونریزی کے ساتھ پسپا کر دیا، ۱۸۰۰ء میں انہوں نے ایک کھسپاہیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر چڑھائی کی، اور ۱۸۰۳ء میں اس مقدس شہر کو فتح کر لیا، سدرم کے ان دو مستحکم مراکز میں مصالحین نے ہر اس باشندے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جس نے ان کے طریقے و ماننے سے انکار کر دیا۔ مسلمان بزرگوں کے خانقاہوں کو لوٹا اور ب حرمت کیا، حتیٰ کہ مسجد نبوی تک کو بھی نہ چھوڑا، ص ۵۴۔

"آخر کار محمد علی پاشا والی مصر مصالحین کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو گیا، ۱۸۱۲ء میں قیوسینہ جو (کات بینڈا باشندہ تھا) پاشا کے لڑکے کے ماتحت مدینہ شریف پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا، ۱۸۱۳ء میں مکہ معظمہ پر بھی قبضہ ہو گیا، اس کے پانچ برس بعد یہ عظیم الشان سلطنت جس معجزانہ طور پر منصفہ شہر پر آئی تھی، اسی معجزانہ طور پر ریت کے صحرائی ٹیلوں کی طرح غائب ہوئی، ص ۵۵۔

"بہر حال ہندوستان کے وہابی مسلمانوں میں ایسے اصول کی اشاعت نہ ہوئی جس کی بنیاد ان تمام تکالیف و ازم کی جاتی ہے، سید احمد صاحب رحمدل مدنی جب مکہ میں تھے تو حکومت کے علم میں یہ بات آئی تھی کہ سید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے متبعین نہایت ہی صحرائی بدعات کی جماعت کے متبعین ہیں جن کی وجہ سے مقدس مقامات میں ایسے تشددات رونما ہو رہے ہیں۔

وبائی کی تعریف

”یہ عیساء، کفر و غصلا، انعم و نعمتیوں شرع حنین و محققین فی امور دین“
 ”نہ سادت و مرکر عبودیت، فنون فی ہدہ ائمہ ان سدر حة دین، و حرو و لا حرو
 حریں، و مستحقین من فوہ محققین و ائمہ دین، مستحقکم نہ تعی فی دین میں
 ر رب دعیم۔“

”میں سوہسی، م عتقدہم و عتقادہم“ و یقولون ”صحابہ یہو، دین عیساء
 سدید و لا یحسبون عن لدعت و شبہات و یحسبون حور، و لا یتمیزوں بین حور و حورہ
 و صدق و کذب، و لا بانوں علی فقر، امتیاح دین یحسبون۔ نسہ و کذب و مذهب
 و حتمیہ عتقادہم صفوہ دین و مذهب ان لوہسی من عتقد عتقد عتد یوہاب سجدی
 و عسی ئی عتقد مصی و ای صفیہ بدم، د بری ان من یعمل۔ فقر و محدث و مذهب و
 حسب عن لدعت و شبہات و یأمر۔ معروف و یس عن سکر ت و لا حتر عت، و
 حریف مستدعین۔ رد و قدح، او سکت من کل و لا یوفیہم۔ عمن و نقول۔ یقولوں، د
 ہد ہو یوہسی، و ہو خارج من اہل مسہ و جماعہ، و لا تحور حنفہ نصوہ، و ہکد یحسبون
 عود۔ سوموس و جدح، و یقولون علی غور۔ لوہسات، و م محکم حنن ہد۔ نمستی ہل ہو
 من اہل مسہ و جماعہ کم کف“ یو۔ سہبق۔ ہد مرض لا علاج۔ رد د یوہ ہو۔“

= پڑے، پہلے جو چیز ن کی نظر میں محض خواب و خیال تھی، اب وہ ان حقیقی روشنی میں نظر آنے لگی جس میں انہوں نے اپنے
 آپ کو ہندوستان کے ہر ضلع میں اسلامی جہنڈا کاڑتے اور صلیب و انگریز کا فوس کی شوں کے نیچے فٹ کرتے ہوئے دیکھا،
 پہلے جو پتھ ن کی تعمیر میں ابہر متھ، اب اس نے خوفناک اور باقاعدہ مذہب کی شکل اختیار کر لی، جس سے عباد و باب نے عرب
 میں ایک عظیم شان عظمت کی بنیاد رکھی تھی، اور جس سے سید احمد صاحب رحمہ اللہ قابل و امید تھی کہ وہ ہندوستان میں اس سے
 بھی زیادہ عظیم شان اور پائیدار عظمت قائم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

(ہمارے ہندوستانی مسلمان، ترجمہ Our Indian Muslims مصنف: W-W Hunter)

۲..... ما الحكم بمقصد اندي ذكرت احواله في الواقعة؟ وهل تحوز الفتنة المذكورة
و سوء لأدب اندي ذكر يمثل هذين الأمرين، وحرکتہ و عداوتہ من توهين العلماء أم كيف؟ و
هل هو من أهل سنة و جماعه، و يقع على روحه صدق و برہ عليه سوره أم كيف؟ نسب
بغير و بعد عمن.

۳..... نعم من في حق اندي بحسب علم الاحترعات و نصيبات و شهادات ولا يصح
لغيره خلاف مذهب، ولا تتبع أهل سنة، تقوى و فعل، و يحاط به برود و شجاع، و بحسب
علم مسائل محدده بروحه لا بد و فداح أو سكوت عليه و عدم عمل على مسائل من
سنة تكريفي كسب مشبه، و هل يكن برحق و حقه و لا يجوز تصديقه حقه أم كيف؟ و هل
تقوى في حق لادم اندي ذكرت احواله في الواقعة هل تقوى و فعليه موقفة سنة و كتاب
و مذهب أم لا؟ و فعليه خلاف تقوى و عین تقوى، و ما شرق بين تقوى و تقوى، و في
بعض، كره تقوى؟

المستفتي: فتاوى محمد بهر ادبي غثي عنه، وضع چنگام۔

الجواب حامداً ومصلياً :

۱..... محمد بن عبد الوهاب السحدي كان متعاضداً سنة، ولكنه كان متشدد في
لا عند و تقوى و فعل، و كان قبيل لصداقة من النعم و نعيم و العفل، فصدر منه بعض لأفعل
و لأفعل و صدر سداً بهيحتن (۱)، و ما أتت في داره و لا تصدق ما قدم من حسن حسن
سبي صلي الله تعالى عنه و سلم، و يصح عن سداً، فهو سمي في قوله هل نبي، و هل نبي
بشككي

(۱) تقدم تحريجه من رد المحتار، كتاب الجهاد، باب العاقبة. ۲۶۲/۴: مع. (و راجع للتفصيل
كتاب "تاريخ الهند و تاني مسكن" ترجمه Our Indian Muslims، مصنف W W Hunter و
قد تقدمت نذرة منه)

۲-۳..... قد علم مما ذكرنا حكمها، صاحب التقوى أورخ و صاحب نقوى أوسع، و

هو داخل تحت حدود الشرع، وإذا جاوزها فقد تعدى: **فقہ** من يتعد حدود الله فقد، صم

نفسه (۱)۔ فقط والله سبحانه تعالى أعظم وعلمه أتم وأحكم۔

حررہ العبد محمود گنوی عفا اللہ عنہ معین المفتی بمدرستہ مظاہر علوم سہارنپور البند۔

نحو ب صحیح: سعید أحمد عفر له المتلى بأمانة الإفتاء بالمدرسة نعية المشتهر بمظاهر

علوم الواقعة سنة سهارنپور یومی، ۷/ جمادی الأولى ۱۲۷۷ھ۔

(۱) (سورة الطلاق: ۱)

ترجمہ:

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں

۱۔ وہابی کون ہیں ان کے عقائد و اعمال کیا ہیں؟ اہل ہوا و نیا پرست بدعات و شبہات سے اجتناب نہ کرنے والے ہر چیز میں جواز کو تلاش کرنے والے، حلال و حرام، صدق و کذب میں تمیز نہ کرنے والے اور ان مشائخ پر جو کتاب و سنت پر عامل ہیں جن کی عمریں خالص دین و مذہب کی اشاعت میں صرف ہو گئیں افتراء کرنے والے یوں کہتے ہیں کہ وہابی وہ شخص ہے جو عبد الوہاب نجدی جیسے عقائد رکھتا ہے۔

۲۔ اس کے اعتقادات کیا تھے اور کس بنا پر اس کی مذمت کی جاتی ہے؟ بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث و مذہب پر عامل ہو، بدعات و شبہات سے اجتناب کرتا ہو، امر بالمعروف کرتا ہو، منکرات و مخترعات سے روکتا ہو، مبتدعین کی رد و قدح کے ساتھ مخالفت کرتا ہو، یا پھر تمام امور کے متعلق خاموش رہتا ہو، قول و عمل میں ان کی موافقت نہ کرتا ہو اس کے بارے میں یہ مبتدعین کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں، اہلسنت و الجماعت سے خارج ہیں، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اسی طرح عوام کو دوسروں و ردھو کہ سے گمراہ کرتے ہیں اور فوراً وہابی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

۳۔ یہ مفتی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ اہلسنت و الجماعت سے ہے؟ تحقیق کے ساتھ بیان فرمائیں، یہ یہاں، ملحق مرض ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

۴۔ جس مفسد کے احوال ذکر کئے گئے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ کیا فتنہ مذکورہ اور سوءادب جو ذکر کیا گیا ان دو امر کے

ساتھ، اس کی حرکت و عداوت و رعایا کی توجہ جائز ہے؟ اور کیا وہ اہلسنت و الجماعت سے ہے اس کی بیوی پر حلاق واقع =

الجواب حامداً ومصلحاً:

فرض کا درجہ سب سے زیادہ ہے، اس کا منکر کا فرہوتا ہے، اس کے بعد واجب کا درجہ ہے (۱)، سنتیں اور مستحبات یہ دونوں (فرض و واجب) کی تکمیل کے لئے ہیں (۲)، فرائض کو ترک کر کے مستحبات پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص رمضان المبارک میں فرض روزے کو ترک کرے اور سحری اہتمام سے کھائے جائے نہ سحری تو روزہ پر قوت حاصل کرنے کے لئے ہے (۳)، فرض و واجب کے ترک پر عقاب ہے اور سنت کے ترک پر توبہ اور مستحب کے ترک پر کوئی وعید نہیں (۴)۔

(۱) "وأما الفرض فحكمه الزوم علماً بالعقل وتصديقاً بالقلب، وهو الإسلام، وعملاً بالبدن وهو من أركان الشرائع، ويكفر جاحده، ويسق تاركه بلا عذر، وأما حكم الوضوء فلهو من عملاً بمزلة الفرض لا عسماً على اليقين، لما في دليله من الشبهة حتى لا يكفر جاحده، ويسق تاركه" (منحة الحلق على البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۲۵/۱، رشیدیہ)

(۲) و کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی احکام الوضوء، ص ۵۶، قدیمی (والمغنی لأبی محمد عمر الحارثی، باب الیہی، فصل فی العریمة والرحصة، ص ۸۳، جامعة أم القرى مكة المكرمة)

(و نور الأنوار، بحث الفریضة والواجب والسنة، ص: ۱۶۶، سعید)

(۳) "ولأنها لإكمال الفرض أي السنة، وذكر باعتبار أنها مأمورة به، وعبارته في الشرح أولى حيث قال. وتكون السنة لإكمال الفرض في محله" (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء: ۷۱، قدیمی)

(و کذا فی الہدایۃ، کتاب الطہارۃ: ۱۹/۱، مکتبہ شریکۃ علمیہ)

(و کذا فی حاشیۃ اللکوی رحمہ اللہ تعالیٰ علی الہدایۃ: ۱۹، مکتبہ شریکۃ علمیہ)

(۴) "قلت في رمان لا يطبقون السحور إلا على ما يؤكل ليلاً لأجل الصوم" (رد المحتار، کتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل والشرب: ۷۸۱/۳، سعید)

(۵) "قال القهستاني حكمها (أي حكم السنة) كالواجب في المطالبة في الدنيا إلا أن تاركه (أي الواجب) يعاقب وتاركها (أي السنة) يعاتب الله وفي الجوهرية عن القية تاركها فسق واحدها مستدع الح" (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء، ص ۶۲، قدیمی) -

ڈیڑھ سو چنے دو سو سال پہلے عرب میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب کی طرف ایک جماعت منسوب تھی اس کے بعض نظریات ائمہ اربعہ سے الگ تھے، اس جماعت نے اس وقت کی حکومت پر قبضہ کرنا چاہا تھا حکومت نے مقابلہ کر کے ۱۲۳۳ھ میں اس کو شکست دے کر جماعت کو ختم کر دیا تھا وہ جماعت بہت بدنام ہو چکی۔ اس کے قریب ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سسے کے حضرات نے جہاد کا نظریہ قلم کیا اور جہد جہد دشمن اسلام سے متباد کیا، انگریزوں نے ان کو بدنام کرنے کے لیے یہ لفظ ”وہابی“ ان کے واسطے بچا دیا اور کہا ان کا تعلق محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جماعت سے ہے اور بدعتی ہے، ان کے خلاف فتوے حاصل کئے، اب کیفیت یہ ہے کہ جو شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سونے دین پر اس کے حدود کی رعایت رکھتے ہوئے عمل کرتا ہے اور سنت کا اتباع کرتا ہے اور بدعات سے پرہیز کرتا ہے اس کو وہابی کہا جاتا ہے اور بدنام کیا جاتا ہے کہ یہ آقائے نامدار سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا بدعہ شان اقدس میں گستاخیاں اور بادل پکارتا ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم وغیرہ اتمہ واکمل۔

حررہ عبد محمود غفرلہ در العلوم دیوبند۔

کیا تارک فرائض سنی کہلانے کا حقدار ہے؟

سوال ۱۵۱ء: زید اپنے آپ کو پکائی مسلمان کہتا ہے، زید نہ تو پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے، نہ استنجا، پاک کرتا ہے اور نہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرتا، اس کے باوجود زید اپنے آپ کو قوم کا سردار بھی کہتا ہے اور قوم کے آدمی بھی اس کے حکم کو مانتے ہیں، اس حالت میں زید اور اس کی قوم کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

= ”وفیہا“ ”وقیل ما رأی المستحب“ یمدح بہ المکلف ولا یذم علی ترکہ“ فصل من آداب الوصی الخ، ص: ۷۵، قدیمی

(۱) (تقدم تحریحہ من رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغاۃ: ۲۶۲، ۲، سعید، و”تہذیب ہندوستانی

مسلمان، باب دوم، ص: ۵-۵۶)

الجواب حامداً ومصلياً :

اُریہ وقعت صحیح ہے تو زید تارکِ فرائض ہے اور تخت نہ ہگار ہے (۱) جس کی ساری زندگی خلاف سنت ہو وہ سنی کیسے کہے گا، وہ سردار بننے کا بھی حقدار نہیں (۲)، ایسے آدمی کو سردار بنانا بڑی بد قسمتی اور محرومی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کسی کام کو کسی کی سنت کہنا

سوال [۷۸۶]: کیا یہ کہنا کہ یہ کام فلاں صاحب کی سنت ہے غلط ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً :

یہ کہنا کہ یہ کام فلاں صاحب، مثلاً ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے غلط نہیں جب کہ وہ کام واقعہً ان کی سنت ہو (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(۱) "أوصائي حليلي صلى الله تعالى عليه وسلم "أن لا تشرك بالله شيئاً وإن قطعت و حرقت ، و لا تترك صلوة مكتوبة متعمداً ، فممن تركها متعمداً ، فقد برئت منه الدمة ، و لا تشرب الخمر ، و بها مفتاح كل شر" . (ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب الصبر على البلاء ، ص : ۲۹۲ ، قديمي)

(۲) "يؤخذ تارك سنت فاسق ہے ، اور فاسق کو امیر یا سردار بنانا مکروہ ہے " و يكره تقليد الفاسق ، و يعزل به إلا لفظة . و يجب أن يدعى له بالصلاح " (الدر المختار . كتاب الصلوة ، باب الإمامة : ۵۴۶ ، ۵۴۹ ، سعيد)

(۳) "عن العرياض بن سارية قال : صلى بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذات يوم ، ثم أقبل علينا بوجهه فوعظنا الحديث ، وفيه "فإنه من يعش منكم ، فسيري اختلافاً كثيراً ، فعبيكم بسنني و سنة الحنفاء الراشدين المهديين عصوا عليها بالواحد" (رواه أبو داود في الدييات . باب لزوم السنة ۲/ ۲۸۷ ، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(و أحمد في مسنده : ۱۰۹/۵ ، رقم الحديث : ۱۶۶۹۵ ، دار إحياء التراث العربي)

(و ابن ماجه في باب اتباع سنة الحلفاء الراشدين المهديين ، ص : ۵ قديمي)

و قال الملا علي القاري رحمه الله تعالى "قل التوربشتي : و أما ذكر مستهم في مقابلة سنته ؛ لأنه علم -

مستحب پراصرار

سوال [۷۱۷]: اگر کوئی شخص چوں، مال اور دھانسیہ وغیرہ کرتے والے نہ ہوں اور نہ کرتے تو ایسی صورتوں میں ان امور مستحب کو کر سکتا ہے اور بدعت میں داخل نہ ہوگا؟
الجواب حامداً ومصلحاً:

جس چیز کا استحباب شرعی دلیل سے ثابت ہو اس پر اصرار کرنے اور تارک پر عداوت کرنے سے اس کا استحباب ختم ہو اس میں گہمت آ جاتی ہے "إصرار على مستحب بعد ما حذر الله" (مسند الفکر) (۱)، اگر یہ شان نہ ہو تو استحباب باقی رہتا ہے اور جس چیز کے استحباب کا ثبوت شرعی دلیل سے نہ ہو اس کے متعلق یہ بحث نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد المذنب عبد المجید دہلوی۔

الغنی

سوال [۷۱۸]: التزام کی کراہت کے متعلق جو حدیث میں عبارت "من أصر على مستحب، وجعل عزمًا ولم يعمل بالرخصة" (۲) کا حوالہ دیا گیا ہے تو اس عبارت میں جو "عزم" کا لفظ ہے اس کی تشریح "مندی الی رب" میں یہ مرقوم ہے "عزمه بالفتح واجب وتب، وعزمه من عزمات الله على حق من حقوقه أو من حب من أوجبه" یعنی مستحب کو واجب جان کر جب اللہ ارہوگا تو مذموم

= أنهم لا يحطون فيما يستحرجون من سنه" (المرفقة شرح المشكوة، كتاب لايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني: ۱/ ۴۰۹، مكتبة حقانيه پشاور)

(۱) (مجموعه رسائل اللکھنوی، سباحة الفكر، الباب الأول: ۳/ ۴۹۰، إدارة القرآن)

(وكد لسعاه عني شرح الوقاية اللکھنوی رحمه الله تعالى، باب صفة الصلوة، فيین فصل فی لقرءة ۲/ ۲۶۵، سہل اکیڈمی لاہور)

وكد فی المرفقة شرح المشكوة، كتاب الصلوة، باب الدعاء فی السجدة، الفصل الأول ۳/ ۳، (رشیدیہ)

۲، مرفقة لمفاتيح، باب الدعاء فی السجدة، كتاب الصلوة، الفصل الأول ۳/ ۳، رقم الحديث

۹۴۶، (رشیدیہ)

ہوگا اور مستحب کو مستحب جان کر جب اسے ہوگا تو یہ محمود ہوگا، چنانچہ اس کا فیصلہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے: ”أَحِبَّ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ“۔ مداومت کا ہونا یہ التزام میں داخل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے: ”أَحِبَّ الْأُمُورَ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمَهَا“۔ لہذا التزام کے متعلق ائمہ کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمائیے ورنہ یہ تحریر فرمائیے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلية:

مستحب پر (یعنی مباح الترتک اعتقاد کرتے ہوئے) مداومت موجب کرات نہیں بلکہ احصر موجب کرات ہے (و سرق یس صدومۃ و الاصر لا یحیی غسی من - ندی ممرسة - شفاء)۔ جن سورتوں کا مخصوص نمروں میں پڑھنا ثور و منقول ہے ان پر بھی مداومت اس طرح کہ ان کے علاوہ اور سورتیں نہ پڑھیں اگرچہ اعتقاد اجازت سمجھتا ہو مکر وہ ہے:

"أو يكره" بوقت شئ، من شره شئ. من الضميمة (١) كسجده و إسنه فخر
جمعة، و جمعة و عذيق جمعة، من الضميمة و إسنه شئ. و كره
غيره، ثم يفر التفسير عليه أو يركأ شره شئ الله تعالى عليه و منه و كرهه، لكن شره
أن يقرأ غيرهما أحباً؛ فلا يقض أحدهما أن غيرهما لا يجوز، و لا تحرير في هذه عبارة
عنه بأن الكلام في سداومه، و نحق أن السداومة مقصود مكرهه منه، و كرهه غير
ولا هو "فتح القدير" ١: ٢٣٨ (٢) - والمسئلة مذكرة في شرح نقية: ١: ١٣ (٣)، و تيسر

(١) (الهداية، قيل باب الإمامة، كتاب الصلوة: ١/١٢٠، مكتبة شركت علميه ملتان)

(٢). (فتح القدير ، كتاب الصلوة ، باب صفة الصلوة ، فصل في القراءة ١ - ٣٣ ، مصطفى النابى
الخلبى مصر)

(و بمصغاه في العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير . فصل في القراءة ١ ٣٣٤ . مصطفى الباني
الحلي)

(٣) "وكره عبدنا وعلمناك تعيين سورة أى غير الفاتحة لصلاة من الصلاة، وسحب الشافعى قراءة سورة السجدة وهل أتى فى الفجر كل جمعة وقيد الضحاوى والاسحاحى الكراهة فيما إذا عقد أن الصلوة لا تحور بغيرها، وأما إذا لم يعتقد ذلك ولازمها وقراءة السجدة وهل أتى فى بعض -

حقائق: ۱۳۱/۱، (۱) وغیرہما۔

اس راہب کا ماخذ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے جس کو مسند احمد میں روایت کیا ہے و اس کی اسناد حسن ہے "من لم یصل رخصۃ لہ (اے یہ جو عمل نہ کرے) کان علیہ من (پانچ) مثل حدیث عرفہ" (فی عظیمہ) "شرح التفسیر: ۳: ۳۴۵ (۲) جب کسی شخص کی ایک جانب مستحب ہے تو دوسری جانب کے ترک کی یقیناً رخصت ہوگی، اب اگر جانب مستحب پر اس طرح عمل کیا جائے کہ جانب رخصت بالکلیہ متروک ہو جائے تو اس مستحب کو درجہ وجوب حاصل ہو جائے گا اعتقاد ہو یا عمل، خود عمل کے حق میں ہو یا دوسرے دیکھنے والوں کے حق میں، یہ ایک مفید ہے جس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جانب رخصت پر بھی کبھی عمل کیا جائے۔

"لا یحب ان تؤتی رخصۃ کما یحب ان تؤتی عرئۃ"۔ حدیث (۳) فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنپور، ۳ شعبان ۱۳۶۶ھ۔

تنبیہ: طرز سوال منظرانہ ہے مستقیماً نہیں اس کے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا۔ فی جواب کفایۃ لمس أراد الہدیۃ وأما المجادل فلا یقع إلا بالمحادۃ۔ سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنپور، ۵ شعبان ۱۳۶۶ھ۔

= الاحیان فی قعر الجمعة فلا یکرہ بل یكون حسناً (شرح القایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، سۃ القراءة فی الصلاۃ ۱، ۸۳، اعروبیہ)

(۱) (تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، أو احر باب صفة الصلوۃ: ۱/۳۳۷، دار الکتب العلمیۃ)

(و کذا فی حاشیۃ الشلبی علی التبین، المصدر السابق لتبیین الحقائق)

(۲) (مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۲، ۱۸۴، رقم الحدیث ۵۳۶۹، دار احیاء التراث العربی)

و کذا ذکر الإمام أحمد رحمہ اللہ تعالیٰ ایضاً عن عثمۃ بن عامرۃ الحبشی رضى اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "من لم یصل رخصۃ اللہ عروحل، کان علیہ من الذنوب مثل حبال عرفہ"۔ (مسند أحمد بن حنبل ۵: ۱۶۰، رقم الحدیث: ۱۶۹۹۷، دار احیاء التراث العربی)

(۳) ذکرہ لملا علی القاری فی المرقاة باللفظ المذكور (کتاب الصلوۃ باب البعد فی التشہد، الفصل الأول: ۳، ۳۱، رقم الحدیث: ۹۴۶، رشیدیہ)

اصلاح کی نیت سے بدعات میں شرکت

[۷۸۹] الاستفتاء: بعض مقامات پر دیوبندی، بریلوی سے قطع نظر ہو کر صرف آبائی تقلید کی وجہ سے بعض بدعات اس طرح گھٹی میں پڑی ہیں کہ اگر منع کریں تو مانع کو خارج از محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں تو ان کی اصلاح کی خاطر بہ نیت اصلاح داخل ہو جائیں اور بدعات کو اختیار کریں اور شدہ شدہ سنت کے طریق پر رنے کی کوشش کریں تو یہ مستحسن ہوگا یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بدعات میں کسی کی خاطر شرکت کرنے کے بعد شدہ شدہ اصلاح کرنا دشوار ہو جاتا ہے بدعات کا بدعات ہونا بھی ذہن سے نکل جاتا ہے، پھر اصلاح کا خیال بھی نہیں رہتا، اگر رہا بھی تو جس چیز کو اپنے عمل سے پختہ کر دیا گیا ہے اس سے عوام کو منع کرنے کی ہمت باقی نہیں رہتی، اگر منع کیا جائے تو لوگ ہرگز تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ایسے مقتدا کو غیظ کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں، اس کی نظائر بھی موجود ہیں۔ غور سے سنئے دو چیزیں ہیں: پہلی حفاظت دین، دوسری اشاعت دین، اول مقدم ہے ثانی مؤخر، ثانی کی خاطر اول کو ضائع کرنا تو دین و دانشمندی نہیں (۱)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غنی عنہ، ۲۳، ۱۰، ۱۳۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

= وقد ذكره الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى في مسنده مرفوعاً في موضعين بلفظ: "عن
اس عمر رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "إن الله يحب أن تؤتى
رخصه، كما يكره أن تؤتى معصيته" (۲، ۲۴۹، ۲۵۰، رقم الحديثين ۵۸۳۲، ۵۸۳۹، دار إحياء
التراث العربی)

(۱) "وعن أسي قلابة. لا تحالسا أهل الأهواء ولا تحادلهم، فإني لا آمن أن يغمسوكم في صلاتهم
ويلبسوا عليكم ما كنتم تعرفون، قال أيوب: وكان - والله - من الفقهاء ذوى الألباب"

"وعن العوام بن حوشب أنه كان يقول لابنه: "يا عيسى! أصلح قلبك وأقلل مالك، وكان -

اصلاح کی نیت سے بدعتیوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت

سوان [۹۰]: ایک شخص جو کہ علم بھی ہے اور جائزہ جائز سے بھی اچھی طرح واقف ہے وہ ایک جگہ پر امامت کرتے ہیں، مقتدی ان کے اکثر بدعتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مرہبہ تیجہ، چایسواں وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں، یہ امام صاحب بجائے ان کو منع کرنے اور سمجھانے کے خود بھی خندہ پیشانی کے ساتھ ان کی حمد مبدعہ رسومات میں شریک ہوتے ہیں اور دعوت وغیرہ کا کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔ جب ان سے دوسرے لوگوں نے سمجھانے کے طور سے کہا تو جواب فرمایا کہ آپ بھی تو بے نمازی، اڑھی، منڈوں کے ساتھ کھاتے ہیں، پس جس طریقہ سے وہ ناجائز حرام ہے اسی طریقہ سے تیجہ، چایسواں بھی سمجھ لیجئے اور پھر فرمایا کہ اگر ہم آپ کی بات کو تسلیم کریں اور ان کی رسومات میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی ان کے رکھی کھانے کو کھایا جائے تو ہمیں اپنی امامت کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ ایک موقع پر جب ایک دوسرے امام صاحب سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا تو عالم صاحب نے فرمایا کہ ”اگر تم ان کی اصلاح کی غرض سے جاتے ہو تو اس میں گنجائش ہے ورنہ نہیں“ اس کے بعد انھوں نے عالم صاحب کے سامنے غدر رکھا کہ میں تو صرف ان کی اصلاح کی غرض سے شرکت کرتا ہوں، اور پھر اپنے ہم نواؤں سے یہی فرمایا کہ میں تو فلاں عام سے بھی کہہ آیا ہوں کہ میں تو برابر اسی طریقہ سے شرکت کرتا رہوں گا۔

۱۔ امام صاحب کا ان کے ساتھ شریک ہو کر دعوت کھانا، تیجہ اور چایسواں وغیرہ ناجائز ہے یا نہیں؟

۲۔ امام صاحب کی یہ مشا پیش کرنا کہ بے نمازی اور ڈاڑھی منڈوں کے ساتھ کھانا پینا بھی یہاں ہے جیسا کہ تیجہ، چایسواں کا کھانا، آیا عالم صاحب کی یہ تمثیل صحیح ہے یا دونوں کھانوں میں کوئی فرق ہے؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

۳۔ محض امامت کے چلے جانے کے خطہ سے ایسی رسومات میں شرکت کرنے کی گنجائش ہے؟ واضح طور پر مدلل بیان فرمائیں۔

- یقول والله لأن أرى عيسى في محالٍ أهل الرائط والاشربة والباطل أحب الي من أن أراه محالٍ أصحاب الحصومات، قال له، وصاح يعنى أهل الدع، الإحصاء، باب في دع المدع وسوء منقلب أصحابه، ص ۶۶، ۶۵ دار المعرفة بيروت

۴ امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۵ ایسے امام سے میل جول رکھنا از روئے شرع روا ہے یا ممنوع؟

۶ مثنوی کا قول کہ اصلاح کی غرض سے جانے کی گنجائش ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ جب رسوم و بدعات میں شرکت نہ کرنا بدعت اور ممنوع ہے تو لا سجدہ سجدہ نہ کرنی مع

عدم قصد میں ہے (۱)۔ اس سے ان بدعات کو فروغ ہوتا ہے حالانکہ ان کی اصلاح نہ رہتی ہے۔

۲۔ ڈائری منڈان حرام ہے (۲)، لیکن جو شخص ڈائری منڈے کے ساتھ کھانا کھاتا ہے وہ کھانا کسی

بیم فتنہ اور بدعت کا کھانا نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت ہو اور نرمی سے سمجھایا جائے تو اخلاق سے متاثر ہو کر اصلاح

کی توقع ہے (۳) اس لئے یہ مثال صحیح نہیں، یہ مثال اس وقت صحیح ہوتی کہ اس کی خاطر ڈائری منڈا دی جاتی۔

عود - بندہ -

۳۔ امامت تو دین وقت نمائندگی کے لئے ہے، محض روپیہ کی خاطر بدعات کو فروغ دینا اور مقتدیوں

کی ہاں میں ہاں ملانا منصب امامت کے خلاف ہے اور اس منصب جمیل کو ذلیل کرنا ہے (۴)۔

(الاعداد ۶۸)

۲۔ "یحرم علی الرجل قطع لحيته" (الدر المختار، کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیع: ۶، ۴۰۷، ایچ ایم

سعید)

۳۔ عن تسمہ الداری رضى الله تعالى عنه أن السی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم قال: "لديں لصیحة

(الصحيح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أن الدین الصیحة: ۵۴/۱، قدیمی)

قال لیسوی رحمه الله تعالیٰ تحته "أما صیحة عامة للمسلمین وهم من عد ولاة الأمر،

فبارک دهم لمصلحتهم فی احترمتهم وديابهم وأمرهم بالمعروف ونهیهم عن منکر برؤف وحلاص،

ولشفقة علیهم ونحوئیم بالموعظة الحسنة وحثیم علی النحوق بحمیع ما ذکره من أنواع

لصیحة وبسبب همیمهم إلی الطاعات قال ابن بطال رحمه الله تعالیٰ والصیحة لأئمة علی قدر

الطاقة إذا علم الناصح أنه یقل نصحه ویطاع أمره الخ" (شرح النووی علی مسلم، ص ۵۶، قدیمی)

۴۔ "فمن کان من یقتدی به فلم یقدر علی معینهم، حرج ولم یقعده، لان فی ذلك شس یدین، وفتح

۴ جو مقتدی ان بدعات میں مبتلا ہیں وہ تو ان ہی سے بہت خوش ہوں گے، اور جو مقتدی قبیح سنت اور بدعات سے متنفر ہیں ان کو پریشانی ہوگی، بہتر یہ ہے کہ امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ وہ بدعات سے پرہیز کریں، اگر امام صاحب نہ مانیں بلکہ بدعات پر مصر رہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ "ویکرہ ہمامہ عند وصفق ومبتدع الخ" کذا فی الدر المختار ۱۰/۳۷۶ (۱)۔

۵ ان کے ساتھ بدعات میں شریک ہونا تو جائز نہیں، معاملات کی اجازت ہے۔

۶ اصلاح کرنا لازم ہے مگر ان کے ساتھ بدعات میں شرکت کرنے سے امام صاحب دوسروں کی تو کیا اصلاح کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں (۲)۔ ہاں اگر ان کی بات میں اثر ہے اور وہاں جا کر بدعات کو روک دیں اور لوگ توبہ کر لیں تو یقیناً اعلیٰ مقام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

بدعتی سے میل جول

سوال [۷۹۱]: اگر کوئی شخص عبادت گزار پابند صوم و صوۃ ہو لیکن بدعات میں مبتلا ہو اس کے یہاں کھانا کھانا میل جول رکھنا کیسا ہے؟
عبداللہ صاحب۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کے ساتھ میل جول رکھنے اور اسکے یہاں کھانا کھانے سے اس کی اصلاح کی توقع ہو تو میل جول رکھنا بہتر ہے، اگر اس سے خود بدعات میں مبتلا ہونے یا بدعات کی تائید کا اندیشہ ہو تو میل جول نہیں

= باب المعصية على المسلمين (البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في البس ۸/۳۴۶، رشیدیہ)

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعید)

(۲) "وعن الحسن" ولا تحالس صاحب هوى، فيقدف في قلبك ما تتبعه عليه فتهلك، أو تحالفة فيمرض قلبك". (الإعتصام، باب في ذم البدع الخ، ص: ۶۵، دار المعرفة بيروت)

رہنے چاہئے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب، شہید غفرلہ۔

رضائے نیوں کے ساتھ معاملہ

سوال [۹۲-۱]: یہاں پر جو اپنے کو سنی کہتے ہیں وہ لوگ پیروں کے مزار پر جا کر پوجا پات کرتے ہیں اور حق کو کاذب دیتے ہیں، مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وغالیں دیتے ہیں، اور "بہشتی زیور" کو غلط بتلاتے ہیں (۲) ایسے موقع پر اگر کسی کو غیر معمولی جوش آجائے اس قسم کی بدتمیزی و رتوہین کرنے والے کو قتل کر دے اور خود بھی اس کے ہاتھ سے مر جائے یا پھنسی جائے تو شہادت ہوں گے نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قتل کرنا اور سزا میں پھانسی چڑھ جانا اصل ملامت نہیں ہے (۳) ان کو صحیح راہ دکھانا حسن تدبیر ہے۔

(۱) "وعن الحسن، لا تحالس صاحب ہوی، فبقدر فی قلبک ما تنعہ علیہ فتہک او تحالہ، فمرض قلبک"، وعن ابراہیم: ولا تکلموہم انی اخاف ان ترث قلوبکم۔

"وعن یحییٰ بن اسی کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ قال اذا لقی صاحب بدعة فی طریق، فحد فی طریق آخر"، الاعتصام للعلامة الشاطبی رحمہ اللہ تعالیٰ، باب فی دم البدع وسوء مشب أصحابہا، فصل: الوحد الثالث من النقل، ص: ۶۶، دار المعرفة بیروت لبنان

(۲) "وعن معاذ بن معاذ قال قلت لعمر بن عبد قیس الراوی قلت لیس ہکذا یقول اصحاب، قال ومن اصحابک لا ابانک" قلت ایوب، ویوس، وابن عون، والیسی، قال اولئک انہم ارجاس، اموات عبر احياء فہکذا اهل الصلال یسون السلف الصالح، لعل بصاعتہم تنفق وأصل ہذا المساد من قول الحواری، فہم اول من لعن السلف الصالح" الاعتصام، باب فی دم البدع وسوء مشب أصحابہا، ص: ۹۵، دار المعرفة بیروت

(۳) قال العلامة الشاطبی رحمہ اللہ تعالیٰ باحسان الحکم فی القیام علی اهل البدع "فقول بن القیام علیہم بالشریب أو التکیل أو الطرد أو الإبعاد أو الإنکار هو بحسب حال البدعة فی نفسہا من کونہا عظمة المفسدة فی الدین أم لا، وکون صاحبہا مشہراً بہا أولا، وداعباً بہا أولا" فخرج من -

بزرگوں سے نیک ملاقات کر لی جائے، ان کے صحیح حالات بتائے جائیں، ان کی دینی خدمات و خدمات دینی جائیں اور مندقوں سے، اب بھی کی جائے کہ وہ بنی مقرب القلوب ہے، کوئی ایسا اقدام کہ جس سے آدمی خود بھی فتنہ میں مبتلا ہو اور اس سے دوسری جگہ بھی فتنہ پیدا ہو جائے۔ فقط، اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمودثی عنہ، ر. عموم، یوبند، ۲۷ ۵ ۶۷ھ۔

جواب صحیح: بندہ محمد رفیع الدین عثمانی عنہ، ر. عموم، یوبند، ۲۷ ۵ ۶۷ھ۔

بدعتی اور تتبع سنت عام کے پرکھنے کا طریقہ

سوال [۹۳-ا]: زید کہتا ہے کہ، دین بدو، بریوی دونوں نے قرآن و حدیث کی روشنی ہی میں کتابیں لکھی ہیں اور دونوں کا دعویٰ ہے کہ ہم حق پر ہیں، آخر میں بھی دونوں طرف سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سامنے آتی ہیں۔ اب عوام کیا کریں، اس کی بات پر عمل کریں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سب تفصیل کے معلوم کرنے کے بعد آپ خود ہی غور کریں، جواب خود بخود سامنے آجائے گا، وہ یہ ہے کہ جب آپ کو دین بدو حق پر سمجھتے ہیں تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اس طریقے کو اختیار کیجئے، یہ جواب کیسے دے سکتے ہیں کہ غیر حق کو اختیار کریں۔ اصل یہ ہے کہ غالب حق کے پاس اگر دلائل کو پرکھنے کی کسوٹی نہیں ہے تو وہ کچھ وقت ہفتہ دو ہفتہ فارغ کر کے ایک جماعت کے مقتدی کے پاس رہے اور بہت غور سے اس کی عادات، معاملات، معاشرت، اپنوں سے تعلق، غیروں سے تعلق، تنہائی کے اوقات، لوگوں کے ساتھ معاملات کو دیکھئے، پھر اسی طرح دوسری جماعت کے مقتدی کے پاس رہے اور حق تعالیٰ سے دعا کرتا رہے، اللہ پاک اس کو ہدایت دیں گے، اور اس میں بات آجائے گی کہ فساد شخص میں خلاص ہے، دوسروں کی ہمدردی ہے، اتباع سنت ہے، خدا کا خوف ہے، خدمت دین کا جذبہ ہے، مہر و تحمل ہے، تواضع ہے، سخاوت ہے، غرض حضرت رسول مقبول

- مجموعہ مکملہ العلماء انواع احدها الإرشاد والتعميم وإقامة الحجة، كمسألة اس عباس

رصى الله تعالى عينا حس ذهب إلى الحوار ح. فكلهم حتى رجع منهم ألفان أو ثلاثة

الألف الاعتصام، روى في رد الدع والمحدثات عام الخ، فصل ويتعلق بهذا الفصل أمر آخر، ص

۴۰ در المعرفة بسوت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ ہیں۔ اور فلاں شخص میں ریاکاری ہے، نفس پروری ہے، خواہش نفسانی کا اتباع ہے، بچے خوف خدا کے دنیا و اوس کا خوف ہے، بچے خدمت دین کے جاہ و اس مضموب ہے، ب صبری ہے، ب قراری ہے، بکبر ہے، بخل ہے وغیرہ وغیرہ۔ جس میں پہلی قسم کی صفات عانیہ ہوں وہ اس قبل ہے کہ اس کی صحبت اختیار کی جائے، اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کیا جائے، جس میں دوسری قسم کی صفات ہوں اس سے دوری اختیار کی جائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۱/۸۹ھ۔



مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان

فاتیحہ مروجہ

سوال [۹۴] کھانے و سوسے رکھ کر فاتحہ پڑھنا فرض، واجب، سنت، مستحب میں سے کیا ہے؟
 کیا بغیر سوسے رکھے ثواب نہ پہونچے گا؟ کھانے کا ثواب غریبوں کو ملانے سے پہلے میت کو پہنچانے سے
 پہونچے گا یا نہیں؟ بغیر فاتحہ پڑھے کھانا غریبوں کو ملایا کر میت کو ثواب بخشنے سے میت کو پہونچتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

میت کو ثواب پہونچنا جائز ہے، کھانا، پیرا، منہ، نقد جو بھی غریب محتاج کو دیدی جائے اور
 میت کو ثواب پہونچانے کی نیت کر لی جائے اس سے ثواب پہونچ جاتا ہے، اسی طرح قرآن کریم، نوافل، تسبیح
 پڑھ کر بھی ثواب پہونچ جاتا ہے، زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ اس کا ثواب فداں کو پہونچا دے۔ روزہ اور حج
 کا ثواب بھی پہونچا جاسکتا ہے اس کے لئے دلائل شرعیہ موجود ہیں۔ ہدایہ میں (۱) اور دیگر کتب فقہیہ میں اس
 کی تصریح موجود ہے۔

”لاصل فی کل من فی عدادہ منہ جعل ثوابہ لغيرہ“ رد المحتار - ”سب، کتبت صدقۃ و
 صوما و صدقۃ و قرۃ و ذکر و طواف او حجا و عمرۃ و غیر ذلک“ رد المحتار ۲/ ۲۳۶ (۲)۔

(۱) ”لاصل فی ہذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوما أو صدقة أو غيرها
 عند أهل السنة والجماعة“ (الهدایة، کتاب الحج، باب الحج عن الغير ۱/ ۲۹۶، مکتبہ شرکت
 علمیہ)

(و کذا فی البحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۱۰۵۳، رشیدیہ)

(و لعناية على الهداية على هامش فتح القدير، باب الحج عن الغير ۳/ ۱۴۲، مصطفى النابی الحسی،
 مصر)

(۲) (رد المحتار، باب الحج عن الغير ۲۰/ ۵۹۵، سعید)

لیکن کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہونچتا یہ غلط ہے، کسی دلیل سے ثابت نہیں اس سے پرہیز لازم ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایضاً

سوال [۷۹۵]: فاتحہ مروجہ حال یعنی کھانا، مٹھائی سامنے رکھ کر قرآن کی کچھ آیتیں یا سورتیں پڑھ کر اس کھانے اور قرآن کا ثواب میت کو پہونچاتے ہیں اور اس طریقہ سے نہ کرائیں تو ان کی سمجھ میں ثواب نہیں پہونچتا، ورتیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں، اگر کوئی اس مروجہ طریقہ کو منع کرے تو اس کو وہابی کہتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور خاص کرام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے ثابت ہے، اگر ہے تو ان کی کس کتاب میں ہے؟ مع جد صفحہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلا استزام تاریخ و مہینہ وغیرہ کے نفس ثواب پہونچانا قرآن کریم پڑھ کر، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء و مساکین کو کھانا کھد کر، کپڑا وغیرہ دے کر، بلاشبہ بہتر و مستحسن ہے، شریعت کے نزدیک پسندیدہ ہے، حدیث و فقہ سے ثابت ہے (۲) لیکن فاتحہ مروجہ (۳) تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں (۴) یہ سب چیزیں شرعاً بے اصل ہیں

(۱) "قال العلامة اللکوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی الفاتحة المروحة" "این طور مخصوص نہ در زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود، و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالحق اند منقول نہ شدہ، و حا در حرمین شریفین - زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً - عادات خواص نیست و این را ضروری دانستن مذموم است الخ"۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی

ہامش خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصلوۃ، أبواب الحائز ۱ ۱۹۵، امجد اکیڈمی، لاہور)

(۲) (تقدہ تخریجہ من رد المحتار، باب الحج عن الغیر ۲ ۲۹۵، سعید، تحت عنوان "فاتحہ مروجہ")

(والہدایۃ، باب الحج عن الغیر: ۱/۲۹۶، مکتبہ شرکت علمیہ، رقم الحاشیہ: ۱)

(والبحر الرائق، باب الحج عن الغیر: ۳/۱۰۵ رشیدیہ)

(والعیایۃ عنی الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر ۳ ۱۴۲، مصطفى النابی

الحلی، مصر)

اور بدعت و ممنوع ہیں، نہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا، نہ صلی بہ کر م رضی اللہ عنہم کا، نہ تابعین کا، نہ تبع تابعین کا، نہ امام اعظم کا، نہ ان کی کسی کتاب میں منقول ہیں (۱)۔ جو شخص اس کا مدعی ہے اس سے پوچھنا چاہئے کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ فقط واللہ سبحی اللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب آزر جندی کی حقیقت اور فی تحم مروجہ

سوال [۵۶]: استنتہ، ما قولکم فی ہذا مسئلہ رحمکم اللہ عسیٰ فیہ بعدہ۔

یک شخص فی تحم مروجہ کے جو زمیں دیل میں دو روایتیں پیش کرتا ہے

مادہ قاری رحمہ اللہ قدس نے فتویٰ "آزر جندی" میں روایت نقل کرتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے تیسرے دن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ اور چھوارے لاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس پر ایک مروجہ طریقہ کے مطابق باتیں کہیں، پھر اس نے قتل اور سہ دفتی تحم پڑھ کر ثواب روح اپنے صاحبزادے کو بخشا۔" انتہی مختصراً۔

(۳) (تقدم تحریحہ من مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصلوۃ، أبواب الحائز: ۱، ۹۵، امحد اکیڈمی، تحت عنوان "فتح مروجہ")

(۴) وفي الرأية "وذكره تحاد الطعاف في النور الاول والثالث وبعد الاسوع، ونقل الطعاف إلى المقابر" "رد المحتار" باب صلوۃ الحائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت ۲۰۰، ۲۰۱، سعد

وكد في لبرية، كتاب الصلوة، فصل الخمس والعشرون في الحائز، نوع حر ۴، ۸، رشیدیہ

وكد في مرقی الخلاج باب حاد الحائز، فصل فصل في ريادة النور ۶، ۸، ۹، فدیسی

والمواقی فی هذا الموضع: "وهی مدعة مسقحة"، (ص: ۱۱۸)

(۵) "البدعة وهي كما في المغرب اسم من ابتدع الأمر إذا ابتدأه وأحدثه ثم عنت علي ما هو ربادة في مدس وفتن منه، وعرفها سبسي بأنها أحدث علي خلاف الحق لمستفي عن رسول الله صلي الله علي عليه وسلم من علم وعمل أو حل أو منع شيه واستحسان، وجعل ديد قوسما وصراط مستقيما، المحار لربيع باب ۱، ۱، رشیدیہ

۲..... ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک کنواں کھدوایا تھا، تیار ہونے پر ہاتھ اٹھ کر فرمایا: "لہبہم ہمدہ راء

سعد" (۱)۔ اس سے بھی فاتحہ مروجہ کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

۳۔ صحیحہ علی سعد اور رفع یدیں علی سعد کے بارے میں فقہاء کے چوتھوں میں

مجازین فاتحہ کے درجہ کے جوابات اس کتاب میں ہیں گے؟

۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں پر تر شاخ کو شق کر کے گاڑ دیا اور فرمایا کہ

"جب تک تر ہیں گی، عذاب میں تخفیف رہے گی" اس سے قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانے کی دلیل پکڑتے

ہیں (۲)۔ کہتے ہیں: "روى عن شىء لا يسع حمده ولكن لا تنفون تسبحهم"۔ آیہ (۳)

قوں اللہ تعالیٰ ہے ورنہ ذی حیات کے ساتھ مخصوص ہے اور تر مزی ذی حیات ہے۔ تو یہ استدلال صحیح ہے یا

نہیں؟ اگر یہ خصوصیت حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے تو اس کی یا دلیل ہے، دو دونوں قبریں مسلمانوں

کی تھیں یا کفار کی؟ اور اس کی دلیل۔

(۱) "عن سعد بن عبد رضى الله تعالى عنه قال يا رسول الله ان امة سعد ماتت، فاني لصدقة فصل"

قال "الماء"، فحضر بنراً، وقال هذه لامة سعد". رواه أبو داود والسنن، مشكوة المصابيح، كتاب

الزكاة، باب فضل الصدقة، ص: ۱۶۹، قديمی)

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں ایک تورفع یدین کا ذکر نہیں، اور یہ یہ احمد، امام سعد اس کا مقولہ

ہے، خاص یہ ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے، چرچہ ہی استدلال تمام نہیں ہیں ایسا شاہ زبان سے نہ اس سے

مراد ہے۔

(۲) "عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال مر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على قبرين، فقلن

"إنهما يعذبان" ثم دعا بعسيب رطب، فشقه يائسين، ثم غرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا،

وقال "لعنه يحرق عنهما ما لم ييسا"۔ سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب الإسراء، من الثور

(۴/۱، دار الحديث ملتان)

(و رواه البخارى فى الحائز، باب الحرید علی القبر: ۱۸۱، ۱۸۲ قديمی)

(۳) (الإسراء: ۴۴)

۵ براہین قاطعہ میں "لا صلوة بحضرة الطعام" (۱) سے عدم جواز دعاء علی الطعام (بصرہ شوب پر استدلال کیا گیا ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ اس کھانے کے واسطے ہے جو اپنے کھانے کے واسطے ہو، دوسرے کھانے پر دعاء کرنا اس حدیث سے ناجائز نہیں۔

المستفتی: محمد فاروق، مقام اتراول، ضلع الہ آباد، ۲۸/شوال ۱۴۰۷ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۲۱ یہ کتاب ملا علی قاری کی تصنیف نہیں اور یہ روایت بھی صحیح نہیں، کتب حدیث میں اس روایت کا کوئی نشان نہیں (۲)۔ مولانا عبدالحی نے اس کو موضوع لکھا ہے، فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص: ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، پر اس روایت کے متعلق تفصیلی رد موجود ہے (۳) اور وہابی، لکھنؤ، مراد آباد، پانی پت وغیرہ کے بہت سے علماء کے

(۱) (براہین قاطعہ، ص: ۹۰، ۹۱، دار الاشاعت کراچی)

(والحدیث أخرج البخاری فی الأذان، باب إذا حضر الطعام الخ ۱ ۹۲، قدیمی)

(و مسند فی باب کراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله الخ ۱ ۲۰۸، قدیمی)

(۲) روایت کو فتاویٰ رشیدیہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے "قال: كان اليوم الثالث عن وفات إبراهيم بن محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، جاء أبو ذر رضي الله تعالى عنه عبد الله صلى الله تعالى عليه وسلم، معه تمريرة ياسة ولبس الناقة وخبر الشعير، فوضعها عبد الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فقرأ الله صلى الله تعالى عليه وسلم الفاتحة مرة وسورة الإحلاص ثلاث مرات، وقرأ: "اللهم صل على محمد أنت لها أهل"، فرفع يديه ومسح وجهه، فامر بأبي ذر أن يقسمهما، وقال الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ثواب هذه الأطعمة لإبراهيم". (باب البدعات، ص: ۴۴۶، سعيد)

(۳) "نہ کتاب آ زر جندی از تصانیف ملا علی قاری است، و نہ روایت مذکور صحیح و معتبر است، بکہ موضوع است و باطل، بر آں اعتماد نشاید، و رکتب حدیث نشانی از بیک روایت یافت نمی شود" حوزہ ابو الحسنات. مہر (أبو الحسنات محمد عبد الحی)

یہ حدیث وضعی ہے اور بنائے والے اس کا کاف اور شتمی ہے اور آ زر جندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی تصنیف سے

نہیں ہے۔ "اتنی بلطفہ محمد صدرا مدین صدور و ربی"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، باب البدعات، ص: ۴۴۶، سعید)

غیر ہائے شمس و سمر، غیری و کرمخت "فتح القدیر" (۱) "فتویٰ بزازیہ" (۲) "شامی" (۳) وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

۴۔ اس روایت سے استدلال کرنے میں اشکال ہے، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے تاریخ سے تم سو یا تھ کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے (۴) یا آج بھی کسی پر وحی آتی ہے کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے، نیز جن مزارات پر یہ نوب پتوں چڑھاتے ہیں کیا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان میں اللہ پر عذاب ہو رہا ہے، مثلاً اجمیہ شریف، بکیمہ شریف، ابلی شریف میں عامۃ خاصہ مورمقابر اہل اللہ کی قبروں پر چڑھاتے ہیں، یہ سب عقیدہ ہوتا ہے (۵) انہی فی سق فی جرن قبر پر نوبت آتی ہے۔

اس حدیث کے قائل ہیں، ۵۰۰ نے تخصیص کا احتمال بھی لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

= چہلم باعتقاد آنکہ قبل از چہلم روز و بعد از چہلم روز ثواب طعام بمردہ نخواهد رسید، یا در روز چہلم زیادہ تر ثواب خواهد رسید غیر حائز است، و غیر حائز نمودن گناہ است، و اصرار بر آن کبیرہ ست، و طریق فتحہ کہ در مردمان رواج دارد کہ اتصال ثواب طعام بدو قرأت سورۃ فتحہ و غیرہ بمردہ سمی رسد، ان ہمہ رکنانی نیست، بذکہ در چہلم و غیرہ طعام ساحت اعتنا نمی ندارد (لح مائۃ مسائل، سوال شانزدہم، ص ۳۶۰، کتب خانہ گلزار استاد مردان)

(۱) ویکرہ اتحاد الصیافۃ من الطعام من اهل المست، لانه شرع فی السرور لا فی الشرور، وہی بدعة مستفحہ، (فتح القدیر، قبل باب الشہید: ۱۳۲۲، مصطفى البابی الحلبي مصر)

(۲) وفي السراية و بکرة اتحاد الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسوع والاعباد، کتب لصلوة، الخامس والعشرون في الحائز الح، بوع آخر ۵۸۰، رشده،

(۳) رد المحتار، باب صلوة الحائز، مطلب في كراهة الصیافۃ من اهل المست ۲۶۰، سعید،

۴۔ قول المدری بحسن ان يكون اوحى اليه ان العذاب يحتمل عنها هذه المدة، (فتح الباری،

کتاب الوصوء، باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله ۱۲۵، قدیمی،

۵۔ قبل ان كانوا يدعون اتباع الحديث، فعليهم ان يصعدوا الحرائد دون الربح، وعني

المعذنين دون المقربين، لأن الحديث إنما ورد في المعذنين، (الدر الساری علی حاشیة

فصل الباری، باب من الكبائر أن الخ: ۱۱۱۳، حصر راد کدیر دیوسد

کے کفر سے لے کر کفر میں عدب علی ترک حکم اسلام، غنہ بعدد مع دیک علی مکفر
۶۔ حنفی (۱)۔

۵۔ تخصیص و دلیل یہ ہے جب کہ الفاظ عام ہیں (۲) اور جواز کی دلیل کوئی حدیث ہے۔ فقط واللہ
بھی نہ توں ائمہ۔

حررہ عبد محمود غفرلہ شوبی عفا اللہ عنہ معین مفتی، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کا ثبوت نہیں

سوال [۱۷۵]: یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام، امام حسن، حسین، حضرات تابعین،
حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کھانے کو سامنے رکھ کر
فاتحہ پڑھ کر بخش تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اکابر تو متبع شریعت اور پابند سنت تھے یہ بے دلیل اور غلط طریقہ کو ایسے اختیار کر سکتے ہیں (۳)۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= بعدہا فی کبر، کان أحدهما لا يشتره من البول . الحديث رواه الطبرانی في الأوسط (مجمع
لزوائد: ۲۰۷/۱، دار الفکر)

(۱) (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يشتر من بوله ۱۰۲۶، قدیمی)

(۲) ایصال ثواب عبادت ہے اور عبادت میں جو میل، مہو، اسکی تخصیص رات سے رات جاڑ نہیں ہے۔ علامہ نور شاہ شمیمی
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”قلت ثم رأيت أنهم كلهم لا يكثر ثلثون بتخصيص الأحاديث الواردة في الأحلاق
والمعاملات، ويحسبونها بالرأى ابتداءً بلا كبر . بحلاف العادات الح“ (مقدمة فيص الباری،
تخصیص العام بالرأى: ۶۳/۱، خصر راه مکذبو دیوبند)

۳ (نقدہ تحریرہ من مجموعہ الفتاویٰ للکسوی رحمہ اللہ تعالیٰ علی ہامش خلاصہ الفتاویٰ، أبواب
الحصار ۵۵ امجد اکبر می، تحت عنوان ”فتاویٰ“)

شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ

سوال [۷۹۸]: مولوی رحمت اللہ صاحب نقشبندی ہمارے گاؤں میں ایک صاحب ہمسایہ عزیزیہ نکالتے تھے اب انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا ہے، اب وہ شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ کرتے ہیں اور مساکین کو کھانا ورکپڑا تقسیم کرتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تعزیه کا بند کر دینا تو بہت ضروری تھا (۱)، سو بند کر دیا، فالحمد لله عسی ذلک، شہدائے کربلا پر دیگر اکابر و اقرباء کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بغیر کسی ثابت شدہ پابندی و تنقید کے درست اور باعثِ جبر ہے (۲)۔ مگر اس قسم کے امور جہاں تک ہو سکے مخفی طور پر کئے جائیں جن میں شہرت اور نمود نہ ہو، اگر موری کے سئے کئے جائیں گے تو اجر ضائع ہو جائے گا، ریاکاری کا وبال مستقل ہوگا جو کہ سخت ترین معصیت ہے (۳)۔

(۱) 'فقال أنوسعيد أما هذا فقد قصي ما عليه، سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول "من رأى منكم منكراً، فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، وإن لم يستطع فقلبه، وذلك أضعف الإيمان"' (لصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون الهوى من المنكر من الإيمان ۵۰۱، قديمي)
اس حدیث شریف کا تقاضا یہ ہے کہ اس جیسے منکرات کو ختم کیا جائے۔

(۲) (تقدہ تحریر من الہدایۃ باب الحج عن العیر ۲۹۶، مکتبہ شرکت علمیہ، ممتان)

(والبحر الرائق، باب الحج عن العیر: ۱۰۵/۳)

(والعناية على البداية على هامش فتح القدير، باب الحج عن العیر ۱۴۲۳، مصطفى لسانی مصر، و رد المحتار، باب الحج عن العیر: ۵۹۵/۲ سعید)

(۳) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال حرج عليا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ونحن نتذاكر المسيح الدجال، فقال "ألا أحرركم بما هو أخوف عليكم عدى من مسيح الدجال؟" قال: قلنا: بلى، فقال "الشرك الخفى أن يقوم الرجل يصلى، فيزين صلواته لما يرى من نظر رجل"

"و عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من يسمع، يسمع الله به، و من يراء، يراء الله به" (رواهما ابن ماجة في الرهد، باب الرياء والسمعة، ص ۳۱۰، قديمي)

جوفاتحہ کا طریقہ آج کل رائج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر مخصوص آیات اور سورتیں پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا (خواہ عمل ہی سہی) بالکل غلط ہے (۱)، تاریخ یونان کی تعیین و تقیید بھی اس کام کے لئے ثبوت ثابت نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

وفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ

سوال [۹۹-]: میت کے فن کے بعد اعزہ وغیرہ کا میت کے گھر پہنچ کر کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر رکھنے پر فاتحہ پڑھنا اور دوسروں کو بھی ہاتھ باندھنے پر مجبور کرنا اور جو نہ شریک ہو اس کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟
الجواب حامداً و مصلياً:

بالکل بے اصل (۳) اور خلاف سنت ہے (۴)، اس کو ترک کرنا لازم ہے (۵)، اس میں شریک نہ

= قال العلامة المصاوي رحمه الله تعالى "وقد سئل الشافعي رحمه الله تعالى عن الرياء فقال عبي البديهة هو فتنة عقدها الهوى حبال أبصار قلوب العلماء، فطروا سوء إختيار الفوس، فأحبطت أعمالهم". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱/۵۸۰، مكنه نوار رياض)

(۱) (تقديم تحريجه من مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الصلوة، أبواب الحائز ۱۹۵، امجد اكيدمي، تحت عنوان "فتح مريد")

(۲) (تقديم تحريجه من رد المحتار: ۲/۲۴۰، والبيازية: ۸۱، ۴، ومراقى الفلاح، ص ۶۱۷، ۶۱۸، تحت عنوان: "أيضاً"، بعد عنوان "فتح مريد")

(۳) "این طور مخصوص ندر زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء، بکد وجود آن درق و من شمشیر مشہور بہا و خیر اند" نقول نشد، و نہ در حریم شریفین زمانہ اللہ تعالیٰ شرف عادات خواص نیست و این را نہ وری، مستحق مذموم است۔" (مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوة، أبواب الحائز ۱۹۵، امجد اکیدمی)

(۴) تحریر میں مستحب یہ ہے کہ فن کے متصل بعد اہل میت کے پاس آ کر ان کو سکی دی جائے اور نہ میت کے مکان سے مغفرت کی جائے، اس کے بعد تمام اپنے اپنے کام میں مصروف ہوں۔ (کما فی رد المحتار کتاب الصلوة، باب صلوة الحائز ۲/۲۴۱، سعید)

(۵) قال المصاوي رحمه الله تعالى تحت حديث "من أحدث في أمرنا هذا" أي أنشأ و احترع و تني و مر

ہونے والے جو پر کبھی معصیت ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

قلبِ پنچایت اور فتح

سوال [۱۰۰]: فتحہ دینی درست ہے تو کس طرح؟ اور اس طریقہ پر فتحہ دینی کیسی ہے کہ ایک شخص
کے سامنے کھانا رکھ دے اور پانی گلاس وغیرہ میں رکھنا اور ہاتھ اٹھا کر درود شریف و سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص
پڑھ کر اس کھانے کو بچوں کو کھلاتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ سب معتبر بیان کیجئے اور قیل و پند و
شریف احمد انبہوی، معلم مدرسہ ہذا، ۱۶/۱۰/۶۰ھ۔

الجواب حامداً ومصليةً:

یہ طریقہ شرعاً ہے اصل، بدعت، ناجائز اور قبل ترک ہے۔ ثواب پہونچانے کا شریعت کے موافق طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر کسی غریب کو کھانا، کپڑا وغیرہ کوئی چیز دے کر دعا کرے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فداں شخص کو پہونچی دے، اگر تمام مسلمانوں کی نیت کرے تو اور زیادہ اچھا ہے

” (و نهذ اختاروا): أى الشافعية فى الدعاء: اللهم أوصل من توب ما فرأته بنى و لا
 ثم عبد (أى الحنفية) و أوصل بين نفس توب - و عن النحر من توب و توبى أو تصدق
 و جعل توبه غيره من لأموال و لأحب، حر، و يصل توبه بينهم عبد أهل حسنة و حسنة -
 كد فى مدعى - شامى ١٠ ٤٣ ٥ (٢) -

”وعلى محيطه، لأفصح من يتصدق مثلاً أن يسوي لجميع المؤمنين وسموات“

= حديث من قبل نفسه (ما ليس منه) أى رأياً ليس له فى الكتاب أو السنة عاصداً ظاهر أو حفى، ملفوظ

أومستط (فهرست) ای مردود علی فاعله لظلمه" (فیض القدیر ۱۱: ۵۵۹، مکتبه نزار ریاض)

لأهل أصل إليهم، لا ينقص من أجره شيء اهـ۔ رد المحتار: ۱۰۸/۲ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/۱۱/۶۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف، ۱۱/۱۱/۶۰ھ۔

ختم کے بعد کھانا

سوال [۸۰۱]: اکثر لوگ عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے ایک ایک پارہ قرآن مجید کا ہر شخص کو دیکر پڑھواتے ہیں یا یتیم خانہ کے بچوں کو بد کر قرآن شریف پڑھوا کر اپنے مرحوم رشتہ داروں کو ثواب پہونچاتے ہیں۔ کیا کرنا گناہ تو نہیں ہے؟ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ واضح رہے پڑھوانے کے بعد بچوں کو کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

یسین شریف کا ختم

سوال [۸۰۲]: ۲۔ بہت سی عورتیں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے یسین شریف ۴۱ یا ۷ بار پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور سب کو پہونچا کر اپنے واسطے دعا کر لیتی ہیں۔ یہ طریقہ بھی جائز ہے یا نہیں؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ قرآن کریم پڑھ کر ثواب پہونچانا مفید ہے ہرگز گناہ نہیں (۲) لیکن اس کے لئے یہ صورت اختیار کرنا کہ مجمع اکٹھا کیا جائے (۳) اور پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جائے یہ ثابت نہیں، یہ کھانا پڑھنے اور ختم کرنے کی

(۱) (رد المحتار، باب الحائز، مطلب فی القراءۃ للہیت و اهداء ثوابہا لہ ۲، ۲۴۳، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

(۲) (تقدہ تخریجہ من الہدایۃ، باب الحج عن الغیر ۱، ۲۹۶، شرکت علمیہ) (ورد المحتار، باب الحج عن الغیر: ۵۹۵/۲، سعید)

(و البحر الرائق، باب الحج عن الغیر: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

والعدیۃ علی الہدایۃ علی هامش فتح القدیر، باب الحج عن الغیر ۳، ۱۴۲، مصطفی النابی الحسی، مصر)

(۳) "مقرر کردن روز سوہ وغیرہ بالتخصیص، و او را ضروری انکاشتن در شریعت محمدیہ ثابت -

اُجرت کے درجہ میں آتا ہے جو کہ شرعاً منع ہے۔ فتویٰ بزازیہ، رد المحتار وغیرہ میں اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے اس کو اُجرت کے تحت پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے (۱)۔

۲ سورہ یسین شریف کو ۴۱ یا ۷ دفعہ پڑھ کر دعا کرنے کا عمل اگر تجربہ سے مفید ثابت ہو اور اس سے مصائب دور ہو جاتے ہوں تو درست ہے (۲)۔ مصائب دور کرنے کے لئے اصل عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا و رگن ہوں سے پرہیز، نیز سنت کی اشاعت کرنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

وظیفہ سورہ یسین کے ختم پر شیرینی

سوال: یسین شریف تین دن وظیفہ کے طور پر ۴۱، ۴۱/۴ بار پڑھنے پر تینوں دن کوئی میٹھی چیز تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

= نیست، صاحب نصاب الاحتساب آن را مکروہ نوشتہ رسم الح "ار لکوی رحمہ اللہ تعالیٰ"
(فتاویٰ رشیدیہ، باب البدعات، ص: ۴۴۸، سعید)

() قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ بعد بحث طویل فی تفتیح المسئلة "قال تاح الشريعة فی شرح الهداية: ان القرآن بالاحرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى، وقال العبي رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا، والاخذ والمعطى آثمان، فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم السية الصحيحة، فأي يصل الثواب إلى المستأجر، ولولا الأجرة لما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان الح". (رد المحتار، كتاب الإحارة، باب الإجارة الفاسدة: ۵۶/۶، سعید)

(و کذا فی الزاریة، کتاب الإحارة، نوع فی تعلیم القرآن والحرف ۵ ۳۹، رشیدیہ)

(۲) یعنی بطور قیہ جائزہ یا نہ جائزہ کے کما قالہ اس عابدین "أختلف فی الاستثناء بالقرآن من یقرأ علی المريض أو المدوع الفاتحة قال رضى الله تعالى عنه وعلى الحوار عمل الناس اليوم" (رد المحتار کتاب الإحارة، باب الإجارة الفاسدة: ۳۶۳/۶، سعید)

الجواب حامداً ومصلیاً :

فی نسخہ اس میں کوئی خرابی نہیں، نہ شریعت میں اس کا کوئی حکم ہے، ممکن ہے کہ یہ تجربہ کی چیز ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مدہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸ ۶ ۱۴۰۶ھ۔

ختم قرآن پر دعوت

سوال [۸۰۴]: میرے بچے نے قرآن شریف حفظ کر لیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ ایک تربیتی جلسہ کر کے شیرینی تقسیم کروں، کیا یہ کرنے سے کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی دولت ہے، اس کا حفظ کر لینا بہت بڑی دولت ہے، اگر شکرانہ کے طور پر احباب و متعارفین کو مدعو کیا جائے اور غرباء و احباب کو کھانا کھلایا جائے تو یہ اس نعمت کی قدر دانی ہے ممنوع نہیں، ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک دوسروں کو بھی حفظ کا شوق عطا فرمائے اور یہ اجتماع ترغیب و تہیج میں معین ہو جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سورہ بقرہ یاد کی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب و غرباء کو کھلایا تھا (۱) اس سے سلف صالحین میں اس کی اصل اور نظیر موجود ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ مدد کے یہاں اخلاص کی قدر ہے (۲) ریا اور فخر کے لئے جو کام کیا جائے وہ مقبول

(۱) "ملک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: تعلم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ البقرة فی تسنی عشرة سنة، فمما ختمها بحر حرور" (الجامع لأحكام القرآن للبقرطبی ۱/۳۰۰، رقم ۷۰، دار الكتب العلمية بیروت)

(۲) "وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُحْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حِفَافًا بِهٖ" (البقرة: ۵)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الله لا يطر إلى صوركم وأموالكم، ولكم سطر إلى فلوكم وأعمالكم" (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب لرباء والسمعة، الفصل الأول، ص: ۴۵۳، رقم الحديث: ۵۳۱۴، قديمی)

نہیں (۱) اور نیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے (۲) مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر اس نے رسم کی صورت اختیار کر لیا تو اور پریشانی ہوگی، اس لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء دیدی جائیں (۳) اور بچے نے جہاں ختم کیا ہے، وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرینی وغیرہ دیدی جائے اور مدرسہ کی امداد مروی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸ ۷ ۸۹ھ۔

ایمان کے شکر میں ختم

سوال [۱۰۵]: اپنے ایمان کو تازہ اور مسلمان ہونے کے شکر پر اگرچہ عورتیں ایک جمع ہو کر یمن شریف یا قرآن شریف پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

ایمان کے شکر یہ میں جمع ہو کر یمن شریف یا قرآن شریف کا ختم کرنا ثابت نہیں، ایمان کا شکر تو یہ ہے کہ ایمان کے تقاضوں پر پختگی سے عمل کیا جائے اور جو چیزیں ناجائز ہیں ان سے پورا پرہیز کیا جائے (۴) فی

(عس ابی سعید عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "من یسمع یسمع اللہ بہ، ومن یرآی یرآی اللہ بہ" (ابن ماجہ فی الزہد، باب الریاء والسمعة، ص: ۳۱۰، قدیمی)

(وایضاً راجع ماتقدم من فیض التقدير قول الإمام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فی الریاء، تحت عنوان "شہدائے کرب کے لئے فاتحہ")

(۲) قال اللہ تعالیٰ: "یعلم ما تسرون وما تعلنون، واللہ علیہ بدات الصدور" (لنور ۷)

وقال تعالیٰ: "قل ان تحفوا ما فی صدورکم أو تبدوا، یعلمہ اللہ" (آل عمران ۲۹)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: "ان سددوا الصدقات فعبا ہی، وان تحفوها وتؤنوها للفقراء، فهو حبر مکہ" (لقرة ۲۷)

(۴) أخرج لإمام السحری فی الاسمان "عن عامر قال سمعت العمان بن سیر رضى اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول "الحلال بین و الحرام بین، و بینہما منسہب لا یعدہما کثیر من الناس، فمن اتقى الشہات استرا لدیہ و عرصہ، ومن دفع فی لشیہات کراغ یرعى حول الحمی یوشک ان یواقعه، ألا وان لكل ملک حمی، لا یرى حمی اللہ فی الارض

نفسہ قرآن پاک کی تلاوت یا سورہ یسین کی تلاوت میں دینی و دنیاوی منافع بہت ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

ختم خواجگاں پر دوام برائے حصول مقصد

سوال [۸۰۶]: ایک جامع مسجد کے متعلق چند کوٹھڑیاں ہیں اور اس کے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے، اس مدرسہ اور کوٹھڑیوں میں عرصہ سے ایک غیر مسلم سے مقدمہ چل رہا تھا، مسلمان مناسب پیروی نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بارگئے اور مدرسہ اور کوٹھڑیاں منہدم کر دی گئیں، اب پھر اپیل کی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے ایک مسجد میں روزانہ دعائے ختم خواجگاں بلا ناغہ پڑھی جا رہی ہے، کچھ لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس اہتمام کے ساتھ بلا ناغہ کوئی دعاء پڑھنا درست نہیں، کبھی کبھی ناغہ بھی کر دینا چاہئے۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر واقعی اس میں کوئی قباحت ہے تو آگاہ فرمائیے اور کوئی مناسب طریقہ بتلائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ ختم خواجگاں اور اس کے بعد دعاء ایسا ہے جیسے کہ بیمار کے لئے دوا، جب تک بیماری ہے اس کے دفعیہ کے لئے استعمال کی جاتی ہے، لیکن بیماری طویل ہونے کی وجہ سے دوا بھی بہت دیر تک چلتی ہے، پس جس مقصد کے لئے یہ ختم کیا جاتا ہے اس مقصد کے حاصل ہونے پر یا اس مقصد کو ترک کر دینے یا اس سے باز ہو جانے پر اس کو ترک کر دیا جائے، نیز اس پر جبر نہ کیا جائے کہ لوگ اس کو عہدی اور دائمی امر سمجھنے لگیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۷/۸۹ھ۔

ختم قرآن پر مٹھائی

سوال [۸۰۷]: عام طور سے قرآن پاک کا ختم کیا جاتا ہے اور بعد میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اس

= محارمہ، ألا وإن فی الحسد مصعة إذا صلحت صلح الحسد كله، وإذا فسدت فسد الحسد كله، ألا! وہی القلب۔ (باب فصل من استبرا لدينه: ۱۳/۱، قدیمی)

(کما مر من الهدایة و رد المحتار والعایة علی الهدایة والحر الرائق تحت عنوان "فتح مرہجہ"، وراجع لمزید التفصیل کتاب "فصائل القرآن" لشیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ)

میں بخش غافل یہ بھی شریک ہوتے ہیں جنہیں اگر مصلحتی نہ تے تو افسوس کرتے ہیں اور آندہ آنے میں غدر کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی تو آن خوبی کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حفاظ شریعتی و ایثار حق، خدمت مبنی اجرت قرار نہ تصور کرتے ہیں اگرچہ اس کا نام اجرت نہ رکھیں، اس لئے یہ صورت ناجائز ہے (۱)۔

اگرچہ وہ اس کے تقسیم کے لئے تو اس میں عموم رعایت حد و انہیں دیا جاتی ہے کہ جس صورت ہوتی ہے (۲) نہیں ریا اور فخر (۳)، بخش دفعہ بچوں (۴) اور بڑوں کا مجمع ہوتا ہے اور وہ شور و غل چہین چہینی

(۱) تفہیم تحریحہ من رد المحتار، باب لاحارۃ الفسدة ۱۶۶، سعید صاحب غریب، شریف کاظمی

و لزاریۃ عسی ہامش الہدیۃ، ۷۰، غ فی تعلیم القرآن والحرف ۳۹۶، رشیدیہ

(۲) کذا فی شفاء العلیل و بل العلیل الح من مجموعۃ الرسائل لابن عابدین ۱۶۹، مکہ سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) جبراً کسی کا مال وصول کر کے کھا جائے نہیں، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "عن اسی حرقہ عرفانی، عن عمہ رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "لا یحل مال مری لا یطیب نفس منہ" (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع باب العصب والغریۃ ص ۲۵۵، قدیمی)

(۴) کسی بھی عمل میں ریا اور نمود کو نہ مقرر دیا جائے "عن اسی سعید رضى الله تعالى عنه عن اسی عسی الله تعالى عليه وسلم قال "من سمع یسمع الله به ومن یرأی یرأی الله به" من واحد، کتاب التہجد، باب الریاء والسمعة، ص: ۳۱۰، قدیمی

(۵) "و یحرم إدخال صبیان و محانیس حیث غلب تحسبہم و إلا فیکره" (الدر المحتار و قل من عابدین رحمہم الله تعالى: "و یحرم الح" لما أخرجہ المذری مرفوعاً "حرم من حدکم صبیکم و محانیسکم و رفع أصواتکم" الحدیث، والمراد بالحرمة کراهة التحریم و علیہ فقوله و إلا فیکره ای تریبھا تمل" (رد المحتار، کتاب التہجد، مطلب فی احکام المسجد ۶۵۶

کرتا ہے (۱)۔ بعض لوگ مٹھائی کے اچھے میں پیروں کی پاکی کا اہتمام کے بغیر مسجد میں آجاتے ہیں جس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا (۲) ان صورتوں میں ناجائز ہونا شدید تر ہو جاتا ہے۔ فتوہ مد سبکی نہ توں التمر۔

ختمہ قرآن کے دن جھنڈیاں وغیرہ لگانا

سوال [۱۰۸] کسی مسجد میں حافظ قرآن تراویح پڑھاتا ہے اور اس مسجد میں ختمہ قرآن کے دن خلاف شرع باتیں دیکھیں، درمیان میں معلوم ہو جائے کہ اس مسجد میں چند وہ غیہ چند وہی رقم سے ختمہ قرآن کے دن کاغذی جھنڈیاں چراغاں کرنا اور تقسیم شیعہ یعنی کرنا باوجودیکہ حافظ قرآن نے متعدد بار اس رسم کو منع کرنے کی بھی کہا کہ بدعت ہے مگر پھر بھی یہ مستدی اپنی ضد پر قائم ہیں، تو ایسی مسجد میں حافظ کو ختمہ قرآن تک تراویح پڑھانا کیسا ہے، یا بر بری مسجد میں پڑھتا رہے، بعد منع کرنے کے اس مسجد میں تراویح پڑھانے کو ترک کر دے اور ختمہ قرآن کہیں اور نہ کر ختمہ کر دے؟

ختمہ قرآن میں چراغاں

سوال [۱۰۹]: ۲ بعض لوگ ختمہ قرآن کے سلسلہ میں تراویح میں مثال دیتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں تو جھار، فانوس، شمع کا فوری اور کثرت سے چراغاں ہوتا ہے، کرنا جائز ہے تو کیوں نہیں منع کیا جاتا ہے حالانکہ مکہ شریفہ و مدینہ منورہ میں بڑے بڑے جید عام موجود ہیں، یہ بجلی کی روشنی مسجد نبوی صلی صاحبہ صلوٰۃ و السلام میں ختمہ قرآن کے دن ہوتی ہے یا ہمیشہ اور کثرت سے چراغاں ہونے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ ایک حالت میں امام کی ایسی مسجد میں پڑھتے جہاں یہ خرافات نہ ہوں۔

”و لکلاہ نباح، ای یکرہ فی المسجد، و فیدہ فی الطہیریدان یحسن لاحہ، لکن فی اسہر لإطلاق“ الدر المختار، و فی رد المحتار قولہ نان یحسن لاحہ، فبانہ حینہ لا یباح، لا لدق، لان لمسجد من سی لأمر الدین“ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، قبل مطلب فبمن سفت مدہ الی صا: ۱، ۶۶۲، سعید)

(۲) ”و کرہ تحریماً“ إدخال نحاسة فیہ“ (الدر المختار) ”فی الفتاوی العالمگیریہ“ لا بدخل المسجد من علی بدنه نحاسة“ رد المحتار، مطلب فی أحكام المساجد: ۱، ۶۵۶، سعید

۲۔ یہ دکان منع نہیں کیا گیا ہے۔ کتاب المدخل ۲/۳۰۲ (۱) میں دیکھیں کہ شدت سے منع کیا

گیا مگر بل شروت و بدعت، بل علماء اہل حق کی ممانعت ہیں۔ فقہ و ائمہ برائے حق اصرار۔

حررہ عبدالمودنسوی، عشاء مدینہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پور، ۳/۱۱/۶۱ھ۔

جواب فتح سعید حمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پور، ۳/ ذیقعدہ ۱۱۶۱ھ۔

فتح عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۳/ ذیقعدہ ۱۱۶۱ھ۔

مخصوص طور پر ختم اور مسجد میں کھانا کھانا اور چھین چھٹی

سوال [۱۱۰]۔ یہاں پر آستان بنڈار سے نام سے رخصتہ کا استقامت کیا جاتا ہے اور بصورت کیا

چوں یا نقد جمع کر کے کھانا پکایا جاتا ہے، پھر شیش جیانی، ختم خواجہاں، ختم ساجن، عرفین وغیرہ ہوتے

صرف خانہ پرئی کے سے آیت قرآنی کی تلاوت بھی ہوتی ہے، پھر مسرت فداں فداں مدد وغیرہ کے غز

کاتے ہیں۔ ۳۔ دوس کے بہن و صوت درود شریف و مناقب اویاء کی یا ۱۰ ہائی کی جاتی ہے، صاحب و جہت

لوگ کھانا تقسیم کرتے ہیں، پہلے مجلس پڑھنے والوں و محلات ہیں، پھر غوام الناس و مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں

دوران تقسیم خاص گائی گلوچ، چھین چھینی ہوتی ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہ بنڈار کرنا کیسا ہے؟ از روئے تاریخ اس قسم کے صدقات یا عیثیت رہتے ہیں؟

مسجد کا اس میں شرکت کرنا اور پھر اہل مت کے فراش ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) "و لا یزاد فی لیلة الحتم شیء زائد علی ما فعل فی أول الشهر، لانه لم یکن من فعل من مصی

بحلاف ما أحدثه بعض الناس اليوم من زیادة وقود القنادیل الكثيرة الحارقة عن الحد مسرور، لانه

فیہا من إصاعة اهل و لسرف و لحباء، سيما اذا انصاف لی ذلک ما یفعله بعضهم من وقود التمتع و

ما یرکرفہ و انصاف الی ذلک بسبب کثرة لوقود اجتماع المصوح و شوبینہم علی بعض

لحاصرین و کثیر من الناس یحدثون و بخصوصون فی الاساءة الی برة لمسجد عن بعضہ فی

غیر رمضان، فکیف یف فی شهر رمضان العظم" فکف یف فی لیلہ الحرمہ مد فمدحفظ من حد کمد و

ما شاکله جہدہ الح" (المدخل لابن امیر الحاج: ۳/۱۱، ۳/۱۲، فصل فی وقود القنادیل لیلة الحرمہ،

مصطفی النابی الحلبي)

الجواب حامداً ومصلحاً:

یہ صورت اور تقریب قرآن کریم و حدیث شریف، آثارِ نبویہ پر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، فقہ ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں (۱)، حسن تدبیر، نرمی و شفقت سے اس کو روکا جائے (۲)، احتیاطاً قبرستان کے بھی یہ خلاف ہے (۳) "مسجد کے بھی خلاف ہے" (۴)، احتیاطاً ائمہ کے بھی خلاف ہے۔ جب چند وینا بھی ظلم سے اس کا کھانا بھی حرام نہیں "لا یحل من مدنی مسلم ولا حبشی مسلم" (حدیث) (۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالموئمنہ دارالعلوم دیوبند، ۳۱/۵/۹۵ھ۔

روضہ اقدس اور مزارات نبویہ پر قرآن خوانی

سوال [۱۱۱]: کیا حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاروں پر بھی قرآن خوانی ہوتی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ مندوستان میں اجرت پر مکانات اور قبروں پر قرآن خوانی کراتے ہیں، یہ صورت میں پڑھنے والے کو اور میت کی روح کو چھوٹا بڑا بڑا ہے یا نہیں؟

(۱) جو کام ان اصول سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ کما صرح بہ اهل العلم کاس عبدی واس بحیہ واسطحتوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ فی فتاویٰ و قد مضی تحریرہ من کتبہم تحت عنوان "ینا" بعد عنوان: "فاتحہ مروجہ"

(۲) نیز اس میں گالی گلوچ کا تبادلہ ایک قبیح، مذموم اور ممنوع فعل ہے جس سے حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شوق سے منع فرمایا ہے۔ سبب المسلم فسوق، و قتالہ کفر۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن یحط عملہ ۱۳۱، قدیمی)

و لظری فی لکیر ۱۰۳۱۶۱۰

۳ "قل فی لیل و یکرہ الحلوں علی القبر و وطنہ، فحینذ فمایدعلہ من دفت حول اقاربہ خلق من وطنہ، تنک القور لی نصل لئی قبر قبرہ مکروہ" (رد المحتار، آخر باب صلوۃ الجنائز: ۲۵۵، سعید)

۴ (نقد تحریرہ من رد المحتار، آخر باب ما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیہا: ۶۶۲، سعید، تحت عنوان "تقرآن پر مبنی")

۵ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب السوۃ، باب العصب والغریبہ ص ۲۵۵، قدیمی

الجواب حامداً و مصلیاً :

یہ طریقہ ممنوع اور ناجائز ہے، ایسا مال ثواب کے لئے قرآن خوانی پر اجرت دینا بھی گناہ ہے اور دین بھی
وراس سے ثواب بھی نہیں متاثر نہ سمجھو، ق ۵ (۱)۔ ق ۵ (۱) میں یہ معمول نہیں تھا (۲)۔ فقہ و مذہب نہ
توں، تم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۷/۶۱ھ۔
انجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/شعبان/۶۱ھ۔

میت کے لئے ایک لاکھ کلمہ طیبہ کا ثواب

سوال [۸۲]: ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو میت کے رشتہ دار ایک لاکھ مرتبہ کلمہ
طیبہ کا ختم کرتے ہیں مسجد کے مصنیوں سے، اخیر میں تمام مصنیوں کو کھانا کھایا جاتا ہے چاہے غریب ہو یا غنی تو یہ
کھانا کیسا ہے؟ اور غریب و مالدار میں کوئی فرق ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

کلمہ طیبہ کا ثواب پہونچنا اور غریبوں کو صدقہ دیکر ثواب پہونچانا بہت مفید اور باعث خیر ہے (۳)
یعنی کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو ختم کے بعد کھانا کھانا یہ اجرت کے مشابہ ہے، اگر پڑھنے والوں کے ذہن میں ہو کہ
کھانا ملے گا اور اس نیت سے پڑھیں تو اس پڑھنے سے ثواب نہیں ہوگا، نہ پڑھنے والوں کو نہ میت کو، نیز جب کہ

(۱) (تقدم تحریحہ من رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة : ۵۶/۶-۵۷، تحت عنوان "تیس شریف
کا ختم")

۲ (مروجہ قرآن و حدیث، ۱۰۰ بدعت ہے کما مروت فیہ تصریحات الفقہاء رحمہم اللہ علی تحت
عنوان "یضا بعد عنوان" فقہیمہ)

(۳) "فلانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره عند اهل السنة والجماعة، صلاة كان أو صوما أو حجاباً أو
صدقة أو فراءة لمقران و الأذکار أو غير ذلك من أنواع البر، و يصل ذلك الى الله و بفعده"
(مراقب الفلاح، کتاب الحدیث فصل فی رد القصور، ص ۱۲۱، ۱۲۲، قدسی،

اس کا دستور ہے اور یہ طریقہ مشہور ہے ”سمعروف کد مسرود“ کے تحت اس پڑھنے کی اجرت گویا کہ زمر ہوئی (۱)۔

۴۔ وہ ازین میت کے ورثاء میں بخش دفعہ چھوٹے نابالغ بھی ہوتے ہیں ان کے مال میں تصرف کرنا ورنہ ان کے حصہ سے صدقہ دینا جائز نہیں (۲)۔ پھر یہ کہ کھانا کھانا شرعاً واجب نہیں اس کا التزام کرنا ایک غیر واجب وہ جب فقہ ردینہ جس کی شریعت میں اجازت نہیں (۳)۔

۵۔ وہ ازین ایسا ثواب کے لئے جو صدقہ دیا جاتا ہے اس کے مستحق غرباء ہیں، ممدار نہیں (۴) یہاں غریب یعنی سب دیا جاتا ہے یہ طریقہ غلط ہے اور اس میں عامۃ شہرت ناموری کا جذبہ ہوتا ہے (۵)، جیسے دیگر تقریبات کا حال ہے اس لئے اس طریقہ کو بند کرنا چاہئے کہ عوارض کی وجہ سے اصل کیفیت باقی نہیں

(۱) ”و لا معی ایضاً نصلۃ القاری“ لأن دلك مشہ استیحارۃ علی قرآءۃ القرآن، ودلك باطل، و لم یفعل دلك أحد من الحفاظ“ (رد المحتار، باب الإحارۃ الفاسدة ۶/۵۷، سعید)

(۲) قل الله تعالى: ﴿و آتوا الیتامی أموالهم﴾، ولا تتدلووا الحیث بالطیب (الساء ۲)
وقل تعالى: ﴿والذین یأکلون أموال الیتامی ظلماً﴾، بما یأکلون فی بطونهم ناراً (الساء ۱۰)
(۳) کیونکہ زمر مجتہدین سے: ”ما أحدث علی خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دیناً قویماً و صراطاً مستقیماً“ (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۱/۵۶۰، سعید)

(۴) ”الوصیة المطلقة لا تحل لغنی؛ لأنها صدقة وهی علی العی حرام“ (الدر المختار، قیل باب الوصی الح: ۶/۲۹۸، سعید)

(۵) ’عن أنس هریرة رضي الله تعالى عنه- قال: قال رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم: ’السرابان لا یحمان، و لا یؤکل طعامهما‘، قال الإمام أحمد: یعنی المتعارضین بالضيفة فخرأ و رباء روه لیسقى فی شعب الإيمان“ (مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیمة، ص ۲۷۹، قدیمی)

رہتی۔ فتاویٰ بزرگ (۱) کبیری (۲) شامی (۳) وغیرہ کتب فقہ میں ایصالِ ثواب کے لئے اس قسم کے طریقہ و اختیار کرنے کی ممانعت موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد، غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰ ۱۱ ۸۹ھ۔

اجوب صحیح بندہ نحمدہ اندین غفرلہ عنہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰ ۱۱ ۸۹ھ۔

ختم میں سوال اکھ کی تعداد

سوال [۸۳]: دارالعلوم دیوبند میں جو ختم شریف ہوتا ہے خواہ کسی کی وفات پر ہو یا دفع مصائب کے لئے ہو، رخو و کلمہ صلیبہ پڑھاجاے یا آیۃ الکرسی، مگر پڑھنے کی تعداد سوال اکھ کی متعین ہے، اس پر کیا دلیل شرعی ہے؟ ایک نامہ اس کو بدعت کہتے ہیں جو شریک و روادارالعلوم دیوبند رہ چکے ہیں، وہ کہتے ہیں نفس ایصالِ ثواب میں قونی شکاں نہیں مگر تعداد متعین کرنا بدعت ہے، اس کے بارے میں تفصیل سے تحریر فرمائیں حالانکہ اپنے مشائخ کی شریعت و شہادت میں پیش کیا گیا مگر وہ قرآن و حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں۔

الجواب حامداً و مصلياً:

دفع مصائب کے لئے جو ختم پڑھا جاتا ہے وہ بطور طاعت ہے اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت ضروری نہیں، صرف اتنا کافی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے منافی و معارض یعنی شرعاً ممنوع و مذموم نہ ہو جیسا کہ

(۱) "ويكروه اتحاد الطعاف في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد وتحد الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء، والقراءة للختيم، أو لقراءة سورة الأنعام أو الأخلاص، والحاصل أن اتحاد الطعاف عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره." (الجزايرة على هامش الهدية، باب صلوة الحائز، ذهب إلى المصلي الخ ۶ ۸۱، رشديه)

(۲) "ويكره اتحاد الصلوة من أهل الميت، لأنه سريع في السرور لا في الحزن، قالوا: وهي بدعة مسقحة، لما روى الإمام أحمد وابن ماجة بإسناد صحيح عن حبيب بن عبد الله قال: "كنا بعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعاف من الباحة" (الحلى الكسر (كسرى)، فصل في الحاضر، الم من في مسائل متفرقة من الحائز، ص ۶۰۹، مكتبة سهيل اكيذمي لاہور)

(۳) (رد المحتار، باب صلوة الحائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ۲ ۲۴۰، سعيد)

غیر شرعی رقیہ سے (۱)۔ یہی ختم میں جو تعداد متعین سے وہ ایسی نہیں جیسی رعایت نمرزق تعدویا اشواط طوافی تعدویا سے اس کے ساتھ ساتھ ثبوت ضروری ہے، بلکہ وہ ایسی تعدویا جیسے حکیم نسخہ میں لکھتے ہیں عن باب ۵، نہ باب ۵، نہ غیر مکہ۔ یہ تجربات سے ثابت ہے، اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت طلب کرنا بے محل ہے۔ باب ان ترون معابد من بعد موتکم سوائے ختم ہو جاتا ہے (۲) تعداد کا تجربہ سے متعین کر دینا خلاف شرع نہیں، اس کے لئے بات نمونہ پانی سات مشبوں میں مٹکانا حدیث شریف سے ثابت ہے (۳)۔ فقہ و مدقون م۔

حررہ عبدالمواثقی عندہ راعیوم، دیوبند، ۱۹/۶/۸۷ھ۔

ابوبکر بن عبدالمہدی عندہ راعیوم دیوبند، ۱۹/۶/۸۷ھ۔

(۱) یقول رقیہ الرافی واما ما کان من القرآن او شیء من الدعوات ، فلا بأس به۔ (رد المحتار، کتاب لحظہ والإباحة، فیل فصل فی النظر واللمس: ۳۶۳/۲، سعید)

وقال العلامة الریفی رحمه الله تعالى "ولا بأس بالرقی" ، ثم علیه الصلاة والسلام کان یفعل ذلك لا تری لی ما یروى عن عروذس ملک انه قال کما فی الحاحیة رقی. فقد یا رسول الله! کیف تری فی ذلك؟ فقال "اعرضوا علی رفاکم ، لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک" (تسین الحقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع: ۷۳/۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

وحدثنا الادی ذکره الزبیلعی رحمه الله تعالى أخرجه مسلم فی الصلاة، باب استحباب الرقیة من العین ولسملة الح ۲ ۲۲۶، قدیمی)

وودود فی الطب باب فی الرقی ۲ ۵۶۲، دار الحدیث ملتان)

(۲) یؤید ہدایت قوی سے جو صوں شرع سے منقول مذہب سے، وہ یوں بھی بات اور یہ ختم بطورہ بن رقیہ ہر سید بنی ناس وین نہیں مجاہد، نہ ہدایت نہیں، یہ ہدایت قریف ظالم شامل سے اس طرح نقل سے امہا احداث علی خلاف الحق لسنی عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم من عدم أو عمل أو حل سوغ نسفہ واستحسان، وحمل دیاقوبما وصراطا مستقیما" (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعید)

۳ "قلت عذبتہ فقال السی صلی الله علیہ وسلم بعد ما دخل بینها، واشتد وجعه "أهريقوا علی من سع قرب لم یحمل أو کیتھن" ثم طعقنا نصت علیہ من تلک القرب حتی جعل یشر إلینا أن قد فعلس لحديث، صحيح البخاری باب قیل، باب العذرة: ۸۵۱/۲، قدیمی)

ایصالِ ثواب وغیرہ کے ختم قرآن پر شیرینی

الاستفتاء [۱۱۰] یہاں کا رواج ہے لوگ علماء حفظ اور پچھ سووم دین جانے والے کوں سے ختم قرآن ختم خواجگان یا اس کے علاوہ اور کسی قسم کا ختم کرات ہیں اور ایصالِ ثواب یا اپنے مقصد کوں میں کرات ہیں، پڑھنے والوں کو کھانا بھی کھاتے ہیں اور پتھر روپے پیسے بھی دیتے ہیں، یہ رواج شرعیہ کیا ہے؟ روپے پیسے دینا کیا ہے؟ بل استفتاء اس قسم کے پیسے کتے ہیں یا نہیں؟ نیز کھانا کھاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پاک ختم کراتے جو رمعی وضع کھانا کھانا درست نہیں، اس سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے، حدیث شریفی نے اس کی تہذیب کی ہے۔ اہل استفتاء عمت اور فقہاء کی کو بھی ایسا کھانا کھانا اور پیسے دینا درست نہیں (۱) مگر، اگر مقصد صدقہ مثلاً مکتبہ کی کامیابی کے لئے اگر ختم کرایا جائے اور کھانا کھانا دیا جائے یا پیسے دیئے جائیں تو یہ درست ہے، یہاں ختم سے مقصود تفصیلِ ثواب نہیں بلکہ دوسرا کام مقصود ہے (۲)۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عثمانی عن دار الغنوم دیوبند، ۲۱/۱۰/۸۵ھ۔

(۱) "قال تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن لا أحرقه لا يستحق الثواب لا للسميت ولا لتقري وقال لعيسى في شرح الهداية ومع التقارى للدين، والأحد والمعطى أشد، والحاصل في ذلك أن التقارى ثواب لعدم الية الصحيحة، فإن يصل الثواب إلى المستأجر ولو لا الإحراق، المستأجر أحد لأحد في هذا الزمان اهـ." (رد المحتار، باب الإحراق الفاسدة: ۶، ۵۶، سعد)

(۲) "وما استدعى به بعض المحققين بحديث البخاري في البدع لأن تقدم من تقدم من البدع الاستحسان مطلقاً حوروا الرقية ولو بالقرآن، كما ذكره الطحاوي رحمه الله تعالى - لا بد من عدد محصين من البدع - (رد المحتار، باب الإحراق الفاسدة: ۶، ۵۷، سعد)

(رد المحتار) الحديث هو الذي رواه البخاري رحمه الله تعالى في الطب - باب يرقى به نكبات

ایساں ثواب کے لئے مجلس

سوال (د ۱۸): ہر قدر جرات میں ختم قرآن رکے ایساں ثواب کا یہ طریقہ کہ مسجدوں میں پورا پورا حمد پڑھا دیا جاتا ہے کہ مثلاً آج نماز جمعہ یا نماز عشاء کے بعد فلاں صاحب کے ایساں ثواب کے لئے ختم قرآن کی مجلس رکھی گئی ہے۔ بعد ختم قرآن کے نہ کوئی شیعہ یعنی ہوتی ہے اور نہ کوئی رسم و رواج ہے تو معمولی طریقہ سے ختم قرآن رکے ایساں ثواب پڑنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اہل علم اس پر نکمہ کرتے ہیں لیکن جب کوئی ہم شخصیت انتقال کر جاتی ہے تو خواہی بہت مہم قرآن کی مجلس کا انعقاد کرتے ہیں۔

لجواب حامداً و مصلیاً:

جو حضرات اس پر نکمہ کرتے ہیں اور کسی ہم شخصیت کے لئے اس کا بہتہ مہم کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ نکمہ کس درجہ حقیر ہے۔ صورت مسئلہ میں قرآن خوانی کے لئے بالائے نہیں جاتا بلکہ جو لوگ نماز عشاء یا نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ ہماری میت کیلئے ایساں ثواب بھی کرتے جائیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں، میت کو شیعہ ہوتا ہے پڑھنے والوں کو ثواب بھی ملتا ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے کہ جو شخص قبرستان میں گزرے اور کیا رو پارہم تہ "قل هو اللہ" پڑھے کراموات کو ثواب بخشے، تو بعد الاموات اس کو بھی ثواب ملتا ہے (۱)، چنانچہ فتح القدر میں مذکور ہے کہ انسان کو حق ہے کہ اپنی حسنت کا ثواب دوسروں کو عطا کرے چاہے نماز ہو، ذکر ہو، تلاوت ہو، حج ہو، عمرہ ہو، صدقہ ہو یہی اہل سنت کا مسلک ہے۔ معتزلہ مصطفیٰ

(۱) "سنت عن الحکمة فی قراءۃ سورۃ الإحلاص أحد عشر مرة لمن دخل المقبر، فقلت أمحدثت النوارک فیہ عن علی بن اسی طالب رضى الله تعالى عنه ان السی صلی لله تعالى علیه وسلم قال "من مر علی السقبر، وقرأ قل هو الله أحد إحدى عشرة مرة، ثم ذهب آخرها للاموات، عطفی من لآخر بعد الاموات" أخرجه الديلمی فی مسند الفردوس من طریق عبد الله بن احمد وهدد الحذیب من نسخة، قال الذهبی انہا موضوعہ باطلة، ماتک عن وضع عبد الله او وضع به احمد، وفي من الحوری فی الموضوعات فی احمد هو محل النجسة وقد رواه ابو بکر السجاد فی مسنده ولفظی ابو یعلی والدارقطنی فما عراه البیہ السمس محمد بن براهيم بن عبد الواحد السفدسی الحسبی فی "وصول الفراءہ الی المنتہی" له، وأطبعہ أخرجه من ھذا لوجه، "قلت أعلمہ" لا حواء المرصیہ للحفظ السحوی ۲ ۵۹۹، ۵۵۰، رقم المسئلة ۱۳۶، دار لریہ، ریاض

ایساں ثواب کے مشر ہیں (۱)۔ عامۃ ایصال ثواب کے ساتھ کچھ غیر ثابت رسوم اور بدعات کا شمول ہوتا ہے ان سے پوری احتیاط لازم ہے۔ شامی وغیرہ میں بھی اس کو قوت سے روکا گیا ہے (۲)، مستغل ایک رسالہ بھی، شامی کا اس مسئلہ پر موجود ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاوا عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

ایصال ثواب کے لئے تاریخ و دن کی تعیین

سوال [۸۱۶]: ایصال ثواب کے لئے تاریخ و دن و وقت و مہینہ کی تعیین و تحقیق کو مکروہ و منوع بتایا گیا ہے مگر ثبوت میں کوئی حدیث صریح کی نقل نہیں فرمائی گئی، تفسیر کبیر و تفسیر درمنثور وغیرہ میں یہ حدیث نقل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبور شہداء پر ہر سال پہلے دن کو تشریف لے جاتے تھے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے (۴)۔

(۱) "ولم کان الأصل کون عمل الإنسان لنفسه لا لغيره قدم ما تقدم (قوله) ان يجعل ثواب عمده لغيره) صلوة او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة" و حائف فى كل العادات لمعتلة" (فتح لقدير، باب الحج عن الغير: ۱۴۲، ۳، مصطفى البابی مصر)

وفى السحر الرائق "والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمده لغيره صدقه أو صوم أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكر أو طوافاً أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحاب، لكتاب و لسنة" (باب الحج عن الغير: ۱۰۵، ۳، رشیدیہ)

(و کذا فى رد المحتار باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعید)

(۲) راجع للتفصيل الحاوی علی ثلثة صفحات من رد المحتار، باب الإحارة لفاسدة ۵۵۶-۵۵۷، سعید

(۳) رسالة اس عاسدين من مجموعة رسائله المسماة "شفاء العليل و بل لعلل فى حكم النوصية بالاحتمات و التهايل" مطبوعه سهيل اكيديمى

(۴) "روى اس أبى شيبه" "أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یأتی قبور الشہداء بأحد عنی رأس کل حول، فیقول "السلام علیکم بما صرتم، فعم عقی الدار" (رد المحتار، باب صلوة الحسرة، مطلب فى زیارة القصور: ۲۴۲/۲، سعید)

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ والدین کی قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرنی چاہئے (۱)۔ چنانچہ زیارت کے سلسلہ میں فاتحہ بھی پڑھنی جاتی ہے اور ایسا مال ثواب بھی کیا جاتا ہے، اس بارہ میں کوئی حدیث نہیں پائی جاتی ہے۔ بدیعین و تحقیق کے ثواب پہنچتا ہے جب ثواب دونوں طرح سے پہنچتا ہے تو پھر ایک صورت و سنت اور دوسری و بدعت یوں کہا جاتا ہے؟

ہذا اس کے متعلق اُردو کی حدیث صحت ہو تو نقل فرمائیے ورنہ یہ تحریر فرمائیے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صحت نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس شے کی تعیین تخصیص شارع سے جس درجہ میں منقول ہے اس کا انکار نہیں (۲) اور جس شے کی منقول نہیں، جیسے تیجہ، چایسواں (۳) وغیرہ اس کی تعیین و تخصیص اپنی طرف سے کرنا بدعت ممنونہ اور بدعت

(۱) "وعن محمد بن العباس يرفع الحديث إلى أبي النسي صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم قال: من زار قبر أبيه أو أجدتهما في كل جمعة، غفر له، وكتب برًّا" رواه البيهقي في شعب الإيمان مرسلاً (مشکوٰۃ لمصباح، کتاب الحسب، باب زیارة القبور، ص ۱۵۴، قدیمی)

(۲) یعنی اس حد تک تو تعیین منقول ہے کہ بتداء میں زیارت قبول ہو جائے یا نہ ہو والدین کی قبر کی زیارت کی جائے، لیکن بات کر کے حد تک محدود نہ رہے بلکہ ان دونوں میں قبر کی زیارت اور مزاروں پر میوے اور عرس منعقد کئے جائیں تو اس کا شارع شریف میں کوئی ثبوت نہیں ہے، ہدایہ میں حدیث میں نصاریٰ و یہود کا مل بہا کر مستحق عنت قرار دیا گیا ہے، "لعن اللہ یہود و نصاریٰ، لعنوا قور سبہم مساحد" الحديث (صحیح البخاری، کتاب الحسب، باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القور، ص ۱۷۱، قدیمی)

۳ "فإن من المنهك أن يكره اتخاذ الصياغة من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشور، وهي بدعة مستفححة" فتح القدير، قبل باب السبيل ۲۴۲، مصطفى الناصي الحلبي، مصر، وکند فی سرائرہ کتاب الصلوة، الحسب والعسرون فی الحسب، بیروت، طبع آخر ۱۴۰۶، رسدہ

"سبہم، جمعہ، جمعہ، فیہ بدعات و منکر از کفار، نہ است" کتاب نہیں رسدہ، اب است۔ "من تنه نفود، فهو منہم" وہ بدعات متکثر بدعات متکثر شد، بہت کم ہیں نہیں بلکہ متروک شد۔ "دع ما یوریک فی ما لا یریک"

مدد فتاویٰ، کتاب المدعات، عنوان "فتاویٰ" ۲۶۰، ۲۶۱، مکتبہ المدعو، کراچی

فی الدین اور تقیید مضیق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عنہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مفت بریلو مسہار نیور، ۳ شعبان ۱۴۱۶ھ۔

غیر مسلم کو ثواب پہنچانا

سوال [۸۱۷]: ۱۔ غیر مسلم کو قرآن پاک وغیرہ کا ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

ایصال ثواب پر چائے پیش کرنا

سوال [۸۱۸]: ۲۔ کچھ مسلمان ماہانہ یا ہفتہ وار ایک مقام پر یا مختلف مکانات پر قرآن شریف پڑھ

کر پئے احباب اور اعزاء اور تمام اہل اسلام کی روح کو ثواب بخشتے ہیں اور صاحب خانہ اخذ قچائے وغیرہ پیش کرتے ہیں تو اس صورت سے سب کوں قرآن پڑھنا اور چائے وغیرہ کا استعمال کرنا کیسا ہے جب کہ یہ پروگرام گاہ بگاہ ترک کر دیا جاتا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

۱۔ ناجائز ہے (۱)۔

۲۔ اس طرح اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی کے ذریعہ ایصال ثواب کرنا ثابت نہیں، اس سے پہنچنا

چاہئے، انفرادی طور پر مضائقہ نہیں اور اختتام پر چائے وغیرہ پیش کرنا صورتاً معاوضہ ہے اس سے پہنچنا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹، ۱۰، ۹۰ھ۔

ایصال ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرنا

سوال [۸۱۹]: فاتحہ کا شرعی ثبوت، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا، تیجہ، دسواں، چیسواں کرنا کیسا

ہے؟ صرف تیجہ کے دن چنوں پر کلمہ پڑھوانا، عوام و خواص کو اس کا کھانا اور کھانا کیسا ہے؟ نیز شبِ برات میں صوم پکا کر نیز ان کی فاتحہ پڑھنا، محرم میں کھجور پکوانا، شربت اور پانی کی سبیلیں لگوانا، مجلس کرنا اور گھر میں رہوین کرنا کیسا ہے؟

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّاسِ وَالْذِّنِّ أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ (سورة التوبة: ۱۱۳)

(۲) (تقدم تحریحہ من رد المحتار وغیرہ تحت عنوان "ختم کے بعد کھانا")

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا ثواب غریبوں کو دینا، پیٹ اور خیر و ضرورت کی چیزیں دے کر، نماز، قرآن شریف، تسبیح پڑھ کر، روزہ رکھ کر، حج کر کے، غرض ہر نیک کام کر کے جب بھی قویق ہو درست اور رفع بخش ہے (۱)۔ نہ اس میں تاریخ کی قید ہے نہ شب برت کی ۱۴ محرم کی ۱۰ ربیع الثانی کی ۱۱ تاریخ ہو، نہ دنوں کا حساب ہے نہ قیسہ ۱۰ سوں، چالیس سوں دن ہو، نہ اس میں کسی چیز کی قید ہو کہ حدود، پتھر، شربت، پانی ہو، نہ میت کی قید ہے نہ چنوں پر کلمہ صیہ پڑھا جائے یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جائے، نہ سورتوں اور آیتوں کی تخصیص ہے نہ قیل پشیمیت ہو، نہ در کی قسم کی قید ہے، ان سب قیدوں کو ختم کر دیا جائے کہ یہ شرعاً اصل ہیں (۲)، سچا ہے ہر مرغی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر ان قیدوں کے ثواب پہنچا دیا ہے۔

گر یہ عقیدہ ہو کہ بغیر ان قیدوں کے ثواب نہیں پہنچتا تو یہ عقیدہ غلط ہے اس سے قویہ لازم ہے۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ روزی تقسیم کرنا بڑے پیر صاحب کے سپرد ہے، اگر ہم گیارہویں شریف نہ کریں گے تو بڑے پیر صاحب ناراض ہو کر ہماری روزی بند کر دیں گے، یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے (۳)۔ (نہ محفوظ رکھے)۔ بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ مخصوص تاریخوں میں روحمیں آتی ہیں، اگر ایسا ثواب نہ دیا تو وہ عنت کرتی ہیں

(۱) تقدہ تحریحہ من الہدایۃ و فتح القدير والعایۃ علی الہدایۃ علی ہامش فتح القدير و البحر لریق کتبہ فی باب نوح عن العبر، تحت عنوان ایسا ثواب ہے جس سے

و یصل فی مراقبہ الفلاح، فلا یسأل أن یجعل ثواب عمدہ لعیبرہ عمدہ من لیسۃ والجماعہ، صلاۃ کون و صوم او حیا صدقہ او قراءۃ القرآن او الادکار او غیر ذلک من انواع سرور و یصل ذلک اسی لمب و یقعہ، کتاب الحصار، فصل فی زیارۃ القصور، ص ۶۲۱، ۶۲۲، قدیمی،

۲ قل العلامة عبدالحی الیکوی رحمہ اللہ تعالیٰ "این صورتوں میں نہ روزانہ تہنیت سے نہ قیل حید اسم و نہ روزانہ خفا، نہ جو آں ررق و نہ مشہور با پختہ اند، متوں نہ شد، و نہ در حرمین شریفین۔ روزانہ نہ قیل شرف۔ ۳ ات خوف نیست وین نہ وری، استن نہ موم است" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصہ

لفتوی، کتاب لصیوۃ باب الحذر، ۱۴۵، امجد اکبدمی)

(۳) لان اللہ تعالیٰ قل "ان اللہ هو الرزاق ذو القوة المتب" (الذاریات: ۵۹)

وقل تعالیٰ "ہں من خلق غیر اللہ برزقکم من السماء والأرض" لفاطر ۳

یہ بھی غلط ہے۔ یہاں ثواب ترکہ فریبوں کو کھایا جائے، ماہداروں کو نہیں "و سکرہ نحد نحدہ فی سہ" اور "و سکت و سکتہ" صحیح "سہمی" ۶۰۳ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدحمود غفرلہ مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

ایصال ثواب کے لئے تاریخ متعین کرنا اور اوقات مدرسہ میں مدرسین و طلبہ کا ایصال ثواب کرنا

سوال [۱۲۰]۔ خاص و عام میں سے جب کسی کا انتقال ہو جائے اکثر مساجد اور مدارس میں باغ و نایغ سب کو جمع کر کے قرآن شریف ختم کرات ہیں، احادیث شریفہ میں ایصال ثواب مصحق آیا ہے، اس میں چند شبہات پیش آتے ہیں جو حسب ذیل ہیں

۱۔ اس ہیئت کے ساتھ قرآن شریف ختم کرنا اور اس کا ثواب پہنچانے کا ثبوت زما نہ خیرات قرون سے ثابت ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر زما نہ خیرات قرون سے ثابت نہ ہو تو بدعت ہے یا نہیں؟

۳۔ جب سب ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں گے تو ہر فرد قارئین و سناہ و مصلوہ کے خلاف ہو گا یا نہیں؟

ایصال ثواب کو اخبار میں شائع کرنا

سوال [۱۲۱]۔ ۴۔ یہ سب ایک جگہ جمع ہو کر پڑھنا اور اس کا ثواب پہنچانا اور اس کو اخبار میں شائع کرنا ریا ہو گا یا نہیں؟

۵۔ قرآن شریف ختم کر کے اس کے ثواب پہنچانے کا شرعی یا قاعدہ ہے؟

۶۔ ختم قرآن شریف کے لئے فیجر مدرسہ اور مہتمم مدرسہ سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۲، ۱۔ ایصال ثواب کا جو طریقہ مروج ہے یعنی میت کے انتقال سے تیسرے روز جمع ہو کر تادم قرآن

(۱) رد المحتار، باب الحائز، مطلب فی کراہیۃ الصیافۃ من اهل الميت : ۲۳۰، سعید

۶۔ اگر مدرسہ کے وقت میں ملازمین مدرسہ کا کام نہ کریں بلکہ ختمہ قرآن میں مشغول رہیں تو مہتمم مدرسہ سے اجازت کی ضرورت ہے اور خارج وقت میں اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ مدرسین جہ خاص ہیں (۱)۔ اگر طلبہ ختمہ قرآن شریف میں شریک ہونا چاہیں مدرسہ کے وقت میں تو جیسا کہ اپنی دوسری ضروریات کے لئے مدرسہ سے رخصت لیتے ہیں اسی طرح ایسے مواقع پر بھی رخصت کے شریک ہونا چاہئے۔ فقط و مدت بھی نہ تنہا اتم۔

حررہ العبد محمود ننگوی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم، ۱۷/۳/۵۲ھ۔

جوابات درست ہیں عبدالمصطفیٰ، سعید احمد غفرلہ۔ صحیح بندہ عبد الرحمن غفرلہ۔

ایصالِ ثواب کرنے والوں کو کچھ ہدیہ دینا

سوال [۸۲۲]: کسی شخص نے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پڑھا کچھ اس پڑھنے والے کو ہدیہ کچھ پیسہ دیدیا بلکہ اسے تو یہ پیسہ مینا جائز ہے یا ناجائز؟ بیوقوف تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر خاص لوجہ اللہ قرآن شریف پڑھا اور اس کا ثواب پہنچایا، پڑھنے والے کے ذہن میں اس کا خیال نہیں تھا کہ یہاں سے کچھ ملے گا، نہ پڑھانے والے کے ذہن میں یہ تصور تھا کہ اس پڑھنے والے کو کچھ دینا ہوگا، نہ اس کا رواج ہے کہ پڑھنے والے کو کچھ دیا جاتا ہو بلکہ بعد میں کچھ احسان پڑھنے والے کے ساتھ کر دیا، اگر یہ پیسہ نہ دیا جاتا تو پڑھنے والے کو کسی قسم کی گرائی نہ ہوتی تو یہ پیسہ لینا جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے۔

کیونکہ بقاعدہ معروف کہ مسترد ہے یہ استیجار کے حکم میں ہے اور استیجار علی تقدیر ان ناجائز ہے کی صورت میں پیسہ لینے والے اور دینے والے کو تادم ہوگا پیسہ کی واپسی ضروری ہے۔

”وسمدهب عبدان کل ساعة يحض به مسجداً يسبح فيه عشرين مرة“

— (رد المحتار، باب صلوة الحائز، مطب فی زیارة القصور ۲۰۳۲، سعید

(۱) ”والثانی: وهو الأجیر الخاص وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصیص ویستحق

الأجر بتسليم نفسه فی المدة الخ“۔ (الدر المختار، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجير: ۶، ۱۹،

سعید)

لاہر، سراج مسنی لأجر، ص ۲ (۳۸۵) (۱) "تم قرأ غفران وهدیہ بد شعوع عبر أجرة صلی
یہ، ولف سواشی ش عشی شی، من مدہ من قرأ غفران علی فرد، و۵ صبة - ص۵۰ لہ فی معنی
لاحدہ - کہ فی لاجدر" سراج فقد کبر، ص ۱۶۰ (۲) و سبط فی رد المحتار (۳) - فقط والله علم -
تردد عبدالمودنوی عنہ، معین مفتی مفتی بہ علوم سہارنپور، ۱۲-۸-۱۳۷۵ھ۔
جواب صحیح - عیداد مغفر، صحیح عبدالمطیف، ۱۳ شعبان ۱۳۷۵ھ۔

مروجہ طریقہ پر ایصالِ ثواب

سوان ۱۲۳۔ مروجہ فتح جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھانا یا مٹھائی رکھ کر پچھ سو رتیں اور آیتیں پڑھ کر موتی
و ثواب پہنچاتے ہیں، بعض طریق میں خاص تاریخیں اور مہینے اور جگہ، طعام وغیرہ بھی مخصوص ہے، مثلاً، امام
جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئٹہ ارجب کی ۲۷ تاریخ کو یا جاتابہ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وردہ کوئٹہ کے
اس میں پچھ حلوا، پجوری اور دیگر مٹھائیاں بہہ کر اور اتنی ہی جگہ لپ کر جس میں کوئٹہ آسکے، کوئٹہ کے واس میں رکھ کر
پندرہ باب و بد کر اس کوئٹہ کے میں، اسی جگہ بٹھا کر حالانکہ کوئٹہ وری بکھتے ہیں، یا رجب ہی میں بیوی کو صحت کرتے
ہیں جس کو مرد نہیں کھاتے بد سہاگن عورتوں کے سوا یہودیہ نکاح ثانی شد و عورت کو بھی کھانا منع بتایا جاتا ہے۔

دسواں، بیسواں، چالیسواں یا ششماہی یا برسی وغیرہ رسومات کو دین کی باتیں سمجھ کر نہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر
جائز ہے تو ان امور مذکورہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا یا نہیں؟ تو آپ نے ایساں ثواب کا کیا طریقہ
اختیار فرمایا اور شریعت میں اس طریقہ مذکورہ بہ حیثیت خاصہ کے ساتھ صاف لفظوں میں مکمل طریقے کے مذکور ہے تو
دل سے ثابت کر کے مشکور فرمادیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایصال کا کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ دلیل

(۱) (کتاب الإحارة، باب الإحارة الفاسدة : ۳۸۴/۲، دار إحياء التراث بیروت)

۲ سراج لفظ لا کبر، ص ۱۳۱، و آخر مطلب الدعاء للمیت یتمع خلافا للمعترلة، قدیمی.

۳ تسبیہ من فی سحر "ولو ار حکم من احد شیئا من الدبایع ليجعل شیئا من عبادتہ لمعطى، و
سعی لا یصح ذلک ہ ای لایہ ان کان احدہ علی عبادۃ سابقۃ یكون ذلک سبعا لہا، و ذلک سطل
قصص و کان حدہ ليعمل، یكون احارة علی الصاعة و ہی - طلة ایضا کمہ نص عندہ فی لمتوں

و شروح - فتح - رد المحتار - باب لفتح عن العبر ۵۹۵۲ - سعد

مع حوالہ جات ارشاد فرمادیں اور افعال مذکورہ ائمہ اربعہ یا خاندان اربعہ کے کسی بزرگ سے منقول ہیں؟ حضرت مبدی اعجاز جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر حضرت چراغ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت فرما کر مشکوٰۃ فرمادیں۔ فقط۔

نواب الدین، ہندوراؤ، پکی گلی دہلی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نفس ایصالِ ثواب بذاتہ امتاریخ، دن، بیعت وغیرہ کے قرآن کریم، تسبیح، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء کو کھانا، کپڑا، نقد وغیرہ کچھ دے کر جب توفیق ہو تو مآدرست اور نافع ہے (۱) اور جو صورتیں سوال میں درج ہیں وہ بدعت و رنجاہت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا نہیں کیا، بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں، باغ وقف کر کے ثواب پہونچایا ہے۔ بعض نے نماز پڑھ کر، بعض نے صدقہ دے کر، بعض نے حج کر کے۔ ایک دو حدیث نقل کرتا ہوں

فی صحیح البخاری (۲): "عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: "سعد بن عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ توفیت أمہ وهو غائب عنها فأتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! إن أمی توفیت وأنا غائب عنها فهل یسعفہا؟ تصدقت عنها؟ قال: "نعم" قال: فإنی أشہدک أن حائضی المخراف صدقة عنها"۔ وفی السنن: "أسد أحمد عن سعد بن عبدہ عن عبادۃ بن ولید: یارسول اللہ! إن أم سعد ماتت فأتی صدقة فصل؟ قال: "نعم" فحضر شرأوف قال: "ہذا ہذا"۔ کتاب البروج (۳)۔

(۱) (تقدم تحریحہ من الہدایۃ للموعظین وفتح القدر لابی الہمام والعیان للشیخ اکسل الدین محمد والحر الرائق لاسن نحیم وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کلہم فی باب الحج عن الغیر، فراجعہ، تحت عنوان: "ایصالِ ثواب کے لئے مجس")

(۲) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الإیثار فی الوقف والصدوق والوصیۃ ۳۸۔

(والترمذی فی الزکوۃ، باب ما حاء فی الصدقة عن المیت: ۱/۱۲۵، معید)

(۳) (رواہ أبو داؤد فی الزکوۃ، باب فی فضل سقی الماء: ۱/۲۲۳، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(والسنائی فی الوصایا، باب فصل الصدقة عن المیت: ۲/۱۳۲، قدیمی)

”کس نے فریاد، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”من
 دخل سجده، ثم قرأ فاتحة کتاب وقل هو اللہ أحد، وثلاثاً، ثم قال: ”لهم بی قد جعلت
 لکم ما فوٹ من کامٹ لاهل حق۔ من مؤمنین و مؤمنات، کہ منفعہ بہ بی اللہ تعالیٰ“
 غرض سبھی نے کہ کتاب لکھ کر پڑھا تو اس سے بہت حیرت ہوئی، فریاد غرض یہ
 خبر۔“ مریح صدور (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حرره عبد الحمود سنوی عن ائمه عن معین متقی در رساله مضامین علوم سبانی پور ۳۲ شعبان ۶۶ هـ۔
اجواب شیخ سعید مد ظریہ ۱۵ شعبان ۶۶ هـ۔

اجواب شیخ سعید مدظلہ العالی شعبان ۶۶ء۔

ایصالِ ثواب پر حصہ

سوال [۱۲۴]: مردہ کے لئے ثواب رسانا کرنا اور بچہ اس جگہ نہایا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلية:

یہ جائز نہیں، شامی نے اس پر مفصل استدلال کیا ہے (۲) اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

7 رروا عبید محمود غفر۔۔

کسی دوسرے مقام پر جا کر ایصالِ ثواب کرنا اور کھانا

مسوال [۸۲۵]: ایک جگہ بہت دور ختم قرآن میں ایک شخص گیا اور اُروہاں نہ کھائے تو بھوکا آنا

= (و مشكوة المصابيح كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ص: ١٦٩، قديمي)

(١) (شرح الصدور لحلال الدين السيوطي، ص. ١٣٥، مطابع الرشيد بالمدينة المنورة)

(٢٠) من حملة مسحة الحاوي على ثلاث صفحات ما قال "قال تاج الشريعة في شرح الهدية إن القرآن بالأحرى لا يسحق الثواب ، لا للميت ولا للقارى وقال العيسى في شرح الهداية ويصح القارى للميت ، والأحد والسمعطي الثمان " (رد المحتار ، كتاب الإحارة ، باب الإحارة الفاسدة ، مطلب تحرير مهم في عدم حواز الإستبحار على التلاوة الح : ٥٦/٦ ، ٥٧ ، معيد)

٣١) اشتد العسل و بل العليل في الوعدة بالحننات اليهاليل ، من مجموعة رسائل اس عابدين . مطوعة
مجلد كيدمي لاهور

پڑے گا کیونکہ دور ہے تو اس جگہ بدعت قرآن ہانا، کھانا، سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

وہاں نہ کھائے (۱) اور وہاں جانے کی ضرورت نہیں، ایصالِ ثواب اپنے مکان سے بھی برکت ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایصالِ ثواب کے لئے دن کی تعیین

سوال [۸۲۶]: مردہ کے لئے دن تعیین کرنا کہ فلاں دن ثواب رسائی کی جائے گی یہ جائز ہے یا

نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

اس قسم کی تعیین وعدہ مشائی نے رد المحتار، کتاب الجنائز میں مکروہ لکھا ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

ایصالِ ثواب کے کھانے کا مستحق کون ہے؟

سوال [۸۲۷]: زید کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور مدہ مرقدہ و حضرت حاجی امداد مدہ

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ و حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ رشیدیہ، اشرفیہ میں اس قسم کا فتویٰ دیا ہے

کہ اگر چہارم، تیجہ، چالیسواں نہ کرے بلکہ چالیس دن کے اندر ہی کسی دن کھانا وغیرہ پکا کر کھانا جائز ہے اور اس

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان : "ایصالِ ثواب پر کھانا")

(۲) "وفی الزاوية : ويكره اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء والقراء للحنه، و لقراءه

سورة الأنعام أو الإخلاص وأطال في ذلك في المعراج، وفل هذه الأفعال كلها للسمعة

والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى". (رد المحتار، باب الحناظر، مطب في

كراهية الضيافة من أهل الميت: ۲/۲۴۰، ۲۴۱، سعيد)

(و كذا في الزاوية على هامش الهدية كتاب الصلوة قبل الفصل السادس والعشرون في حكمه

المسجد: ۸۱، ۴، رشيدية)

کھانے کو غریب و امیر ہر کوئی کھا سکتا ہے اور ایسا کرنا اور کھانا دونوں جائز ہے۔ ہاں اگر امیر اس کھانے کو کھا کر
 ثواب نہیں لے گا، البتہ جو غریب کھانے میں شامل ہیں اس کا ثواب مل جائے گا، یہاں ایک عالم دین جو کہ منہ پر
 مہموں سہارے پورے فرخ شدہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں
 تین سال گزارے ہیں اور وہ ہم خیال بھی ہیں، کہتے ہیں کہ وہ میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے آرونی شخص
 چارپیسوں کے اندر ہی کی ان کھانا پکا کر کھا دے تو جائز ہے اور اس کھانے کو امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں، ہاں
 امیر کے کھانے کا ثواب نہیں ملے گا لیکن امیر کھا سکتا ہے، اس کو ہر کام کرنے کا ہر کام ہے اور یہی ٹھیک ہے۔
 ہمارے مہموں، ماسکوبی، مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ فتاویٰ امدادیہ وغیرہ میں موجود ہے، یہی حق
 ہے بلکہ میل دوغیرہ بھی اوجہ اللہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیرینی کی تقسیم، غیہ و سب جائز ہے۔ اب جب ایک عام
 یہ کہے گا تو لوگوں کو بہکنے میں دیر نہ لگے گی جنہوں نے ان بدعات کو ترک کر دیا تھا، وہ بھی اس طرف مائل ہو گئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

زید کا جو استدلال آپ نے نقل کیا ہے اس میں کسی ایک بھی حدیث کا حوالہ نہیں، وہ حدیث کہاں ہے
 جس سے زید نے ثبوت دیا ہے اس سے نکھوایے، پہلے بھی ہم نے یہی پوچھا اور حوالہ طلب کیا تھا۔ حضرت مولانا
 رشید احمد گنگوہی و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہما کی کتابیں بدعات کی تردید میں چھپی ہوئی ہیں وہ
 کسی بھی بدعت کو جائز نہیں فرماتے۔ امداد الفتاویٰ آٹھ جلدوں میں ہے، فتاویٰ رشیدیہ تین حصوں میں، رتبہ
 قلمعہ کی قسم کے مسئلوں پر لکھی گئی ہے جس پر حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تائید و تقریر ہے، ایک ایک
 بدعت کی جزائز پر پچینک کی گئی ہے۔

صل مسند یہ ہے کہ تمام اہل سنت و الجماعت کے نزدیک میت کو ثواب پہنچانا شرعاً درست اور مفید
 ہے (۱) مگر اس میں کسی غیہ ثابت چیز کا اختلاف نہیں ہونا چاہئے، انتقام میت کے وقت اور اس کے بعد جب بھی
 اس چاہے ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، کسی دن یا کسی تاریخ کی اپنی طرف سے ایسی تعیین کرنا کہ اس کا التزام ہو غلط

تقدم تحریر من باب الحج عن العبر من الہدایہ فتح القدیر و رد المحتار و غیرہ من کتب

لغۃ فرجۃ بحث عنوان "ایسا ثواب کے لئے نہیں" (۱)

ہے اور میت وحی کے کا ثواب پہونچتا ہو اس کے مستحق غریب، مسکین ہیں، مامدار نہیں۔ جہاں تک ہو سکے اس میں اخفاء چاہئے (۱) نام نمود نہ ہو (۲) اس کو قریب نہ بنایا جائے۔

۱۔ مدثری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الرائحة شرح رقم (۳) اور تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ (۴) میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ ورنہ مفتاح (۵) مدخل (۶) میں بھی بحث مذکور ہے۔ مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ

۱، فی صحیح البخاری "باب صدقة السر" وقال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمْسِكُهَا" وَقَوْلُهُ تَعَالَى "إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَاعْمَا هِيَ، وَإِنْ تَحْفَرُوا وَتَنْزِعُوا الْعُقُرُوءَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ، وَيَكْفُرْ عَنْكُمْ سِيئَتَكُمْ، وَنَبِّهْ مَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا" (البقرة ۲-۱) (كتاب الزكاة ۱۹۱، قديمي)

و فی الصحیح لمسلم "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال "سبعة يُبْطِئُ اللهُ فِي ضَرْبِهِ يَوْمَ لَا طُلُوعَ إِلَّا ضُهُ" الحديث وفيه: "وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ" (كتاب الزكاة، باب فصل إخفاء الصدقة ۲۳، قديمي)

(۲) فی صحیح البخاری "باب الرياء في الصدقة، لقوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَصُورُوا صَدَقَتَكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَدَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ، وَلَا يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمَ الْآخِرَةِ" (البقرة ۲۶۴) (كتاب الزكاة: ۱۸۹، قديمي)

"قال أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من سَمِعَ سَمْعَ اللهِ، وَمَنْ يَرَأَى بَرَاءَ اللهِ" (صحیح البخاری، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة: ۹۶۲، ۲) (ابن ماجة، باب الرياء والسمعة، كتاب الزهد، ص: ۳۱۰، قديمي)

(۳) (تقدم تحريجه من رد المحتار، باب صلوة الحائض: ۲۴۰، ۲، و ۶/۶۶۵ سعيد، تحت عنوان "أيصال ثواب كل من كان غنيا")

(۴) تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، کتاب الاحارۃ ۱۳۶، مطبعة ميمية مصر

(۵) (لم أطلع على هذا الكتاب)

(۶) "وَأَمَّا صَلَاحُ هَلْ نُسَبِّحُ طَعْمًا، وَحَمِيعُ النَّاسِ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ شَيْءٌ، وَهُوَ نَدْعُهُ عَرَبِيًّا مُسْتَحَبٌّ وَيُسَعَى أَنْ يَكُونَ السَّلَسَةُ مِنْ أَهَمِّ ذَلِكَ، لِمَا رُوِيَ أَنَّهَا تَذْهَبُ الْحَرُونَ" (المدخل لاس مراحح ۲۸۸، مصطفى النابى مصر)

مروجہ صلاۃ و سلام کا بیان

”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ کا ثبوت

سوال [۱۲۸]: بعض ماہ صلوٰۃ یعنی (صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و سلمہ علیک) - حسب اللہ صبح و پڑھنا جو نر و بدعت کہتے ہیں، بجا اس کے درود ابراہیمی کے پڑھنے و ثواب و زیدہ فضیلت سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ بتائیں کہ صلوٰۃ مذکورہ اور درود پڑھنا کیسا ہے؟ اگر صلوٰۃ کا کسی حدیث کی کتاب میں ذکر ہے تو مہربانی کر کے اس کتاب کا حوالہ دیجئے تاکہ ہم بھی اس امر ای سے دور رہیں۔ فتہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

درود ابراہیمی کا پڑھنا بہ جگہ سے درست اور موجب ثواب ہے (۱) اور ”الصلوٰۃ و السلام علیک یا

(۱) عن کعب بن عجرۃ قال رسی اللہ تعالیٰ عنہ قدنا یا رسول اللہ السلام علیک قد عرفہ، کیف الصلوٰۃ علیک“ قال ”قولوا“ ”اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی براہیم و علی آل براہیم“ ”یک حمید مجید، و باریک علی محمد و علی آل محمد کما باریک علی براہیم و علی آل ابراہیم“ ”یک حمید مجید“ (سنن السنائی، کتاب السنن، باب کیف لصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۱/۱۹۰، قدیمی)

(و صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۲/۹۴۰، قدیمی کتب خانہ)

(و لصحیح لمسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التشہد: ۱/۱۷۵، قدیمی کتب خانہ)

(و سنن أبی داود، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التشہد: ۱/۱۴۷، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

(و سنن ابن ماجہ، کتاب الفمۃ لصلوٰۃ، باب لصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۶۶، قدیمی)

(و سنن الترمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء فی صفة الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

(۱/۱۱۰، سعید)

سب کو مدینہ پاک حرم ہو کر روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر بڑھنا چاہیے (۱)
دور سے اس طرح پڑھنے سے لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حرم و روضہ سمجھ کر
اس طرح پڑھا جا رہا ہے، دل کا حال کسی کو معلوم نہیں (۲)۔ اس لئے اس سے احتیاط چاہیے۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ
علم و علمہ - تمہدہ حکم۔

ترجمہ عبدالمودغنی، دارالمصنوعہ، بندہ ۱۲، ۱۱، ۹۰۔

ابواب صحیح بند و محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۱/۹۰ھ۔

اذان کے بعد کچھ کلمات نصیحت

سوال [۱۲۹]: ہمارے یہاں کئی سال سے جمعہ کے روز مسجد میں اذان کے بعد صلوٰۃ پکارتی جاتی ہے، پھر سب لوگ سنت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، بعد میں مؤذن عصا لے کر ”ان اللہ“ یا ”لقد حء
کہ“ یا ”رو میں کچھ نصیحت کر کے“ وغصا امام صاحب کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اگر ہے تو
کسی معتبر کتاب حدیث سے معلوم کریں۔

الجواب حامداً ومصلحاً:

یہ طریقہ نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں، نہ خلفاء راشدین کے حالات میں، نہ دیگر مصلحیہ

(١) "روى أبو حيفة رحمه الله تعالى في مسنده عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قول "من السنة أن تأتي قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من قبل القبلة، وتجعل طيرك إلى القبلة، وتستقي القبر بوجهك، ثم تقول: سلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته" وعلى ما ذكر يكون لو قف مستقلاً وحيه عنه الصلوة و السلام و بصره، فيكون أولى، ثم يقول في موقفه السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا خير خلق الله، السلام عليك يا حب الله، السلام عليك يا سيد ولد آدم

الح". (فتح التقدير على الهداية، كتاب الحج، مسائل مشورة، المقصد الثالث: ١٨٠/٣، ١٨١، مصطفى الحلبي، مصر)

(٢) قال الله تعالى: **يُنْزِلُ فِيهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمِطْرَ وَالْأَرْضُ بِهِ عَالِيَةٌ تَقُودُ بِهِ**

نہ من، تعین میں نہ ائمہ مجتہدین کے فقہ میں، ہذا کی چیز اگرچہ صورتاً اچھی معلوم ہوتی ہو مگر، حقیقت وہ نہ خد کا ختم ہے اور نہ رسوں کا ختم ہے، نہ مسد فقہ ہے، نہ وہ دین کے نام پر نئی چیز ہے جس کو دین سمجھا جا رہا ہے (۱) اس لئے اس کا ترک کرنا لازم ہے (۲)۔ فقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالموہب غفرلہ، دارالمعوم دیوبند، ۱۳۱۰ ۹۰ھ۔

جواب صحیح، بندہ محمد بنی مامدین غفرلہ، دارالمعوم دیوبند، ۱۳۱۰ ۹۰ھ۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا

سوال [۱۳۰]: ہمارے یہاں ہر اذان سے پہلے یہ رسول اللہ کا درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ

حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا ثابت نہیں، خلاف سنت ہے، البتہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگنا حدیث شریف سے ثابت ہے (۳)۔ ہر کام حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے

(۱) "وہی (البدعة) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بوع شبهہ (لدر المختار

وفی رد المحتار: "قوله: وہی اعتقاد) وحينئذ ليس اوى تعريف الشمسى لها بأنها ما

احدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو قول بوع شبهة و استحسان،

و حسن ذبيبا قويس و صراطا مستقيما اهـ، فافهم" (۱) ۵۶۰، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطب لبدعة

حمسة أقسام، كراچی)

"لبدعة هي الأمر المحدث الذي لم يكن عليه الصحابة والدعوى ولم يكن من فساد

الدليل الشرعي". (قواعد الفقه، ص: ۲۰۴، الرسالة الرابعة، التعريفات الفقهية، الصدف پلسترز)

(۲) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من أحدث في

أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد". (مشکوٰۃ المصابيح: ۲۷/۱، باب الاعتصام بالكتاب والنسب، لفصل

الأول، قديمی کتب خانہ)

(وفصل التقدير: ۵۵۹۴/۱۱، رقم الحديث: ۸۳۴۳، نوار مصطفى الباز ریاض)

(۳) "عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله =

مستحب کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۹۰ھ

ایضاً

سوال [۱۳۱]: اذان دینے کے وقت اذان سے پہلے درود شریف یا کوئی تسبیح آواز سے کہہ کر اذان شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو درود شریف پڑھ کر اذان دینا بہتر ہے یا نہیں؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

درود شریف اور تسبیح بہت فضیلت اور ثواب کی چیز ہے، مگر اذان سے پہلے ثابت نہیں، لہذا اذان سے قبل اس کا اضافہ نہ کریں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ختم تراویح کے بعد ”الصلوة والسلام یا آدم صلی اللہ“ پڑھنا

سوال [۱۳۲]: بعد ختم تراویح ”الصلوة والسلام یا آدم صلی اللہ“ سب مصلی بلند آواز سے کہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، غلط طریقہ ہے اس کو ترک کیا جائے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۹/۸۴ھ۔
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

= تعالیٰ علیہ وسلم یقول ”إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول، ثم صلوا عنی، فإنه من صلی عنی صلوۃ، صلی اللہ علیہ بها عشر أ، ثم سلوا اللہ لی الوسيلة، فإنها منزلة فی الجنة، لا تسعی إلا العبد من عباد اللہ وأرحوا أناساً هو، فمن سأل لی الوسيلة، حلت علیہ الشفاعة“ (الصحيح لمسلم، کتاب للصلوة، باب استحباب القول من قول المؤذن اهـ ۱/۶۶۱، قديمی)

درود شریف اذان کے بعد شروع ہوتا ہے، نہ کہ اذان سے قبل۔ صحیح حدیث ”اذان سے پہلے درود شریف“

(۲) یعنی جو امور ان اصول سے ثابت نہ ہوں وہ دین کیجئے۔ یہاں۔۔۔ وہ بدعت ہیں، حدیث منہ عنی رحمہ اللہ قول حدیث ”من“

تراویح کے بعد مخصوص انبیاء پر مخصوص درود پڑھنا

سوال [۸۳۳]: ہمارے یہاں یہ عادت چلی آ رہی ہے کہ بعد نماز تراویح چند وگت جس میں بچے بڑے شامل ہیں صلوٰۃ گاہ یعنی اذان دینے کے ممبر پر یا مسجد کے صحن میں قبلہ رویہ اور چند مخصوص انبیاء کے اُرام پر باؤز بند اپنی شہادت کی انگلیوں کو دونوں کانوں میں رکھ کر صلوٰۃ وسد م اس ترتیب سے کیے بعد دیگر پڑھتے ہیں

(۱) لصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت آدم صلی اللہ

(۲) // یا حضرت نوح نجی اللہ

(۳) // یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ

(۴) // یا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ

(۵) // یا حضرت موسیٰ کلیم اللہ

(۶) // یا حضرت داؤد خلیفۃ اللہ

(۷) // یا حضرت عیسیٰ روح اللہ

(۸) // یا حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا اس کی سند کسی معتبر کتب حنفیہ یا ائمہ اربعہ میں آتی ہے؟ یا کوئی فقہی جزئیہ مباح یا جائز یا موجب خیر ہونے پر دلالت کرتا ہے تو بحوالہ کتب مع عبارت درج فرمائیں۔

۲ اس امر پر اصرار کرنے والوں نے اس کی سند میں کنز العمال ۱۱۹/۶۰ کا حوالہ دیکر یہ تختہ لکھ کر مسجد میں آویزاں کیا ہے۔ ازراہ مہربانی اس مضمون کو مدح و تحقیر کر غلط بہ غلط اس کی تحقیق سے آگاہ فرمائیں کہ کیا واقعی کنز العمال میں ایسی عبارت مندرج ہے؟ مضمون یہ ہے کہ ”ختم تراویح و وتر کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا موجب خیر ہے“ اور کنز العمال کی ۱۱۹/۶۰ میں ہے کہ ”انبیاء اُرام کا ذکر عبادت ہے

= احدث فی امرنا هذا الخ“ کے تحت فرماتے ہیں

”ای أنشأ واخترع وأتت بامر حدیث من قبل نفسه . . . (مالیس مہ): ای رأی لیس له فی

سکب أو السة عاصد طهر أو حمی، منقوڑ أو مستسط (فہر رد) ای مردود علی و عہ لطلانہ

(فیص القدیر ۱۱ ۵۵۹۴، رقم الحدیث ۱۳۳۳۰، مکتبہ سراج دہلی)

بندہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام پر ان ناموں کی نہایت کثرت کے ساتھ سلام کیا گیا ہے۔ اگر اس طرح تراویح اور
ترکے بعد ان پر سلام پڑھا جائے تو منع کرنا درست نہیں ہے۔ انبیاء کے نام کو پورا رفق سے لے کر ہیں، لہذا
زور سے شریعت شریف اس کے مباح ہونے پر دلیل یا غلط ہونے پر دلیل مع کو۔ کتاب تہذیب فرما میں۔ نیز کنز
عمیں ۶۰، ۱۱۹، ۱۱۹ عبارت کی تحقیق فرما میں کہ یہ ایسی عبارت کنز عمیں میں موجود ہے؟ خدا تعالیٰ آپ کو اجر
جزیل عطا فرمائے۔

الحق حامداً ومصلیاً:

انبیاء علیہم السلام پر اس کثرت سے رسول متبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا موجب
قربت اور نجات ہے (۱)، اس کے فضائل احادیث میں بکثرت موجود ہیں (۲)۔ لیکن سوال میں جو طریقہ مذکور
ہے یہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے، نہ فقہ سے، نہ سلف صالحین سے، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
جمعین سے، نہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

کنز عمیں ۶۰، ۱۱۹ کی طرف اس کو مذبذب کرنا غلط ہے اور بہتان ہے، وہاں بالکل یہ موجود نہیں، نہ

(۱) قرآن حمد میں ححر البیت می بعد بحث طویل: "ولہذا كانت الصلوٰۃ مما یقصد بہا قضاء حقہ، و
یتقرب بأدائها إلى اللہ تعالیٰ"۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۲۷، قدیمی)

(۲) "عن ابی ہریرۃ - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال "من صلی علی
واحدۃ، صلی اللہ علیہ عشاء" (الصحيح لمسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم: ۱۷۵، قدیمی)

عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال "من صلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صلى عسى صلوٰۃ واحدۃ، صلی اللہ علیہ عشر صلوٰۃ، وخطبت علیہ عشر خطبات، ورفعت لہ عشر
درجات" (مسند احمد، کتاب السیر، باب الفضل فی الصلوٰۃ علی النبی، ۱۹۱، قدیمی)

(واضح لتفصيل مسند ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم بعد لشہید ۱۳۷، امدادیہ)

واسن واحد، اقامہ الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۶۵، قدیمی)

وسن لترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۱۰/۱، سعید)

تراویح کا ذکر ہے۔ نہ صلوٰۃ گاویہ صحن مسجد کا ذکر ہے۔ نہ کانوں میں انگلیاں دینے کا ذکر ہے، نہ جماعت بنا کر آواز بند کر کے کا ذکر ہے، یہ سب جھوٹ ہے، غلط اور جھوٹ بات کسی کی طرف منسوب کرنا کہ یہ وہ ہے (۱) اور حدیث شریف کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے (۲) اس لئے اس طریقہ و بندیا جائے اور کسی سند باتوں کا بہتر اعتبار نہ لیا جائے۔ فقط البدع فی التعمیر۔

حررہ العبد محمد بن محمد بن خضر لہ دارالعلوم دیوبند۔

اجواب صحیح: بندہ محمد الدین خضر لہ دارالعلوم دیوبند

بعد نماز جمعہ مروجہ صلوٰۃ و سلام

سوال [۱۳۴]: جامع مسجد خان پور میں دو چار ہفتے سے بعد نماز جمعہ سلام شروع کر دیتے ہیں جس کی کوئی سند نہ قرآن و سنت سے ملتی ہے، نہ صحیحہ اور تابعین سے، سلام وہی مروجہ طریقہ پر باوجود ہاتھ باندھ کر کہتے ہوئے "واز بند یہ لوگ" "تسبیح نبوی" "سبح علیہ" یا "سبحی" "سبح علیہ" "اسی طرح پڑھتے ہیں، یہ مساجد میں سی طرح سلام پڑھنا جبکہ لوگ سنتیں و نوافل ادا کر رہے ہوں شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَكْسِبْ حَظِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرَوْهَا بِيَرًا، فَقَدْ أَحْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾

(النساء: ۱۱۲)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا، فَقَدْ أَحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ (الأحراب: ۵۱)

(۲) "عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "تسموا باسمي ولا تكتبوا بكنيتي" . . . ومن كذب على متعمداً، فليترا مقعده من النار" (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۲۱/۱، قديمي)

(ومقدمة الصحيح لمسلم، باب تعليل الكذب الخ: ۷/۱، قديمي)

(وسنن أبي داود أبواب العلم، باب التشديد في الكذب الخ: ۱۵۸/۲، امداديه ملتان)

(و ابن ماجة في مقدمته، باب التغليظ في تعمد الكذب الخ، ص: ۴، قديمي)

الجواب حامداً ومصلحاً:

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا بہ مسلمان کی ذمہ داری ہے اور بڑی سعادت و خوش نصیبی ہے (۱) اور صلوٰۃ و سلام نہ پڑھنا بڑی محرومی و بد نصیبی ہے (۲)۔ سلف صالحین نے ہمیشہ صلوٰۃ و سلام کو اپنے معمولات میں رکھا ہے اور رکھتے ہیں مگر اس کے لئے کوئی ایسی صورت از خود تجویز کرنا جس کا ثبوت شرعی درجہ اول سے نہ ہو اور اس سے دوسروں کی نماز میں خلل بھی ہوتا ہو (۳) اور پھر اس کو ضروری سمجھ کر اس پر صبر کرنا تو بدعت اور ممنوع ہے (۴)۔

ہاں میں جو صورت درجہ اول سے اس کا دلائل شرعیہ سے ثبوت نہیں، اس کو ترک کیا جائے اور روز نہ صبح و شام، روز و شام، شب و تنہا میں بیخود رہ کر شخص اخلاص کے ساتھ پڑھا کرے بڑی ہی خیر و برکت کی چیز ہے، مگر ہم سو سے متنبہ و شرم کا اہتمام کریں۔ زاد السعید (لمتھانوی) (۵)، نشر الطیب (مستقانی) (۶)، فضائل

(۱) (تقدہ تحریحہ من کتب الحدیث تحت عنوان: "صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ، ثبوت")

(۲) "و عن س عدس ر صی اللہ تعالیٰ علیہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "من سسی الصلوٰۃ علی، حطی طریق الحۃ" (اس ماحہ، کتاب اقامة الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶۵، قدیمی)

۳ قل اللہ تعالیٰ ۵ و من اظلم من مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ ۵ الایۃ (البقرۃ ۱۴) قل العلامة الالوسی رحمہ اللہ تعالیٰ تحت ہذہ الایۃ "و طاهر الایۃ العمود فی کل مع، و فی کل مسحد، و خصوص السب (ای سہ نزولہ) لا یسمہ (وسعی فی خرابیہا) ای ہدمہا و نعظیہا و من بحس حطاً و انقص حفاً (من مع) موضع السجود للہ تعالیٰ و ہی القلوب التی یعرف فیہا، فسجد لہ بالثناء الداتی (وسعی فی خرابیہا) بتکدیرہا بالتعصبات و غلبۃ الہوی و دواعی الشیطن والوہم الخ" (روح المعانی، ۱/۳۶۳، ۳۶۵، دار احیاء التراث العربی)

(۴) "الإصرار علی المندوب یلعه إلی حد الکراہۃ" (السعاۃ شرح شرح الوقایۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، قبل فصل فی القراءۃ، ۲/۲۶۵، سہیل اکبڈمی)

(۵) (لحکیم الأئمۃ مولانا اشرف علی التھانوی)

(۶) (لحکیم الأئمۃ رحمہ اللہ أبصا)

درود شریف (۱)، القول البدیع (۲) وغیرہ میں درود شریف کے فضائل و برکات کی تفصیل سے ساتھ درج ہے۔
فتنہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ اعلیٰ محمودیہ، دارعلوم دیوبند، ۲۰۲۰ء۔

فجر و سنت سے قبل صلوٰۃ وسلام

سوال [۱۳۵] فجر میں سنت سے پہلے یا فرض و سنت کے بیچ وقت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ان اوقات میں فضائل بیان کرنا کیسا ہے؟ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے فضائل، اسرار کے فضائل یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وغیرہ۔
ووضو، حمد و نعت وغیرہ۔

کسی نماز کے بعد حمد و صلوٰۃ حلقہ بنا کر پڑھنا

سوال [۱۳۶]: ۲۔ فجر میں دعائے بعد کھڑے ہو کر حلقہ بنا کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ یا دعائے بعد فضائل بیان کرنا کیسا ہے؟ جبکہ فجر کا وقت ختم ہو گیا ہو۔
الجواب حامداً و مصلياً:

۱۔ دین کی باتیں، فضائل و مسائل بیان کرنا بھی درست ہے، اس کا خیال رہے کہ لوگوں کی سنتوں میں خلل نہ آئے، لیکن یہ وقت نہایت سکون کا ہے، درود شریف، تسبیح، استغفار، تلاوت میں آہستہ مشغول رہنا بہتر ہے (۳) درود شریف اس طرح پڑھنا چاہیے ”اَسْمِعْ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلٰی رَحْمَتِهِ

(۱) (لشیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) (للعلامة السحاروی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۳) قال اللہ تعالیٰ ﴿وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ نَصْرًا وَحِفْظًا وَدُونَ الْحَبْرِ مِنْ نَفْسِكَ﴾ (الأعراف ۲۰۵)

وقال عليه السلام: ”حير الذكر الخفي“، الحديث، (مسند الإمام أحمد: ۱/۲۷۱، رقم

الحديث: ۱۴۸۰، دار إحياء التراث العربی بیروت)

والسيفی فی شعب الإسما، رقم ۵۵۲

ہو چھیں تو دینی ضروریات، فضائل و مسائل بیان کرنا اور تعلیم دینا بہت بہتر اور مفید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ۔

صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ

سوال [۱۳۷]: جو طریقہ درود و سلام کا ”درود اکبر، دعائے گنج اعرش“ وغیرہ میں مذکور ہے جیسے

”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ اس طریقہ خاص کا ثبوت قرآن مجید احادیث نبویہ علی صاحبہا ألف ألف تحیۃ و السلام، تعامل صحابہ سے ہے یا نہ؟ اور طریقہ درود و سلام جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کیا ہے؟ اور دیار ہند یا دیگر ممالک میں اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود میرا سلام سن رہے ہیں اور طریقہ مذکورہ استعمال کرے تو آیا وہ اس عقیدہ و خیال میں حق بجانب ہے یا ممنوع شرعی لازم آتا ہے اور مطابق عقیدہ اہل سنت و الجماعت ”یا رسول اللہ، یا سیّدنا محمد عبید“ کا استعمال کہاں تک درست ہے؟ جواب اگر مع حوالہ مرحمت فرمائیں مزید باعث اطمینان ہو۔ بیوقوف جروا۔

سائل: ”انقر محمد خلیل الرحمن عفا اللہ عنہ۔“

الجواب حامداً و مصلیاً:

”عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی قال: لقینی کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقال: لا اُھدی نکت ہدیۃ سمعتہ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ فسببت سی! وأھدھ سی، فقال: سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! کیف اُصعدہ علیکم اھل البیت! فإن اللہ قد علّمنا کیف نسلّم علیک، قال: ”قولوا: اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلبت علی ابراھیم إنک حمید مجید، اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم إنک حمید مجید“۔ متفق علیہ (۱)، إلا أن مسماؤہ بد کر ”عنی“

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲/۵۶۰،

قدیمی کتب خانہ)

(والصّحیح لمسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التّشہد

۱/۷۵، قدیمی)

۱۔ "شمہ" فی ص ۷۷ مشکوٰۃ شریف، ص ۸۶ (۱)۔

"عبد (نہی عن) مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ان من ملائکة من جبرئیل لارصد بعوضی من منی سلا" روضہ مسانی (۲)
۲۔ ص ۳۱ مشکوٰۃ شریف، ص ۸۶ (۲)۔

"عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "من صلی علی عبد فیری سعۃ، ومن صلی علی شیء سعۃ" روضہ سیہنی فی شعب الایمان (۵)، مشکوٰۃ شریف، ص ۸۷ (۶)۔

روایت باب سے چند امر ثابت ہوتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درود شریف کی تعلیم دی ہے اور یہ تعلیم صیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوال کے جواب میں ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس درود شریف

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۸۶، قدیمی)

(۲) أخرجه نسائی فی نسہو باب التسلیم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۸۹، قدیمی،
(و أحمد فی مسندہ ۴۴۱/۱، وابن حبان فی صحیحہ: رقم الحدیث: ۹۱۴)

(و الحاكم فی المستدرک ۴۲۱/۲، وقال: صحیح، ولم یحررہ، و وافقہ الذہبی)

(۳) سنن لداری ۴۰۹۲، کتاب الرقاق، باب فی فصل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، قدیمی،

(۴) المشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فصلہا،
ص: ۸۶، قدیمی)

(۵) (شعب الایمان للبیہقی ۱۵۸۳۲)

وقال لعلامة المساوي رحمه الله تعالى "قال البيهقي رواه في شعب الإيمان وفي كتاب حياة الأنبياء من حديث محمد بن مروان عن الأعمش عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، و صفه في كتاب حياة الأنبياء باب مروان هذا، وأشار إلى أن له شواهد، وقال العقيلي، حديث لا أصل له، وقال في دحيه موضوع بمرده محمد بن مروان السدي، قال و كان كذا، أورده ابن الحوري في الموضوع، وفي الميزان: ابن مروان السدي تركوه، واتهم بالكذب، ثم أورده له هذا الخبر" (في بعض التقدير ۵۸۸۸۱۱، رقم الحديث ۸۸۱۳۰، مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

(۶) المشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فصلہا، ص ۸۶، قدیمی،

کے متعلق سوال یا تجا جس کا ذکر تشہد میں ہے (کدھی ہامش مشکوۃ المصابیح) (۱) اور جس کو صحابی کہتے ہیں
 "سنة قد علمنا" اور اس کے جواب میں اس درود شریف کی تعلیم دی گئی ہے جس کو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس
 وجہ سے یہ فضل ہے۔ کما صرح بہ مولانا علی نقاری (۲)۔

دوم یہ کہ جو شخص حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے قریب سے درود شریف پڑھتا
 ہے تو آپ اس کو سنتے ہیں (۳) چوں کہ آپ وقبہ میں حیات برزخی حاصل ہے (۴)۔

سوم یہ کہ جو شخص دور سے پڑھتا ہے تو وہ آپ کو بذریعہ ملائکہ یا جین پہونچایا جاتا ہے (خود نہیں سنتے
 کما ہذا لفظہ من المتقابل) (۵) پس دور سے "الصلاة والسلام علیک یا رسول اللہ" اُراں نیت اور
 وقتاً سے بتا ہے کہ مدد کہ اس صلوٰۃ وسلم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہونچاتے ہیں تو درست ہے
 جیسے کہ کوئی شخص کسی کو خط لکھتا ہے اور اس میں صیغہ خطاب استعمال کرتے ہیں اور جانتا ہے کہ مکتوب ایہ کے

عن عبد الرحمن بن اسی لیلی قلنا یا رسول اللہ کیف الصلوٰۃ علیکم هل بیت؟ قال
 اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک، قال "قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
 علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم" (۱) حمید حمید "الح" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب
 الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۸۶، قدیمی کراچی)

(۲) قال علی نقاری "فأرادوا تعلیم الصلوٰۃ ایضا علی لسانہ بأن ثواب الوارد أفصل وکمل" مرقہ
 لمصابیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۲۳، مکہ
 رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) (تقدم تحریجہ من الیہقی و مشکوۃ المصابیح، تحت رقم الحاشیة: ۵، ص: ۱۱۲)

(۴) "فیہ بشارہ لی حیثہ الدامۃ، وفرحہ سلوع سلام آمنہ الکاملۃ" (مرقۃ المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ،
 باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفضلہا: ۲، ۳، رشیدیہ)

(۵) (سعدی) من التلیع، وقیل من الإیلاع یوصلون (من أمتی السلام، دسمو علی قبیلہ)

او کثیرا، وهدا محصور من بعد عن حصرة مرقده المورومصححه المطهر، و فیہ
 قول السلام حث قنتہ الملائکۃ و حملتہ الیہ علیہ السلام" (مرقۃ المفاتیح، ص: ۲۳، رشیدیہ)

پاس میر خط بذریعہ ڈاک پہنچے گا تو درست ہے۔ اور اگر اس نیت اور اعتقاد سے کہتا ہے کہ اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بدعت ہیں تو اس وقت میں اور ہم بدعتی نظر میں ہیں تو یہ اعتقاد اس حدیث اور شریعت کے خلاف ہے۔ کہ بدعت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بدعت نہیں۔ اس اعتقاد سے تو بفرش ہے کیوں کہ یہ عقیدہ شرک ہے (۱)۔
موم چونکہ اس فرق کو نہیں سمجھتے اس سے ان کو ایسے مواقع پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کرنے سے روکنا چاہیے۔ فقہاء بدعتی نہ تھے۔

حرر و عبد المومنونى محمد عبد العزیز مفتی مدرسہ نظام علوم سہارنپور۔

جواب فتح عید مدغشہ، ۱۰ رجب ۱۳۶۱ھ۔

فتح عبد المصطفیٰ مدرسہ نظام علوم، ۶ رجب ۱۳۶۱ھ۔

(۱) کیونکہ قرآن کریم سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عقیدے کی نفی کی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ بیان کیا ہے ہندو عقیدہ قرآن کریم کے خلاف و لائق تلافی ہے۔

قال الله تعالى: "وما كنت لديهم اد يلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم" (آل عمران: ۴۴)

وقال تعالى: "وما كنت بحاجب العربي اد قصيبا الى موسى الامر، وما كنت من الشاهدين" (القصص: ۴۴)

قال العلامة الألوسي رحمه الله تعالى: "وما كنت من الشاهدين" أي من حملة

الحصريين لنوحى اليه أو الشاهدين على الوحي إليه عليه السلام فإنه قدس الحضور ولا

في قوله تعالى: "وما كنت بحاجب العربي" وكذا إرادة المعنى الثاني بل هو محو ذلك لما أن

سنى الحضور يستدعى به كونه من الشاهدين بذلك المعنى ما كنت حاضرا بحاجب

لعيسى، د قصيبا الى موسى أمر سونه حتى يكون لك علم بما وقع لموسى عليه السلام،

فحضر به لاس، المراد ما كنت من الشاهدين ذلك الرمان، فيكون بها لحضوره و

منتهى ذلك الرمان عم من ان يكون بحاجب العربي او غيره" (روح المعاني ۲۰، ۸۵، ۸۶،

د راحيا، لثراث العربي، بيروت)

وقال تعالى: "وما كنت بحاجب الطور اد ناديا" الآية، (القصص: ۴۶)

ان المراد وما كنت حاضرا مع موسى عليه السلام بحاجب الطور لقف على احواله، فتحضر

به لاس روح لمعنى ۲۰، ۹۰، دار احياء التراث العربى)

بعد نماز فجر وعصر درود شریف جبراً پڑھنا

سوال [۱۳۸]: کشمیر میں نماز فجر اور عصر کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں، وہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کو پڑھنا فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، ہم نماز کے بعد بندہ بہ وقت رات دن میں درست ہے (۱) لیکن جب لوگ نماز میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھیں، جس سے کسی کی نماز میں خلل نہ آئے (۲) ورنہ ہلکی آواز سے بھی پڑھ سکتے ہیں (۳) اور کسی کو مجبور نہ کریں، ترغیب دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

درود شریف وعظ میں زور سے پڑھنا

سوال [۱۳۹]: وعظ و نصیحت کی مجلس میں درود شریف با آواز بلند پڑھنا، نیز آخر میں قیام کرنا

درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درود شریف پڑھنا باعث برکت اور موجب ثواب ہے (۱) لیکن چلا کر پڑھنا اور شور مچانا منع ہے

(۱) (تقدم تحریحہ تحت عنوان "صوت وسلام پڑھنے کا طریقہ")

(۲) (تقدم تحریحہ تحت عنوان "فجر کی سنت سے قبل صوت وسلام")

(۳) حدیث شریف میں ہے "خیر الدعاء الحفی"۔ (مسند الإمام أحمد: ۱/۱۷۲)

(والبیہقی فی الشعب: رقم الحدیث: ۵۵۲)

"والمراد بالحیر رفع الصوت المصروف، وبمادونہ نوع احرم من الحیر، قال ابن عساکر رسی

لہ تعالیٰ علیہما هو ان یسمع نفسه، وقال الإمام المراد ان یقع الذکر متوسطاً بین الحیر

والمحافة"۔ (روح المعانی: ۱۵۴/۹، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۴) (تقدم تحریحہ من کتب الحدیث تحت عنوان "صلی اللہ علیہ وسلم اللہ شہوت")

یونکہ یہ دعائے (۱) اور دعاء میں اصل اختفاء سے (۲) درمختار میں ہے

”حدیث میں مذکور حدیث مسحوظہ...“
 فی ہذا حدیث میں مسحوظہ...
 لا یصل...
 (۳) قیوم ایسے وقت بدعت ہے، لا یصل... (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

ترجمہ العبد محمد، گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدظلہ عظمیٰ سہارنپور

صحیح، عبداللطیف، جواب سنی سے سعید احمد غفرلہ ۱۴ اشہال ۵۶ھ

وعظ میں بلند آواز سے سامعین کا درود شریف پڑھنا

————— [۱۶۰] بخش واعظین کی عادت ہے کہ وعظ کے درمیان سامعین سے درود شریف

پڑھواتے ہیں جہاں آیت کی کوئی اصل ہے یا نہیں، اگر موجود نہیں تو کیا بدعت ہے؟ اگر بدعت ہے تو کوئی، کیا بدعت حسنہ ہے یا سنیہ؟ نیز بخش واعظین کی عادت ہے کہ خطبہ اور آیت کریمہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، پھر وعظ شروع کرتے ہیں، نیز وعظ ختم کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی کوئی اصل موجود ہے؟ نیز ان کے بعد بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں اس کی بھی کوئی اصل موجود ہے؟ جینا تو جیروا۔

عبد الغفور نظام کی صوبہ آسام مسیت۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

وعظ میں سامعین کا بلند آواز سے درود شریف وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے، اگر پڑھیں تو ہستہ پڑھیں

۱۔ قل صدر لتربعة يحور أن يكون المعنى واحداً حقيقياً، وهو الدعاء، (روح المعاني تحت

قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ﴾ الآية: (۲۲/۷۶، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً﴾، إنه لا يحب المعتدين ﴿﴾، (الأعراف: ۵۵)

(۳) (رد المحتار على الدر المختار، باب صفة الصلوة، آداب الصلوة ۱۰/۵۱۹، ایچ ایم سعید)

۴۔ توسطہ دیکھیں کثیر عدد ذکر مولودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووضو آئمہ لہ من القیام، وهو نص

بدعة، لم يرد فيه شيء، الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي رحمه الله تعالى، ص ۱۱۲، قدیمی

”رفع الصوت عند سماع القرآن أو عند مكرهه“۔ سامی ۱/۵۴۱ (۱)۔

۱۔ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ہاتھ اٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اٹھائے ہو، وعظ کے شروع کرنے سے پہلے دویا ختم کرے ہو، اذان کے بعد خصوصیت سے رفع یدین یا ترک رفع کی تصریح نہیں، دونوں طرح درست ہے، کسی ایک شیء پر نہ اڑھیں چاہیے ”لَا يَصْرُحُ بِسَدُوبِ سِوَىٰ حَذِّكَ هَذَا“ کہ فی السعدۃ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: عبدالموہب سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور، ۱۱/۶/۶۳ھ۔

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور، ۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ۔

مجلس وعظ میں درود شریف جہرا پڑھنا

سوال [۸۴]: مجلس وعظ میں بعد اجماع و تراویح میں بلند آواز سے درود شریف پڑھنا و پڑھوانا، نیز

نہ پڑھنے پر حقارت کی نگاہ سے، یکنہ منداشرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ ہے اور مسلمان کو اس پر حقارت کی نگاہ سے و یکنہ حرام ہے۔ کہ فی رد المحتار (۳)۔ فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: عبدالموہب سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور، ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ۔

(۱) رد المحتار، باب صفة الصلوة، اداب الصلوة، مطب بص العلماء علی استحباب الصلوة

الح: ۱، ۵۱۹، سعید

(۲) (السعدۃ، باب صفة الصلوة، قبل فصل فی القراءة، ذکر الدعاء ۲/۲۶۵ سنن اکبدمی

لاہور)

(۳) ”رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مکروہ“ (رد المحتار، باب صفة الصلوة، مطب

بص العلماء، علی استحباب الصلوة الخ: ۱/۵۱۹، سعید)

ہر نماز کے بعد درود شریف پڑھنا

سوال [۸۶۰]: نماز ختم کر کے درود پاک پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مفتی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف کا تحفہ بھیجنا بہت بڑے ثواب کی چیز ہے (۱)، ہر مومن کو چاہیے کہ درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھا کرے۔ مبراخدا جس کے ساتھ آہستہ پڑھے (۲)، بلند آواز سے اس طرح پڑھنا کہ مسجد میں نمازیوں کو تشویش ہو اور نماز پوری کرنی مشکل ہو جائے یہ تحیہ نہیں (۳)۔ فقہ و متفقین اعم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۲/۸۸ھ۔

نماز کے بعد سلام پڑھنا

سوال [۸۶۱]: مسجد میں بعض لوگ نماز فجر کے بعد سلام پڑھتے ہیں اور تبلیغ کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہم کو وہی کہتے ہیں۔ تو بعد نماز فجر سلام پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

— بدعتہا حسن، وکل ما کان اذ حل فی الأدب والإحلال کان حسناً وروی ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فی مسندہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: "من السنة أن تأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة، وتعمل طهرک إلى القبلة، وتستقل القبر بوحشک، ثم تقول: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته" (فتح القدير، کتاب الحج، مسائل متوردة، المقصد لثالث ۱۸۰۳، مصطفى البالي الحلبي، مصر)

(۱) أنظر صحيح البخاري، كتاب الدعوات، والصحيح لمسلم، كتاب الصلوة، ورسن اسی دؤد کتاب الصلوة، والترمذی أبواب الوتر والسائی کتاب السهو، وابن ماجة کتاب إقامة الصلوة کنہم فی باب الصلوة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وقد تقدم تخريجه تحت عنوان "سئل نبيي رسول الله"

(۲) قال الله تعالى: ﴿وَمَا أَمُرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حَمَاقًا﴾ (البقرة ۵)

(۳) (تقدم تخريجه من روح المعاني، ورد المختار وحبص القدير تحت عنوان "فجر من سنت قبل صدوة")

الجواب حامداً ومصلیاً:

مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے پاس حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام اس طرح پڑھا جائے ”صَلَّوْهُ وَسَلِّمْ عَیْثُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ“ (۱)، دوسرے اس طرح پڑھا جائے ”سَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ“ حدیث شریف میں ہے کہ ”جو شخص دوسرے صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے وہ ملائکہ کے ذریعہ خدمت اقدس میں پہنچایا جاتا ہے (۲) اور جو شخص روضہ اقدس کے قریب حاضر ہو کر پڑھتا ہے اس کو خود سنتے ہیں“ (۳)۔ اور صلوٰۃ و سلام دوسرے آہستہ پڑھا جائے جیسے نماز میں پڑھا جاتا ہے، نہ ہاتھ ہونے کی ضرورت ہے، نہ آواز ملانے، نہ زور سے پڑھنے کی یہ تو ایک جہش ہے، شہ سے اس سے پتہ چلا رہا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المودع محمد مفتی، راجیہ، یوبند، ۲۹/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح بندہ محمد نھام لدین مفتی عنہ مفتی، راجیہ، یوبند، ۲۹/۶/۸۷ھ۔

باتھ باندھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا

سوال [۸۰۱]: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر کھڑے ہو کر باتھ باندھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو زید قطعاً حرام کہتا ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے؟ اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض حضرات اکابر نے اس موقع پر نماز کی طرح باتھ باندھنے کو منع فرمایا ہے مگر دوسرے بعض اکابر نے اس کو آداب میں شمار کیا ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے ”و در وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و وقوف در آن جناب با عظمت دست راست بر دست چپ بھند، چسانچہ در حالت نماز کند، کرمانی کہ از علمائے حنفیہ است تصریح باین معنی کرده است“۔ جذب القلوب، ص: ۲۱۷ (۴) لہذا اس میں تشدد نہیں چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المودع محمد مفتی، راجیہ، یوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ۔

(۱) (تقدم تحریحہ تحت عنوان ”آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا“)

(۲، ۳) تقدم تحریحہ تحت عنوان ”صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ“

(۴) (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص: ۲۱۷، باب شانزدهم در آداب و ادب لہ، فصل، فیض، فی)

ہر جمعرات کو محفل درود اور شیرینی

سوال [۸۴۷]: ہر جمعرات کو پابندی سے بعد نماز عشاء محفل درود شریف ادا کر کے منعقد کرنا اور بغیر کسی جبر کے دو ایک حضرات بخوشی اپنی طرف سے شیرینی تقسیم کر دیں تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے اور یہ سب کیسا ہے؟ اگر منہ سب ہو تو کوئی اور بہتر طریقہ عمل درود شریف کا تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ دن کی پابندی ہر جمعرات، وقت کی پابندی بعد نماز عشاء، تداوی (ادان) کے ساتھ، محفل منعقد کرنا، سلف صالحین: صبیہ، تابعین، محدثین، فقہاء سے منقول نہیں ہے (۱)۔ اپنی خوشی سے کوئی صاحب اگر شیرینی تقسیم کر دیں گے تو اس سے جبر یہ شیرینی کی قباحت تو ختم ہو جائے گی مگر دوسرے قبائح پھر بھی موجود ہیں۔

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شب جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے (۲)، مگر اس کے لئے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں، جو شخص تنہا مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے (۳)۔ شیرینی جب دل چاہے جس قدر چاہے بازار سے خرید کر کھالیا کرے، غرباء اور دوستوں کو بھی جس قدر چاہے کھالیا کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۹۱ھ۔

اجوب صحیح بندہ نفع مالدین عنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۹۱ھ۔

(۱) "رسول اللہ کے غیر تقویٰ کاموں میں بھی کرنا بدعت ہے، گمانقدہ تحریجہ تحت عنوان "ان کے بعد پتھر

کلمات نصیحت"

(۲) (تقدم تحریجہ تحت عنوان "صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ")۔

(۳) "عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "أولى الناس بي يوم القيمة أكثرهم

عنى صدوة" رواه الترمذی (مشکوۃ المصابیح، باب الصدوة على السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

فصلیہا، ص: ۸۶، قدیمی)

درود تاج

سوال [۱۳۸]: درود تاج کا پڑھنا کیسا ہے، کیونکہ اس میں ”دفع سوء، و سوء، و سحر، و سحر“ وغیرہ کے الفاظ ہیں، اس درود کی فضیلت بہت زیادہ لکھی ہے، اس درود کی ترتیب کب و کس نے کی اور چمپ و نیمہ میں عام طور سے یہ روایات پڑھ کر دہا کرتے ہیں، حالانکہ اس کی حدیث سے ثابت نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱۰ میں اس درود کو پڑھنا شرک و بدعت قرار دیا ہے، کہاں تک درست ہے؟ عوام کو دفع مرض و وظیفہ کے طور پر پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اس کو پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے یا ثواب ملتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

بتداء معلوم نہیں کس نے ایسا دیا ہے، جو فضائل عوام جہاں بیان کرتے ہیں وہ بخش غلط و رغو ہیں، حدیث میں جو درود وارد ہیں وہ یقیناً درود تاج سے افضل ہیں (۱)، نیز اس میں بعض الفاظ شریک ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہیے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے متعلق جو چھ لکھا ہے، صحیح ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ عم۔

ایک مخصوص من گھڑت درود

سوال [۱۳۹]: ہمارے علاقے میں ایک درود پڑھتے ہیں ”صل علی سید، صل علی محمد، و

قل علی القاری بعد بحث“ فارادوا تعلیم الصلوۃ ایضاً علی لسانہ بن ثواب الورد افصل و اکمل (مرقۃ لمصابیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فصلیہا: ۶۳، رشیدیہ)

(۲) ”آجہ فضائل درود تاج کہ بعض حیلہ بیان کسد، غلط است، و قدر آن بحر بین شارع علیہ السلام معلوم شدن محال، و تالیف این بعد مرور صدہا سال واقع شد، پس جگہ در این صیغہ ر موجب ثواب قرار دہ شود، و آجہ در احادیث صحاح صیغہ درود وارد شدہ، ترک کردن و این را موعود ثواب جزیل پسداشتن و ورد ساختن بدعت ضلالت ہست، و چون آن کہ در ان کلمات شریکہ مذکور اند اندیشہ حرابی عقیدہ عوام است، لہذا ورد ان ممنوع ہست، پس نعوذ باللہ درود تاج ہمہ سہ فتن عوام سپردن است کہ صدہا مرد و عوام عقیدہ شریکہ مبتلا شوند، و موجب ہلاکت ایشان گردد، فقط واللہ تعالیٰ اعلم، فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، ص ۷۵۔“

بدھ پڑھو درود، حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو علی محمد الخ“ یہ درود کی حدیث سے ثابت ہے یا من گھڑت ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح کسی حدیث سے ثابت نہیں، یہ عقیدہ کہ حضرت بھی یہاں موجود ہیں صحیح نہیں، اس سے توبہ لازم ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

درود لکھی وغیرہ کی تعریف

سوال [۱۵۰]۔ ”نورنامہ، عہدنامہ، دعائے تنج العرش، درود تاج، درود لکھی“ کی اصلیت کیا ہے؟
ان کی تعریفات درست ہیں یا مبالغہ؟ دوسرے ان کا ثبوت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا لوگوں
نے خود تالیف کیا ہے؟ ان کے پڑھنے کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

ان کی کوئی سند صحیح ثابت نہیں، جو تعریفیں لکھی ہیں بے اصل ہیں، بجائے ان کے قرآن پاک کی
تذکرت کی جائے، درود شریف، کلمہ شریف، استغفار پڑھا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمودگنوی غفر۔

ایک درود شریف

سوال [۱۵۱]۔ ”سہم صل علی سیدنا محمد ما دامت الصلوۃ، وصل علی سیدنا
محمد ما دامت الرحمة، وصل علی سیدنا محمد ما دامت البرکات، وصل علی روح محمد
فی لأروح، وصل علی صورہ محمد فی الصور، وصل علی اسمہ محمد فی الأسماء، وصل
علی نفس محمد فی رباض، وصل علی حسد محمد فی لأحسد، وصل علی لہ محمد
فی لنوب، وصلی لہ تعالیٰ علی حیر حنفہ سید محمد، لہ و نصحبہ و و احدہ و دہ و
نہل بیتہ و احدہ اجمعین، رحمہم ارحم الراحمین“

یہ ایک عہدنامہ میں لکھا ہے اس کی بہت فضیلت لکھی ہے، یہ درود شریف درست ہے یا نہیں، اس کو

(۱) یہ عقیدہ کہ آن کریم نے صبح و شام کے خوف بونے کی وجہ سے یہ اور بات عقیدہ ہے۔ کما نقدرہ تحت عنون
”صلوۃ و سہم پڑھنے کا طریقہ“

پڑھنا کیسا ہے؟ جواب ہے واضح طور پر مطوع فرمائیں۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فی نفسہ اس درود شریف کا پڑھنا بھی درست ہے، اس کے آٹھ کلمات ”سحر۔ لا عقبہ۔“ میں مدنی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کئے ہیں مگر جو فضائل شیعہ مہنامہ میں درج ہیں وہ قابل وثوق نہیں، فضل درود شریف وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقین فرمایا ہے، جیسے کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے (۲)۔ فقط و مدحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵ ۱۱ ۸۸ھ۔

اجواب صحیح، بندہ محمد نفیس الدین غنی عند دارالعلوم دیوبند، ۱۶ ۱۱ ۸۸ھ۔

ایک خاص درود شریف کے فضائل

سوان [۸۵۲]: میں نے ایک کتاب میں ایک درود شریف کے بارے میں دیکھا ہے کہ جس کے چار پس فائدے بتائے گئے ہیں پانچ ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور پانچ ہزار گناہ معاف ہو گئے اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ منافق نہیں ہے اور قیامت کے روز وہ شہداء کے ساتھ اٹھے گا، ماں میں ترقی و راولد میں برکت ہوں، روز قیامت حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فدائی و امی“ اس سے مصافحہ فرمائیں گے۔
”سپہ جمعہ منہم“ درود شریف یہ ہے ”صلی اللہ علی نسی لأمی و نہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک رسول اللہ“۔ براہ کرم مطوع فرمائیں کہ یہ درود شریف حدیث کی کون سی کتاب سے ثابت ہے؟ اور یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) ”و صلی اللہ علی سیدنا محمد وسلم، اللہ علی حسدہ فی الأحساد، و علی روحہ فی الأرواح، و علی موقفہ فی المواقف، و علی مشہدہ فی المشاهد، و علی ذکرہ إذا ذکر صلوٰۃ ما علی

نبینا الح“، (الحزب الأعظم للقاری ص ۱۸۰، نور محمد کراچی)

در بھی اسی قسم کے کئی درود موجود ہیں، تفصیل کے لئے مراجعت کریں۔

(۲) (تقدم تحریجہ تحت عنوان ”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“)

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ کے لکھے ہوئے الفاظ درود شریف مجموعی یکجائی اس ترتیب سے میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھے، جو الفاظ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں ان کو میں نے اپنی تصانیف میں جمع کر دیا ہے اور اس مقصد کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں، مددِ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "اقتول بدیع" (۱) اور حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "زاو السعید" اور حضرت مولانا زکریا صدیق مدظلہ عالی کی "فضائل درود شریف" میں تفصیل سے الفاظ درود شریف کو جمع کیا گیا ہے۔ فقہ و تہجد تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۲۰ ۹۰ھ۔

جواب صحیح بندہ فاضل لدین شفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲۰ ۹۰ھ۔

روضہ اقدس علیہ السلام کے فوٹو پر درود و سلام پڑھنا

سوال [۱۵۳]: میں نے عقیدت کی بنا پر حضرت رسوں مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کے فوٹو کو فریم کر کے رکھ لیا ہے، جب کبھی اس پر نگاہ پڑتی ہے تو بے اختیار درود شریف پڑھنے و طبیعت چاہتی ہے، لیکن یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا ہوں کہ معلوم نہیں یہ میرا فعل شرعاً کیسا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

روضہ اقدس کے نقشہ کو احترام کے ساتھ رکھنا اور اس کی زیارت کرنے میں مضائقہ نہیں اور درود شریف تو بہت بڑی دوست و سعادت ہے، جس قدر بھی پڑھا جائے اور بھی نور ہے، لیکن اس نقشہ کو سامنے رکھ کر ایسا نہ کیا جائے، اندیشہ ہے کہ اس نقشہ میں اصل قبر مبارک ذہن میں نہ بیٹھ جائے، اگر آپ اس سے محفوظ بھی رہے تو جن کو یہ علم ہوگا کہ آپ اس نقشہ کو دیکھ کر درود و سلام پڑھا کرتے ہیں ان کے ہمتا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے، بہت

(القول لبدیع فی تصوف علی نحب السمع للعلامة السخاوی، مشتمل علی مقدمة، و خمس أبواب، کل باب بشمل علی فصول و فی اولہ تعرف الصوة لعة و اصطلاحاً مع بحوث طویلة، و فی آخرہ حائمة، من مطبع المکسة العلمیة بالمکسة لمؤرة،

پر تین ابتدائی طرح ہوئی تھی۔ آپ اس طرح درود شریف پڑھتے تھے کہ یہ تسوۃ نم ہو کہ ہر نکتہ ہمارے اس درود شریف و حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں، یہ حدیث شریف سے ثابت ہے (۱)۔
فتاویٰ مدنیہ نہ توں اعم۔

حررہ العبد المذنب، راجعہ دوم، یوبند، ۱۳، ۱۰، ۱۹۱۰ء۔

نماز کے بعد تشہد مسجد نبوی کی طرف رخ کر کے درود شریف پڑھنا

مسئلہ [۱۵۴] نماز کے بعد جبکہ آویز تشہد کی جانب رخ کر کے ہاتھ باندھ کر درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں ہے، نہ صحابہ کرام نے اختیار کیا، نہ محدثین نے، نہ فقہائے مجتہدین نے (۲)۔ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ افضل ہے، نماز سے پہلے یا بعد میں جب دل چاہے جس قدر بھی توفیق ہو بڑے ادب و احترام سے بیٹھ کر درود شریف پڑھنا بہت بڑی سعادت اور برکت کی چیز ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا حق ہے، حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے (۳)۔ فتاویٰ المدنیہ اعم۔

حررہ العبد المذنب، راجعہ دوم، یوبند، ۲۵، ۲۴، ۱۴۰۱ء۔

تقدم تحریجہ تحت عنوان "سنة ما أمر به من حق"

۲ "البدعة" ما أحدث على خلاف لحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من عبادة
عيسى وحوال يسوع شعبة و سحران، و جعل ذبا فوجا و صراطا مستقيما "رد سحران، کتاب
لصلوة، باب الامامة، مصاب البدعة حمسة اقسام ۱، ۲۶۰، سعد

۳ عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من عبادة
و حدة صلى الله عليه عشر صلوات، و حطت عنه عشر خطايا، و رفعت له عشر درجات "رد
نسبى "مشكوه لم تصح، كتاب الصلوة، باب الصلوة على ابي صلى الله تعالى عليه وسلم و

فصلہ میں ۱۶ شمس

دروود ذکر کے لئے دن، عدد متعین کرنا

سوال [۱۵۵]: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک بار اپنے بعض شاگردوں کو دیکھا کہ ذکر و عبادت کے لئے ایک جگہ مقرر کر کے جمع ہوئے ہیں تو غصہ فرمایا اور تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ: ”اے لوگو! کیا تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا گمراہی کی طرف دوڑ رہے ہو؟“

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ”حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو میں نے اس طرح کا ذکر نہیں دیکھا، پھر تم لوگ یہ نیا طریقہ نکال رہے ہو۔“ اثر یہ ہوا کہ یہ سسدرک گیا، کیا آپ کے اس ارشاد کو فتویٰ کی شکل دی جاسکتی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو تحریر فرمائیں کہ درود شریف کا اجتماعی شکل میں دن مقرر کر کے پڑھا جانا اس تعریف میں آتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی بھی غیر ثابت تاریخ، دن، ہفتہ، عدد وغیرہ کی تعیین اپنی طرف سے لازم کردینا اس کو حکم شرعی قرار دینا اسی زد میں آجائے گا، درود شریف کی کثرت جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں ثابت ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۸/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۸/۸۷ھ۔

(۱) ”عن اوس بن اوس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ان من افضل ايامكم يوم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه النجاة، وفيه الصلوة، فاكثروا على من الصلوة فيه، في صدوتكم معروضة على.“ الحديث.

”وعن أنس الدرداء رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: “كرو لصلوة على يوم الجمعة، فبانه مشهود تشييده الملائكة، وإن احدا من بصى على: لا عرصت على صلواته حتى يفرغ منها“ الحديث (رواهما ابن ماجة في الحائز، باب ذكر وقت و دفعه صلى

الله تعالى عليه وسلم، ص: ۱۱۸، قدیمی)

جمعہ کے دن بعد عصر درود شریف کی تعیین و ترغیب

صفحہ ۱۸۵۶] نماز جمعہ کے بعد جمعہ اور وثر شریف پڑھنا اور دیگر محلوں میں بھی ایسا کیا ہے، اجتماعی ہمت کے ساتھ جمعہ اور وثر شریف، تسبیح و تہلیل اور تہلیل کے متعلق ”صبح، صبح“ یعنی راد سنت، ص ۱۱۶ سے ص ۲۳ میں جو فیصد مذکور ہے، اس بارے میں ایک دیوبندی شخص جو عقائد و عمل کے لحاظ سے اہل سنت کے مسلک پر ہیں وہ فاضل دیوبند بھی ہیں، مجھے شامی کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جمعہ کے بعد درود شریف جمعہ، اجتماع بدعت نہیں، چونکہ وہ مولیٰ صاحب مسافری کی حالت میں میرے یہاں آئے تھے اس لئے کتاب نہ لے کر آئے تھے نہ احمد کے، کیا واقعہ یہی ہے؟ پھر احتیاطاً کہتے ہیں کہ سارن پور مظاہر علوم میں عصر کے بعد حضرت ناصح صاحب جو ختم پڑھتے ہیں وہ بھی تو اپنی طرف سے وقت اور کیفیت کی تعیین ہے، پھر یہ بدعت کیوں نہیں ہے؟ نیز ہاضمی قریب کے بزرگوں کا اور فی احوال ان کے خائفہ کامل ہے کہ اپنے مریدین کو مسجد میں جمع کر کے ذکر و تہلیل اور وثر بھی ذکر جلی کرنے کا موقع دیتے ہیں بدترغیب دیتے ہیں اور متعین بھی، یہ کیس ہے؟

الحجوب حامداً ومصلیاً:

درود شریف سر و جبہ دونوں طرح درست و ثواب، باعث ترقی درجات اور موجب قرب ہے (۱) جمعہ کے روز خصوصیت سے اسکی تاکید ہے (۲) لیکن اجتماعی حیثیت سے جب پڑھنا حدیث و فقہ سے ثابت نہیں ہے، نہ کسی بہر مرضی نہ تحقیق عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقات نماز کے بعد، یہ بھی کثرت حضرت و ان میں جمع ہونے کا موقع ہوتا تھا مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماع پڑھنے کا معمول رہا ہو (۳)، افراد بھی جمع پڑھنے میں اس کا احتیاج ضروری ہے کہ کسی خوشنویس نہ ہو، مثلاً وہاں کوئی نماز میں مشغول نہ ہو یا نہ نماز نہ ہو، نیز جمع پڑھنے سے وہ کوئی غرض مضروب نہ ہو، مثلاً کسی بڑے کی آمد پر زور سے درود شریف پڑھنے سے اس کی آمدنی صاف نقص ہو یا تاخیر پناہ خریدار و انجی کر زور سے درود شریف پڑھتے تاکہ خریدار خریدنے پر آمادہ

۱۔ بعد از تحریحہ حاجت عنوان ”سبیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ“

۲۔ بعد از تحریحہ حاجت عنوان ”درود جمعہ کے لئے ان حدیثیں برآں“

۳۔ بعد از تحریحہ حاجت عنوان ”ان کے بعد یہ قیامت ہے“

ہو جائے (۱)۔ اس قسم کی غلطیوں کی نیت نہ ہو اور ریو-معہ جی مقصود نہ ہو، فسائیت سے برائی سے بڑی
 حقائق قبل قبول نہیں رہتی ہے (۲)۔ خطبہ بعد میں آیت اور اثاثہ شریف شریف کا جب اور اثاثہ شریف پڑھنا منع
 ہے (۳)۔ اس میں ایک کو پڑھنا چاہیے، مگر مقررہ اثاثہ پڑھنا چاہیے جب کہ ”فصلی علی علی علی“
 ”فصلی علی علی علی“ تو اس وقت بھی سب کا جب اور اثاثہ شریف پڑھنا منع ہے، مگر رائج نہیں متعدد
 مقامات پر اس کے جزئیات موجود ہیں۔

اہل حق خاصہ میں مقدار معینہ آیات و انکار کا اثر میں معمول کیا ہے، تو وہ عمل مشائخ نے جو کہ حجت
 شریعہ نہیں ہے، رکعات پر زعم نہیں ہے، اہل حق نے وہ مشائخ بھی قبیح شریعت ہیں اس لئے کہ یہ عمل کی
 توجیہ کی جائے کہ تاکہ وہ خلاف شرع ہو کر بدعت کی حد میں داخل نہ ہو جائے۔ توجیہ یہ ہے کہ اس وقت یہ
 مقدار کی تعیین کی دو صورتیں ہیں ایک صورت قویہ ہے کہ حضرت شارح علیہ السلام نے، مثلاً، وقت نماز کی تعیین
 فرمائی اور رعایت نماز کی مقدار متعین فرمادی، یہ تعیین تو امر عہدی ہے جو بذریعہ وقت ہے، ایک تعیین کرنے کا زخود
 کسی کو حق نہیں بلکہ ایک تعیین کے لئے امر شارح ہونا ضروری ہے (۴)، جو شخص ایک (وقت کی عملی) تعیین اپنی

”و یسکن ان تکون الصدوق حراماً کما صرحوا بہ فی الحظر و لإحاطة فی مسئلة ما إذا فتح التاجر
 منعه و صلی، و کذا فی الفقاعی (المحرر الرائق، آخر باب صفة لصلاة ۱۰، ۵۷۳، رسدہ
 ۲) ”من سمع سبع الله به، و من برأی برأ الله به“ صحیح البخاری، کتاب التوفیق، باب لحدیث
 والسمعة: ۹۶۲، ۲، قدیمی)

و من ماحہ ص ۳۱۰، باب لریاء، والسمعة، ابواب الزهد، قدیمی)
 ۳ ”وان صلی لخطیب علی السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ فیصلی المستمع سرابہ،
 و یستمت بسامعہ عملاً ”و یستعید عن الخطب و القرب سبب فی فتر ص لا یصاب (الدر
 المحار، فی باب الإمامة ۵۴۵، سعید

(۴) ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ“ ”منی حریب علیہ سلامہ موتہ عند
 باب لیب، فیصلی سی الظہر حبیب مالب لشمس لحدیث البخاری ۱۰، کتاب لصلوہ، باب
 موقیہ لصلوہ، سعید

عن سلیمان بن بريدة عن ابيه رضي الله تعالى عنه قال حدثني رجل لي سمي ... فساله عن

طرف سے کرے، وہ قابل قبول نہیں بلکہ قابل رد ہے۔ ”من أحدث في أمرنا ما ليس منه فهو رد“ متفق عليه (۱)۔

تعمین کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر مریض کے لئے دوا یا غذا کی معین مقدار وقت مخصوص میں تجویز کرتا ہے، یہ امر تعبدی نہیں ہے بلکہ معالج کے تجربہ پر ہے، اگر کوئی شخص اس کا اتباع نہ کرے تو وہ عند اللہ گنہگار نہیں ہے، اس کی ہدایت پر عمل کرے گا تو انشاء اللہ صحت مند ہو کر نفع پائے گا۔ اسی قبیل سے ہے ذریعہ خاص مقدار خاص بیت و ضرب کیساتھ، اسی وجہ سے تفاوت احوال کے تحت اس میں تفاوت بھی ہوتا رہتا ہے، بعض دفعہ اس جہر اور ضرب کو بالکل ترک کر دیا جاتا ہے، مخصوص ختمات کا حال بھی ایسا ہی ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

اجواب صحیح بندہ نظام الدین عثمانی عن دارالعلوم دیوبند۔

= وقت الصلوة فقال صل معنا هذين اليومين، فلما زالت الشمس أمر بلالا، فادن ثم أمره فقام الظهر، ثم أمره فقام العصر والشمس مرتفعة ببهاء بقية الحديث (سنن ابن ماجة، ص ۴۹، كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة، مير محمد کراچی)

(ومشکوۃ المصابیح، ص: ۵۹، باب مواقيت الصلوة، قدیمی)

”عن ابن عمر رضى الله عنهما أنه قال صليت مع رسول الله ﷺ أربعاً ليس بعدها شيء، و صلى المغرب ثلثاً و بعدها ركعتين، وقال ”هي وتر النهار“ و صلى العشاء أربعاً“ الحديث (الطحاوی: ۲۸۵/۱، كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، سعيد)

(ومشکوۃ المصابیح، ص: ۱۱۸، صلوة المسافر، قدیمی)

(وسنن الترمذی: ۱۲۳۱، أبواب الصلوة فی السفر، باب ما جاء فی التطوع فی السفر، سعيد)

(۱) مشکوۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۲۰، قدیمی)

(۲) قرا کثیر من المشایخ والعلماء والثقات صحیح البخاری لحصول المرادات، و کفیه الهمات، وقضاء الحاجات، ورفع الالیات، و کشف الکربات، وصحة الأمراض، وشفاء المریض عند المصائب والشدائد، فحصل مرادهم، وفاروا المقاصد، و وحدوه کالتریاق محروباً، وقد بلغ هد المعنی عند علماء الحديث مرتبة الشهرة والاستعاضة اهـ“ (مقدمة لامع الدراری شرح صحیح البخاری، الفصل الثانی فی الکتاب، وفيه أيضاً فوائد الفائدة الثانية، ۲۳۱، المكتبة البیویة، مظهر علوم)

اسم مبارک پڑھ کر یا سن کر درود شریف پڑھنا اور اسکی قضا

سوال [۱۵۷] کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مستیان اسلام، مسائل مندرجہ ذیل میں، اللہ تبارک و تعالیٰ آپ حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

۱ حضور اقدس جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی واسم گرامی سن کر درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ یہ تحریر فرمادیجئے کہ درود شریف نام نامی سن کر کس عمر سے واجب ہوتا ہے یعنی ایام بوجہ سے واجب ہوتا ہے یا دس یا سو سال کے بچے پر بھی واجب ہوتا ہے؟ براہ کرم اس مسئلہ کو اچھی طرح کھول کر بیان فرمائیں۔

۲ دوسری گزارش یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر تو درود شریف پڑھنا واجب ہوتا ہے اور اگر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے یا کلمہ طیبہ پڑھے یا کتاب میں بار بار نام نامی پڑھے یا حدیث شریف میں بار بار نام میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آئے تو ایسی حالت میں درود پڑھنا کیسا ہے؟

۳ تیسری گزارش یہ ہے کہ ایک ہی جگہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے سو مرتبہ درود پڑھنا واجب ہوتا ہے؟

۴ چوتھی گزارش اگر کسی آدمی نے چالیس سال کی عمر تک نام نامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر درود نہ پڑھا ہو تو یہ گناہ اس کا توبہ سے معاف ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اگر یہ گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوگا تو اب اس کو کیا کرنا چاہیے؟ جس سے اس کی نجات ہو۔

۵ پانچویں گزارش یہ ہے کہ اگر ایسے آدمی نے قضاء کی نیت سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا تو وہ شخص جب کہ ایک مجلس میں نام نامی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو مرتبہ پڑھ چکا ہے یا سن چکا ہے تو اس پر کتنی مرتبہ درود پڑھنا واجب ہوا یعنی سو مرتبہ نام مبارک سن کر یا پڑھ کر کتنی مرتبہ درود شریف پڑھے جو اس کے سر سے واجب اتر جائے؟ مؤدبانہ گزارش ہے کہ مسئلہ ہذا کی پانچوں گزارشوں کا جواب صاف اور مفصل تحریر فرما کر مشہور فرمائیے۔

احقر محمد حشمت علی شریف نمر۔

الحواب حامداً ومصلیاً:

۱ . یوغ کے وقت سے واجب ہوتا ہے (۱)۔

۲ . یک مرتبہ واجب ہوتا ہے (۲)۔

۳ . ایک دفعہ (۳)۔

۴ . اس میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی قضاء کرے یعنی اتنی شرت سے درود شریف پڑھے کہ اس کو دی گئے تھے کہ اب میرے ذمہ وجوب نہیں رہا، اس سے واجب پورا ہو جائے گا، زبانی توبہ کافی نہیں ہے۔
۵ . ایک دفعہ کافی ہے (۴)۔ فقط، لہذا سب سے تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ۔
جواب صحیح سعید احمد۔

اسم مبارک سن کر درود شریف

سوال [۱۵۸]: زید کہتا ہے کہ خطبہ کے علاوہ جب یہ آیت: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ پڑھی جائے تو درود شریف پڑھنا زبان سے واجب ہے۔ عمر کہتا ہے کہ نہیں ایسے صیغہ امر کے قرآن

(۱) "وَأَمَّا صَاحِبَةُ عَادَةَ الصَّلَاةِ كَصَلَاتِهِ وَصَوْمِهِ" فقہی عقلیہ من باب ربط الأحكام بالأسباب، ولد لم یکن محاط بها، بل ليعتادها فلا يتركها بعد بنوعه" (رد المحتار، مقدمہ ۱، ۳۸، سعید)

(۲) "ن الصلوة تكون فرضاً واحداً وسنةً ومستحبةً والاول في العمر مرة والثاني كما ذكر على الصحيح، والثالث في الصلوة، والرابع في جميع أوقات الإمكان" (البحر الرائق، باب صفة الصلوة: ۱، ۵۷۳، رشیدیہ)

(۳) (البحر الرائق المرحوع السابق)

(۴) (البحر الرائق المرحوع السابق)

و کذا فی رد المحتار علی الدر المختار، باب صفة الصلوة، مطلب، نص العلماء علی استحباب
صلوة مع ۱، ۵، سعید

۵، لا حرج ۵۶

شریف میں بہت ہیں اور رکوع مع رکعتیں (۱) اور نو رکعات (۲) وغیرہ ان سے یہ مراد نہیں کہ جب یہ آیتیں پڑھی جائیں جب ہی رکوع یا رکوع واجب ہوتی ہے بدہ مطلب یہ ہے کہ جب وقت آوے، اسی طرح جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام آئے جب درود واجب ہوتا ہے، صرف آیت کے پڑھنے سے درود شریف واجب نہیں ہوتا۔ پس شریعت کا کیا حکم ہے اس کا قوس معتبر ہے؟ مینواتو جروا۔ بندہ منظور احمد غنی عند۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس صیغہ مرقی وجہ سے عمر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے بالاتفاق (۳) اور جب اس آیت کو سننے یا کی اور طرح اسم مبارک کو سننے تو اس وقت واجب ہے (۴) کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود شریف نہ پڑھنے پر احادیث میں وعید آئی ہے (۵)، اسی کو امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے (۶) اور امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ ذکر آنے تو ہر مرتبہ واجب

(۲۰۱)، البقرة ۴۳، بتقدیم و تاحیر،

(۳) وہی، ای للصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، فرض عملاً بالأمر مرة واحدة اتفاق في عصر (الدر المختار، وفي رد المحتار "أي قلنا شرطينها لأجل العمل بالأمر لقطعي لثبوت دلالة لـ"، (باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، قيل مطلب لا يجب عليه أن يصلي الخ: ۵۱۵، سعيد)

و كذا في البحر الرائق، آخر باب صفة الصلاة: ۵۷۳/۱، رشديه)

(۴) "لكن صح في الكافي و حوب الصلاة مرة في كل مجلس و هو كمن سمع اسمه عليه الصلاة و السلام مرة، لم يلزمه الصلاة الا مرة في الصحيح، رد المحتار ۵۱۵، باب صفة الصلاة، مطلب في و حوب الصلاة عليه كلما ذكر عليه الصلاة والسلام، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق المرحع السابق)

(۵) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من سئى لصلاة عني، خطيء طريق لحة" (ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص ۶۴)

(۶) "والمختار عند الطحاوي تكراره: أي الواجب كلما ذكر و لو اتحد المجلس في الاصح". (رد المحتار: ۵۱۶/۱، باب صفة الصلاة، مطلب في و حوب الصلاة عليه كلما ذكر، نج، سعيد)

نہیں ہے، کد فی ذکر محذر (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید سنواری عنائتہ عندہ، معین مفتی مدرسہ منشاہ علوم سہارنپور، ۹-۶-۶۴ھ۔

جواب فتح سعید احمد نثری، مفتی مدرسہ منشاہ علوم سہارنپور، ۹-۶-۶۴ھ۔

لفظ نبی کریم اور اس پر درود

سوال [۱۵۹] : اے روئی شخص رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی نہ ہے، نہ ف "نبی کریم"

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو سننے والے کو درود پڑھنا چاہیے یا نہیں اور اس طرح کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح کہنا بھی صحیح ہے اور سننے والے کو درود شریف بھی پڑھنا چاہیے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ تم و تحمہ۔

حررہ عبدالمجید سنواری نثری۔

درود میں لفظ "سیدنا"

سوال [۱۶۰] : درود پاک "سیدنا محمد بن عبد اللہ" پر "سیدنا" پڑھنا کیسا ہے؟ اگر کسی نے نماز

کے درود میں سیدنا برائیم و سیدنا محمد پڑھ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ اور وہ شخص جس نے یہ پڑھا ہے اس کا ایمان کیسا

ہے؟ اور جس نے اس لفظ "سیدنا" کو برا کہا اس شخص کا ایمان کیسا ہے، ان دونوں میں کون شخص مسلمان رہا اور

کون کافر ہو گیا؟

"وہی ای الصلوۃ، فرض مرة واحدة اشاق فی العسر، واحتلف فی وجوبها کما ذکر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم والمحذر عند الطحاوی تکرارہ ای الوجوب کما ذکر ولو اتحد السجس فی لاصح، لا

لان الامر بقصی التکرار، بل لانه تعلق وجوبها بسب متکرر، وهو التکرر، فیتکرر لتکررہ، وتصیر ذب

بالرک فقصی، لانہ حق عند کل شمت، بخلاف ذکرہ تعالیٰ، والسبب استحبابہ ای التکرار، وعلمہ

لغوی: اھ، الدر المحار، باب صفہ الصلوۃ، اذاب الصلوۃ ۱/۵۱۴-۵۱۵، سعید

(۲) بقدرہ بحریحہ من رد المحتار، والبحر الرائق تحت عنوان "اممبارک شریعہ پڑھنا درود شریف" ج ۱، ص ۱۰۰

من قضاہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

درود پاک میں سیدنا کہنا مستحب ہے (۱)۔ درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذکر کرنا چاہیے مگر اس طرح کہ پہلے سیدنا انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کے باوجود ایسی بات کی وجہ سے کافر نہیں کہنا چاہیے کہ یہ بالکل آخری حد ہے (۲)۔ فتہ واللہ بہ نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

درود میں آل کا مصداق

سوال [۸۶۱]: آل محمد ﷺ جو کہ درود شریف میں پڑھا جاتا ہے اس سے کون مراد ہیں؟ جواب کتب معتبرہ اہل سنت سے عنایت فرمائیں۔
احقر سید محمد ابراہیم عنہ اللہ عنہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں تین قول ہیں: اول یہ کہ اس سے مراد تمام امت ہے۔

دوسرا: یہ کہ اس سے مراد بنو ہاشم و بنو المطلب ہیں۔

تیسرا: یہ کہ اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذریت اور آپ کے اہل بیت ہیں:

”واختلف العنماء فی آل انبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی أقوالٍ، فظهر ہد وهو حنبلہ

الأزہری وغیرہ من المحققین أنهم جميع الأمة، والثانی: بنو ہاشم و بنو المطلب، والثالث: أهل

(۱) ”و بدت السیادة“ لأن زیادة الإخبار بالواقع عین سلوک الأدب، فهو أفصل من تركہ

خص ابراہیم لسلامہ علینا أولاہہ سماء مسلمین اہ“ (رد المحتار، باب صفة لصلوة

۵۱۳/۱-۵۱۴، سعید)

(۲) کفر کا حکم اس وقت لگایا جاسکتا ہے، جب کہ کوئی قطعیات دین اور ضروریات دین کا انکار کرے۔

”فہو کافر، لمحالۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورة“ (رد المحتار، کتاب الکاح

۴۶/۲، سعید)

بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت اللہ علیہ بروی شرح صحیح مسلم ۱/۱۱۵ (۱) وکد

شعاع السموات ۱/۴۳۵ (۲) ودرسور عماد، ۱/۸۰ (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۱۱/۱۴۴۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مفتاح علوم سہارنپور، ۲۲/۱۱/۱۴۴۲ھ۔

صلوٰۃ وسلام کسی بھی نبی پر

سوال [۱۶۲]: اگر کسی اور نبی کے نام پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، غفرلہ۔

درود شریف دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں

سوال [۱۶۳]: فضائل درود شریف میں ہے کہ سات اوقات میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے، اس

میں ایک یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے درمیان اگر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک آجائے تو

درمیان میں درود شریف نہ پڑھے، جناب والد میر کی یہ عادت ہے کہ ایک آیت قرآن پڑھ کر درود شریف پڑھتا

(۱) (الرووی علی مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد ۱/۵۰۱، قدیمی)

(۲) (أشعة اللمعات (فارسی): ۱/۴۰۶، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفصلہ، الفصل

لاول، مکثہ بوریدہ وضو بہ سکھیر)

۳ (واختلف فی الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال بعضهم الہی وسلم ولست بولہ، وعد

العص اولاد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کما رواہ الرووی رحمہ اللہ تعالیٰ، وروی

بصری بسند ضعیف ان ال محمد کل تقی، واحتارہ حلال العلماء فی شرح ہدای نورانی، وفي

مناقب الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہم بنو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتب ودوائر دسور

العمدہ لاحمد گری، باب لائف مع الائف ۱/۱۰۱، مؤسسة العنمی بیروت

و کذا فی البحر الرقی، باب صفۃ الصلوٰۃ، ذکر سہا ۳/۵۰۳، رشیدیہ

ہوں اس کے بعد ترجمہ پڑھتا ہوں اس کے بعد پھر درود شریف پڑھتا ہوں یہ مکروہ تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ کا یہ طریقہ مکروہ نہیں ہے جو موقعہ درود شریف پڑھنے کا نہیں جیسے نماز میں یا ست قیام و روضہ و حج و عمرہ جیسے قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان نام مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آنے پر وغیرہ وغیرہ۔ کتب فقہ شامی (۱)، تلخیص وی (۲)، فتاویٰ مکیہ (۳)، وغیرہ میں وہ مواقع مذکور ہیں اس موقع پر احتیاط کی جائے اور جس موقع پر پڑھنا مسنون مستحب ہے اس موقع پر پڑھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۵/۹۴ھ۔

جواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۵/۹۴ھ۔

گنبد خضراء کو دیکھتے ہی صلوٰۃ وسلام

سوال [۱۶۴]: ”بہار شریعت“ مصنفہ مولوی امجد علی رضوی بریلوی کے حصہ ششم، ص ۱۷۱ میں

(”تکروہ الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سعة مواطن الجماع، ووحدة لسان، و شہرة المبیع، والعشر، والتعجب، والذبح، والعطاس الخ ولو قرأ القرآن بسر عی سمی، فقرءة لقرآن علی تألیفہ و نظمہ الفصل (رد المحتار، باب صفة الصلوة، آداب لصلوة ۸، ۵، ۵۱۹، سعید)

۲، ”قوله وحرماً عند فتح التاجر متاعه“، لأنه لم يقصد الصلوة، وإنما أراد الترويح، والظاهر عدم وجوب الصلوة باستماع منه الخاف له بسلاط السائل، فیه لا یحب رده لقصدہ به السور، وقوله و نحوه، کالتدعی الی سح الخاف و هو سید السعیر، و نحوه من کل مطرب و هو وسی الحرامہ منہ فیه، و لظاهر نہ مدح بل حریم نحو سہ اللہ لندعاء الی الطعاف الخ، وحسنہ انضباطی علی الدر المختار، باب صفة الصلوة، فصل الشروع فی الصلوة: ۱، ۲۲۸، دار المعرفۃ بیروت)

(۳) ”من جاء إلى تاجر يشتري منه ثوباً، فلما فتح التاجر الثوب مسح الله تعالى و صلى على النبي ﷺ و رده إعلانه يشتري حوده توبه، فذلك مكروه، هكذا في المحط و من سح لندعاء، و صلى على النبي ﷺ عند فتح ففاعة على قصد ترويح و تحسنه لنداء لعل مكبره كذب المكروه، الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح الخ ۵، ۳۱۵، رشیدہ

بے نشہ مدینہ منورہ میں خواہش سے باہر جہاں نہیں گنبد خضرا پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اودھ منہ کر کے صلوٰۃ و
معرض کرے۔

الجواب حامداً ومصبياً:

ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں، ہاں درود میں زیادتی مناسب سے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ واعلم۔
حررہ عبدالمودغنی مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۲۵/۴/۵۵ھ۔
جو بگٹی ہے

معید احمد غفرلہ خادم دارالافتاء، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ۔
حجتی عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ۔
عشاء کے بعد روضۃ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال [۱۶۵]: بعد نماز عشاء، روضۃ اقدس کے پاس درود شریف پڑھنا سلام پڑھنا ممنوع ہے، کیا
کیوں ہے؟ کیا بعد نماز عشاء حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرماتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام سے آپ کو تکلیف
ہوتی ہے، یہ بات کہاں تک قرآن و حدیث سے تعلق رکھتی ہے؟
الجواب حامداً ومصبياً:

صلوٰۃ وسلام روضۃ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہر وقت درست اور موجب قرب و سعادت
ہے، یہ کسی وقت ممنوع نہیں، عشاء کے بعد ممنوع بننا سبب دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ واعلم۔
حررہ عبدالمودغنی، دارالعلوم دیوبند۔

محراب مسجد میں ایک مخصوص طغریٰ

سوال [۱۶۶]: مکہ مسجد حیدرآباد میں مندرجہ ذیل کتبہ نصب ہے، اس طغریٰ کے سلسلہ میں چند
باتیں وضاحت طلب ہیں۔ طغریٰ یہ ہے

”وصحی فی الصلوٰۃ، ردة فی العالمین (الدر المختار، باب صفہ الصلوٰۃ، د ب الصلوٰۃ

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا یسہل ولا یسہل محمد رسول اللہ لنبہ صل علی محمد وعلی

محمد وعلی وسمہ، تعالیٰ سیدنا نعیم محمد محی الدین عبد القادر

رحمہ اللہ تعالیٰ شیح عبدالقادر سیدنا اللہ

درود کی عبارات میں نبی پاک کے بعد غوث پاک کا نام لکھنا

سوال [۸۶۷]: درود شریف کے بعد زیر نظر طغریٰ میں ”اسی سید، غوث غوث عظیم“ کا جو

اضافہ کیا گیا ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۲..... اس کتبہ کے درود میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو بغیر القاب و آداب کے لکھا گیا

ہے اور حضرت جیلانی کے نام مبارک کو ”سیدنا“، ”عظیم“ کے القاب سے متنبہ کیا گیا ہے، یہی کلمہ میں اس

طرح کی تحریر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سوء ادبی مقصود نہ ہوگی؟ فقط۔

نعمت اللہ جنٹ لائن، عابد روڈ، حیدرآباد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ حضرت سید العالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر تسبیح و سلام کے تابع قرار دے کر

آل و اصحاب، اہل بیت، ذریت، ازواج، اتباع پر بھی ہو جائے تو درست ہے (۱) مگر مخصوص طور پر کسی معین شخص

(لا یصلی علی غیر الأشیاء ولا غیر الملائکۃ إلا بطریق السبع) (الدر المختار) وفقی رد المحتار

لان فی الصدوق من التعظیم ما لیس فی غیرھا اھـ ولا یلیق ذلک بمن ینصوۃ منہ خطاب

و لدیوب الا تنعان یقول اللہم صلی علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم واحتلف من تکرہ تحریر او

تنزیہاً او خلاف الاولی؟ وصحیح البووی فی ”الأذکار“ الثانی، لکن فی خطبۃ شرح الأشیاء للسرری: من

صلی علی غیرہم اثم وکرہ، وهو الصحیح وأما السلام فلا یستعمل فی العبد ولا

بشر دہ غیر الأشیاء، فلا یقال علی السلام، وسواء فی ہذا الاحیاء والأموات، إلا فی لحاصر

والظاهر ان العلة فی مع السلام ما قاله البووی فی علة مع الصلاة أن ذلک شعار اهل الدعاء مسائل

کو ذکر کرنا خواہ وہ خفائے راشدین یا بعد کے اولیاء اللہ میں سے کوئی ہو موبہم ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پایہ ہیں (۱)، اس لئے ایسے ایہام سے بچنا چاہیے، خاص کر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کے متعلق عوام کے خیالات حد سے متجاوز ہیں، اسی کا یہ اثر بھی ہے۔

۲ یہ صورت بھی محل اعتراض اور موبہم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۹۵ھ۔



= شتی من کتاب الحنفی: ۵۳/۶، سعید)

(و کذا فی مرقۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفصلہا: ۱۰۳، حدیث رقم: ۹۲۰، رشیدیہ)

() چونکہ قرآن کی عموماً اور ذخیرۂ احادیث سے، نیز مفسرین اور محدثین کے اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات بعد انبیاء ہیں اور آنحضرت ﷺ کو کلی فضیلت حاصل ہے، اس بناء پر کسی و مرتبہ و مقدم میں آنحضرت ﷺ کا ہم پلہ سمجھنا بے راہروی اور اصول دین سے کھلی چھوٹ ہے۔

”ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”انا سید ولد آدم يوم القيامة، واول من ينشق عنه القبر، واول شافع، واول مشفع“ (الصحيح لمسلم، كتاب الفصائل، باب تفصيل سينا صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ ۲۱، قدیمی)

قال السووی رحمہ اللہ تعالیٰ تحته: ”وهذا الحديث دليل لنقصيته صلی اللہ علیہ وسلم عنی الخلق کلہم۔ لأن مذهب أهل السنة أن آدميين أفضل من الملائكة، وهو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الادميين بعد الحديث، وعبرهم“ (شرح السووی علی الصحيح لمسلم ۲ ۲۱، قدیمی)

(و کذا فی مرقۃ المفاتیح، کتاب الفصائل، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ، الفصل الأول: ۱۰/۷، حدیث رقم: ۵۷۴۱، رشیدیہ)

فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ کا بیان

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے؟

سوال [۸۶۸]: مصافحہ دونوں ہاتھ سے مسنون ہے تو کس طرح، حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ کی کف دست دوسرے ہاتھ کی کف دست سے ملے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ جب ہاتھ کو الگ الگ ملانے، لیکن مروجہ طریقہ کہ فریقین میں سے ہر ایک کی ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے بھینکیں اور دوسرے ہاتھ کی کف دست اوپر کی جانب رہے، یہی رائج ہے یعنی دونوں کی دائیں ہاتھ کی کف دست تو ہتی ہیں اور دونوں کے بائیں ہاتھ کی کف دست دوسرے ہاتھ کے ضمہ پر ہوتی ہے، اس کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟

سید نجم الحسن رضوی، خیر بابا، ضلع سیتا پور۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

بخاری شریف میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مذکور ہے: ”وَكُلٌّ كَفِّي يَسُ كَفَّ“ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ ایک صحابی کا ایک ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں تھا، اس صورت میں کف دست کا کف دست سے ملنا بالکل واضح ہے، البتہ دوسرا ہاتھ پشت دست پر ہو گا اور صحابی نے اپنے دوسرے ہاتھ کا ذکر نہیں کیا، ظاہر یہ کہ ان کا دوسرا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر تھا جیسا کہ آج کل ماہر متبعین کا عمل ہے، بخاری شریف میں اب داؤد بن یحییٰ (۲) موجود ہے

”ثم تصفح يميني حديث مرفوع أيضا كما في الأدب المفرد، وفي مسند مسون“

(۱) ”اس مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول: عنمى السى صلى الله تعالى عليه وسلم و كفى يس كفيه الشهد كما يعمى السورة من القرآن“ الحديث (صحيح البخارى، كتاب الاستبذان، باب الاخذ باليدين: ۹۲۶/۲، قديمي)

(۲) اس باب میں امام بخاری نے امام زید ابن مبارک کا مثل بھی بطور استدلال فرمایا ہے، ”كتاب الاخذ باليدين وصافح حمداً و رداً و اس المازك يديه“ (كتاب الاستبذان ۹۲۶/۲، قديمي)

سننہ عنہ من حدیث من مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذا، فقہو "مکون نصیحة فیہ
- سنن من حنفیہ منی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحدث من فیہ، و"مکونہ کذلک من
- حنفیہ من مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و"روی بن کفلی - کزیدہ نوحدہ، لائن مرحفہ
- نہ کہ نصیحة یبدہ نوحدہ و"سی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد صافحہ یدہ
- کرسیمیں، و"یستعد من مثله ان لا یسط یدہ و قد سط محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- یدہ سر ان روی - ید کرد عدم کون عرصہ متعقلاً لک، و"اریب ان نروہ یحتسبون فی
- تعسرت مع" فصل سری ۱۱۴ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محمود شوبی غفرلہ۔

جو ب صحیح، سعید احمد غفرلہ۔

مصرفی بعد نماز

سوال [۱۶۹]: بعد نماز جمعہ، نماز عیدین، بعد نماز صبح، مسجد میں جو مصرفیہ کیا جاتا ہے، اس کا حنفیہ
مسک میں یا حکم ہے اور نہ کرنے والوں پر کیا نہ ہوتا ہے؟
الحواب حامداً و مصلياً:

مصرفیہ کے لئے شریعت نے ابتدائے ملاقات کا وقت تجویز کیا ہے (۲)، کسی نماز کے بعد اس کا وقت
تجویز کرنا شرعاً بے دلیل ہے غلط ہے، بدعت مکروہہ ہے، طریقہ روافض ہے۔ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، وغیرہ سب

(۱) (فیصل الباری، کتاب الاستیذان، باب المصافحة: ۳/۳۱۱، حضور راہ بکڈپو دیوبند)

۲ "عن لرساء من عارب رصى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من من
مستمين يتقيان فيصافحان لا عثر لهما قبل أن يتفرقا" هه حدیث حسن عریب من حدیث ابی إسحاق
عن الترمذی، أبواب الاستیذان، باب ما جاء فی المصافحة: ۲/۱۰۲، سعید)

عن رجل من حمزة أنه قال لأبي ذر رصى الله تعالى عنه في حديث طويل فيه: هل
كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصافحكم إذا قينمروه؟ قال: ما لقيته قط إلا صافحني" (سنن
سی دود، کتب لأدب، باب فی المصافحة: ۲/۳۶۱، امدادیہ ملتان)

سے علامہ شامی نے ردالمحتار میں ایسا ہی نقل کیا ہے:

”و نقل فی تسین المحارم عن المصنف أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلوة لكن حال؛
لأن الصلوة رضى الله تعالى عنهم ما صافحو بعد أداء الصلوة، ولأنهم من سنن روفص۔ ثم نقل
عن من حرم من شفعية أنها بدعة مكروهة لأصل لها في الشرع، وأنه ينبه فاعلها أولاً و
يعرر ثانياً۔ ثم قال: وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل: إنها من البدع، وموضع
لمصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسمي لأحبه، لا في أدبار الصلوة، فحيث وصعها الشرع
يصعها، فيسهي عن ذلك، يزحرفاعله لما أتى به من خلاف نسبة“ (ردالمحتار،
۵/۲۴۴) (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حرره العبد محمود غفر له۔

مضافی بعد العیدین

سوال [۱۷۰]: مخدومی جناب مفتی صاحب، دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

یہاں گذشتہ سال ایک اشتہار اور ارسال ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس میں بعد عیدین مضافیہ و معونۃ
کا مسنون ہونا ظہر کیا گیا ہے، اس کے جواب میں ایک صاحب نے ”رد تحفہ“ کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے جو
جناب کی خدمت میں ارسال ہے، جناب اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح فرمادیں اور اس سلسلہ میں اگر مزید اقوال علماء
و کتب معتبرہ سے معلوم ہو سکیں ان کو مع نشان صفحہ و جلد تحریر فرما کر ممنون فرماویں۔ فقط والسلام۔

احقر عبد العزیز حسن منزل الہ آباد۔

الجواب حامداً و مصلياً:

علامہ شامی نے کتاب الجنائز میں بھی اس مضافیہ کو رد کیا ہے:

(۱) (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیرہ: ۵/۳۸۱، سعید)

(و کذا فی باب الحائز من ردالمحتار: ۲/۲۳۵، سعید)

(و لعلامة الكسوى في هذه المسئلة بحث طويل في السعاية، باب صفة الصلوة، قيل فصل في الصلاة)

۲/۲۶۵، سهيل اكيڤمي)

نَحْت قَوْلِ نَدْرِ. "يَقُولُ وَاضِعُهُ، بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ" بِعُتْوَانِ تَنْبِيهِ (۱)۔ مدخل: ۲/۲۸۸، کی عبارت یہ ہے۔ "ثم لمعينة فقد كرهها ما سكت رحمه الله تعالى، وأحذر من عيبه على عيبه، من عيبه كانت، وأما في العبد لمن هو حاضر معك فلا، أما المصافحة فإنها وضعت في الشرع عند، مما من لأخيه، وأما في العبد على ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلوة يتصافحون فلا عيب، لكن قال شيخ الإمام أبو عبد الله بن نعمان: "به أدرك مدينة من ونعم، لعالمون بعلمهم بهامتها فرون" منهم كما هو إدراكهم من صورة العبد، صرح بعضهم بعضاً، فإن كان يساعده يقبل عن سبب فباحه، وإن لم يقبل عنهم فتركه "وأي هذا" (۲)۔

ابن مؤوی فرماتے ہیں۔

"المصافحة سنة عند نفاق، وأما تحصيل الناس لها بعد هاتين صوتتين (أي صبحر ونعصر) فمعدود في المدح المباحة والمحذر أنه إن كان هذا شخص قد حتمع هو و هو قد نصدوة فهو مدعة مدحة كما قيل، وإن كانا يجتمعان فهو مستحب؛ لأنه نفاقاً" فتاویٰ نبوی، ص ۲۸ (۳)۔

ملائی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ شروع باب المصافح والمعاقة میں (۴)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۱) "وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوة مع أن المصافحة سنة، وما دلك إلا لكونها لم تؤثر في حصول هذا الموضع، فالمواطبة عليه فيه توهم العوام بأنها سنة فيه"۔ (رد المحتار، باب صلوة الحائز: ۲/۲۳۵، سعید)

(۲) (المدخل لابن أمير الحاج: ۲/۲۹۵-۲۹۶، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۳) فتاویٰ نبوی المسماة بالمسائل المنورة، ص ۲۷-۲۸ مطبعة الاستقامة ۱۳۵۲ھ

~ قال النبوی "أعم أن المصافحة سنة، ومستحبة عند كل لقاء، وما اعتاده الناس بعد صلوة لصبح والعصر، لأصل له في الشرع على هذا الوجه، ولكن لا بأس به ولا يخفى أن في كلام الإمام (أي النبوی) نوع نفاقص فحاصله أن الابتداء بالمصافحة حينئذ على الوجه المشروع مكروه لا محذور، وإن كان فديقال فيه نوع معاونة على الدعة والله تعالى أعلم" (مروحة المفاتيح، شرح

المشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب المصافحة والمعاقة: ۸/۴۵۸-۴۵۹، رشیدیہ)

نے اشعۃ السمعات میں (۱) مجلس ابرار جس ۳۱ میں (۲)، فتاویٰ رشیدیہ ۱/۲۵ (۳)، امداد الفتاویٰ ۵۸/۴ (۴) فتاویٰ ابن حجر مکی ۴/۳۵-۶۶ میں (۵)۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ص: ۴۴۰ میں (۶) اس تخصیص کو بدعت قرار دے کر اس سے منع کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے علامہ نوویؒ کا کلام نقل کر کے لکھا ہے: "قست: و بصر فیہ محل، و فی وقت أصل صیوة بدعة" فتح - ری: ۱۱/۴۷ (۷)۔

(۱) "مضافہ سنت مست نزہت، و باید کہ بہر دو سو ست ہزار و آٹھ ہجرت، مصنف بعد از نماز جمعہ کاندہ چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت، اشعۃ السمعات ۲/۲۲، کتاب الادب، باب المصافحہ والمعلقہ، بول کشور)

(۲) "مضافہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں باتوں سے ہو، اور وقت مدقت کے حدود جیسے نماز جمعہ و عیدین کے بعد جیسا کہ اس زمانے میں عادت ہے تو یہ چونکہ حدیث سے ثابت نہیں ہے اس لئے بدعت ہے، یہ بات اپنی جگہ ثابت ہو چکی ہے کہ جس امر کی پچھ دلیل نہ ہو وہ مکرر ہے اس میں تلید جائز نہیں، بدو روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس کو رد کرتی ہے یعنی "ہی احدث فی امرنا ہذا" (سرحمدہ مجلس الأبرار لمسئی کتابت اللہ، پچاسویں مجلس، ص ۳۶۱)

(۳) "مضافہ و مصنفہ وجہ تخصیص کے اس روز میں اس کو موجب برادر ہوا مٹا دیا، اور یہ مدت زیادہ مثل ضروری کے جانتے ہیں بدعت ہے اور مکروہ تحریمی۔ اور علی الحدیق بہ روز مصنفہ کرنا سنت ہے یہاں بشرا و خواجہ عید کے ہے کوئی تخصیص اپنی طرف سے کرنا بدعت ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، ص ۴۴۳ قرآن میں منہج اچھا کہ)

(۴) "مضافہ کردن مطلقاً سنت است، بوقتے خاص مخصوص نیست، پس تخصیص آن بر روز جمعہ و عیدین و بعد نماز پنجگاہ و در وقت ہے اصل است، ہاں اگر در ہمیں اوقات بکے بعد مدت مدقات شہادہ مصنفہ کردن مضرت نہ آرد، نہ اس کے از خانہ یا مسجد یا عید گاہ ہوا نہ ہو، و پس از نماز مصنفہ معاف نہ کنند، اللہ تعالیٰ اعلم"۔ (امداد الفتاویٰ، باب البدعات ۲۶۰۵)

(۵) "لم أطلع عليه"

(۶) "نماز عیدین میں یا دیگر نمازوں کے بعد تخصیص مصنفہ کرنا ورنہ وقت خاص میں اس کو سنت جاننا اور معمول بہ ہونا فقہاء نے منع کیا ہے اور "تمہید امی رم" میں اس کو دفع کے صریح سے لکھا ہے اور مکروہ فرمایا ہے"۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند موسومہ بحیرۃ الفتاویٰ، کتاب السننہ بدعت جس ۱۲۸، شامت راپتی)

(۷) "قال اسوی و اما تخصیص المصافحۃ لما بعد صلونی الصبح والعصر، فتدعی من عند رسالہ"

البتہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح، ص: ۲۸۹ (۱) باب احکام العیدین میں لکھا ہے، ”وکذا تصب
 مصفحة سه عقیب الصلوة کثیرا وعد کل لقاء (۲)۔ مگر اس کا حوالہ نہیں دیا، یہ امام نووی سے ہی بعض
 مسائل نقل کرتے ہیں، کیا بعید ہے کہ یہ بھی وہیں سے نقل کیا ہو۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔
 حررہ العبد المذنب غفرلہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ کا طریقہ مروجہ بدعت ہے اس کا ثبوت نہیں ہے۔

سعید احمد غفرلہ، ۱۷، محرم ۱۴۰۰ھ۔

نماز عید کے بعد مصافحہ

سوال [۱۷۷]: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا، ہاتھ دانا ہر حال میں مکروہ ہے۔

جواب کتب فقہ سے دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جی ہاں، بعض جگہ عید کے دن مصافحہ کرنے کا جو رواج ہے یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ بدعت اور مکروہ ہے۔
 ”شامی“ کی پانچویں جلد میں فقہ کی متعدد کتب سے اس کا بدعت اور ممنوع ہونا نقل کیا گیا ہے (۳)۔ فقط واللہ
 ہی نہ تعالیٰ اعلم۔

= ”فی القواعد“ البدعة المباحة بها، قال النووي وأصل المصافحة سنة، وكوبهم حافظو عليها في
 بعض الأحوال لا يخرج ذلك عن أصل السنة، قلت: ولطريقه مجال، فإن أصل صلوة المأفلة سنة
 مرغوب فيها، ومع ذلك فقد كرهه المحققون تخصيص وقت بها دون وقت، ومبهم من أطلق تحريم من
 ذلك كصلوة الرعائب التي لأصل لها، ويستتبي من عموم الأمر بالمصافحة للمرأة الاحسية
 والأمر بالحسن“ (فتح الباری، کتاب الاستیذان، باب المصافحة ۱۱، ۵۵، دار العرفۃ بیروت)

(۱) ذکرہ الطحطاوی تحت قوله: ”ویظهر الفرح بطاعة الله تعالى وشكر نعمته ويتحتم“ (ص ۵۳۰، قدیمی)

(۲) یعنی اگر اس کو امام نووی سے نقل بھی کیا ہو لیکن اس کو امام ابن حجر نے جواب، کر رہا ہے یا ہے ماقدم۔

(۳) ”و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنه تکره المصافحة بعد أداء الصلوة بكل حال، لأن الصحابة

ما صافحو بعد أداء الصلوة، ولأنهما من سنن الروافض، ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة-

نماز عید کے بعد مصافحہ

سوال [۸۷۲]: عیدین کی نماز میں ثواب سمجھ کر مصافحہ کرنا ثابت ہے یا بدعت؟ خصوصاً مہم پر سر ری قوم کا ٹوٹ پڑنا اور مسجد کی حرمت کا خیال نہ رکھنا کیسا ہے؟ بعض اوقات اس وجہ سے تکلیف بھی نجاتی پڑتی ہے، ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہا جیگا؟ مفصل تحریر فرما کر مشورہ فرمائیے۔

الحواب حامداً و مصلیاً:

یہ مصافحہ بدعت ہے ورنہ روائے روافض ہے، اس کو ترک کرنا ضروری ہے کدھی رد المحتار (۱)۔

فقہ والہ بھی نہ سمجھیں۔

حررہ عبد محمود بن عبد اللہ عتہ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد النظیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، ۲۸/۱۱/۶۰ھ۔

عید ملنا

سوال [۸۷۳]: معافکہ بعد نماز عیدین رسماً ہو یا سنت سمجھ کر ترک تو جہت ہے یا نہیں؟ اگر نہ جائز

= مکروہہ لا اصل لہا فی الشرع، و أنه ینبہ فاعلمها أولاً و یعذر ثانیاً، ثم قال و قال بن لاجح من المالکیۃ فی المدخل إیہا من البدع، و موضع المصافحۃ فی الشرع إیما ہو عندئذ، لمسموہ لاحقہ، لا فی أدار الصلوات، فحیت و صغیرا الشرع یصعب، فبینی عن ذلك، و بر حرقا عند المانی نہ من خلاف السۃ الخ، (رد المحتار، کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء و غیرہ: ۳۸۱/۲، سعید)

۱. و فی رد المحتار 'تکرر المصافحۃ بعد أداء الصلاۃ بکل حال' لأن لصحاحہ رضى الله تعالى عنہ مصافحوا بعد أداء الصلاۃ، و لا یہامس سس الروافضی ثم نقل عن ابن حجر رحمہ الله تعالى عن السافعیہ أنها بدعۃ مکروہہ لا أصل لہ فی الشرع، (کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء: ۳۸۱/۲، سعید)

و فی المرقۃ: "فمن محل المصافحۃ المشروعة أول الملاقاۃ، و قد یكون جماعۃ یتلاقون من عمر مصافحۃ و تصاحون بالکلام و مذاکرۃ العلم و عبرۃ مدۃ مدیدیہ، ثم إذا صدروا، یصافحون، فبین ہد من السۃ المشروعة؟ و لہذا صرح بعض علماء نابأنها مکروہہ حینئذ، و أنها من البدع المذمومہ

(کتاب الآداب، باب المصافحۃ و المعافقۃ: ۳۵۸/۸، و سیدیہ)

یہ بدعت ہے تو اگر روکنے سے حرج عظیم کا خصلہ ہو تو روکے یا نہیں؟ اور اگر اس خیال سے کرے کہ دوس میں سینہ
سینہ مل کر محبت پیدا ہو، کینہ و حسد دور ہوگا، آپس میں میل جول ہوگا تو کیا حکم ہے؟

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظام
رسم دنی بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

الجواب حامداً و مصلیاً:

عیدین کا معنی نقہ و انفض کا شعار ہے اس سے پورا پر بیہوش کیا جائے (۱)۔ دس میں کینہ اور حسد رکھتے
ہوئے محض عید و معنی نقہ کر لینے سے ہرگز سینہ صاف نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۱۴۱۰ھ۔

ایضاً

سوال [۱-۲]: عید گاہ سے واپسی پر مسلمان آپس میں نہایت محبت اور خلوص سے ملتے ہیں، مصافحہ
کرتے ہیں۔ یہ فعل کیسا ہے؟ یا اس کے بدعت ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

عید منہ (مصافحہ اور معانقہ کرنا) بے اصل ہے، علامہ شامی نے اس کو روافض کا طریقہ لکھا ہے، یہ

(۱) (تقدہ تحریحہ من رد المحتار، کتاب الحظرو الإباحة، باب الإستبراء وغیرہ ۶/۳۸۱ سعید
تحت عنوان "نمر عید کے بعد مصافحہ")

قال ابن حجر "قال النووي و أمتا حصص المصافحة بما بعد صوتي الصبح والعصر،
فقدمت من ابن عبد السلام في "القواعد" البدعة المصافحة بها، قال النووي أصل المصافحة سنة، وكونهم
حافظوا عليها في بعض الأحوال لا يخرج ذلك عن أصل السنة، قلت و للطرفه محل في أصل صلاه
سنة سنة مرغ فيها، و مع ذلك فقد كره المحققون بحصص وقت ينادون وقت، و منهم من طوى
بحريم من ذلك كصلوة الرعائب التي لأصل لها، و يستثنى من عموم الأمر بالمصافحة للمرأة
لأحبية و الأمور الحسن". (فتح الباری، کتاب الاستیذان، باب المصافحة: ۵۵/۱۱، دار المعرفه،

(و كذا في السعابة على شرح الوفاة، باب صفة الصلوة، فيل فصل في القراءة ۲/۲۶۵، سہیل

اکیڈمی لاہور)

بدعت قبیحہ ہے (۱) اس کا ترک کرنا لازم ہے، اس طرح مبارک باؤ دینا کہ ”تقبل اللہ منا ومنکم“ درست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۵ھ۔

مصافحہ بعد الفجر والعصر

سوال [۸۷۵]: زید کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے اور صحاح ستہ سے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول و فعل و عمل سے ثابت نہیں، زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جمہور علماء کا بھی یہ عمل نہیں رہا ہے اور نہ ان کے عمل سے ثابت ہے، ایسا ہی عصر کی نماز کے بعد کہتا ہے جائز نہیں۔ عمر کہتا ہے کہ دونوں وقتوں میں مصافحہ کرنا جائز و لازمی ہے، اس کا ثبوت عمر یہ دیتا ہے کہ فجر و عصر کے بعد سنتیں نہیں ہیں اس لئے مصافحہ کرنا دونوں وقتوں کی نمازوں کے بعد لازمی و ضروری ہے۔ زید یہ کہتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے مذکورہ وقتوں کی نماز کے بعد رسم کر لی ہے ورنہ حدیثوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، عمر یہ بھی کہتا ہے یہ کہ رسم مصافحہ جائز ہے۔ لہذا زید و عمر کی بحث کا جواب صحاح ستہ کی حدیثوں کی روشنی میں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول و فعل کے ساتھ مدلل عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصافحہ کی ترغیب اور فضیلت احادیث میں موجود ہے (۳)، اس لحاظ سے یہ اسلامی کام ہے، اس کو

(۱) (تقدم تحریحہ من فتح الباری، کتاب الاستیدان، باب المصافحة، والسعاية للعلامة اللکوی علی

شرح الوقایة“ باب صفة الصلوة، والمرقاۃ شرح مشکوٰۃ، باب المصافحة تحت عنوان ”میدان“)

(۲) ”والنہیۃ بتقبل اللہ منا ومنکم لا تنکر“۔ (الدر المختار)

وفی رد المحتار و قال المحقق اس امیر حجاج بل الأشہ أنها حائرة مستحبة فی

الحسنة ثم قل - والتعامل فی الملاد الشامیة والمصریة ”عید مبارک علیک“ و ”حور“ (باب

العیدین: ۲/۱۶۹، سعید)

(۳) ”عن الرأء من عارب رصى الله تعالى عه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

”والمسلمان إذا تصافحا، لم يبق بينهما داء إلا سقط“ رواه البيهقي فی شعب الإيمان“ (المشکوٰۃ،

کتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، ص: ۲۰۱، قدیمی)

سوم ہی کی ہدایت کے مطابق انجام دینا چاہیے۔ شریعت نے اس کا وقت ابتداء ملاقات کا وقت تجویز کیا ہے،
کی نماز کے بعد کا وقت اس کے لئے تجویز نہیں کیا (۱)۔

پس نماز کے بعد اس کا وقت تجویز کرینا خواہ اعتقاد ہو یا عملی ہو، یا اس وقت مصرفی کے لئے کوئی
مخصوص فضیلت تصور کرنا یا میل ہے اور ایک مطلق و متعین کرنا ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں، جیسے کہ حضرت
رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے بعد جب انصراف فرماتے تو دھنی یا بانس کی جانب کا التزام نہ
فرماتے۔ پس اگر کوئی شخص دھنی یا بانس کی جانب کا التزام کرنے لگے تو بلا دلیل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگا۔ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”یہ شیطان کا حصہ ہے“ (۲)، حالانکہ نماز کے

(۱) 'قل الووی' اعم ان المصافحة سة، و مستحبة عند كل لقاء، و ما اعتاده الناس بعد صلوة الصبح
و العصر، لا اصل له في الشرع على هذا الوجه، ولكن لا بأس به، لأن أصل المصافحة سة، و كونهم
محافظين عليها في بعض الأحوال لا يحرر ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع
بأصلها، و هي من بدعة المباحة و لا يحفى أن في كلام الإمام (أى الووی) نوع ناقص، لأن
إتيان سة في بعض الأوقات لا يسمى بدعة مع أن غسل الناس في الوقتين المذكورين ليس على وجه
لإستحباب المشروع، فإن محل المصافحة المشروعة أول الملاقاة، و قد يكون جماعة يتلاقون من
غير مصافحة و يتصاحون بالكلام و مداكرة العلم و غيره مدة مديدة، ثم إذا صنفوا، يتصافحون، فإن
هذا في السة المشروعة و لهذا صرح بعض علمائنا بأنها بدعة مكروهة حينئذ و أنها من البدع
للمدومة، المرفقة شرح المشكوة كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة ۱۸۵۱، (رشیدیہ)

وقال ابن حجر بعد قول الووی "و للظرفيه محال، فإن أصل صلوة النافذة سة مرغب فيها،
ومع ذلك فقد كره المحققون تخصيص وقت بها دون وقت، و منهم من أطلق بحريمه مثل ذلك
كصلوة لرعاية التي لا أصل لها، ويستثنى من عموم الأمر المصافحة للمرأة لأحسية
والأمر الحسن" (فتح الباری، كتاب الإستبذان، باب المصافحة: ۱۱۵، دار المعرفة بیروت).

۲. "عن الأسود قال قال عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه لا تجعل أحدكم لشيطان شدا من
صوته، يرى أن حقا عليه أن لا يصرف الأعين يمينه، لقد رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
كثيراً يصرف عن يساره، صحيح البخارى، كتاب الآداب، باب الإنصاف والإنصراف عن اليسار
والشمال: ۱۱۸، قديمی)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال لا تجعل أحركه مستصحباً شيئاً من صلوٰۃ يرى أن حذف عليه أن لا يصرف إلا عن نفسه، بقدر أنيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كنصر صرف عن نفسه، (مشکوٰۃ شریف، ص ۸۷) (۱)۔

۱۔ منووی شافعی ہیں، خود شوافع ان کے اس قول و تسبیح نہیں کرتے ہیں، جیسا کہ ابن حجر نے فتاویٰ کبریٰ فقہیہ ۳۰/۳۵، ۳۷ میں لکھا ہے کہ یہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا بے اصل ہے، بدعت ہے، مکروہ ہے، جو شخص ایسا کرے اس کو اول تنبیہ کی جائے، اگر نہ مانے تو عزیر کی جائے یعنی نہادی جائے۔ مالکیہ بھی تسلیم نہیں کر رہے ہیں، جیسا کہ المدخل ۲۰/۲۸۸ میں ہے۔ حنفیہ بھی اس کو ممنوع سمجھتے ہیں، جیسا کہ مجالس الاہرار مجلس: ۸ (۲) اشعۃ اللمعات ص ۲۰ ج ۳ (۳)، عزیز الفتاویٰ: ۱/۳۰۳ (۴) میں ہے۔

بعض اہل مطہرہ و درمختار کی عبارت سے شبہ ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ منووی سے نقل کر رہے ہیں جو کہ حنفی نہیں، اسی پر درمختار میں اس کی تردید کے لئے متعدد کتب سے عبارات نقل کی ہیں۔ شرح عقود درسم مفتی (۵) میں لکھا ہے کہ درمختار میں بعض دفعہ اختصار نقل میں ہوتا ہے، بعض دفعہ غیر مختار، غیر مفتی بہ، مرجوح، ضعیف قول نقل

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء فی التشہد، ص: ۸۷، قدیمی)

(۲) "مصافحہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہوا و وقت مداقت کے ملاوہ جیسے نماز جمعہ و عیدین کے بعد جیسا کہ اس زمانے میں عادت ہے، تو یہ چونکہ حدیث سے ثابت نہیں ہے، اسلئے بلا دلیل ہے۔ اور یہ بات اپنی جگہ ثابت ہو چکی ہے کہ جس مرقی چھ دیں نہ ہو وہ مراد ہے، اس میں تاکید جائز نہیں ہے، بلکہ وہ روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس کو درمختار ہے" (میں احدث فی امرنا ہذا الخ) (ترجمہ مجالس الاہرار مفتی کائنات اللہ، پچھ سو برس، ص ۳۶، درمختار شاعت)

(۳) (تقدہ تحریرہ تحت عنوان "مصافحہ بعد عیدین")

(۴) "نماز عیدین میں یا دیگر نمازوں کے بعد تنہا جس مصافحہ کی مراد اس وقت خاص میں اس وسعت جان و معمول پر مشہور انتہا، کے منع لکھا ہے اور تمہین امی رہا میں اس کو و افش کے طریقے سے لکھا ہے اور مکروہ فرمایا ہے" (فتاویٰ، مجموعہ ایچ بند موسومہ بہ: فتاویٰ، کتاب السنۃ و بدعات، ص ۱۲۸، اشاعت کراچی)

(۵) (ومن لکب العربیۃ ملامسکب شرح الکبر) اول نقل الأقوال لصیغۃ کصاحب "انفسہ و الاحتصار" کالدرا المحتار للخصمکی

سنبول عنہ و الإطلاع علی ما حدھا الخ (شرح عقود درسم المفتی، ص: ۳۶، میر محمد)

کر دیتے ہیں اس سے محض اس پر فتویٰ دینا جائز نہیں، جب تک ماخذ سامنے نہ ہو، جہاں ہمیں ایسی چیز درمختار میں ہوتی ہے مدد شامی اس پر تنبیہ فرمادیتے ہیں کہ یہ مرجوح ہے یا غیہ مفتی ہے، دوسری فلاں فلاں کتاب میں اس کے خلاف لکھا ہے جیسا کہ اس کے مصنفہ والے مسئلہ میں تنبیہ کر دی ہے (۱)۔ جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفر۔

اجواب صحیح بندہ فاضل دین عثمانی عنہ، ارا العلوم دیوبند، ۱۲ ۱۲ ۱۹ ھ۔

نماز جمعہ سے پہلے بعض رسوم اور بعد میں مصنفہ

سوال [۱-۲]: ہمارے یہاں شافعی مسلک کے لوگ رہتے ہیں وہ جمعہ کے دن خضہ سے قبل یہ دعا ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“۔ عشر مسمیٰ، حمکم اللہ اقدروا فی محراب عن سید شہر مستمع آمنہ فی ۱۰۔ محشر، سید لا ترف ومنہ مکرم، لأحلاق ولأوصاف، سید۔ عرب عجم محمد بن عبد اللہ بن عبد حصیب بن عثمان بن عبد مناف، اللہ ما ید بعد حصیب عن حمیر، ثم حصیب ولا یتکلم أحدکم، من لکم فقد دعا، ومن دعا ولا جمعة له، ائمتو، حمکم اللہ، فستمعوا بعشر من تعالیٰ ویؤند۔ ویؤندکم، وسند۔ ولا سندکم، وحسب معزمیں وجمومات وسمسمیں وسمسمات“ مؤذن کھڑا ہو کر پڑھتا ہے اور غصہ اپنے ہاتھ

(۱) ”و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنه تکره المصافحة بعد أداء الصلوة بكل حال؛ لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلوة، ولا يهاض من الروافض، ثم نقل عن سحر عن شافعية أبيه أدعة مكروهة لأصل لنهائي الشرع. وأنه يسه فعلها ولا يعررتب، ثم قال وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل اليها من الدع. وموضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لآخيه، لا في أداء الصلوات، فحبت وصعها، الشرع يصعها، فينبى عن ذلك، ورحر عن عبد المائى به من خلاف السه النج. ورد المحتار كتاب يحظر لإباحة. وب لا سرء وعبره ۶ ۳۱. سعيد)

بدعت ممنوعہ اور طریقہ روافض لکھا ہے جس کا ترک لازم ہے، حافظ ابن حجر شافعی سے نقل کیا ہے کہ ”یہاں مکروہہ، لا ھل ینافی شریع، وسہ و عملہا أولاً، و عبرہ۔۔۔“ (۱)۔ یعنی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت و مکروہ ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جو ایسا کرے اس کو اور تنبیہ کی جو ہے، نہ مانے تو عزیزیٰ جو ہے۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸ ۴ ۹۰ھ۔



(۱) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ

اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا بیان

اذان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا

سوال [۱۷۷]: اذان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا کیسا ہے اور جو لوگ انگوٹھے چومنے والی حدیث پیش کرتے ہیں یہ وہ موضوع (گھڑی ہوئی) ہے اور موضوع حدیث سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اذان کا جواب دینا سنت موکدہ واجب کے قریب ہے (۱)۔ اذان میں انگوٹھے چومنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔ کتاب الفردوس (۲) میں وہ روایت موجود ہے، لیکن اس کتاب کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس میں موضوع روایت بہت ہیں (۳)۔ موضوع روایت وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، بلکہ کسی اور نے جھوٹ بات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی ہو۔ کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ (۴) میں بھی یہ روایت موجود ہے، لیکن علامہ شامی نے

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن" هشام عن يحيى نحوه، قال يحيى وحدثني بعض إخوانه قال لما قال "حتى على الصلوة" قال: لا حول ولا قوة إلا بالله، وقال هكذا سمعنا بيكم صلى الله تعالى عليه وسلم يقول" (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المأذون ۸۶۱، قديمي)

(۲) "وفي كتاب الفردوس: "من قبل طفری إنياميه عبد سماع أشهد أن محمداً رسول الله في الأذان، أرقنده ومدحله في صفوف الحجة" (رد المحتار، باب الأذان ۳۹۸، سعيد)

(۳) "أربعين كتاب وموضوعات وأحاديث قوية وقوية مندرج" (بستان المحققين، حافظ شيرازي، كاتذکرہ، ص ۶۳، سعيد)

(۴) "ثم يقول "اللهم متعني بالسمع والعصر بعد وضع طفر الإنياميه على العيين كدفي كبر لعد، فہستی، و نحوه فی الفتاوی الصوفیة و ذکر الحراحی و اطلال، ثم قال له بصر فی -

رد المحتار میں لکھا ہے کہ فتاویٰ صوفیہ غیر معتبر کتاب ہے، اس پر فتویٰ دینا درست نہیں (۱)۔ علامہ بن عابدین نے اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

”وذكر ذلك سحر حسی واصل، ثم قال: وهو يصح في المرفوع من كل هذا شيء هـ“
(تہامی ۱۰: ۲۶۲) (۲)۔

ترجمہ: جرائقِ مذہبِ حقانی نے اس مسئلہ میں طویل بحث کے بعد یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث موجود نہیں جس سے انگوٹھا چومنے کو مستنون یا مستحب قرار دیا جائے۔ فقط، اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد المذنب محمد غفرہ۔

اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا

سوال [۱۷۸]: ”سیدنا محمد رسول اللہ“ پر انگوٹھا چومنا اور ہر سنت کے بعد دعا مانگنا، فرض

= المرفوع من كل هذا شيء“۔ (رد المحتار، باب الأذان: ۱/۳۹۸، سعید)

”مسح العیسیٰ بباطن انملتی الساتیں بعد تقبلہما“ ذکرہ الدیلمی فی الفردوس
و کذا ما اور و ابو العباس احمد بن اسی بکر رداد الیمانی المتصوف فی کتابہ ”مواحدت الرحمة وعزائم
معصرة“ بسند فیہ محامیل ولا یصح فی المرفوع من كل شیء“ (المقاصد الحسنة، حرف لمیم،
ص: ۳۳۰-۳۳۱، رقم الحديث: ۱۰۱۹، دار الکتب العلمیہ)

(۱) فتاویٰ صوفیہ پر رد کے بارے میں علامہ شامی کی مذکورہ بالا چیز یہ کہ علامہ بن عابدین نے نہیں دیا، بلکہ اس کے رد میں
علامہ عبدالحی لکنوی کی صریح عبارت موجود ہے فرماتے ہیں: ”اس تفصیل رادر بعض کتب فقہ مستحب نوشتہ
ست، نہ واجب و نہ سنت، مثل کفر العاد و حرمان الروایات و جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ و غیرہ،
مگر در اکثر کتب معتبرہ متداولہ نشان آن نیست، و ان کتب کہ در آئینہ این مسئلہ مذکور است
غیر معتبر اند، چنانچہ جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ و کفر العاد و غیرہ ازین وجہ کہ در این کتب رطب و
یابس سلاستیح محتمع است، تفصیل آن در رسالہ من ”النافع الکبیر لیس بطلع الجامع الصغیر
موجود است، و احادیث کہ درین باب فقہاء نقل می کنند آیات تحقیق محدثین بسند، الخ“ (مجموعہ
الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ، أوائل کتاب الکراهیة: ۳/۳۲۵، امجد اکدیمی)

(۲) (رد المحتار، باب الأذان: ۱/۳۹۸، سعید)

روکد فی مجموعۃ الفتاویٰ للعلامة اللکوی، کتاب الکراهیة ۳/۳۲۵، امجد اکدیمی (لاہور)

نماز کے بعد دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر پھر زمین پر لگانا، پھر کان کی لو پکڑنا (توبہ کا طریقہ سمجھ کر) کیسا ہے، تسبیح پڑھنے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

”نسبہ“ محمد رسول اللہؐ پر انگوٹھے چومنا اور اس کو ثواب سمجھنا شرعاً ثابت نہیں، دعاء ہر نماز فرض سنت نفل کے بعد درست ہے۔ توبہ کا یہ طریقہ جو کہ عوام میں رائج ہے، قابل اتباع نہیں بلکہ قابل ترک ہے۔ تسبیح پڑھنے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

اذان کے بعد انگوٹھا چومنا

سوال [۸۷۹]: بعض لوگ اذان کے بعد انگوٹھا چومتے ہیں، اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے؟
محی الدین کلکتہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

علامہ شامی نے تفصیلی بحث کے بعد لکھا ہے کہ اس کے واسطے کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں۔ رد المحتار جلد اول، ص: ۲۶۷ (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ۔

انگوٹھے چومنا اور حیلہ اسقاط

سوال [۸۸۰]: جو مسلمان اذان کے وقت انگوٹھا نہ چومے وہ کافر ہے یا مسلمان، کیا اس کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ ہر ملک میں مردہ پر سے صوم و صلوٰۃ کے اسقاط کا یہ رواج ہے کہ وہ یہ گندم اس پر یک روپیہ اور قرآن مجید یہ تینوں چیزیں گوما کر دو تین آدمی جو کہ ان میں کوئی مسکین نہیں ہوتا ہے، آپس میں ملک و تمسک

(۱) ”ودکر الحراحی فاطل، ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ہدائی“ (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان: ۱/۹۸، سعید)

(۲) (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان: ۱/۹۸، سعید)

(و کذا فی مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی، اوائل الکراہیۃ ۳۰/۳۲۵، رشیدیہ)

کرتے ہیں، یہ فقہ میں بھی مروجہ طریقہ ہے یا نہیں اور جو شخص اس مروجہ طریقہ کا قائل نہ ہو اس کو مدت کرنا اور اس پر دھبہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ اذان کے وقت انگوٹھے چومنا کی حدیث مرفوعہ سے ثابت نہیں، لہذا اس کو سنت سمجھنا غلط ہے (۱)۔ بہتہ بعض سلف سے آشوب چشم کا علاج ہونے کی حیثیت سے منقول ہے (۲)، پھر اس کے ترک پر کفر کا حکم تو یہ ہوتا ترک، احتساب کا بھی نہیں، کسی مسلمان کو بدوجہ شرعی کا فرہنگ نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان جا تا رہتا ہے (۳)۔

۲۔ یہ طریقہ بدعت و بے اصل ہے، اس سے صوم و صلوٰۃ وغیرہ میت کے ذمہ سے کچھ ساقط نہیں ہوتا اس سے اجتناب واجب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
ترجمہ عبد محمود غفرلہ، مظاہر العلوم سہارنپور۔

اذان میں انگوٹھے چومنا

سوال [۸۸۱]: اذان میں آنحضرت کے نام پر انگوٹھا چومنا مولانا عبدالشکور صاحب نے ”کنز

(۱) ”قدمضی تحریرہ من رد المحتار لاس عابدین و مجموعۃ الفتاویٰ لعبدالحی الہکوی تحت عنوان ”اذان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سکر انگوٹھے چومنا“

”مسح العین بباطن املتی السانتین بعد تقیلہما عند سماع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله ذکرہ الدیلمی فی الفردوس وأبو العباس فی ”موجبات الرحمة وعرانہ المعفرة“ بسند فید محاہیل ثم روی بسند فیه من لم أعرفه ولا یصح فی المرفوع من کل ہذا شئی“ (المقاصد الحسنیہ، ص: ۴۴۰، ۴۴۱، رقم الحدیث: ۱۰۱۹، دارالکتب العلمیہ)

(۲) اس کے بارے میں علامہ عبدالحق نے ”تذکرۃ شہداء و شہداء“ میں مذکور ہے، کما سبائی من مجموعۃ الفتاویٰ لہ (۳۲۵/۴، امجد اکبڑمی)

(۳) ”عن اسی در رسی اللہ تعالیٰ عہ اہ سمع الی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالكفر، إلا ارتدت علیہ إن لم یکن صاحبه كذلك“ (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینہی عن السباب واللعن: ۸۹۳، ۲، قدیمی)

عماس سے ثابت یہ ہے کہ پہلے م تہ حضرت کے نام پر خصوصی سہ غسل یا سہ سہ ہے، یہ صیغہ
 بالکے میں قویا تفسیرت علی اللہ علیہ و آلہ و سلم تصور کریں، ہمارا شریعت میں بحوالہ رہا مگر رہا ہے کہ جب
 اس میں "سہ" محصور ہے، اس کے قائلے اور وہ شریف پڑتے اور مستحب ہے کہ ٹوٹوں و بوسہ
 یہ ٹوٹوں سے ہے اور کہ "قرہ علی ہا" میں سہ سہ، معنی "سمع" سے ہے۔ "یقول
 منشی بہ بنیاد و مکتار کے پتہ تفسیر ہے۔

سحاب حامداً و مصلیاً:

اس حدیث و بحوالہ "فہم" میں ایسی نقل کے تذکرہ الموضوعات، ص ۳۴ میں لکھا ہے،
 "اصح" (۱) اور بواہر متصوف و سند و تالی ہے "فہم" (۲)، اس کے بعد بعض صنف سے نقل
 یہ ہے کہ یہ آشوب چشمہ مجرب مدح ہے (۳)۔ پس اس کو سنت بدی سمجھ کر بطور عبادت کرنا بے اصل بلکہ
 بدعت ہے، اس سے ترک لازم ہے۔ ہاں اگر کوئی آشوب چشمہ مدح کی غرض سے اسی طرح کرے جس سے
 وہ اس وسعت و ثواب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو درست ہے۔ کثر اعمال میں ہر طرح کی روایات ہیں، موضوعات
 بھی ہیں، رہا مگر (۴) میں اس کو "کثر عباد" کے حوالے سے نقل کیا ہے جس کا درجہ کثر اعمال سے بھی

ذکرہ لدیسی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق ان لما سمع قول المؤذن: "اشہدان
 محمداً رسول اللہ، قال مثله، و قبل باطن الأملین المسابة، و مسح عینہ، فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم "من فعل من مافعل حلیبی، فقد حنت علیہ شاعنی، "و لا یصح"، تذکرۃ لموضوعات
 لمحمد بن طہر بن علی الفنی، باب الأذان و مسح العین فیہ و بحوالہ، ص: ۳۴، مطبعة الشرق بمصر)
 ۲ و کندی لا یصح، ما وردہ ابو العباس بسند فیہ محاہیل مع انقطاعہ عن الحضرة علیہ السلام أنه
 من قال حين سمع شهادة محمد رسول الله مرحماً بحیسی و فرہ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم تو یقول: "بہامہ و یجعلہما علی عینہ، لم یعم و لم یومداً" (تذکرۃ لموضوعات،
 ص ۳۶)

۳ و حکى السمع من صلى على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان، و جمع
 سمعه المسحة و الأبد، و فليهما مسح يمسح به، لم يومداً (تذکرۃ لموضوعات، ص ۳۴)

۴ رد المحتار، باب الأذان ۳۹۱، سعد

متہ و ضعیف ہے، اس میں ایسی روایات ضعیفہ مضمومہ اور مسائل غریبہ ہیں جن پر فتویٰ ہو رہا ہے
 ویجا سکتا ہے۔ النافع الکبیر (۱) میں اس کتاب کا حال مذکور ہے۔ فرہوس دیلمی کے متعلق بستان المحدثین،
 ص ۶ (۲) مصنف کا حال نقل کرتے ہوئے ہے کہ "امداد اتقان معرفت و علم او قصور سب
 در سقیم و صحیح احادیث نمبر نمی کند، و سدا و دریں کتاب فردوس موصوعہ و
 و اہیات تودہ نودہ مدرجہ" قبہ فی اوقاف کی صوفیہ تہجی کتاب نقل کیا ہے (۳)، خود ہدایت
 فرات ہیں "نہیسی کہ حرف میں و حصہ ۵" (۴)۔

مدخل قاری نے لکھا ہے: "تمہ صدق حقاہ میں فی حق نہیسی نہ ہو کہ میں
 نہ ممدہ شمع الاسلام پیرہی، لامن عسیم و لامن نہ سیم، و بعد کہ دلائل مکتب فی رمہ،
 و لاکں یعرف سلفہ و عہد میں فرہوس، و لادنہ جمع فی شرحہ ہدایت و سب
 و صبیح و ضعیف من غیر تحقیق و نہ ہو، ہر کہ حصہ میں جمع میں بر ص و س میں
 میں ہد" (۵)۔ فتویٰ صوفیہ کے متعلق عمدہ اترغایہ میں برقی سے نقل کیا ہے: "پہلیست میں

(۱) "و کذا کسر العباد (ای من الکتب العبر المعتبرة)، فإله مملوء من المسائل الوہیة و لا یست
 الموصوعہ، لا عبرة له، لا عبد الفقہاء و لا عبد المحدثین، قل علی القاری فی "طقات الحنفیہ" میں
 "حمد العوری لہ کتاب جمع فیہ مکروہات المذہب سماء مفید المستفید" و لہ "کسر العباد فی شرح
 لا وراہ" قل لعلامة حلال الدین المریدی فیہ احادیث سمحة موصوعہ لایحی سماعہا، سی
 (النافع الکبیر للکوی علی الجامع الصغیر، ص: ۲۹، إدارة القرآن کراچی)

(۲) (بستان المحدثین اردو فارسی، بحث فردوس الدیلمی، عنوان رافہ شریف، ص ۶۰)
 ص ۶۲ (سعد)

(۳) (ردالمحار، باب لأدن ۳۹۱، سعد)

(۴) (تقیح الفتاوی الحامدیة لابن عابدین ۳۵۶/۲، کتاب الحظر و الإباحة، مسئلة لس لاحد
 لمضعہ لسمیہ مصر،

(۵) (لم اصغر علی طقات الحنفیہ للقاری)

وقد ذکرہ النکوی فی النافع الکبیر علی الجامع الصغیر ص ۲۰، إدارة القرآن کراچی

سمعہ ۵۰۰ و لا یحور عس ۵۰۰ فیہا لا ید علم موفقیہ - الخسود (۱)۔

نیز مدعی شہمی نے اس و با اتقید نہیں چہور، ان کتب کا حوالہ نہ دینا بھی تقید ہے، پھر اخیر میں ہے

"۵۰۰ صحیح فی مرفوع من کل حد شہ ۵۰۰ (۲)۔ فقط واند سچانہ تعانی اتم۔

حررہ عبد محمود غفرہ، مظاہر علوم بہار پور، ۳ محرم الحرام ۱۳۷۰ھ۔

بوقت اذان تقبیل ابہامین

سوال [۸۸۲]: ما یقول العلماء الفقہیة والإعتقادیة فی مسئلة: رجل سمع اداء،

فسماع الموزن عند قول: أشهد أن محمداً رسول الله "فقبل إتهامیه، فوضع عی عیبہ، و قول

من فیہ: قرۃ عینی بک یا رسول الله، فطعن علیہ رجل آخر، فقال: هذا فعل حرام، فیعضبان

بہما، ولا یتکلما بینہما، من أصاب الحق و من 'حصاً؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قل شہمی فی رد المحتار ۲۱۵ "استحب أن یقبل عند سماع لأوی من

شہادۃ صبی ۵۰۰ عیبہ یا رسول الله، و عند تمامۃ سب قرۃ عینی بک یا رسول الله، ثم یقول

'سبہ متعینی - سمع و نظر عدو صحتی لإیہام عی عیس، و بہ یکون وئد نہ ہی

حجۃ، کد فی کبر عدد ہ، فہمیدی و حادہ فی انشادی صفویۃ، و ہی کتب مردوس میں

قتل ضفری إتهامیہ عند سماع "أشهد أن محمداً رسول الله" فی الأذان، أناقندہ و مدحہ فی

صفوف الحنة، و تمامہ فی حواشی البحر لم ملی "المقاصد الحسنۃ للسخاوی، و ذکر دیک

لحرا حی و اطل، ثم قال: و لہ یصح فی المرفوع من کل حد شہ ۵۰۰ (۳)۔

(۱) (مقدمة عمدة الرعاية: ۱۲، ۱، سعید)

(۲) وانظر النافع الكبير للکوی علی الجامع الصغير ص ۳۰۰، إدارة القرآن کراچی)

۲، رد المحتار باب الأذان ۳۹۱، سعید،

۳، رد المحتار باب الأذان ۳۹۱، سعید

قلت ذكره فقري (١) و شاكسي (٢) و غسي (٣) في مسنده عن جده
 سروره و أم غسان به من حديثه و صحيحه على عيسى، فيه عمل بالسنة فيه من
 سروره، موقوف على بعض سنن، رآه علي بن شد (٤) في بعض فعله على وجهه و غيره و غيره
 فيه رآه علي بن كعب و أم سعد و غير غفلة من ذلك و غيره في بعض سنن علي بن شد
 و غيره في بعض سنن علي بن شد و غيره في بعض سنن علي بن شد و غيره في بعض سنن علي بن شد
 أحمد من كل مكان، فيه حديث من هو من غيره من غيره و غيره في بعض سنن علي بن شد
 و غيره في بعض سنن علي بن شد و غيره في بعض سنن علي بن شد و غيره في بعض سنن علي بن شد
 شريك مع علي في غيره من غيره من غيره و غيره في بعض سنن علي بن شد
 الغيب لا اله الا الله (٥) و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو (٦) كذا في شرح نفعه
 لأكر (٧) و ما الكتب التي نقل عنها الشامي أعني "كنز العباد" و "مناوي الصوفية"

(١) "مسح لعيسى باطن أمتي السابطين بعد تقيلهما عند سماع قول المؤذن: شهد أن محمداً رسول الله، مع قوله: شهد أن محمداً عبده ورسوله، رصيت بالله رأياً و بالسلامة دياً و بمحمد عليه الصلوة و السلام سباً" ذكره الديلمي في "الفرودوس" عن حديث أبي بكر الصديق أن النبي عليه الصلوة و السلام قال من فعل ذلك، فقد حلت شفاعتي" (الموضوعات الكبرى ٢٠١، رقم الحديث ١٢٩، قديمي)

٢ "من قال حين يسمع أشهاد أن محمداً رسول الله مرحاً بحسبي و فرقة عيسى محمد بن عبد الله، ثم نقل إبهاميه، و جعلهما على عينيه لم يعم و لم يرمد أبداً" قال في التذكرة: لا يصح، (الفوائد المجموعة في الأحاديث الموصوعة، ص: ٢٠، رقم الحديث: ١٩، كتاب الصلاة، السنة المحمدية الطاهرة)

(٣) "ذكره الديلمي في الفرودوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن: شهد أن محمداً رسول الله، قال مثله، و قبل باطن أمتي السابطين، و مسح عينيه، فقال صلى الله تعالى عليه و سلم "من فعل مثل ما فعل حليلي، فقد حلت عليه شفاعتي" و لا يصح، (مذكورة موضوعات لمحمد بن طاهر بن علي الفتي، باب الأذان و مسح العين فيه و نحوه ص: ٣٢، مطبعة السرق بمصر)

(٤) و حكى عن بعض من صلى على النبي صلى الله تعالى عليه و سلم إذ سمع ذكره في الأذان، و جمع صغره للمسبحة و لإبهامه، و قبلهما و مسح بهما عينيه، ثم يرمد أبداً، (مذكورة الموضوعات بقسي ص: ٣٦)

(٥) (النمل: ٦٥) (٦) (الأنعام: ٥٩)

(٧) و بالحمية في غيره و بالعبث أمر شروده سبحانه ثم أعلم أن الأشياء عظيمه بصلوة و سلام به نعموا المعيات من الأشياء إلا ما علمهم الله تعالى أحسن، و ذكر الحنفية بصر بجان ساكنين و غيره

میلاؤ، سیرت کی محافل اور عرس کا بیان

محفل میلاؤ

سوال [۱۸۳] کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میلاؤ شریف میں قیام بوقت ذرا وقت بغرض تعظیم نبی صلیہ اسلام جسدا یا روضہ شریف مستحب یا مشروع کس درجہ میں ہے یا نہیں؟ اگر بدعت ہے تو سیہ ہے یا حسنہ؟ بعض قائلین با قیام آیت کریمہ پارہ سورۃ فتح ۵: ﴿مُؤْمِنِينَ وَنُفُورًا﴾ (۱) اخ اور حدیث ”قومو، بی سید کہ“ (۲) سے استدلال کرتے ہیں۔ بصورت عدم جواز استدلال کا جواب اور بیان تو بہ زمانہ صلیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کس طرح ثابت ہے؟ بیوہ بدیل مع حوالہ کتب توجروا اجراجزیں۔ المستفی حکمت اللہ غفرلہ، میمن سخی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نبی کریم صلیہ الصلوٰۃ اسلام کا ذکر مبارک خواہ ذرا وقت ہو یا عبادات، معاملات، جہاد، شب و روز کے نشست و برخاست کا ذکر ہو بلاشبہ باعث ثواب، موجب خیر و برکت ہے (۳)، مگر مجلس میلاؤ مروجہ طریق پر بے اصل، خداف شرع اور بدعت ہے، بہت قبائح و منکرات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ابن امیر حاج نے مدخل، ج ۲ میں ۳۲ صفحات میں اس کے مفاسد کو شمار کرایا ہے (۴)۔ آپ کا سوال صرف قیام کے متعلق ہے لہذا اسی کے

فتح ۹

(۲) رسالہ اسی دود، کتاب الأدب، باب فی القیام ۱۰۶، دار الحدیث ملتان

(۳) ”مجلس ذرا میلاؤ“ ص ۱۰۶، ”مجلس ذرا میلاؤ“ ص ۱۰۶، ”مجلس ذرا میلاؤ“ ص ۱۰۶، ”مجلس ذرا میلاؤ“ ص ۱۰۶

(۴) تین قسطوں میں

(۵) مدخل سے چند اقتبارات ”و من حملة ما احذروا من البدع مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر اعداء و

إظهار الشعائر، يفعلونه فی شهر ربيع الأول من المولد، وقد احتوی علی مدع ومحرمات حمہ،

و مصور فی دنک علی العوائد الدمیمہ فی کونہم یشتعلون فی اکثر الارامہ لنی قصیدہ اللہ تعالیٰ

متعلق جواب تحریر ہے کہ یہ قیام بدعت ہے (۱)، سورۃ فتح کی آیت سے مستدل نے جو استدلال کیا ہے قیام پر، بہت عجیب و غریب ہے۔ یونکہ اس میں ہمیں قیام کا ذکر نہیں ہے اور نہ ولادت کے وقت کی تعظیم و بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی حتمی نہیں کہ منسوب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہیں ”(و تعزروہ) و توقروہ“ دسہ و رسوہ (و تعزروہ) و عظموہ (و مسحوہ) و سرھوہ و حسوہ من مسحوہ (مکروہ و اُصلہ) عدوہ و عشیہ۔ عس بن عس رخصی لہ عنہما صدوہ شحر و صدوہ شحر و صدوہ عسیر۔ عسیر“ (تفسیر نسی سعود ۱۴۸ ص ۲)۔

”(و تعزروہ): ای تعقدوا قوۃ بحیث لا یحتاج الی، شریٹ فتوح حدوہ و (توقروہ): ای تعقدوا عظمۃ بحیث لا یشار کہ شیء فی صفات، وغایۃ ذلک أن مسحوہ: ای سرھوہ عن کمالات حوادث فضلاً عن نقائص“ ۵ تفسیر بر حمن ۲۰ ۲۸۳ (۳)۔

= وعظمتہ بدع ومحرمات“ ”ص ۳“ فتعظیم هذا الشهر الشريف إما يكون بزيادة الأعمال الرأكيات فيه والصدقات الى غير ذلك من القربات، فمن عجز عن ذلك، فأقل أحواله أن يحتب ما يحرم عليه ويكره له تعظيماً لهذا الشهر الشريف، وإن كان ذلك مضروباً في غيره، إلا أنه في هذا الشهر أكثر احتراماً فيترك الحدث في الدين، ويحتب موضع البدع وما لا يسعى ص ۵-۶ بن برعمہ بعضہم اُنہ بتأدب، فبدأ المولد بقراءة الكتاب العزیز، و یظرون الی من هو اکثر معرفۃ بالہسوک والطرق المہیجۃ لطرب النفوس، فقرأ عشرأ، وهذا فیہ من لماسہ وحوہ ص ۶ ثم العجب کیف حثبت علیہم ہدہ المکبدة الشیطانیة والدسیسة من العین ص ۷ الا ترى انہم لما ابتدعوا فعل المولد علی ما تقدم تشوقت نفوس النساء لفعل ذلك، قد تقدم ما فی مولد لرجل من لدع فكيف إذا فعله النساء ص ۱۲ (المدخل لابن الحاج المالکی، فصل فی المولد ۳/۲، ۵، ۶، ۷، ۱۲، مصطفى البانی الحلبي مصر)

(۱) ”و سطر ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله تعالى عليه وسلم، ووضع أمه له من القيء، وهو بصد بدعه لم يرد فيه شيء الخ“ (الفتاوى الحديثية لإس ححر المكي الشافعي، مطلب في أن القيء في إنشاء مولده الخ ص: ۱۱۲، قديمي)

۲ تفسیر نسی سعود ۱۰۶ ۱۰۷، ارحماء التراث العربی بیروت)

۳، تفسیر بر حمن و بعضہ فی (التفسیر السطھری ۵ د، حافظ کتب حوہ کوئٹہ)

” (وتعبروه) وتقووه بأسصرو (توقروہ) وتعظموه (ونسحوہ) من لتسبح ومن السبحه، والضمائر لله عز وجل، والمراد بتعزير الله تعالى تعزير دينه ورسوله، ومن فرق الضمائر، فجع الأولين للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقد أبعده، إلى آخره. مدارك تنزيل: ۱۴۰/۲ (۱)۔ اور ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تقویت اور آپ کی تعظیم فرمانبرداری اور اتباع سنت میں ہے (۲) جس درجہ کوئی تبع سنت ہوگا اسی قدر حامی دین اور آپ کی تعظیم کرنے والا ہوگا (۳) اور حوادث بدعات سے آپ کی یا آپ کے دین کی تقویت ہوتی ہے نہ تعظیم، بلکہ صریح مخالفت ہے، و یا بدعتی اپنے لئے منصب تشریع و منصب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو شخص یہ کہے یا یہ سمجھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ ہر زمان و مکان میں موجود رہتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر ہیں اور تمام حرکات و سکنات کو مدظلہ فرماتے ہیں تو یہ عقیدہ مشرکانہ ہے (۴) اس سے توبہ کر کے تجدید ایمان بھی لازم ہے۔

صی بہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اس مجلس میلاد کو منعقد نہیں کیا جاتا تھا حالانکہ وہ تمام امت

= (و کذا فی تفسیر القرطبی: ۱۶/۱، ۱۷۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

وفی فتح البیان فی مقاصد القرآن ”وتسبحوه، ای تسبحوا اللہ عروجاً وهو من التسبیح الہدی هو التبریہ من جمیع القناص وقیل الصمائر کلھا فی الأفعال الثلاثة للہ عروج، فیکون المعنی تثبوت لہ التوحید، وتثبوت عہ الشرکاء“۔ (فتح البیان: ۹، ۳۹، بیروت قدیمی)

(۱) (تفسیر مدارک للنسفی: ۲/۵۷۱، قدیمی)

(۲) قال اللہ تعالیٰ ﴿قُلْ هُدًى سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعِيَ وَسَبِّحُوا اللَّهَ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (یوسف: ۱۰۸)

(۳) قال تعالیٰ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ، قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ، فَإِنْ تَوَلَّوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ (آل عمران: ۳۱، ۳۲)

(۴) یہ عقیدہ قرآن کریم کے صریحی نسخ کے خلاف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ، وَمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ (آل عمران: ۴۳)

و قال تعالیٰ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ﴾ (یوسف: ۱۰۲)

و قال تعالیٰ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا﴾ (الآیة القصص: ۲۶)

تے زیادہ نبی علیہ صلواتہ وسلم کی عظیم توقیر کرتے تھے۔ عظیم توقیر کا حاصل بھی یہی ہے کہ آپ کی سنت کی اتباع کریں اور آپ کے اہل ہونے پیغمبر کی اشاعت کے لئے جان و مال، اور سب کچھ خدا کے راستے میں قربان کریں، وہاں یہ معمول نہ تھا جو کہ آج کل رائج ہے کہ وارثی چہرے پر نہیں، احکام شرع کی پابندی نہیں، راستہ ہموار پڑھا جس میں موضوع و رنڈہ روایات سنائیں، کچھ اشعار گائے، محمد والوں کو سونے نہیں دیا، مجلس میں حد سے زیادہ روشنی وغیرہ اگر کہ ایک تماشہ کی شکل بنائی اور آخر شب میں مٹھائی اور کچھ خندے رکھ آ کر سوتے تو صبح کو اٹھنے کو بجے غیند سے بیدار ہوئے، نماز کا وقت کبھی کیا ہے؟ اگر کسی نے شرکت مجلس سے یا قیام سے انکار کیا یہ یہ کہنا کہ ایک مجلس جس سے صبح کی نماز قضا ہو جائے ناجائز ہے تو اس پر وہابیت اور کفر کے فتویٰ گانا شروع کر دیں ()۔

۱۶۴ھ میں سب سے پہلے مولود شریف کے لئے کتاب تصنیف کی گئی، سلطان ابو سعید مظفر کے زمانہ میں شہر ربڑ میں یہ بدعت جاری ہوئی (۲)۔

”قبو مو ہی سید کہ“ (۳) میں میلا، نہ فخر میلا، اس سے قیام میلا اور پرستار کس طرح درست ہے؟ فقط و مدائن۔

ترجمہ عبدالمجید شملوی عنہما اللہ عنہما۔

الجواب: عید اہم مغفرت، عید اہم صیف، مثنیٰ مناب علوم سہارنپور، ۶۹ ۵۹ھ

(١) ومن لا يتبع هودهم، يرمونه بالوثنية وبسحرون به، ويسدونه باللقاب، فهذا هم الله تعالى طريق

نصواب" (البدر الساری فی فیض الناری نذر عالم میر تقی ۳۱۱۱، حصر راہ نگدہ دیوبند)

مجلس میلاد مروجہ

سوال [۱۸۴]: بعض جگہ میلاد شریف کا طریقہ اس طرح مروج ہے کہ باجماع میلاد شریف حضرات عام آرام بغرض سناٹا مانگوں کو بدیا جاتا ہے، کھانے پینے کا اہتمام بعض تعلق داروں خصوصاً عام آرام طلبہ کا ہوتا ہے ورنہ تو اپنے محلہ والوں کے نزدیک حیب شمار کیا جاتا ہے۔ مجلس ہذا میں شمع مع دیگر خوشبو وغیرہ کا بھی اچھا انتظام کیا جاتا ہے لیکن ہمیں حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اادب و عبادت میں فضائل و عفو نصیحت بیان کی جاتی ہیں اور انہیں مجلس و عفو و نصوح قرآن کریم و احادیث نبویہ بیان ہوتے ہیں۔ بہرحال کوئی خاص منہمان نہیں مگر خیمہ میں جس کے ختم پر خندہ و رہائش و رہا مانگوں کے ہوا کر کوئی باتھ چھوڑ کر کوئی بر سینہ، کوئی تخت سرور دست بستہ موربا و از بند مع اتیام سرور و پڑھتے ہیں۔

اب دریافت حسب یہ ہے کہ اس قسم کے میلاد شریف مع اتیام و عدم اتیام کا شریعت میں کیا فیصلہ ہے؟ عبارت مذکورہ کے مطابق جو قیام کرتے ہیں چائے یا نہیں؟ اگر چائے ہے تو کیا کسی خصوص قصعی و فقہ حنفی سے ثابت ہے یا قرون شمس میں سے کسی نے اس فعل کو کیا یا ان سے ثابت ہے؟ اگر چائے ہے تو یہ چائے کس درجہ کا ہے اور نہ چائے، مور کرنے والے لوگوں کو شہ کیا کہا جائے گا؟

نیز تارک قیام پر سب و شتم و طعنہ زنی کرنا، کیا ہے؟ اس قسم کے لوگوں کو کیا کہا جائے گا، کیا ان کے متعلق شریعت محمدیہ میں کوئی وعید نہیں؟ بصورت جمیع ماذکر کے عدم جواز پر اور کوئی صورت و ہیئت سے میلاد مع اتیام کا اس شریعت میں ثبوت معلوم ہوتا ہو تو تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک متعلق خواہ وہ ذکر و اادب ہو یا ذکر عبادت و معاملات وغیرہ بد شہ مستحسن اور باعث برکت و موجب ثواب ہے، لیکن میلاد مروج ہیئت مخصوصہ کے ساتھ قرون مشہور بہا باخیر میں کہیں موجود نہ تھا، صبیحہ رضی اللہ عنہما، جمیعین و تابعین ائمہ مجتہدین اور عاماء حقہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی نہیں کیا اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہذا اب اصل بدعت اور ناجائز ہے، اس کا ترک واجب ہے۔ یہ مجلس منہ سدو شہ و پر مشتمل ہوتی ہے

اس مجلس کے اعتقاد اور شریعت کو لازم سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ اس کی ہمیت کا اعتقاد فرض میں سے بھی زیادہ ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص صلوٰۃ خمسہ کا تارک ہو اس پر کوئی نئیہ نہیں کرتے، اس مجلس میں شریک نہ ہونے والے پر سب و شتم کیا جاتا ہے: ”سبب المؤمن فسوق“ (۱)۔

۳۔ مخصوص تاریخوں کی تعیین کو بدل دیل شرعی لازم سمجھ رہا ہے۔

[illegible]

” (معدونہ رخصی سہ تعسی عدد) رفعہ ”من أحب أن يتمش به سادس قیماً، فیتسوا مقعدہ
 من سار“ لاسی دؤد و سہ رمی (۴) یہ تینوں روایتیں جمع الفوائد: ۱۴۳/۲ پر مذکور ہیں (۵)۔

۵۔ س قیام کے وقت اکثر لوگ کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں اور ہماری تمام نقل و حرکت کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ بسا اوقات ایک وقت ہزاروں جگہ یہ مجلس

(صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حروف المؤمنين أن يحيط عمده وهو لا يشعر

(۱۲، ۱، قدیمی)

(٢) (جامع لترمذی، ابواب الإسئید، باب ما جاء فی کراهیة قیاد الرجل للرجل ٢ ٥٢٠، سعید

(۳) (سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلك: ۲۰۷، دار الحديث ملتان)

^٦، السور ود المرحع السابق، رقم الحاشية ٣، وجامع الترمذى أيضاً المرحع السابق، رقم

الحاشية ٢

(٥) (جميع الشؤدد، كتاب الآداب، باب العظاس والتأوي والمخالسة وآداب لمسجد ٣ ٣٥٢، رقم

لاحداث ۱۔۔۔۹۔۔۔۱۰۔۔۔ ادارۃ القرآن کراچی

منعقد ہوتی ہے اور ہر مجلس والے یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ ہماری مجلس میں تشریف رکھتے ہیں حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ ہے۔ پس یہ اعتقاد مشرکانہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ میں حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک نہ (۱)۔

۶۔ عموماً مجلس میاں میں روایات موضوعہ بیان کی جاتی ہیں، ان کا بیان کرنا اور سننا دوران کو سچی جان کر م ہے ”من کذب علی منعمہ فیسبہ مقعدہ منہ“ (۲)۔
 ۷۔ عموماً شریکاء مجلس کی رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے نماز فجر قضا ہوئی ہے وراکثر امید خواں ہے نمازی ہوتے ہیں (۳)۔

(۱) قال الله تعالى ﴿ذَٰلِكَ مِنْ أَسَاءِ الْعِيبِ يُوحِیهِ إِلَیْكَ، وَ مَا كُنْتَ لَدِیْهِمْ إِذْ یُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَیْهُمْ یَكْفُرُ مَرِیةً، وَ مَا كُنْتَ لَدِیْهِمْ إِذْ یَحْتَضِمُونَ﴾ (آل عمران : ۴۴)

وقال الله تعالى : ﴿وَ مَا كُنْتَ لَدِیْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ، وَ هُمْ یَمْكُرُونَ﴾ (یوسف : ۱۰۲)

وقال تعالى ﴿وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِیِّ إِذْ قَضَیْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ﴾ (القصص : ۴۴)

وقال الله تعالى ﴿وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَیْنَاهُ وَلَکِ رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّكَ﴾ (القصص : ۴۶)

حاضر : ناظر کا عقیدہ رحمت قرآن کریم کی مذکورہ اور ان جیسی دیگر آیات کریمہ اور قطعیت کے خلاف ہے، مزید

وضاحت کے لئے دیکھئے : (روح المعانی : ۱۵۸۳، دار احیاء التراث العربی)

(وتفسیر ابن کثیر : ۱/۴۸۴، مکتبہ دار السلام ریاض)

(وتفسیر ابن جریر الطبری : ۱۸۲۳، دار المعرفة بیروت)

۲، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب علی السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۱،

قدیمی کتب خانہ)

(۳) ہا عز نمازوں و ترک کرنے میں بہت بڑی عیدیں آتی ہیں، حدیث شریف میں ہے

”عَادَةُ مَنْ لَصَّامَتِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یَقُولُ ”حَمْسَ صَلَوَاتٍ أَفْرَصَیْهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ أَحْسَنَ وَ صَوْلَیْهِ، وَ صَلَاحَ لَوْ قَبِلَ، وَأَمَّا رُكُوعُهُمْ وَ

حَسْبُوعُهُمْ، كَنْ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ یَعْفِرَ لَهُ، وَ مَنْ لَمْ یَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَفَرَ لَهُ وَ إِنْ

شَاءَ عَذَبَهُ“ (أبو داؤد، کتاب الصلوة، باب المحافظة علی الصلوات ۱۰ ۶۱، دار الحدیث ملتان)

۸- قریب کے رہنے والے لوگ بڑی نصیحت میں مبتلا رہتے ہیں، ان کو سخت اذیت معلوم ہوتی ہے (۱)۔

۹- روشنی اور خوشبو وغیرہ میں ضرورت سے زیادہ مصروف ہوتا ہے جو کہ اسراف ہے (۲)۔

غرض یہ کہ سب حد مناسد و ممنوعات کا ارتکاب ان مجاس میں ہوتا ہے، لہذا ان مجاس کا اعتقاد اور ان کی شرارت بدعت سیئہ اور ناجائز ہے۔ فقہاء اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب، ابراہیم علیہ السلام، یومہ۔

میلاؤ کا خاص طریقہ

سوال [۱۸۵]۔ یہ فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ درود میں شریف لوگ سب جمع ہو کر زور و شور سے بلند آواز کے ساتھ گئے سے گئے ملا کر برائے ایصالِ ثواب درین و برکت مکان و محفوظ بلد و مصائب کے لئے پڑھاتے ہیں اور پڑھتے ہیں اور پڑھنے والے میلاؤ شریف بیان کرتے کرتے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت تک جب پہنچ جاتے ہیں تب سب لوگ ایک دم کھڑے ہو جاتے ہیں اور زور و شور سے ”حسی اللہ علی محمد حسی اللہ علیہ وسلم“ پکارتے۔

حسی سلام علیک، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ”بلند آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کے محفل میلاؤ شریف میں شریف لانے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور بوقتِ سد مرقیہ مکرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اب ایصالِ ثواب وغیرہ کی نیت سے پڑھنا اور پڑھانا اور زور و شور سے گئے سے گئے ملا کر پڑھنا اور محفل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کے حاضر ہونے کا اعتقاد رکھنا و وقتِ سد مرقیہ مکرنا کو ضروری سمجھنا اور قیام کرنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو کونسا اور کیسا ناجائز ہے؟ و دران کج میلاؤ شریف یہ ہے کہ ”اب کس محمد سے پیکر“ حسی، علیہ وسلم“ تک پکارتے ہیں۔

”انکھہ“ سے پیکر ”و تسبیح“ تک پڑھتے ہیں۔ بعد میں سب لوگ زور و شور کے ساتھ درود شریف پڑھتے

(۱) ”عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال: ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و بدۃ“ الحدیث صحیح البخاری، الايمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ۶ قدیمی

(۲) ”و لا یمنع من شئ منہ“ ۵ و لا یمنع من شئ منہ لا یحب المسلمون ۵ الاعراف ۳

ہیں، پھر یک مولوی یا منشی عربی میں توید بیان کرتے ہیں مثلاً، ”سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ پھر ”وحد“ سے لے کر آخر تک پڑھتے ہیں اور بوقت سلام قیام کرتے ہیں اور ”یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک“ بلند آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں، اسی طرح ختم کرتے ہیں۔ پھر ایک شعر پڑھتا ہے پھر سب مل کر زور و شور سے ”یا نبی سلام علیک“ پڑھتے ہیں، اسی طرح ختم کرتے ہیں اردو زبان میں پڑھتے ہیں۔ جیسے۔

”مذہب ہے روایت اور یہ مجھ کو پیدا ہو گیا جب دردزدہ

س شعر سے لے کر۔

باتھ سے میرا شکم مٹنے لگا اور کہتا تھا وہ نورانی تھا

پھر ”نہم یا سیدنا سلیمان“ تک پڑھ کر

شعوبتِ قظیم محمد جبین، بیانِ ظہور محمد کھڑے ہو جاتے ہیں اور ”صلی اللہ علیہ وسلم“ اور ”یا نبی سلام علیک“ بلند آواز سے سب مل کر پڑھتے ہیں پھر ایک شعر پڑھتا ہے۔

منزلتِ خمس اُمت مبارک اُمتِ مصلحِ ممدور

تک پڑھتا ہے، پھر سب مل کر ”یا نبی سلام علیک“ بلند آواز کے ساتھ ختم تک اسی طرح پڑھتے ہیں، بعد میں بیٹھتے ہیں اور ارادہ شریف پڑھتے اور مناجات کرتے ہیں۔ اس طرز و طریقہ کے ساتھ پڑھنا اور پڑھنا کیسا ہے؟ بدیل شرعی و حوایجِ تبتِ القوی تحریر فرمادیں۔ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو خواہ جہالت و معاملات و عیال وغیرہ کا ذکر ہو، بد امتیاز ترقی و مہینہ کے بد شبہ باعثِ اجر موجبِ ثواب ہے (۱) لیکن طریقہ مرتبہ پر مبنی، شریفی مجلس منعقد کرنا

(۱) ”نفسِ فارسیہ“ میں مذکور ہے کہ کوئی منع نہیں کرتا، بد مذہبوں کی آپ کا مثل ذکر و ترویج، تبتِ القوی میں مذکور ہے۔

(سوال میں قطعہ ص ۴۰۲)

و کد فی الفتاویٰ بحمدہ لاس حجر النہیسی، ص ۴۰۲، قدسی

باب النسخ. بدعت سید ورنہ جہت۔ علامہ ابن الحاج نے کتاب المدخل (۱) میں بتیس صفحات میں اس مجلس اور

(۱) المدخل سے چند اقتبالات: جیسے میں نے بتائے ہیں کہ میں نے اپنے ہاں یہ چند اقتبالات مندرجہ ذیل ہیں

فصل من بحج الفصل فی المولد و من حملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من كبر العادات و طهار السنن ما يفعلونه فی شهر ربیع الأول من المولد، و قد احتوی علی بدع و محرمات حمة، فمن ذلك استعمالهم المغانی، و معهم آلات الطرب من الطار المصروع و الشبابة و مشرب فی ذلك إلى العوائد الدمیمة فی كویہم يشتعلون فی أكثر الأرملة بدع و محرمات و قد نقل من نضال أن الإجماع معتقد على أن آلات الطرب حتمت فهي محرمه (ص ۳) فمن كان ياكياً فليكن على نفسه . و ياليتهم عملوا المغانی ليس إلا بل يزعم بعضهم أنه يتأدب، فيبدأ بمولد بقراءة الكتاب العزيز، و ينظرون إلى من هو أكثر معرفة بهوك فهد فيه من لمفسد و حوہ مفہ ما يفعله القاری فی قرآءة عنی تدك الهيئة لمدومه شرعا و لناسی أن فيه قلة ادب و فہ حرام لكتاب الله عزوجل، الثالث أنهم يقطعون قرآءة كتاب الله تعالى، و يقبلون على شهادات أنفسهم من سماع اللہ بصوت الطار، الشبابة و العناء و التفسير لدى يفعه السعی الرابع أنهم ينظرون عبر ما فی بدعهم، و ذلك بعنه صفة البدق الخامس ان بعضهم يقن من القرآءة لقوة الباعث على لہوہ بما بعدها السادس: أن بعض السامعين إذا طوّل لقاری القرآءة يتقبلون مد لکوبہ طوّل علیہم، و لم یسکت حتی يشتعلوا بما یحسون من اللہ، (ص ۱۰) فاسظر إلى هذا المغمی إذا غنی، له من الهيئة و الوقار و حسن الهيئة و السمیت فإذا دت معه الطرب قليلاً حرک رأسه ثم إذا تمک الطرب مد دهب حیاء و وقارہ فيقوم و یرقص و یعبط و یبادی و یسکی و یساکی و يتحشع و بدحل و یحرج و یسط یدیه و یرفع رأسه نحو السماء و یخرج الرغوة: أي الزبد من فیه، و ربما مزق بعض ثیابه و هذا مکرین: لأن السی صلی الله تعالى علیه وسلم نبی عن إصاعة المال هذا و حه - والثانی، أنه فی نطهر حرج عن حد العقلاء، دانه صدره ما یصدر من المحابین فی علب أحوالهم، لثالث أنه سجن نفسه لہم د التکسف اما حوط به العفلاء، و هذا یرغم أنه سنب عقله (ص ۷) ثم انظر إلى مخالفة السنة ما أشنعها، ألا ترى أنهم لما ابتدعوا فعل المولد علی ما تقدم، تشوقت نفوس السامع لذلك، و قد عده ما فی مولد الرجال من البدع، و المخالفة للسلف الباصین رصبی د علیہم حسم فكيف دافعه السامع لا حرد یس لسا فعا، ظهرت فیه عوارب حمة و مفسد

قیمت مفاسد تحریر کئے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ (۱) میں اس کو ناجز اور ممنوع ٹکھا ہے۔ امام شافعی نے رد المحتار میں نذر مزارات کی حرمت (۲) کو لکھتے کے بعد تحریر کیا ہے ”وفتح منہ سدیر نذر مذکور۔ فی مصدر مع شہدہ علی بعدہ سبع، وثوب ثانی فی حصرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (۳)۔

وہ یہ عقیدہ کہ ”مختصات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں کہیں اور کی دلیل شرعی سے ثابت نہیں (۴)، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی خاصہ حیثیت میں اپنے لئے قیمت سے صحیحہ پر امانہ

= عیدہ، فمہا ما تقدم فی مولد الرجال من انہ یکون بعض النساء یطرن الی الرجال، فبقع ما یقع من لتشویش بین الرجل و آہلہ بسب ذلك“۔ (ص: ۱۲) (المدخل: ۲، ۳، ۶، ۷، ۱۲)

(۱) ”وسئل یسع اللہ بہ عن حکم الموالد والأدکار النبی یثعلبہا کثیر من الناس فی ہذا لرمز ہا ہی سۃ فی فیصلۃ أم بدعة“ فحاج بقولہ الموالد والأدکار النبی یثعلبہا کثیر من الناس فی ہذا لرمز ہا ہی حیر کصدقة و ذکر و صدوة و سلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مدحہ، و علی شریں شرور لو لم یکس مہا إلا رؤیۃ النساء للرجال الأخاب، و بعضہا لیس فیہا شر لکد قیل بدر، و لا شک أن القسم الأول مموع للقاعدة المشہورة المقررة أن درء المقاسد مقدم علی حب التصالح، فمن علم وقوع شیء من الشر فیما یقع من ذلك فبقو عاص آثم، و یفرض انہ علم فی ذلك حیر، فربما حیرہ لا یسوی سرہ الخ الفتاویٰ المحدثہ لاس حجر الیمنی، مطب الإحتیاج للموالد والأدکار مطلوب ما لم یترب علیہ شر، و إلا فیجمع منہ، ص: ۲۰۲ قدیمی)

(۲) ”أما لو نذر زیناً لإيقاد قنديل فوق صریح الشیح أو فی المنارة کما یفعل النساء من نذر الیریت لسید عبد القادر، و یوقد فی المنارة جهة المشرق، فهو باطل“ ارد لسحتار، قیل باب الاعکاف، مطب فی الذر الذی یقع للأموات من أكثر العوام الخ ۲۰ ۳۳۹، ۳۴۰، سعید)

(۳) رد المحتار لمصدر السابق، ص: ۲۰۰

(۴) بحدیث متفقہ ”ان ریم کے صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہ کہ فی باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ”وما کتب سبح العربی إذ قصص بنی موسیٰ الامر، وما کتب من الشاہدین“ (التقصص: ۲۷)

قال القرطبی: ”وما کتب من الشاہدین“: أى الحاصرین“ (تفسیر القرطبی: ۱۳، ۱۴)

در لکب العلمہ برورت

کام منع فرمایا ہے۔

"عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی "تحریر رسوم" نے صبی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ "لا تقوم کما تقوموا لأعاجم یعصم عصمہم عصائ"۔ روایت (۱)۔

یعنی پر اصرار رضی اللہ عنہم کا خود معمول یہ تھا کہ قیام نہیں کرتے تھے۔

"عن انس رضی اللہ عنہ فی "تہذیب شمس" حبیبہ میں رسوم نے صبی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ "لا تقوم کما تقوموا لأعاجم یعصم عصمہم عصائ"۔ (ترمذی، ۲) وہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۰۳ (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
ترجمہ مجددی غفرلہ۔

مولود شریف

سوال [۱۱۱]: معروض ہے کہ مولود شریف کے متعلق ایک فتویٰ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں "میرزا بن امیر اچان نے کتاب المدخل میں بتیس صفحات میں اس مسئلے کے شرعی منہج تحریر کئے ہیں، ان کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ مکمل وعظ میں بلند آواز سے اہل مجلس کے ذکر و رواد کو کتب فقہ مثل درمختار، شامی، طحاوی وغیرہ میں ممنوع لکھا ہے۔ بن علیہ بعد نیا زم معروض خدمت ہے کہ کتاب المدخل ہمارے یہاں موجود نہیں، از روئے مہربانی اس کی عبارت کو نقل فرما کر ممنون کریں اور اردو شریف زور سے پڑھنے کی راہستہ کے متعلق شامی و طحاوی کے اس موقع میں مذکورے، نشان تحریر کے رہین منت فرمادیں۔

محمد عبدالغنی غفرلہ دارالافتاء، وسطیہ مچھڑا پورہ، لاہور۔

- وقال تعالیٰ: "وما كنت بجانب الطور إذ نادينا: الآية (الفصل ۲۶)

۱۔ سبب ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل بقوله للرجل يعظمه بذلك ۱۰۲، دار الحديث

مسند

۲۔ جامع الترمذی، أبواب الاستبذان والادب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل ۱۰۲، (سعيد)

۳۔ مشکوٰۃ لمصابيح، کتاب الادب، باب الفناء، الفصل الثاني، ص: ۴۰۳، قدیمی

الجواب حامداً ومصلیاً :

بتیس صفحات (۱) نقل کرنے کی اس وقت فرصت نہیں، میری کتاب مدخل ایک صاحب سے پاس مستعد رکھی ہوئی ہے۔ ”وصایا وزیر علی طریقتہ البشیر والندیر“ (۲) ”برائین قاطعہ“ (۳) ”مدخل رسود“ (۴)۔ ”فتاویٰ مدنیہ ابن حجر مکی“ (۵) وغیرہ میں اس مسئلہ پر کافی بحث ہے۔ اس محفل کی ابتداء ۶۰۰ھ میں شروع ہوئی۔ دور میں ہے، کذا فی العرف الشذی ۲۴۰ (۶) اور جب ہی ابن وجیہ نے ایک رسالہ میں جس کا نام ہے ”سورۃ فی کلام علی عمن سمود“ (۷) پھر اس کے بعد سے اب تک عربی فارسی اردو میں رسائل و فتاویٰ بکثرت اس مسئلہ پر لکھے گئے ہیں۔ یہ کتابیں روزمرہ کی ضرورت کی ہیں، دارالافتاء اور جمعیتہ مدنیہ میں ان کا موجود ہونا ضروری ہے۔

امداد الفتاویٰ (۸) میں بھی متعدد جگہ اس کی بحث ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ قدس نے قبل۔ ب۔ لا عکوف

(۱) (قد مضت اقتباسات من المدخل تحت عنوان ”محفل میاؤ“، و عنوان ”میدان خاص طریقتہ“، وراجع الموضعین تجد فیہما ما یکفی لک

(۲) (لم أجد هذه الرسالة)

(۳) ”برائین قاطعہ بحجاب انوار ساطعہ“، میں حضرت مولانا خلیل مد سہارنپوری نے مختلف عنوانات قلم کر کے اس بدعت کی تردید فرمائی ہے۔

(۴) چنانچہ اصلاح رسوم میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ہم، فصل ۱۰ میں ”مبود شریف“ کے عنوان سے تقریباً بارہ صفحات میں اس بدعت قبیحہ کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ (۹۱، ۹۹، ۱۰۹، سعید)

(۵) قد مضی تحریحہ تحت عنوان ”میدان خاص طریقتہ“

(۶) (لم أجد فی العرف السدی و ذکرہ من حلکان فی کساد و فیات الأعداء و نساء بساء الرمن،

ترجمة مظفر الدیس صاحب اربل، رقم الترجمة: ۵۳۷، ۱۱۷/۳، ۱۱۹، و کذا: ۱، ۲۱، ۲۱۲،

ترجمة الأسعد ابن مماتی، رقم الترجمة: ۹۱، دار صادر بیروت)

(۷) (لم أجد هذه الرسالة ایضاً)

(۸) ذرہ رت شریف بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر ہے کہ اب اور فہم میں ہے اربہات و قبات سے خالی ہے،

بتہ جیسے، ورنہ اس میں قبات و شایع کے ساتھ مومن سے اس طرح بیشک بدعت ہے، و جو ان میں ناچار ہے۔

نذر بقراءة المولد كواجب لکھا ہے (۱)۔

”وازعاج الأعضاء برفع الصوت جهل، وإنما هي دعاء له والدعاء يكون بين الحهر
والمحرف، كد عتمده نباحي في كبر القصص اهـ“ در محترف۔ ”قل في تهديّة: ”رفع الصوت
عند سماع فقرّ والوعظ مكروه اهـ“ شامی: ۱/۵۴۱، فصل في تالیف الصلوة إلى
تهنئتها (۲)۔

دوسرے مقام پر اس سے صریح ہے کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا عند التذکیر رمئی ہنگامہ کے

= ورنہ یہ کہ موود خواں جاں ہوتا ہے اور روایتیں اکثر مضمون اور غلط بیان کرتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اہتمام اس کا مثل اہتمام
ضروریات دین کے ہنگامہ زیادہ کرتے ہیں، انہیں قلیل وقت، انہیں چوں و منہ، کہیں شامیانہ، کہیں گلاب پاشی، کہیں شیرینی،
کہیں قندیل و فانوس جھڑ، چمنی، گلاس، کہیں بوبان سلگنا، اور بہت سے امور غیر ضروریہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور بغیر ان سامانوں
کے موود کرنے کو خاں پھیکا سمجھتے ہیں۔ ثالثاً یہ تعین و تنقید روز ولادت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ غیر مقید و مقید سمجھنا
در غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعت قبیحہ سے ہے۔ رابعاً یہ کہ اکثر اہل محفل اہل بدعت یا فاسق و فاجر ہوتے ہیں
خاصاً یہ کہ اکثر اشعار نفعت تعریف جاہلوں کے ہوتے ہیں، کہیں اس میں تو غل شان نبوی ہوتا ہے کہیں اور انبیاء اور
ملائکہ کی نسبت ہے اولی ہوتی ہے۔ سادسا وقت ذکر و تلاوت کے کھڑے ہوتے ہیں، پھر اس میں بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے ہیں یہ تو بالکل شرک ہے۔ سابعاً یہ کہ ان امور پر اصرار
کرتے ہیں۔ اور اصرار معصیت پر سخت معصیت ہے۔ قال ابن المبارک

تعصى الإله وانت تطهر جبه

هذا العمري في الفعل بدیع

لو كان حكا صادقاً لأطعته

إن المصعب ليس بحب مطع

(امداد الفتویٰ، کتاب الدعاء: ۲۴۹/۵، ۲۵۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۱) ”واقع منہ النذر بقراءة المولد في السبيل، ومع سبيله على الدعاء والعباد“

(رد المحتار، کتاب الصوم، قیل باب الاعکاف: ۲/۴۴۰، سعید)

(۲) (رد المحتار علی الدر المختار، باب صفة الصلوة، مطلب فی المواضع التي نكرو فيها لصلوة على

النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۱/۵۱۹، سعید)

لے مکروہ ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/جمادی الثانیہ/۱۴۲۲ھ۔

سائلگرہ اور میلاد شریف

سوال [۱۸۸]: ہم نے اپنے بچے کی سائیکل کو جب سہ ماہی کا، واخوب دھوم دھماکا منانی، چند دنوں کو مدعو کیا، پارٹی کے ایک کانے، سائیکل مبارک دوی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعی کراہت تو نہیں؟ یا پھر غیر مسلم طریقہ ہونے کی وجہ سے ممنوع تو نہیں ہے؟ ویسے ہمارے یہاں مولود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تو منات ہیں۔

الجواب حامداً و مصدراً:

سائیکل (پیدائش سے سارے بچہ پر اتارنے پر ترقیب اور خوشی منانا) یہ اسلامی قییم نہیں ہے، یہ غیرہوں کا طریقہ ہے، اس سے پرہیز چاہئے (۲)۔ مزید طریقہ پر مید و شریف کرنا بھی، اس شرعیہ سے ثابت نہیں۔ چھ صدی تک اس کا وجود نہیں تھا، اس کے بعد اربل کے بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا ہے (۳)، پھر اس میں بہت سی غلط چیزیں اور بھی شامل ہو گئیں، ان سب غلط چیزوں سے بچ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روبرو

(۱) "فقال: وعن السبي صلي الله تعالى عليه وسلم انه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن وحذرة

والزحف والذكير" (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحه فصل في لسع

۶، ۳۹۸، سعید)

(۲) اور اس میں جو مال ضائع کیا جاتا ہے، اسے مایا ہوتا ہے، وہ مذموم اور غیرہ ثابت ہے۔ "قل اس لمسر فيه

المسدوات قد نقتل مکروہات، "دفعات عن رتبها۔ لأن لياض مسح في كل سي ي من امور

لعادة، لكن لما حشي من مسعود ان يعقدوا وحده، اشار إلى كراهته، والله تعالى اعلم" (فتح الباری،

كتاب الأذان، باب الإفتال والإنصراف على اليمين والشمال ۲۰/۳۳۸، دار المعرفة بیروت)

(۳) (وفیات الأعیان و أبدء البناء الرمان، ترجمہ مطهر الدین صاحب اربل، رقم سرجمہ ۵۶،

۱۱۷/۱، ۱۱۹، وکذا: ۱/۲۱۱، ۲۱۲، ترجمہ الأسعد ابن مصائی، رقم الترجمہ: ۹۱،

مشہور حدیث شریف پڑھ کر سن کر بویا بھرت و غلط ہو، نہایت ہی موجب برکت اور سعادت کی چیز ہے (۱)۔
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۶/۹۵ھ۔

بطرز موسیقی میلاد شریف پڑھنا

سوال [۸۸۸]: ہمارے ملک میں یہ رواج جاری ہے کہ محفل میلاد شریف اور وعظ میں درود شریف وزن موسیقی اور قصیدہ غنیہ ایک شخص پڑھنے کو حکم کرتا ہے اور گلے ملا کر خوب زور و شور سے چلا چلا کر بار بار پڑھتے جاتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ایسا ہی رواجی طور پر پڑھنا بدعت ہے، عمر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند صحابہ کو جو ایک مجمع میں بیٹھے تھے، حکم کیا کہ تم لوگ درود شریف پڑھو، لہذا سب گلے ملا کر زور و شور سے درود پڑھتے رہے، اس سے ثابت ہے کہ ایسا ہی پڑھنا زیادہ مستحسن و مستحب ہے۔ اب جواب طلب یہ امر ہے کہ ایسا درود شریف اور قصیدہ و پڑھنا عند شریع کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ طریقہ بدعت ہے، قرون مشہورہ و باخیر سے ثابت نہیں، عمر ثبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس سے دلیل دریافت کی جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس طرح پڑھنا کون سی حدیث میں منقول ہے اور اس حدیث کی سند کیسی ہے ”قال سی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ (۲)۔ حدیث۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود، منسوبی حفظہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

ابواب صحیح سعید آمد فخریہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح عبد مطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۳/۹۶ھ۔

(۱) (امداد الفتاویٰ ۵، ۲۰۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(۲) (سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام، باب البسة عی المدعی والیمین عی المدعی عبہ،

مجلس میلاد کے منکرات تفصیلاً اور وعظ پر اجرت

سوال [۸۸۹]: میلاد النبی جو کہ شرعی حیثیت سے جائز ہے اور وعظ و نصیحت کر کے پہلے سے بغیر مقرر کئے ہوئے روپیہ پیسے لینا یعنی اس کی اجرت نام رکھ دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ ہم تمہارے وہاں اتنے بجے سے لے کر اتنے بجے تک وعظ و نصیحت یا میلاد النبی پڑھیں گے، ایسے کام کی اجرت تم سے میں گے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جواب مدلل مع اولہ اربعہ یا صرف قرآن و حدیث سے ثابت کریں اور اگر جائز نہیں تو اولہ اربعہ سے اس کی نفی کریں۔

المستفتی: احسان علی کلکتوی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک خواہ ذکر ولادت ہو خواہ جہاد، صلوٰۃ، صوم، حج، نکاح، معاملات وغیرہ یقیناً باعث برکت و موجب ثواب ہے (۱) لیکن اس زمانہ میں مجس میلاد بہت سے منکرات و ممنوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہیں۔ کتاب المدخل میں ۳۲ صفحات (۲) میں ان مجس کے منکرات کو تحریر کیا ہے، عربی فارسی اور اردو میں مستقل رسائل اس کی تردید میں موجود ہیں۔ چند خرابیاں یہ ہیں:

۱۔ روایات جو محفل میلاد میں عموماً سنائی جاتی ہیں وہ اکثر و بیشتر غیر معتبر اور بعض موضوع ہوتی ہیں جن کا پڑھنا اور سنانا اور ان کا اعتقاد رکھنا ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے (۳)۔

(۱) ”ذکرہ“ شریف نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل، ”میرا ذکر خیر“ ثواب اور افضل ہے ”ربہات اور تہجد سے خالی ہو، اس سے بہتر کیا ہے“ قال الشاعر۔

وذكرک للمشتاق خیر شراب و کل شراب دونہ کسراب

(امداد الفتاویٰ، کتاب المدعات: ۲۴۹/۵، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) (تقدم تحریحہ تحت عنوان ”محفل میلاد“ و عنوان: میلاد کا خاص طریقہ)

(۳) قال السووی فی شرحہ علی مسلم: ”وأعلم أن هذا الحديث (أى من كذب على الح) يشتمل على

فوائد وحمل من القواعد الثانیة تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وأه

فاحشة عظيمة و موبقة كبيرة الثالث: أنه لا فرق فی تحریم الکذب علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم بین ما كان فی الأحکام و ما لا حکم فیہ کالترعیب والترہیب والمواعظ و غیر ذلك، فکفہ حرام۔

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 "من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" - رواه الشيخان (١) - "من حدث على حديث أو
 هو يرى أنه كذب، فهو أحد الكاذبين" - رواه مسلم (٢) - "وإذا رأى نفس شيئاً قد سمع به، لا
 يروى على أحد من أئمة، إلا فهو مقعده من النار" - رواه تذاكر قصص (٣) "كفى سحر، ثم
 يحدث كل ما سمع" - رواه مسلم (٤) -

۲۔ رات کا بڑا حصہ ان مجالس میں گزار کر صبح کو جو لوگ نیند سے مغلوب ہو کر سو جاتے ہیں جس سے فریضہ قضا ہوتا ہے (۵)۔

= من أكره الكبائر وأقبح القبائح بإحماض المسلمين الذين يعتد بهم في الإجماع ^{الرابعة}
 تحريم الحديث الموضوع على من عرف كونه موضوعاً، أو غلب على طه و ضعه، ولم يبين حال رواية
 وضعه، فهو داخل في هذا الوعيد، مندرج في حملة الكاذبين على رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم. (مقدمة الكامل على الصحيح لمسلم، باب تغليظ الكذب على رسول الله تعالى عليه
 وسلم : ٨/١، قديمي)

() (أخرجه البحار في العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
١ ٢ قديمي)

(ومسندہ فی مقدمتہ علی صحیحہ، باب تعلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۷/۱، قدیمی)

(٢) أخرجه مسلم في مقدمته على صحيحه، باب وحوث الرواية عن الثقات وترك الكذابين والتحذير من الكذب الخ: ٦/١، قديمي

(۳) (أحرقه الحوری و لقطه "من یقل علی ذلہ أقل، فلیتوا مقعدہ من النار" (کذب لعدہ، رب یتہ من کذب علی السی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۱/۱، قدیمی)

(٣) (أخرجه مسلم في مقدمته على صحيحه، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع ١١٠، قديمي)

(۵) اور نہ زکوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے: ”عن جابر بن عبد اللہ رضى اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ“۔ (ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوۃ، باب ما جاء فمن ترک الصلوۃ، ص ۷۷، قدیمی)

۳۔ قرب و جوار کے لوگ بھی نہیں سو سکتے جس سے ان کو اذیت ہوتی ہے (۱)۔

۴۔ ان مجالس کی شرکت کو ضروری خیال کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھتا ہو، دڑھی منڈواتا ہو اس پر ملامت نہیں کی جاتی اور جو شخص ان مجالس میں شریک نہ ہو اس پر عین طعن کیا جاتا ہے، وہابی کہا جاتا ہے بکہ خوت، مودت کا تعلق قطع کر کے اس سے دشمنی کی جاتی ہے، طرح طرح سے اس پر سب و شتم کرتے ہیں ﴿وَالَّذِينَ يَزِيدُونَ الْإِيمَانَ إِيمَانًا مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ سَيُجْزَوْنَ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ (آیہ ۲) بکہ دین اسلام سے اس کو خارج مانا جاتا ہے۔

۵۔ روشنی، خوشبو، مجالس کی آرائش میں حد درجہ کا اسراف کیا جاتا ہے (۳)۔

() کسی مسلمان کو اذیت دینا حرام ہے اور بسا اوقات جہانم بھی ایذا رسانی کے اندیشہ بن کر وہ ہو جاتا ہے جیسے جبرائیل اور ملائکہ سے اگر مریض، سونے والے کی غینہ یا نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو تو مکروہ ہے مگر مقدمہ اور عثرات سے حدیث میں اس سے ممانعت آتی ہے، ارشاد ہے: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده : ۶/۱، قدیمی)

دوسری جگہ ارشاد ہے: "و من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فلا يؤذ حاره، و من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فليقل خيراً أو ليصمت" (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی حق الحور : ۲، ۷۰، مکتبہ دار الحدیث ملتان)

وقال العلامة الألوسی تحت آية: ﴿وَالَّذِينَ يَزِيدُونَ الْإِيمَانَ إِيمَانًا مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ سَيُجْزَوْنَ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ الآية: "وأخرج غير واحد عن قتادة قال: إياكم وأذى المؤمن، فإن الله تعالى يحوطه ويغصه له." (روح المعاني، ۸۸/۲۲، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(۲) (الأحراب : ۵۸)

قال العلامة الألوسی تحت الآية المذكورة: "والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات، يفعلون بهم ما يتأذون به من قول أو فعل الخ." (روح المعاني : ۸۸/۲۲، دار إحياء التراث)

(۳) قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (الأنعام : ۱۳۱)

وقال العلامة الألوسی تحتها: "ولا تسرفوا" وقال الزهري: المعنى لا تنفقوا في معصية الله تعالى، و يروى نحوه عن مجاهد، فقد أخرج ابن أبي حاتم عنه أنه قال: لو كان أبو قيس دها، فأنفقه رجل في طاعة الله تعالى، لم يكن مسرفاً، ولو أنفق درهماً في معصية الله تعالى كان مسرفاً" (روح

۶۔ قی مَوْضَعِ وَرِی سمجھی جاتا ہے، اگر کوئی قی م نہ کرے تو وہ سب شہ کا، مجلس کی نظروں میں جتنے وہ ہیں بندہ مغضوب ہوتا ہے، طرح طرح سے اس پر سب و شتم کرتے ہیں حتیٰ کہ اس ترک قی م کا درجہ ترک صلوٰۃ بندہ ترک اسد م سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ نہ اس قی م پر شہائی کوئی دلیل نہیں، قی م کے وقت یہ اعتقاد کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مجالس میں شریف لاتے ہیں اور اہل مجلس کی بات و خداوند تعالیٰ کی صرح حاشہ و ناظر ہو کر بد واسطہ ملاحظہ فرما رہے ہیں (۱)۔

۷۔ ”نخضر ت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں اس قدر مبالغہ کیا جاتا ہے کہ حد بشریت سے خارج مان کر خدائے وحدہ لا شریک لہ کے ساتھ صفات خاصہ میں شریک کر دیا جاتا ہے (۲)۔

۸۔ بسا وقت ان مجالس میں عورتیں شریک ہوتی ہیں ان کا مردوں کے ساتھ بے حجابانہ ختط ہوتا ہے (۳)۔

= المعنی : ۸، ۳۸، دار احیاء التراث

(۱) (تقدم ذکر بطلان هذه العقيدة تحت عنوان: ”مخفل میاؤ“)

(۲) وقد قال الله تعالى: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾، يوحى إلى: الآية (الكهف ۱۰)

”والمقصود عليه في الأول (أنا) والمقصود البشرية مثل المحاطين“ (روح المعاني

۵۳، ۱۶، دار احیاء التراث العربی)

”هل كنت إلا بشراً رسولاً“ وكونه بشراً توطنه لذلك، ردأ لماء انكروه من حواز كون

الرسول بشراً، ولا دلالة على أن الرسل عليهم السلام من قبل كانوا كذلك، ولهذا قال لم حشرى

هل كنت إلا رسولاً كما أن الرسل بشراً مثليهم ولم يكر أحد بشرته صني لله تعالى عليه

وسم ”روح المعاني ۱۵، ۷۰، ۱۷۱“

وقال في آية سورة فصلت: ”لست منك ولا حيا، وبمككم التلقى مه“ ”لست من حسن

معدير لكم حتى يكون بي وبكم حجاب“ (روح المعاني ۲۴، ۹، دار احیاء التراث العربی)

(۳) عورتوں کی مجالس میں شہ نہ مہ سے یہ عورت و پردہ مائیا ہے، جس سے ٹٹنے پر اس کی طرف نکلتی ہیں اور

فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں، یہ ہے ”وعنه (ای عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه) عن النبي صلى الله تعالى

عليه وسلم قال: ”لمرأة عورة، فإذا حرجت استشرفتها الشيطان“ رواه الترمذی، مشکوة لمصابيح،

کتاب النکاح، باب النظر إلى المحظونة و بيان العورات، الفصل الثاني، ص ۲۶۹ قدیمی

۹۔ تواریخ کی تعیین اپنی طرف سے کی جاتی ہے کہ ان میں مجلس کا انعقاد ضروری ہے (۱) والسی ذلت

من مفاسد۔

غور کا مقام ہے کہ ولادت صرف ایک مرتبہ ہوئی، اس کا اہتمام تو اس قدر اور نماز و روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، جہاد، نکاح وغیرہ جن پر مدت دراز تک مداومت رہی، ان کے لئے عیحدہ عیحدہ محسوس کیوں نہیں کی جاتی؟ دس مفاسد جن کا ذکر اوپر ہوا ان کی ممانعت پر نصوص قرآنیہ، حدیثہ، عبارات فقہیہ بکثرت موجود ہیں۔ جب ان محسوس کی یہ کیفیت اور شرعی حیثیت یہ ہے تو ان کے عدم جواز میں کوئی تاثر نہیں۔ پر ایسے میدان پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے، وعظ اگر منکرات شرعیہ (۲) سے خالی ہو تو اس پر متاخرین فقہاء نے اجرت کی اجازت دی ہے، کہ فی در مختار: ۳۸/۵ (۳) اس کے لئے اگر باقاعدہ مقرر کیا جائے کہ ہر روز یا ہر ہفتہ اتنی دیر وعظ کہنا ہوگا اور یہ تنخواہ ہونے تو متاخرین کے نزدیک گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴، ۱۰، ۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح عبدالمطیف، ۲۹، شوال ۶۱ھ۔

= "و تسمع المرأة الشاب من كشف الوجه بين رحا، لا لأنه عورة بل لحرف الفتنة كمنه وإن

أمن الشهوة الخ" (الدر المختار، باب شروط الصلاة: ۴۰۶/۱، سعید)

(۱) "قل ابن المنير: فيه من المندوبات تغلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. لأن التيامن مستحب

في كل شيء، أي من أمور العادة، لكن لما خشى ابن مسعود أن يعتقدوا وجوبه، أشار إلى كراهته" والله

تعالیٰ اعلم" (فتح الباری، کتاب الأذان، باب الاعتال و الانصراف عن اليمين والشمال: ۳۳۸، ۲،

ددار المعرفہ بیروت)

(۲) منکرات شرعیہ سے خالی ہونا یہ ہے کہ مثلاً وہ تذکیہ اور عبرت کے لئے ہو، کسی عیدے، مال یا لوگوں کے ہاں مقدم حاصل

کرنے کے لئے نہ ہو۔ قال فی الدر المختار: "التذكير على المأبر لسو عظ والإتعاط سة الأنبياء

والمرسلين، ولرياسة و مال وقول عامة من صلاة اليهود والصاری" (کتاب الحظر والإباحة، فصل

فی البیع، ذکر الفروع: ۴۲۱/۶، سعید)

(۳) قال العلامة الشامي في كتاب الإجارة: "قال في الهداية: وبعض مشايحنا استحسنوا الاستيجار

على تعليم القرآن اليوم و راد بعضهم الأذان والإقامة والوعظ" (رد المحتار، باب لإجارة

الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستيجار الخ: ۵۵/۶، سعید)

عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال [۱۹۰]: بارہ رجب الاول وعید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرنا، منہج سچا (۱)، چرائے

کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصبياً:

کسی چیز کو دین، ثواب، قربت سمجھ کر کرنا اس وقت درست ہوگا جب کہ اولہ شریعہ سے اس کا ثبوت ہو، اولہ شریعہ چار ہیں: کتاب، سنت، اجماع، قیاس مجتہد، جس چیز کا اس طرح ثبوت نہ ہو اس کو دین، ثواب، قربت سمجھ کر کرنا بدعت و ضلالت و ممنوع ہوگا (۲)۔

ف۔ عیدہ اسلام: ”من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد“۔ متفق علیہ (۳)۔

(۱) شریانہ (فیہ وزائعات: ۱۳۹۴)

(۲) ”البدعة“ ما أحدث على خلاف الحق الملتقى بمـ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من عدم أو عمل و حدث بسوء شبهة واستحسان، و جعل دينا قويا و صراطاً مستقيماً (رد المحتار، باب لإمامة: ۵۶۰، ۱، سعيد)

وقال العلامة المداوى في فيص القدير تحت حديث ”من أحدث في أمرنا هذا إلح“ أي نشأ و اخترع و أتى بأمر حديث من قبل نفسه (ما ليس منه) أي رأياً ليس له في الكتب أو السنة عاصد ظاهر أو حفي، ملفوظ أو مستسط (فهو رد) أي مردود على فاعله لبطالته (۱۱) ۵۵۹، رقم الحديث: ۸۴۳۳، مکتبہ نزار مصطفیٰ)

”وقال صاحب جامع الأصول: الابتداء من المخلوقين إن كان في خلاف ما أمر الله تعالى به و رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم، فهو في حيز الدم والإلکار إلح“ (روح المعاني تحت قوله و رهبانية ابتدعوها: ۱۹۲، ۲، دار احیاء التراث العربی)

”معناه من اخترع في الدين ما لا يشهد له أصل من أصوله، فلا يلحق إليه“ (فتح الباری،

کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود: ۳۰۲/۵)

(۳) رواہ البحری فی الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱۱/۳۷، قدیمی،

(ومسلم فی الأفضیة، باب نقض الأحکام الباطلة و رد محدثات الأمور: ۷۷/۲، قدیمی)

مشکوٰۃ لمصباح ص: ۲۷ (۱) ”وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة“، رواه أحمد (۲) وأبو داود (۳) والترمذی (۴) وابن ماجه (۵) مشکوة ص: ۳۰ (۶)۔

اس بنیادی چیز کو سمجھنے کے بعد اپنے سوالات کا جواب نمبر وار لیجئے:

یہ چیز ادھر اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں، قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا وجود نہیں تھا۔ چھ صدی تک یہ طریقہ ایسی نہیں ہوا تھا اس کے بعد ایسی دہوا، سب سے پہلے ایک بادشاہ نے یہ مجس منعقد کی پھر اس کی حرص میں دوسرے لوگوں نے مجس منعقد کیں، تاریخ ابن خلکان (۷) میں اس کی تفصیل مذکور ہے، اسی وقت

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ص ۲۷، قدیمی)

(۲) (مسند أحمد: ۱۲۶/۳، رقم الحديث: ۱۶۶۹۳، عن العرباض رضي الله تعالى عنه)

(۳) (أبو داود، کتاب السنة، آخر باب فی لزوم السنة ۲ ۶۳۵، مکتبہ دار الحديث متان)

(۴) (جامع الترمذی، أبواب العلم، باب الأخذ بالسنة واحتساب البدعة: ۹۶/۲، سعید)

(۵) (ابن ماجه فی مقدمته، باب اجتناب البدع والحدل، ص: ۶، قدیمی)

(۶) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ص: ۲۹،

۳۰، قدیمی)

(۷) ”وأما احتفاله بمولد النبي ﷺ، فإن الوصف بقصر عن الإحاطة به، لكن بذكر طرف منه وهو أن أهل

لسلاد كانوا قد سمعوا بحس اعتقاده فيه، فكان في كل سنة يصل إليه من البلاد القريبة حلق كثير

من الفقهاء والصوفية والوعاظ والقراء والشعراء، ولا يزالون يتواصلون من المحرم إلى أوائل شهر ربيع

الأول فكان مطهر الديس (ملك إربل) ينزل كل يوم بعد صلاة العصر ويقف على قبة قبة إلى

آخره، ويسمع غناءهم، ويتفرح على خيالاتهم، وما يفعلونه في القبات هكذا يعمل كل يوم إلى

ليلة المولد فإذا كان صبيحة يوم المولد أنزل الحلج من القلعة إلى الحائقاء على أيدي الصوفية

فبادا فرغوا من الموسم تحفوا كل إنسان للعود إلى بلده، فيدفع لكل شخص شيئاً من الفقة، وقد

ذكرت في ترجمة الحافظ أبي الخطاب ابن دحية في حرف وصوله إلى إربل وعمله لكتاب ”التبوير في

مولد السراج المير“ لما رأى من اهتمام مطهر الدين به“ (وفيات الأعيان وأساء أساء الرمان لاس حكا،

ترجمة مطهر الدين صاحب إربل: ۱۱۷، ۱۱۹، رقم الترجمة: ۵۴۷، دار صادر بيروت)

(وذكر شيئاً منه في ترجمة الأسعد ابن مماتي ۱۰ ۲۱۱، ۲۱۲، رقم الترجمة: ۹۱، دار صادر بيروت)

سے ۵۰۰ روپے حق نے اس پر رقم کیا ہے۔ خادمہ ابن الحاج نے امد خاں (۱) کی دوسری جلد میں بتیس صفحات میں اس کی تردید کی ہے اور اس کے رد میں دلائل قائم کئے ہیں۔ مستقل رسالے بھی اس مسئلہ پر موجود ہیں۔ ”حسبہ لاهر۔ سنہ“ (۲) میں بھی اس پر تفصیلی رد ہے۔ فی نفسہ ذکر مبارک جو کہ بدعات سے خالی ہو مین سعادت ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ۔

کیا مجلس میلاد شریف تمام ارکان کا بدل ہے؟

سوال [۱۹۱]: بکرم صوم و صلوٰۃ و دیگر امور شریعہ کا پاس دل نہیں رکھتا، اس کا عقیدہ ہے کہ سال میں میلاد شریف مع قیوم و سیدم کا انعقاد سال کے جملہ نمازوں سے پاک و صاف ہو جانے کا سبب ہے اور سال میں گھر میں خیر و برکت کا سبب ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداً و مصلياً :

اس کا حکم (ما قبل سوال کے جواب میں) نثر چکا ہے، پھر اس کو یہ سمجھنا کہ اس سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ورف کف ساقط ہو جاتے ہیں، یہ تو سخت قسم کی ضلالت ہے اور کھلی گمراہی ہے۔ اسد مکی بنیادیں جن چیزوں پر ہیں ان کو پورا اور مستحکم کرنا سب کے ذمہ ضروری ہے، ایک رکن کا بدل دہہ ارکن نہیں ہو سکتا مثلاً، ایک شخص نماز کی پابندی کرتا ہے تو روزہ اس سے ساقط نہیں ہوگا، نماز کی طرف سے بھی روزہ بدل نہیں ہو سکتا۔ تو

(۱) (قد مصت اقتباساتہ تحریحات تحت عنوان ”محفل میلاد“)

(۲) یہ رسالہ حضرت مولانا محمد عبدالحق خان رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر مدرس مدرسہ عین العلوم شاہ جہان پور یوپی) ۵۰۰ روپے جس کے باب ثامن میں ص ۱۶۹، ۱۶۸، حضرت نے دلائل کی روشنی میں محفل میلاد و مرجع مذمت بیان فرمائی ہے۔ (اعتقہ ابنوریہ کراچی نے رسالہ مذکورہ کی طبعیت کی ہے)

(۳) ”و سنن صنع اللہ بعمومہ۔ عن الموالد والأذکار التي يفعلها كثير من الناس في هذا الزمان هل هي سنة أم فضيلة أم بدعة“ فأجاب بقوله الموالد والأذکار التي تفعل عدداً كثيراً مشتمل على حبر، كصدقة، وذكر وصلاة وسلام على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومدحه الخ (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي: ۲۰۲، قديمي)

- ۴ کیا تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟
- ۵ کیا تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟
- ۶ کیا کما رجعہم اللہ تعالیٰ میں سے کیا ہے؟
- ۷ کیا محدثین عظامہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فدہ نسی و نسی) کا ذکر مبارک خود و زودت شریفہ کا ذکر ہو یا عبادات، معادلات وغیرہ کا ذکر ہو بلاشبہ موجب قرب اور ذریعہ سعادت ہے (۱)۔ نیز بزرگان دین کا ذکر بھی موجب نزول رحمت ہے لیکن جو صورت سوال میں درج ہے اور جو چھ اس کو متاویز کیا ہے وہ ثابت نہیں اور بہت سے شرعی مفاسد و قبائح پر مشتمل ہے بعض مفاسد اعتقادی ہیں، بعض عملی ہیں، بعض اخلاقی ہیں۔ علامہ ابن الحاج نے المدخل (۲) میں ان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

- ۱ باطل نہیں۔
- ۲ کبھی نہیں کیا۔
- ۳ کبھی نہیں کیا۔
- ۴ کبھی نہیں کیا۔
- ۵ کبھی نہیں کیا۔
- ۶ کبھی نہیں کیا۔
- ۷ کبھی نہیں کیا۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اس وقت تک دنیا میں تشریف ہی نہیں لائے تھے، آپ کی پیدائش مبارک بعد میں ہوئی، پھر یہ ان سے معتقدین حضرات ان کی یاد میں کہاں کرتے۔

(۱) (تقدم تحریحہ من امداد الفتاوی کتاب الدعوات : ۲۴۹، ۵، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(۲) (تقدم تحریحہ تحت عنوان "میلا دکا خاس صریحہ")

میلا دشریف کی محفل سب سے پہلے اربل کے بادشاہ نے ۶۰۰ھ کے بعد کی ہے، اس کی حرص میں اور
وہوں نے کی حتیٰ کہ پھیلتی چلی گئی، اسی وقت سے سماء نے اس پر روک دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۳/۹۵ھ۔

قیام میلا دکور وکنا

سوال [۱۹۳]: مید دشریف میں قیام کرنا جائز ہے یا ناجائز بدعت، اگر بدعت ہے تو کرونے میں
حرج عظیم کا اندیشہ ہو مثلاً: اگر قیام سے بیک وقت روکا جائے تو لوگ فرض نماز بھی چھوڑ بیٹھیں گے اور مسجد میں
جانا چھوڑ دیں گے، پارٹی بندی کا خطرہ ہے تو اس صورت میں قیام سے رک جائنا یا روکنا اولیٰ ہے یا نہیں؟ روکا جائے
یا خود بھی کرتا رہے وراہستہ بہستہ ان کا دل اپنی طرف سے روکنے کا خیال رکھے، ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شرعی دلیل سے ثابت نہیں، باصل اور بدعت ہے (۱) اگر روکنے سے فرض نماز بھی ترک کر دیں
گے تو خاموشی اختیار کر لے مگر خود شریک نہ ہو، یہ کہتا کہ خود شرکت کرے آہستہ آہستہ روک دے گا یہ غلط ہے،
شرکت کرنے والا روک ہی نہیں سکتا بلکہ خود مبتلا ہو جاتا ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۸۸ھ۔

قیام میلا دکا تفصیلی حکم

سوال [۱۹۴]: مید دشریف میں قیام کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے اور میلا دمروجہ کا پڑھنا پڑھوانا
اور اس کے اندر ایسی حتیٰ طہارتی جائے کہ کوئی کام غیر شرعی نہ ہو، روایات صحیحہ پڑھتی جائیں اور قیام کیا جائے،

(۱) "و بطیر دلک فعل کثیر عند ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و وضع امہ لہ من القیاد، و هو
ایضاً بدعة لم ترد فیہ شیء الخ" (الفتاویٰ الحدیثیہ لاس حجر النینمی السکی ۱۲، قدیمی)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فقہوں سے روایت فرمائی ہے: "عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہ
سمعه یقول: سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "تبتی علی الناس زمان، حبر مال المسلم
العم، یتبع بہا شغف الجبال و مواقع القطر، یفر بدینہ من الفتن" (صحیح البخاری، کتاب الرقوق، باب
العزلة راحة من خلاط السوء: ۲، ۹۶۱، قدیمی)

حرام ہے یا نہ جائز ہے یا بدعت منکرات ہے؟ میا و شریف کا کرنے والا خصوصاً بارہ ربیع الاول کو خاص ہتمام سے کرنے والا اس قسم کا گناہگار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک، خواہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر ہو، خواہ آپ کی عبادات نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کا ذکر ہو۔ خواہ آپ کے معاملات، خرید و فروخت، قرض و رہن وغیرہ کا ذکر ہو۔ خواہ آپ کی معاشرت سونے جاگنے، چلنے، پھرنے، بیٹھنے، وغیرہ کا ذکر ہو۔ خواہ آپ کے لباس، کرتہ، تنگی، چادر، عمامہ، جبہ وغیرہ کا ذکر ہو۔ خواہ آپ کے جانوروں، اونٹ، گھوڑا، بکری، بچر وغیرہ کا ذکر ہو۔ غرض جو چیز بھی آپ سے متعلق ہو اس کا ذکر کرنا اور اس سے نصیحت لینا بغیر کسی غیہ ثابت پابندی کے اور قید کے بلاشبہ موجب برکت ہے، باعث اجر ہے، ذریعہ قربت ہے، تقاضا کے ایمان ہے (۱)۔

مروجہ طریقہ پر جو مجلس میلا و منعقد کی جاتی ہے اس کا ثبوت قرآن پاک، حدیث شریف و فقہ میں نہیں نہیں، نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجلس منعقد کی، نہ صحابہ کرام نے، نہ ائمہ مجتہدین نے اور نہ فقہاء۔

(۱) مجلس مودود خیر و برکت ہے در صورتیکہ ان قیودات مذکورہ سے خالی ہو، فقط خلیل احمدؒ، قید وقت معین و بلا قیام و غیر روایت منقول مجلس خیر و برکت ہے۔ ہکذا سمعت من ابی مولانا الحاج المحدث السہارنپوری لمولوی احمد علی برد اللہ مصحفہ محمد حلیل الرحمن (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الدعاء ص ۴۰۹)

(۲) کذا فی الفتاویٰ الحدیثیہ لاس ححر المکی، مطلب الاحتماع للموالد والاذکار وصلاة التراويح (الح، ص: ۲۰۲، قدیمی)

(۳) و امداد الفتاویٰ، کتاب الدعاء: ۵، ۲۴۹، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) برہس قطعہ، ص ۴)

و فی مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ " ذکر مودود شریف فی تاریخ ولادت و معجزات

بیان کردن خود و ملک بند باشد یا سند جائز است، کے اہل اسلام میں کلام نیست

(۵) امجد اکیدی)

محدثین نے (۱)۔ چھ صدی تک یہ مجلس نہیں ہوئی، اس کے بعد سے شروع ہوئی۔ سلطان ارسل نے سب سے پہلے یہ مجلس د اور بہت پیسہ روپیہ خرچ کیا ہے جیسا کہ تاریخ ابن خکان میں ہے (۲) اسی وقت سے محدثین نے اس کی تردید اور اسے چھوڑ دیا ہے۔

جو کام ان مجلس میں سے جاتے ہیں ان میں سے صرف دو دوسرے رکھ کر آپ نے سواں یا سب ممکن ہے آپ کے پاس مجلس میں یہی وہ کام ہوتے ہوں جن کی وجہ سے آپ نے سواں یا سب اور وہی کام ایسا نہ ہوتا ہو جس کے دریافت کرنے کی ضرورت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری چیزیں چھوڑ دی ہوں مگر آپ ان دو سے سخت بچتے ہوں، وہ شریعت کی نذر میں داخل ہوں، جو چھوڑ بھی ہوں میں بھی دو چیزیں سامنے رکھ کر جواب تحریر کرتا ہوں۔ دوسری چیزیں جن کا عام مجلس میں رواج ہے اس جگہ نہیں آ رہا۔

پہلی چیز قیام ہے اس کے متعلق تحقیق حسب یہ ہے کہ یہ قیام اس مقصد کے لیے کیا جاتا ہے یعنی اس قیام سے اس کی تہذیب متصور ہے؟ اس میں چار احتمال ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریف کے ہوں، اس سے آپ وہ ٹیڈ کر ایمان و ادب کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی فوراً کھڑا ہو جائے (جیسا کہ کثرت سے ان مجلسوں کا عقیدہ ہے)۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کی دولت شریفہ کی تہذیب متصور ہو یعنی یہ عقیدہ ہو کہ آپ اس وقت پیدا ہوئے ہیں اور اس مجلس میں آپ کی دولت شریفہ ہو رہی ہے (جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے کہ پس پردہ کی عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے اور عین ذکر و دولت کے وقت وہ عورت اس بچے کے چنگی لیتی ہے، جس سے وہ بچہ

۱۔ ”چونکہ اگر مرد مثل پند و نصائح است و مطلقہ پند و نصائح از زمان صاحبہ تا بعین واقع تا بعین و عمدہ مجتہدین جاری ماند و اگر کہ مرد نہ تفرمان نہ ہو و اگر کنون چونکہ از ائمہ اربعہ اند و سختی و بان و غیرہ و در پیش مود و خوان نہان را نہ رقرار
۲۔ تدبیر حایان ترمذی، یزمنی و زراعت نیست۔ (مجموعہ فناوی، کتاب الکراہۃ ۶، ۳۳۵، امجد کبدمی لاہور)

۲۔ وفات لأعدان و اساء أبساء الرومان لائن حلیکان، بر حمة مطهر الدین صاحب ریل ۴، ۱۱۔

۳۔ رقمہ لرحمة ۵۶، دار صادر بیروت)

۴۔ رکد فی بحسبہ لاسعد بن مسی من وفیات الاعیان ۲، ۲۱۲، رقمہ لرحمة ۹۰

دار صادر بیروت

و پرتات ان دن کو منی کے مجمعہ دورہ میں پڑھتا ہوا کہ وہ پرتات سے دراصل یہاں کانپور میں ایک مجلس میں، میں جہاں بھی وہ ہوا تھا، اس میں ایک بچہ کو اس نے جھڑپا کر بائیں اور اس پر دروہ و سدھم پڑھا جا رہا تھا۔ (سنتنہ ایدہ عظیم)

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس وقت میں تقسیم مقصود ہو۔
چوتھا احتمال یہ ہے کہ اس وقت میں تقسیم مقصود ہو۔

احتمالات اربعہ کا شرعی حکم

احتمال اول ائمہ اربعہ کا تشریف نامی اس میں، تشریف یہ عقیدہ بدوئل ہے۔
قرآن پاک (۱) حدیث تشریف کا (۲)، اصول فقہ کی چیز سے بھی ثابت نہیں ہے ہذا یہ عقیدہ بالکل غلط
(۱) یہ عقیدہ ان سب میں مذکور ہے کہ قرآن کریم حدیث وغیرہ میں اس عقیدہ کی کوئی جگہ ہے، قال اللہ تعالیٰ ہذا
ما کنت لہم دیناً قالہم اہم یکفل مریم، و ما کنت لہم اذ یحتصرون (آل عمران ۴۴)۔
اس میں اس عقیدہ کی کوئی جگہ ہے۔ وقال تعالیٰ ہذا ما کنت لہم اذ اجمعوا امرہم، و ہم
یسکرون۔ یوسف ۱۰۲۔

وقال تعالیٰ ہذا ما کنت لہم العربی اذ قصنا انی موسی الامر (القصص ۴۴)۔
وقال تعالیٰ ہذا ما کنت لہم انصوری اذ نادیا و لکن رحمة من ربک (القصص ۶۶)۔
و راجع التفسیر کلہا تحت ہذا الآیات، تحد فیہا ما سئل ہذا العقیدۃ المخرعة بطلانہ
۲ وفی شرح لعماد "و لمحدث لعمادہ ہو اللہ تعالیٰ (ص ۲۵) "الحی القادر العلیہ السميع
لصیر الشانی المرید، (ص: ۳۰) ولہ صفات اربعۃ قائمۃ بذاتہ ضرورۃ انہ لا معنی لصفۃ
شیء الا ما بقوۃ ہ (ص ۳۶، ۳۷) قال واحد ان وجود لدانہ ہو اللہ تعالیٰ و صفاتہ یعنی انہ
رحمۃ لدانہ حب لدانہ و تقدس (ص ۳۸) و قد ارسل اللہ تعالیٰ رسالہ من الشر لہی الشر
ص ۹۱ المظہر اللہ سفی، مذکورہ عبارات میں "الحی، السميع، و الصیر" کے ضمن میں یہ ثابت ہوئی کہ
انہ نہ صرف صفات نامہ بدعتوں کے ہیں، بلکہ ان صفات "الحی" کے معنی میں "و قد ارسل اللہ" سے
ہی مطلق بدعتوں کا یہ معنی میں ثابت کی طرف اشارہ ہے۔ بدعتوں کے معنی میں "و قد ارسل اللہ" سے
عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ ثابت ہے کہ

اور باطل ہے، اس سے قویہ لازم ہے، ایسی چیز کا ثبوت آنکھوں سے دیکھ کر ہو سکتا ہے، یا دلیل شرعی سے ہو سکتا ہے۔ فرضین مجلس آنکھوں سے یہ دیکھ نہیں رہے ہیں، دلیل شرعی قائم نہیں، پھر ثبوت کی ضرورت ہے۔

یہ بحث جداگانہ ہے کہ تشریف آوری کی خاطر قیام کرنا غلط ہوا، اگر بالفرض تشریف آوری ہی تو کیا قیام کرنا درست ہوتا، اس کے لئے احادیث کی روشنی میں جو ہدایات ملتی ہیں وہ یہ ہیں

”عن ابي امامة رضي الله تعالى عنه قال: خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم متكأ على عصا، فقمنالاه فقال: ”لا تقوموا كما يقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضاً“۔ رواه أبو داود (۱) مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۰۳ (۲)۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھ کر بیٹھتے ہوئے تشریف لائے تو ہم لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کی خاطر قیام کیا، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ”میرے لئے قیام مت کرو جیسا کہ انہی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں“ یہ حدیث امام ابو داؤد سے روایت کی ہے اس حدیث پاک میں صاف قیام منع کیا گیا ہے۔

تنبیہ اس حدیث شریف کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قیام کی ممانعت اس طرح ہو کہ آپ تشریف فرما رہیں یعنی بیٹھے رہیں اور لوگ قیام نہ کر سکیں، کیونکہ وہاں یہ طریقہ تو ابھی تھا ہی نہیں، آپ کی مجلس کا یہ حال ہوتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح مہذب بیٹھتے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں کہ ذرا حرکت کریں تو وہ ڈر جائیں (۳)۔

(۱) (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك : ۱۰۲، مکتبہ دار الحديث ملین)

۲، مشکوٰۃ لمصابیح، کتاب الادب، باب القیام، الفصل الثانی، ص ۴۰۳، قدسی

۳، ”عن ابي عارب رضي الله عنه قال: ”خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في حجارة فنهيب الي الفرس، فجلس وحلبا، كأن على رؤوسنا الطير“ (ابن ماجة، کتاب الاحادیث، باب ما جاء في الحديث في منابر من قدسی،

وفی إنجاح الحاحه علی حاشیة ابن ماجة : ”كأن على رؤوسهم الطير“ قال الطبري : ”هو كناية“

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُوضُ فِي مَعْدِنِ الْمَاءِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ“ (۱) مسکوة ص ۴۴۵ (۲)۔

ترجمہ: جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو آپؐ نے وہ نعمت کرتے ہوئے ساتھ ساتھ پیدل چھوڑ دیئے تھے اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے۔ یہ حدیث شریف امام احمد نے روایت کی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس پرکتا بوجھ ہوا ہوگا کہ وہ تو سوار ہوں، مگر حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخصت کرنے کے لئے پیدل ساتھ ساتھ شریف لے جا رہے ہوں لیکن اپنی خواہش و قربان کر کے ہم بوجھ و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر برداشت کیا۔

”عن معاوية بن وهب عن أبيه عن رجل من بني أمية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”من سار على يمشي به رجل قدمه، فسيباً مقعده من سار“ (۳) عود ۵ (۴) مسکوة ص ۴۰۳ (۵)۔

ترجمہ: جس شخص کا اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اس کے لئے قیام کیا کریں، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ حدیث امام ترمذی و ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱) والحديث بتمامه بعد قوله ”يمشي تحت راحلته“ فلما فرغ قال ”يا معاذ! إنك عسى أن تلقاني بعد عَمِي هَذَا أو نَعْلَكَ أن تمر بمسحدي هَذَا أو قري“، فبكى معاذ حزناً لفراق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ثم التفت فأقبل بوجهه نحو المدينة، فقال ”إن أولى الناس بي المتقون من كانوا وحيث كانوا“ (مسند الإمام أحمد: ۵/۲۳۵، رقم الحديث: ۵۴۷۷، ۲، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) (مشکوٰۃ المصابيح، کتاب الرقاق، الفصل الثالث، ص: ۴۴۵، قدیمی)

(۳) (جامع الترمذی، أبواب الاستبدان والأدب، باب ما جاء في كراهية قيادة الرجل لرجل ۲/۱۰۶، سعید)

(۴) (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل يقود لرجل يعظمه بذلك ۲/۱۰۶، مکتبہ دار لحديث ملتان)

(۵) (مشکوٰۃ المصابيح، کتاب الادب، باب القيام، الفصل الثاني، ص: ۴۰۳، قدیمی)

یہ حدیث اس سے ذکر کی ہے کہ لوگ اپنے لئے بھی قیام کو پسند نہ کریں۔

احتمال دوم:

۱۔ دت شریفہ کے لئے قیام کرنا اور یہ سمجھنا کہ اسی مجلس میں آپ کی ولادت ہو رہی ہے، یہ تصور اس قدر بے ہودہ اور باطل ہے جس کی حد نہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس مجلس سے پہلے پیدائش نہیں ہوئی تھی تو قرآن پاک کس پر نازل ہوا؟ حدیثوں کا مجموعہ کس کی حدیثیں ہیں؟ ۲۳ سالہ مبارک زمانہ وحی کی زندگی، غزوات، صوف وارکان، سدم، چودہ سو سالہ کارنامے یہ کیسے ہیں؟ اور یہ گھر میں جہاں میاں دہوتا ہے وہیں ولادت ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ تصور تو کوئی مسلمان بکے تھوڑی سمجھ والا غیر مسلم بھی نہیں کر سکتا، بہتہ یہ ممکن ہے کہ یہ اہل مجلس حضرات جوش محبت و عقیدت میں ولادت شریفہ کی نقل کرتے ہوں کہ کسی عورت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کے مشابہ قرار دے کر جو بچہ اس کی گود میں ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبیبہ قرار دیتے ہوئے اور اس بچہ کے، نے کی آواز کو سن کر اس وقت کا تصور کرتے ہوں جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ہوئی تھی اور اسی تصور کے ماتحت قیام کرتے ہوں یہ تصور اور شبیبہ بھی اس قدر خطرناک ہے کہ ایمان و اخفیظ اور بالکل ایسا ہی طریقہ ہے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت کا دعویٰ کرنے والا ایک طبقہ محرم کے مہینہ میں اختیار کرتا ہے۔ علم نکالتا ہے، میسر آ جائے تو اونٹوں کی قطر بھی سجاتا ہے جیسا کہ کانپور میں دستور ہے، اور دلدل بھی نکالتا ہے چونکہ اور مہندی بھی ہوتی ہے اور قبر کی بھی شبیبہ بنائی جاتی ہے اور ماتم بھی مرثیوں کے ساتھ ہوتا ہے، کوئی شمر بھی ہوتا ہے، کسی کو حسین بھی بنایا جاتا ہے ورسب، جز تفصیل و اسی تفصیل کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے جس طرح پیش آیا تھا۔

یہ بھی سب عقیدت اور محبت ہی کا مظاہرہ ہے کہ پورے واقعہ کی نقل کی جاتی ہیں، دوسری غیہ مسلم تو میں بھی اپنے بزرگوں کے کارنامے اسی طرح نقل کرتی ہیں بلکہ بزرگوں کی شکل کے بت بنا کر رکھتی ہیں اور ان کے سامنے، مذہب (۱) کرینے و اور ان کی پیدائش اور جنگ وغیرہ کی نقل کرنے اور جیوس نکالنے کو اپنے ساری مین کا خد صہ اور عطر سمجھتی ہیں۔

آپ تنہائی میں دماغ کو افکار و تعصب سے خالی کر کے سچیں کہ یہ طریقہ مسلمانوں نے سن و سوں سے یہ ہے اور ایسا عقیدہ اور ان کے لئے یہ عمل کہاں تک عقل اور شریعت کے مطابق ہو سکتا ہے؟ کیا شریعت اس کی اجازت دے سکتی ہے اور عقل اس کو برداشت کر سکتی ہے؟ اگر آج کسی کے والد بزرگوار کی عقل اس طرح تاری جائے تو کوئی غیرت مند آدمی اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

تیسرا احتمال:

ذکر و دست شریف کی تعظیم کی خاطر قیام کرنا تو اس کے لئے بھی کوئی ثبوت نہیں کہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر جب کیا جائے تو ہیست قیام کیا جائے، یا سننے والے قیام کریں۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ”میں دو شنبہ کو پیدا ہوا ہوں“ (۱)، لیکن پیدائش کا تذکرہ فرماتے ہوئے نہ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے۔

محدثین نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ لکھا ہے، ان کتابوں کو برابر اہل علم حضرات پڑھتے ہیں، ہمیں ثابت نہیں کہ کسی راوی نے اس کو یا اس جیسی کسی حدیث کو روایت کرتے وقت قیام کیا ہو یا کسی محدث مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھتے یا پڑھتے وقت یا پڑھتے وقت قیام کیا ہو۔ پس اس مقصد کے ماتحت قیام بھی بلا دلیل ہے۔

چوتھا احتمال:

یہ ہے کہ محض ذکر رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام ہو سو یہ بھی بلا دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوقت میں ایک مرتبہ ہمیشہ ذکر رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے اور حدیثیں سنایا کرتے تھے (۲)، مگر ہمیں قیام منقول نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) وعہ ای سی فنادہ رسی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: سنل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن صود الاثنین، فقال: ”فیہ ولدت، وفیہ أنزل علی“ رواہ مسلم۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب لصود، باب صیام التطوع، الفصل الأول، ص: ۱۷۹، قدیمی)

(والتصحیح لمسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة آیات من کل شهر الح ۱۔ ۳۶، قدیمی)

(۲) ”عن أنس وابل قال کان عد اللہ رسی اللہ تعالیٰ عنہ بدکر الناس فی کل حمیس، فقال له رجل ب۔“

ہم بعد و منہ نبوی کے پاس تھے کہ ہوا راجا ویشنوا نے اس وقت اور راجہ مبارک کی طرف شہرہ کے تھے کہ اس قبہ والے سنی مدعیوں کا یہ حکم ہے ایسا فرمایا (۱) مگر بھی حاضریں و قیام کے نہیں ہوئے۔ خاتمہ، راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رسول مقبول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حکم فرمایا کہ یہ حکم نہیں، یہ اور حکم ہے اور حاضریں یہ قیام کرتے جب کہ اس حضرت سنی مدعیوں کا یہ حکم ہے بھی اس بات کا حکم نہیں فرمایا کہ اس کے برعکس ثابت ہے کہ نہ پش پش فرمایا کہ اس کے حکم کو نہ ہو سکتا جہاں تھے وہیں بیٹھتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے، مسجد کا باہر دروازہ کے قریب تھے وہ یہ حکم سن رہے ہیں بیٹھتے تھے، حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ

= ب عند لرحمہ لوددت انک ذکرنا کل یوم قال اما انہ سمعی من دلک ابی کرہ ن مدکم، وای س حولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتحول بہا محوۃ السامۃ عینہ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من جعل لأهل العلم آیاماً معلومة : ۱۶۱، قدیمی)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں تھے، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یثرب میں تھے، روایت بھی ان دونوں میں ہے

”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ کان معکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فادہ رجل فسلم علیہ ثم جلس، فقال له ابن عباس 'یا فلان' أراک مکتباً حریباً، قال نعم یا ابن عباس رسول اللہ الفلان عنی حق ولا وحرمة صاحب هذا القبر ما أقدر علیہ، قال ابن عباس فلا کسب فیک؟ قال: إن أحسنت، قال فانتعل ابن عباس، ثم خرج من المسجد، قال له الرجل: سست ما کتب فیک؟ قال لا، ولکی سمعت صاحب هذا القبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والعهد بہ قریب فدمعت عیناه، وهو یقول من مشی فی حاجة أحیہ وبع فیہا، کان حیراً له من عکاف عشر سنین، و من اعتکف یوماً اسعاً ورحہ اللہ، جعل اللہ سببہ ورسول اللہ ثلاث حدائق بعد مدین للاحقین، روضہ لصریح فی الأوسط، ولسهفی واللتط لہ، والحاکم مختصراً وقل صحیح لاساد، وکد فی شریع، وقل السیوطی فی لدر صحیحہ الحاکم وضعہ البیہقی“ (بحوالہ فصول اعمال لمشیخ مولانا محمد زکریا، فصول رمضان، فصل ثانی ص ۲۵۳، ۲۵۴، کتاب خانہ فیضی لاہور)

عیہ وسلم کی پڑھنے پر کی فرمایا آگے آجہ (۱)۔

یہاں کے بعد اب سے بڑی چیز نماز ہے۔ اس کے متعدد ارکان میں مختلف چیزیں پڑھی جاتی ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز اور روضہ شریف قیام کی حالت میں نہیں پڑھا جاتا، نہ رکوع سجدہ کی حالت میں پڑھا جاتا ہے بلکہ بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ یہ حدیث کہتے وقت اوس غسل کیا، مسواک کی، دو رکعت نماز نفل پڑھی تب ایک حدیث لکھی (۲) اس ادب و احترام کے ساتھ یہ کتاب سولہ سال میں مکمل ہوئی (۳) مگر یہ ثابت نہیں کہ کسی حدیث کو خواہ وہ ذکر و استعاذہ سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو کہ اسے پورا رکھا ہو۔ جس وقت اپنی کتاب کا اہتمام کرتے تھے تو بعض اوقات ایک رکھ دیا اس سے زیادہ جمع ہو جاتا مگر سب بیٹھے رہتے تھے، کوئی ہی مت قیام نہیں لکھتا تھا اور بھی کسی محدث سے قیام ثابت نہیں۔ حالانکہ یہ سب حضرات ذرا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑی تعظیم کرتے تھے (۴)۔

(۱) "عن حارر رضى الله تعالى عنه قال لما استوى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم الجمعة قال "احسروا، فسمع ذلك ابن مسعود رضى الله تعالى عنه، فحس على باب المسجد، فراه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال "تعال يا عبد الله بن مسعود"، فو داود، ابوب الحصة، باب الإمام يكرم الرجل في خطبه : ۱، ۱۵۶، مكتبة دار الحديث)

(۲) "قال ابو القاسم الكشميصي سمعت الثوري يقول سمعت اسمعيل لبحري رحمه الله تعالى يقول "ف وصعت في كتاب الصحيح حديثا الا اعتسنت قبل ذلك وصليت ركعتين" (مقدمه فتح الباری، ذکر فصائل الجامع الصحيح ۵-۶، قدیمی)

(۳) "عن شمس الدین صاحب روضة العیون نے بعض واقعات سے اخذ فرمایا ہے کہ ۲۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

۲۳۳ھ میں فقہاء اور یہ متعین ہے کہ کتاب سولہ سال میں مکمل ہوئی ہے۔ (سیر علاء السلا

۱۲، ۴۰۵، بحوالہ کشف السری لشیخ الحدیث مولانا و مرشدنا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم

۱۵۶، مکتبہ فاروقہ کراچی)

(۴) ان تعظیم و توقیر کا انداز اس بات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کہتے وقت جہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا نام لیا جاتا ہے ان حضرات نے اہتمام کے ساتھ وہاں درود لکھا ہے، حتیٰ کہ یہ موضع، گھر کے جاننے والے،

جہاں پڑھنا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا، مزار پر، حدیث لکھی، جو بعد از تعظیم وہاں بھی درود لکھا ہے یقیناً قیام وہاں تک نہیں۔

نیز اس مقصد کے لئے شروع ہی سے قیام کیوں نہیں کیا جاتا جب کہ مجلس ہی ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

(یہاں تک قیام سے متعلق گزارش تھی)

”پ کے خط میں دوسری چیز ۱۲ ربیع الاول کی تخصیص و اہتمام کا سوال ہے، اس کے متعلق عرض ہے کہ مروجہ نفس میں و شریف کی حیثیت جب سامنے آگئی کہ اس کا ہمیں شرعی ثبوت نہیں تو ۱۲ ربیع اول کی تخصیص و اہتمام کا مسئلہ خود بخود حل ہو گیا، اگر مروجہ مجلس میا و شریف کا ثبوت ہوتا پھر اس کی تخصیص ۱۲ ربیع اول کے ساتھ جاتی تو اس تخصیص کو منع کیا جاتا (۱) فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیز فی نفسہ مستحب ہو اور لوگ اس پر اصرار کرنے لگیں تو وہ چیز مکروہ ہو جاتی ہے۔

”لاصر ر علی مندوب بسعه ہی حد الکراہۃ لہ“۔ سعایۃ ۲: ۲۶۵ (۲)۔

اسی طرح طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے:

”من أصر على المندوب، وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من إصرار، فكيف من أصر على بدعة أو مكر؟“ وح، فی حدیث ابن مسعود رضى الله تعالى عنه عن ابن مسعود أن توتی رخصه كما يحب أن توتی عرائمه لہ“۔ (سعایۃ: ۲: ۲۶۳) (۳)۔

جب کہ اصرار سے مستحب چیزیں بھی مکروہ ہو جاتی ہیں تو بدعت پر اصرار کا کیا حال ہوگا؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مغل میا و شریف پر چھنے کے متعلق جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو، فرمایا ہے:

”قال ابن المير فيه أن المندوبات قد تبث بقلب مكر وهات إدار فعب عن رتبها . لأن الميام مستحب في كل شيء أي من أمور العادة، لكن لما حشى ابن مسعود رضى الله تعالى عنه أن يعتقدوا وحوه، اشر إلى كراهته والله تعالى أعلم“ (فتح الباری، كتاب الأذان، باب الأتقان والأصراف من اليمين و الشمال: ۳۳۸/۲، دار المعرفة بیروت)

(۲) (السعایۃ، باب صفة الصلوة، قبل فصل فی القراءۃ: ۲/۲۶۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) (السعایۃ، باب صفة الصلوة: ۲/۲۶۳، سہیل اکیڈمی)

رکتے، اگر تھوڑا بھی جائز رہیں تو بہت تک پہنچ جائے گا۔“ (مکتوب ۷۲۰، دفتر سوم) (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

حررہ العبد محمود غفرلہ جامع العلوم کانپور۔

قیام میلاد کی شرعی حیثیت

سوال [۸۹۵]: مجلس میلاد کیا نوعیت رکھتی ہے؟ اور اس کی کس حد تک تعظیم کرنا چاہیے، کیا وقت ذکر پیدائش بطور تعظیم قیام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض علماء فرماتے ہیں وقت ذکر پیدائش قیام کرنے کے لئے شرعاً کچھ اصیت نہیں بلکہ ناجائز و بدعت ہے، مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور بعض کہتے ہیں مستحب ہے اور دو حدیث پیش کرتے ہیں۔

”عن اسی سکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ علیہ وسلم إذا جاءہ امر سرور یسرہ، خرّ ساجداً لشکر اللہ تعالیٰ“۔ روایہ أبو داؤد (۲) و الترمذی (۳) مشکوٰۃ المصابیح ص: ۱۳۱ (۴)۔

”عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیضع لحسان منبراً فی المسجد، یقوم علیہ قائماً یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) فارسی عبارت یہ ہے ”دیگر در باب مود و خوانائی اندر حق یافتہ بود و نفس قرآن خواندن بصوت حسن، و در قصہ مدحت و منقبت خواندن چہ مضائقہ ست، ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است، مخدوم ابی طر فقیہ میر سید تاسد این باب مطلقاً منعند، و جو سن ممنوع نئے کردند، اگر اندک تجویز کردند، منجر بہ بسیار خوابد شد،“ قلیلہ یفرضی ان شیء،“ قول مشہور است، و اسرار مکتوبات امام ربانی ص ۱۵۷، سعید

(۲) (أبو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی سجود الشکر: ۳۸۳/۲، مکتبہ دار الحدیث ملتان)۔

(۳) (جامع الترمذی، أبواب السیر، باب ما جاء فی السجود: ۲۸۷/۱، سعید)

(۴) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب فی سجود الشکر، ص: ۱۳۱، قدیمی)

سوال میں مذکور الفاظ اور مشکوٰۃ شریف کے الفاظ میں تھوڑا سا تغیر ہے، سوال کے الفاظ واضح ہیں اور مشکوٰۃ المصابیح میں یہ ہیں: ”إذا جاءہ امر سروراً أو یسر بہ“ شک کے ساتھ اور ابو داؤد میں ”سروراً“ منصوب نہیں بلکہ مضاف یہ ہے ”امر“ کے لئے۔ دوسری عبارت ”خر ساجداً شاکراً للہ تعالیٰ“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ سیدنا صفحہ، و فیہ من سئل عنہ عنی عنہ وسلم "ان ما عند حسن روح عند حسن" ۲۔ سیدنا صفحہ، و فیہ من سئل عنہ عنی عنہ وسلم "ان ما عند حسن روح عند حسن" (۱)۔

یہی حدیث سے ماہر ایتے ہیں کہ خوشی کے کام میں بدو کرنا اور بعد اس کے ہڑ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایہ وہ وقت کہ انہوں نے مستحب ہے، تمام کرمیہ میں حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرپیدائش بیان کرتے ہوئے ہڑے ہو جاتے ہیں اس سے حدیث کی تابعداری ہوتی ہے، حدیث ثانیہ سے جس چیز کا ثبوت ہو وہ بدعت سیہ نہیں ہو سکتا بلکہ بدعت حسنہ ہے۔ اور یہ حدیث سے ظاہر سمجھا جاتا ہے کہ خوشی سے شکر کا سجدہ کرنا اور اس کے بعد ہڑے ہونا۔ اب مسلمانوں کے نزدیک جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر سے زیادہ خوش خبری اور یہاں ہو سکتی ہے، اب اگر کوئی اس موقع پر سجدہ کرے اور اس کے بعد ہڑے ہو جائے تو یہ کوئی خرابی کی بات نہیں بلکہ مستحب ہے۔

ب دریافت طلب یہ امر ہے کہ دونوں فریق میں سے کس کی دلیل مانی جائے؟ اور دونوں حدیثوں سے کس نظم سے مستحب ثابت ہوتا ہے اور مستحب ثابت ہونے کے لئے کیا قواعد اور اصول ہونا ضروری ہیں؟ متابق مذہب حنفی کے اور دونوں حدیثوں کے اندر کیا نظم ہے؟ مستحب کے پیش نظر رقم فرما کر ممنون فرما میں۔

الجواب وهو الموفق للصواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک مطاقا خواہ آپ کی نماز وغیرہ مبارکات کا ذکر ہو، خواہ بیع شرا وغیرہ معاملات کا ذکر ہو، خواہ والدت وغیرہ احوال کا ذکر ہو بدشہب باعث برکت، موجب ثواب ہے (۲)۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، ص ۴۰، قدیمی)

موجودہ نسخہ میں نصع بغیر م کے ہے، اسی طرح مرقۃ المفاتیح میں بھی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ۱/۵۵۵، سنیدہ کونہ)

۳۔ اس بات کی تائید صحابہ کرم رضی اللہ عنہم کا حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل بیان کرنے سے ہوتی ہے کہ غرض وقت ہونی، روئی کی سہولت سے غرض رہتا ہے کہ ہمارے سے حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک بیان کیجئے تو وہ سہولتی متی مقدور حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان، حلیہ، نشست و برخاست، اخلاق اور معاد بیان کرتا ہے یقیناً قیام کی جاتی ثابت ہیں۔

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سالت حالی ہمدان فی حالہ و کان و صدق عن

لیکن میاں دمرجہ شرعاً ہے اصل، بدعت و ناجائز ہے، اس کے مفاسد و قبائح کتاب المدخل، ج: ۲ میں: ۳۲ صفحات میں لکھے ہیں (۱)۔ عربی فارسی اردو میں مستقل رسائل اس کے عدم جواز کے متعلق علمائے حق نے تصنیف فرمائی ہیں۔ چند خرابیاں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں

- ۱۔ روایات جو محفل میاں میں عموماً سنائی جاتی ہیں وہ اکثر غیہ معتبرہ اور بعض موضوع ہوتی ہیں، جن کا پڑھنا اور سننا اور ان پر اعتقاد رکھنا ناجائز اور سخت سناو ہے (۲)۔
- ۲۔ رات کا بڑا حصہ اس محفل میں گزارا، آخر شب میں نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے (۳)۔

= حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وأنا أشتہی أن یصف إلى شیء أتعلق به، فقال: کن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحما مفعما، يتلأأ وحبه تلالو القمر ليلة البدر، أطول من المربع وقصر من المشد، عظم الهامة، رحل الشعر إن انفرت عقبته فرق وإلا فلا يحاور شعره شحمة أذیه، إذا هو وفرقة، أرهر اللون، واسع الحین، أرح الحواحب، سوانح من غیر قرون بیہما“ إلى آخر ما قل (ثمانی الترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۲، سعید)

(۱) (تقدم بعض عبارات المدخل تحت عنوان: ”محفل میاں“)

(۲) ”عن اسی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”من کذب عنی متعمداً، فلیتوا مقعده من النار“ (الصحيح لمسلم، مقدمة باب تعلیط الکذب عنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷/۱۰، قدیمی)

”واعلم أن هذا الحديث یشتمل علی فوائد وحمل من القواعد الثابۃ: تعظیم تحریم لکذب عنیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وأنه فاحشه عظیمۃ و موبقة کبیرۃ اه“ (شرح البووی علی الصحيح لمسلم، مقدمته ۶/۱۰، قدیمی)

(۳) ”یہ بہت بڑا گناہ ہے، یہ نہ رکنا جماعت پر بہت سخت عید سنائی گئی ہے“ عن اسی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ”إن أثقل صلوة علی المنافقین صلوة العشاء و صلوة الفجر، و لو یعلمون ما فیہا، لا توہم و لو حیوا، و لقد هممت أن آمر بالصلوة فتقام، ثم أمر رجلاً فیصلي بالناس، ثم أطلق معی برحالی، معہم حرہ من حطب إلى قوم لا یشہدون الصلوة، فأحرق علیہم بیوتہم بالنار“ (الصحيح لمسلم ۲۳۲ باب فصل صلوة الجماعة و بیان التشدید فی التحلف علیہا و أنها فرض کفایۃ، قدیمی)

۳۔ قرب و جوار کے وقت بھی نہیں ہو سکتے ہیں (۱)۔

۴۔ اس محفل کی شرکت کو ضوری خیال کیا جاتا ہے چنانچہ شریک نہ ہونے والے پر لعن صحن کیا جاتا ہے، اگر کوئی نماز میں شریک نہ ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں کی جاتی تو معلوم ہوا کہ اس محفل کی اہمیت نماز سے بھی زیادہ ہے (۲)۔

۵۔ روشنی، خوشبو، غیہ، منہ و رت سے زیادہ کی جاتی ہے جو اسراف ہے (۳)۔

۶۔ قیام کو ضوری سمجھا جاتا ہے، اگر کوئی قیام نہ کرے تو وہ سب شریک کی نظروں میں مغفول ہوتا ہے، طرح طرح سے اس پر سب و شتم کرتے ہیں حتیٰ کہ اس ترک قیام کا درجہ ترک صلوٰۃ بدستور سے بھی زیادہ بڑھا دیتے ہیں (۴)۔

۷۔ قیام کے وقت، اتفاقاً دیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لائے ہیں اور ہماری بہ بات کو خدا تعالیٰ کی طرح بد واسطہ حاضر و ناظر ہو کر ملاحظہ فرما رہے ہیں (۵)۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں مبالغہ کرتے کرتے آپ کے درجہ و انسائیت سے نکال کر خدا کے وحدہ و شریک کے درجہ میں بردیا جاتا ہے (۶)۔

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ" (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ: ۶، ۱، قدیمی)
 ۲۔ "قل بن المیر فیہ ان المدویات قد تقلب مکروہات اذا رفعت عن رتبتها؛ لأن التیامن مستحب فی کل شیء، ای من امور العادة، لکن لما خشی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن یعقدوا وحوہ أشار إلی کراہتہ، واللہ تعالیٰ اعلم" (فتح الباری، کتاب الأذان، باب الاثنان والاضرف عن الیمین والشمال: ۳۳۸، ۲، دارالمعرفة بیروت)
 (۳) قل اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا یحب المرففین﴾ (الانعام: ۱۴۱)
 ۴۔ (انظر الحاسیة رقمہا ۲)
 ۵۔ (تقدم تحریجہ تحب عوان "قیامیہ" منض)

۶۔ مطرف قل قل اسی انطلقت فی وفد سی عامر إلی السی ﷺ فقلنا أنت سیدنا، فقل "السید اللہ"، قلنا: أفضلنا" (الحديث) ولرزین عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: "إنی لا أرید أن ترفعونی =

۹۔ بسا اوقات میاں میں عورتیں شرکت کرتی ہیں اور ان کا مردوں کے ساتھ بے حجبانہ اختلاط ہوتا

ہے (۱) سی غیر دلت میں نمکاسہ۔ بعض امور نہ و کبیرہ میں اور بعض شرک ہیں۔

دونوں حدیثوں سے انتخاب قیام پر استدلال کرنا نہایت تعجب خیز ہے، پہلی حدیث میں قیام کا ذکر تک نہیں بلکہ سجدہ کا ذکر ہے، اگر کہا جائے کہ بعد سجدہ آپ قیام بھی فرماتے تھے تو گو حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں، تاہم علی سہیل التسلیم کہا جاسکتا ہے۔ اصل مقصود سجدہ ہے اور قیام سجدہ کے تابع ہے، قیام اصل مقصود ہی نہیں، اگر قیام اصل مقصود ہوتا تو ہم از حدیث شریف میں اس کا ذکر ضرور ہوتا، گو تبعاً ہی کہیں۔ نیز یہ اہل محفل اس خوشخبری کے وقت سجدہ کرتے ہیں، اگر پھر قیام کرتے ہیں؟ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہ اصل مقصود (سجدہ) کو چھوڑ کر صرف تابع (قیام) پر استفا کرتے ہیں، اگر ایسا ہے تو کس قدر قلب موضوع ہے۔

بڑی غلطی مستدل سے یہ ہوئی کہ وہ خوشخبری کے معنی نہیں سمجھا، خوشخبری عرف میں کہتے ہیں اس اچھی چیز کو جس سے بشر میں خوشی کی وجہ سے تغیر پیدا ہو (۲) اور یہ پہلی مرتبہ خبر دینے میں ہوتا ہے، اہل محفل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا علم پہلے سے ہے، اس محفل میں ان کو اول مرتبہ علم نہیں کرایا گیا بلکہ ولادت کا علم پہلے سے ان کو حاصل تھا، اسی کا دوبارہ تذکرہ کیا گیا، لہذا ان کے حق میں یہ بشارت نہیں ہوئی بلکہ خبر ہوئی۔

”مس ق۔ کل عبد بشرنی بولادة فلانة، فهو حر، فبشره ثلاثة متفرقين، عتق الاول؛ لأن بشاره اسم الخبر يغير بشرة الوجه، ويشترط كونه ساراً بالعرف، وهذا إنما

فوق مرلتی التي أوليها الله تعالى، أما محمد بن عبد الله، عمده ورسوله“ (جمع الفوائد، باب النساء والشكر والمدح والرفق: ۳/۳۶۸، إدارة القرآن کراچی)

(۱) (قد مضى تحريجه تحت عنوان ”مجلس میاں کے منکرات تنمیا اور عظمیٰ ہجرت“)

(۲) ”و بشر بشر إذا فرح قل و معنى يترك ويشرك من البشارة، قل و أصل هذا كله أن بشرة الإنسان تسقط عند السرور، ومن هذا قولهم فلاں يلقى بشرى أى نوحه مسقط“ (اللسان العرب: ۳/۶۲، دار صادر بيروت)

وفيه أيضاً: ”قال ابن سيدة: ظلوا منها البشرية على إخبارهم إياها بمحىء إبنها“، (۲/۶۱)

ثابت ہے (۱)۔ اگر باغرض قیام کا استحباب ثابت بھی ہوتا تو چونکہ اس کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ کیا جاتا ہے ہندو ترک ضروری ہے۔

”مس خبر علی مدوہ و جعدہ عرمانہ و عملہ۔ ہر حصہ، فقد اصابہ منہ شخص من
الصلوات، فکشف من خبر علی مدوہ و جعدہ عرمانہ و عملہ۔ فی حدیث من مسعود رضى الله تعالى عنه
من منہ بحب ان توتی رخصه کما یحب ان توتی عرمانہ۔“ سہیل علی نقی ”حدیثہ
مشکوہ (۲)۔ سعیدہ ۲، ۳، ۴ (۳)“ (ب) خبر علی مدوہ و جعدہ عرمانہ و عملہ۔“
سعیدہ ۲، ۳، ۴ (۴)۔

= لحدیث ان لسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماتی براس ابی جہل حرمہ احد و قد روی عبد اللہ بن
ابی اوفی رائتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی بالصحن رکعتیں حین بشر بالفتح، اوبر من لسی جہل و
نصر اللہ و حہ بنی حیثہ، وقد بلغا عہ، انہ قال وقد ألقى عبہ ہدہ لمسألة ”لو الرہ لعد السجود
عند کل عمة متحددة عظیمہ الموقع عند صاحبنا، لکان عبہ ان لا یعمل عن السجود طرفہ عین ۱۰ لایہ
لا یخلو عبہ اذی ساعة، فإن من أعظم عمة عند العباد عمة الحیاء، وذلك یتحدد عبہ بتحدد
الافس، او کلاما ہذا معاً“ (المرفقة شرح السکوہ، کتاب الصلوۃ، باب فی سجود انکر
۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳

روایات جمع افوائد ۲/۱۵۰ (۱) میں مذکور ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اعلم۔

حررہ لعبد محمود شہودی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۷/۵۸ھ۔

اجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف، ۲۱/رجب/۵۸ھ۔

قیام میلاد کا حکم

سوال [۱۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں:

مسئلہ: قیام میلاد بدعت حسنہ ہے یا سیئہ؟ اگر بدعت سیئہ کہتے ہیں تو اس صورت میں تو اس

توارث و راجح کے خلاف لازم آئے گا کیونکہ قیام میلاد کے اوپر اجماع ہو چکا ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان

۴/۳۸ (۲) میں ہے: "وقد جمع عند الإمام نفی مدیہ سبکی جمع کثیر من علماء عصرہ،

وأشد مشدقون نصر صری: قليل المدح الخ، فعند ذلك قام الإمام السبکی وجميع من

بالمجلس (إلى) ويكفي ذلك في الاقتداء، وقال ابن حجر الهيتمي: إن سعة حسنة متفق

عنى مذهبا". مولود برزنجی، ص: ۲۹ (۳)۔

"قد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف أئمة ذرواية وروية". إشباع الكلام، ص: ۶۰ (۴)۔

"قد حتمت لأئمة المحمدية من أهل السنة وجماعة على استحسان قيام

لمذكور". مجموعه فتاویٰ ۳/۱۳۰ (۵)۔ سیرت وطہان: ۱/۵۱ (۶) میں بھی ایسا ہی ہے۔

() "مطرف قال قال أبي: "أبطلت في وفد سي عامر إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقلا: أنت

سيدنا فقال "السيد الله"، قلنا: أفصلنا". الحديث لورين عن ابن رضى الله تعالى عنه "أبي

لا أريد أن ترفعوني فوق مرلتي التي أنزلها الله تعالى، أنا محمد بن عبد الله، عبده ورسوله" (جمع

الفوائد، باب الشاء والشكر والمدح والرفق: ۳/۳۶۸، إدارة القرآن كراچی)

(۲، ۳، ۴) (لم أجد هذه الكتب)

(۵) مجمعة فتاویٰ سے اگر علامہ عبدالحی تھنوی کے فتویٰ مراد ہیں تو ان میں قیام میلاد ۱۰۰ بے اصل قرار دیا گیا ہے، (مجموعہ

فتاویٰ، کتاب استغفرات: ۳/۲۵۸، سعید)

(وایضا مجموعه الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ: ۲/۳۳۵، امجد اکیڈمی لاہور)

(۶) (لم أظفر على هذا الكتاب)

اس کے علاوہ امام غزالی "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں "أدب خمس موفقه نفوس فی تقيده
 یذ قیام أحد منهم فی وحد صادق من غیر رب، و تکف، و قیام، حنیر من غیر صبر و حد، و قیام
 له الجماعة، فلا بد من الموافقة، فذلك من أدب الصحة" (۱)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر قیام بدعت سنیہ ہے تو مذکورہ بالا دلائل کے دندان شکن جوابات کیا ہیں؟ بہر
 حال اگر بدعت سنیہ ہو تو مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی، یا حرام ہے؟ ان میں سے جس کو بھی اختیار کریں مدلل و مفصل
 و حوالہ کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں میں نوازش ہوگی۔ والسلام۔

ستیک الرحمن ۲۴، پرنوی، ۲۲/رجب/۱۴۹۱ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ مروجہ مجلس میل و نہ قرآن کریم سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے ثابت ہے، نہ خلفائے راشدین
 و دیگر صبیہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے، نہ تابعین و ائمہ مجتہدین (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام
 شافعی، امام احمد وغیرہم) وغیرہ سے ثابت ہے، نہ محدثین (امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام
 نسائی، امام ابن ماجہ، وغیرہم رحمہم اللہ) سے ثابت ہے، نہ اولیاء کامیین (حضرت عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین
 الدین چشتی، جمیری، خواجہ بہاء الدین نقشبندی، شیخ عارف شہاب الدین سہ وردی وغیرہم) سے ثابت ہے۔
 چھ صدی اس امت پر اس طرح نزر گئیں کہ اس مجلس کا کہیں وجود نہیں تھا، سب سے پہلے بادشاہ ارسل
 نے شاہانہ انتظام سے اس کو منعقد کیا اور اس پر بہت روپیہ خرچ کیا، پھر اس کی حرص و اتباع میں وزراء، مرہونے
 اپنے اپنے انتظام سے مجس منعقد کیں، تفصیل تاریخ ابن خلدون میں ہے (۲)۔

اسی وقت سے ۷۰۰ کے حق نے اس کی تردید بھی لکھی ہے، چنانچہ کتاب امدخل (۳) میں عدم ان

(۱) (احیاء علوم الدین للغزالی، کتاب آداب السماع والوحد، المقدم الثالث من السماع، لادب
 الخامس: ۲، ۳۰۵، دار المعرفة بیروت)

(۲) (وفیات الأعیان و ألساء ألساء الزمان لأبن خلدون، نرحمة مطهر ندین صاحب ارس، رقم لترحمہ
 ۵۴۷، ۱۱۷، ۱۱۹، دار صادر بیروت)

(۳) (رقد مصی بعض اقسامہ تحت عنوان "مستل میا" و عنوان "میا" کا خاص صیغہ)

ان ج نے بتیں سنحی میں اس کے قبائح و مناسد وائل شریعہ کی روشنی میں لکھے ہیں۔ ۳۷۷ھ میں اسکی تصنیف سے فراغت حاصل ہوئی، پھر جہاں یہ مجلس پہنچتی گئی، وہاں کے علماء تردید فرماتے گئے، چنانچہ عربی، فارسی، اردو، ہر زبان میں اس کی تردید موجود ہے اور آج تک تردید کی جا رہی ہے، کیا اس کا نام اجماع ہے، غایب مدعی کو اجماع کی تعریف ہی معلوم نہیں ہے "جمع کبیر من عند عصرہ"، ایک مجلس میں اکٹھے ہو گئے ورنہ ہمارے ہو گیا؟ غور طلب یہ ہے کہ اس دور میں جتنے علماء موجود تھے کیا ان میں سے کثیر تعداد ایک جگہ (بئیں کے مکان) پر جمع ہوئی تھی؟ اس کثیر کی مقدار تعداد کیا تھی، تین چار کو بھی کثیر کہا جائے گا یا جمع کثرت کی حد تک پہنچ کر دس یا وہ تک مبالغہ کیا جائے گا؟ کیا ان کی تعداد کی شریعت منید اجماع ہے؟

ہاں یہ ممکن ہے کہ ان حاضرین میں سے کسی نے مخالفت نہ کی ہو لیکن ان کے علاوہ جتنے علماء اس وقت کے تھے، کیا انہوں نے بھی مخالفت نہیں کی؟ یا اس گھریلو اجماع کے ساتھ موافقت کی ہے؟ نیز ان شریک نہ ہونے والوں کی تعداد شریک ہونے والوں کے مقابلے میں کثیر تھی یا قلیل؟ اگر شریک نہ ہونے والے قلیل تھے اور شریک ہونے والے کثیر تو اس مکان کی وسعت کس قدر ہوگی؟ جہاں اتنی بڑی تعداد سما گئی؟ اور صرف اس ہستی کے علماء جمع ہونے تھے یا تمام اطراف و اکناف کے جمع ہوئے تھے (یا کئے گئے تھے؟) اگر نہ شریک نہ ہونے کی تعداد کثیر تھی جیسا کہ متبادر ہے کہ ایک مکان میں ایک وقت میں اتنی بڑی تعداد نہیں آ سکتی ہے تو جمع کثیر کا طلاق نہ شریک ہونے والوں پر زیادہ مناسب و اقرب الی الشقہ ہے، لہذا استدلال برعکس ہو جائے گا۔

"لا جماع فی سعة لاتفاق، و فی السریعة: اتفاق محتہدین صاحب من أمة محمد

صی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عصر و حدیعی أمر فوی أو فعی ہ۔"

"و لمرد سمجہدین جمع سمجہدین الکائیں فی عصر من لأعصر، و حذر بہ

عن اتفاق مقتدین و حذر عن "صالحین" عن اتفاق محتہدین دوری ہوی سعة و ففس

و قویہ: "أمة محمد صی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" عن اتفاق محتہدین الشریع السعة ہ۔"

"لا جماع فی سعة لاتفاق، و فی السریعة: اتفاق محتہدین صاحب من أمة محمد

صی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عصر و حدیعی أمر فوی أو فعی ہ۔"

"و لمرد سمجہدین جمع سمجہدین الکائیں فی عصر من لأعصر، و حذر بہ

عن اتفاق مقتدین و حذر عن "صالحین" عن اتفاق محتہدین دوری ہوی سعة و ففس

و قویہ: "أمة محمد صی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" عن اتفاق محتہدین الشریع السعة ہ۔"

نقیم، و هو یصد بدعة، نہ یرد فیہ شئی۔ فتاویٰ حدیثیہ، ص: ۵۷ (۱)۔

ایک دوسرے قیام پر رد کرتے ہوئے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیام میلاد پر بھی رد فرمایا ہے (۲)۔ اس کی اجازت نہیں دی، اس کی اجازت کو ان کی طرف منسوب کرنا غلط اور بہتان ہے، مدوہ زیر حنفیہ پر غیر کا قول بلا دلیل کیسے حجت ہوگا؟

”احیاء العموم“ میں کیا مجلس میلاد کے قیام سے متعلق یہ عبارت ہے، جس کو مدعی نے پیش کیا ہے، جب نفس مجلس میلاد شریف کا ہی مروجہ طریق پر ثبوت نہیں تو پھر قیام کیسے ثابت ہوگا؟

حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل میلاد میں تشریف لانا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، یہ عقیدہ بلا دلیل ہے (۳)۔ بلا دلیل شرعی کے حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا نہایت خطرناک ہے، اس کی سزا جہنم ہے (۴)۔ اپنی ظاہری حیات طیبہ کے قیام کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

”عن انسی أمامة رضى الله تعالى عنه قال: خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم متكئاً على عصا، فتم له، فقال: ”لا تقوموا كما يقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضاً“ رواه أبو داود

(۱) (الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب فی أن القیام فی أثناء مولده الشریف بدعة لا ینفی فعلها، ص ۲، ۱، قدیمی)

(۲) ”الموالد والاذکار التي تفعل عبدنا أكثرها مشتمل علی حیر و علی شربل شرور، لو لم یکن منها الارویة الساء للرجال الاحاب، وبعضها لیس فیها شر، لكنها قلیل نادر، ولا شک أن القسم الاول ممنوع للقاعدة المشهورة المقصورة أن درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح، فمن عدم وقوع شیء من الشر فیما یفعله من ذلك فهو عاصی آثم“ (الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب الاحتماع للمولد والاذکار، مطلب ما لم یترتب علیه شر و إلا فیمنع منه، ص: ۲۰۲، قدیمی)

(۳) (قد مضی تخریجه تحت عنوان: ”محفل میلاد“)

(۴) ”عن انسی هريرة - رضى الله تعالى عنه - قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ”من كذب عني منعم، فليسوا مقعدون من النار“ (الصحيح لمسلم، مقدمة، باب تعلیط الكذب علی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ۷/۱، قدیمی)

فی مسند (۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۰۳ (۲)۔

جان نثار صی بہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب میں جس قدر عظمت و محبت تھی، وہ کسی کو نصیب نہیں، ان کا طرز عمل تھا کہ وہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے، قیام نہیں فرماتے تھے کیونکہ یہ قیام ناگوار خاطر تھا اسی وجہ سے قیام کی ممانعت فرمادی تھی

”عن انس رضي الله تعالى عنه عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ”لا يؤمر من يقوم من غير ما يؤمر من غير ما يؤمر“ روى الترمذی، وفي هذا حديث حسن صحيح اه“ (۳). مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۴۰۳ (۴)۔

برائین قطعہ، اہل اہل السنۃ، فتاویٰ میاں دو قیام وغیرہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ یہ بہت مختصر کتابچہ ”غلط فہمیوں کا ازالہ“ دارالعلوم دیوبند صدر مہتمم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ اعلیٰ کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اس میں بھی یہ بحث موجود ہے، بد ثبوت کسی چیز کو دین اور تقرب سمجھنا ہی بدعت ہے اور یہاں تو قیام کے خلاف پردہ نیل موجود ہے، جس چیز کو صاف صاف منع فرمایا گیا ”لا تقوموا“ اس کو دین تصور کرنا تو تحریف ہے جس میں بدعت حسد ہونے کا شائبہ تک بھی نہیں۔

نبی کا تحریم کے لئے ہونا اصل ہے، بغیر قرینہ صارفہ کے اصل سے عدول کا حق نہیں ”—————
کالا امر فی کونہ من الحاص بالہ فقط وضع معنی معبود و هو منحر بہ ہ“ (نور الانوار
ص: ۶۱ (۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(۱) (مسند انس داؤد، کتاب الادب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك ۴۰۳، مکسہ دار الحديث ملتان)

(۲) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب القيام، الفصل الثاني، ص: ۴۰۳، قدیمی)

(۳) (جامع الترمذی، أبواب الاستئذان والادب، باب ما جاء في قيام الرجل للرجل: ۴۰۳، سعید)

(۴) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب القيام، الفصل الثاني، ص: ۴۰۳، قدیمی)

(۵) (نور الانوار، مبحث الہی کالا امر فی کونہ من الحاص، ص: ۶۱، سعید)

محرم، ربیع الاول، ربیع الثانی وغیرہ میں وعظ کا خصوصی اہتمام

سوال [۱۷۸]: یہاں پر اکثر مساجد میں محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک اور ربیع الاول کی پہلی سے بارہویں تاریخ تک اور ربیع الثانی کی پہلی تاریخ سے یارہویں تک اور ستائیسویں رجب کی واپس پندرہویں شعبان کی اور ستائیسویں رمضان کی اور نویں ذی الحجہ کی سب بھر میں ان ایام میں رات کو بعد عشاء وعظ ہوتا ہے، ان کے بعد وہ نہ کسی کو قیام دیتی ہوئی ہے کہ وہ وعظ ہو جائے اور نہ کسی وعظ کو قیام دیتی ہوئی ہے کہ وہ خواب لے لے اور ایام مذکورہ بالا میں کسی پیشی نہیں ہوتی، مثلاً یہ کہ محرم میں بچے دس روز کے بارہ روز یا آٹھ روز کریں، یہ نہیں ہوتا، لہذا دریافت حسب م یہ ہے کہ یہ یقین بدعت ہے یا کہ نہیں، اگر ہے تو حسنہ ہے یا سیئہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایام مذکورہ کی یقین دہانی شریعہ سے ثابت نہیں اور نہ اس کا وجود خیر القرون میں تھا، لہذا اگر ان ایام میں وعظ کو ضروری سمجھا جاتا ہے یعنی اگر کوئی وعظ میں شریعت نہ ہو تو اس کو ملامت کی جاتی ہے اور وعظ کہنے اور سننے کے ثواب کو ان ایام کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے تو یہ بدعت سیئہ ہے "وشر لأمر محدث" (۱)۔ فقط وندہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید سنوبی عنہ اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم، ۷۳۳ھ۔

صحیح: بندہ عبد الرحمن غفرلہ۔

سیرت کانفرنس کے جلسے

سوال [۱۹۸]: ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش میں سیرت کانفرنس اور سیرت انجمنی علی اللہ تعالیٰ

عبداللہ کے عنوان سے جلسے ہوتے ہیں، دیوبندی حضرات بھی ایسے ہی اجلاس بدلتے ہیں، لیکن بریلوی سے تعلق رکھنے والے ان کے یہاں قیام و میعاد بھی ہوتا ہے لیکن دیوبندی حضرات محض اپنے عہد کو بدلتے ہیں سنتے ہیں اور سیرت طیبہ سے نیز ارشادات نبوی سے قرآن و حدیث کی روشنی میں مستفید ہوتے ہیں، چنانچہ ہمارے عہد و مشائخ سائیدہ دیوبند، سہارن پور وغیرہ کے شرکت فرماتے ہیں اور یہ اجلاس سال کے دوسرے ایام اور شہر میں

(۱) (مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص ۲۷۰، قدیمی)

بھی منعقد ہوتے ہیں، لیکن ربیع الاول میں اس کا زور زیادہ ہو جاتا ہے اس میں بارہ ربیع الاول کی قید تو نہیں، اول و آخر میں بھی اجلاس ہوتے رہتے ہیں۔ ذہن میں خلجان ہے کہ آیا اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ ذرا کرم واضح فرمائیں منیت ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات پاک کا بیان کرنا اور لوگوں تک پہنچانا جس کے ذریعہ زندگی مطابق سنت بنے اور دین کی پابندی کا شوق پیدا ہو درست اور موجب اجر اور مفید ہے، جبکہ اس میں اللہ امالاً یلزم نہ ہو اور کوئی عمل خلاف شرع نہ ہو (۱) مثلاً زمان مبین، تاریخ، دن اور مکان اور خاص بیعت اور مستحب و واجب کا درجہ دینا کہ نہ شریک ہونے والوں پر ملامت ہو وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
امامہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۲۷/۱۴۰۶ھ۔

ربیع الاول کا جلوس

سوال ۱۹۹: بیوی کے شہریوں میں بہار ربیع الاول جموں محمدی ثقافت، اس کے نکالنے میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟ کاپور وغیرہ میں، یکجا گیا ہے کہ علماء کرام بھی اس میں شرکت فرماتے ہیں، اگر اس کے جواز کی کوئی صورت ہو تو تحریر فرمادیں۔

صورت مسئلہ میں زید کا قول مندرجہ ذیل ہے، "اُروہ منہیات شریعہ سے خالی ہو تو شرعی قباحت نہیں

(الموالد والادکار التي تفعل عبداً أكثرها مشتمل على حبر، كصدقة وذكر وصلاة وسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومدحه، وعلى شرب شرور، ولو لم يكن منها إلا رؤية النساء للرجال الأحباب، وبعضها ليس فيها شرٌ لكنه قليل نادر والقسم الثاني) أي لدى ليس فيه شر
سنة تسميه الأحاديث الواردة في الأذكار المخصوصة والعامة، كقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا يقعد قوم يدكرون الله إلا أحشيم الملائكة، وغشيتهم الرحمة، وبرئت عليهم السكينة، وذكرهم الله تعالى فيمن عبده" رواه مسلم وفي الحديثين أوضح دليل على فصل الاجتماع على الحبر والحدوس له الحجج (المأوى الحديث لانس حجر الهيثمي، مطلب الاجتماع للموالد والادكار مطبوع ماله سرتب عليه شر، وإلا فيجمع منه، ص: ۲۰۲، ۲۰۳، قديمي)

اور ایسے امور جو قباحت شریعہ سے خالی نہ ہوں اور اپنی رنجان کے پیدا کرنے میں تعاون معلوم ہو تو ان کا اختیار کرنا اور باعث جر ہے۔ مگر کا قول ہے کہ ”یہ ناجز اور بدعت ہے اور دلیل میں ہوتا ہے کہ“ کس بدعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ان دونوں میں کس کا قول درست ہے؟

المستفتی محمد حنیف معرفت مسعود الحسن مسجد امام شہید چوک، بازار بہرائچ۔

الحواب حامداً ومصلیاً:

ایسا جہوں کا تعلق نفس ثابت نہیں، قرآن مشہور ہا بالآخر میں اس کا نہیں وجود نہیں، سب فقہ اور کلامائے میں نہیں پتہ نہیں (۱) اور اس کی اتنی اہمیت ہوتی ہے کہ اس میں جھنڈے ہوتے ہیں، نعرے ہوتے ہیں اور نعرے بھی وہ جو موہم شرک ہیں، بعض جگہ ننگے سر اور ننگے پیچ چلتے ہیں، اخیر شب میں پھولوں کا بار لے کر جاتے ہیں، کچھ دیر کے لئے بالکل خاموش با اوب یہ تصور لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ ابھی حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش ہو رہی ہے اور یہ باران کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ہیں، پھر ایک دم صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

بعض بدعات کی ابتداء اچھی نیت سے ہوتی ہے اور فی نفسہ ان میں کوئی خرابی بھی نہیں ہوتی تھی، مگر پھر ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں، مثلاً تاریخ کا التمام، دن کا التمام، بیت کا التمام۔ بعض بدعات کی ظاہری صورت دیکھنے میں اچھی اور نیک معلوم ہوتی تھی لیکن حقیقتاً ان میں اعتقادی یا عملی منفی خرابیاں تھیں، غرض ان بدعات کی

(۱) ”نہ ارام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مستندت بھی قرآن، حدیث اور صحیحہ ارام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار ہیں، انہی اصول سے وہ مسائل کا استنباط کرتے ہیں، ان کے اندر اگر ان کو کسی مسئلہ کی طرف اشارہ بھی ملے تو یہ حضرات اس مسئلہ کی صداقت کے ذمہ داری میں نہیں مذکورہ جہوں اور اس قسم کی بدعات جو مروج ہیں کے بارے میں ان حضرات کو نہ احتیاج ہے اور نہ اشرار و فتنہ پیچھے ہے کہ اس کے جواز کا حکم، بلکہ اس قسم کی بدعات کے تو ان اصول میں مدد موجود ہے، بنا پر یہ حضرات تردید کرتے چکے آ رہے ہیں

حدیث ”من أحدث فی أمرنا هذا لیس له فی الشیء من أمر حدیث من قبلہ“ کے تحت علامہ منہجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”ای الشیء واحصر واتی بأمر حدیث من قبلہ“ (مالیس منہ) ای رأی الیس له فی الکتاب أو السنۃ عاصد ظہر أو حمی، مخطوط او مستط (محمود د) ای مردود علی قاعدہ لطالہ (فیض القدیر ۵۵۹)۔ مکتبہ نواز مصطفیٰ الناز (باص)

وجہ سے بہت بڑی جماعت کے ذہنوں میں دینی اور سنی میں ایسا خط موٹیا کہ اللہ کی پناہ "مذہب" سے ہے۔

ایسے جلوس میں دینی رجحانات تو کیا پیدا ہوتے فرائض و سنن ترک ہوتے ہیں، بخرق جماعت ہوتے ہوئے بھی اہل جلوس کو شرکت جماعت کی توفیق کم ہی ہوتی ہے، جس طرح دوسری پارٹیاں اپنی سو بدیدے مطابق اپنی تشبیر و اقتداء کے لئے بغیر مذہب کی ہدایت کے اپنا عمل تجویز کرتی ہیں، یہی حال اس جلوس کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرر و اعبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۱۹ھ۔

بارہ رقیع الاول کو مدح صحابہ کا جلوس

سوال [۹۰۰]: مثلاً محمود آباد، پینتے پور، فتح پور، کانپور وغیرہ میں ۸ یا ۱۲ رقیعوں میں چار یا دو جھنڈا خوب اہتمام سے شہنشاہ جلوس کی صورت میں نکالتے ہیں، اس جلوس میں سب مل جل کر مدح صحابہ یا اسی قسم کے اشعار خوب راگنی لہجہ سے پڑھتے ہیں، سب گلی و چوں سے گزرتے ہیں، عورتوں کو سناتے ہیں، جہد جہد شربت کا ترغیب دیتے ہیں، جو اس میں شریک نہیں ہوتے اس کو خوب لعن و لعن کرتے ہیں اور اہل بدعت کہتے ہیں، اس جھنڈے کے بانی مہمانی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتاتے ہیں۔ دریافت حسب یہ ہے۔ اس جھنڈے میں شرکت کرنا کسی طرح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو شریک ہونے والے نہ شریک ہونے والے کو برا بھلا کہتے ہیں، اس پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذہب ہے کہ اس کا جواب پاناما دارالبلغین نائنوے حاصل کریں، وہاں سے بتا دیا جائے گا کہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے اس کی بنیاد رکھی تھی یا اس میں کچھ تغیر ہو گیا ہے اور اس کی پشت پر کیا دلائل ہیں یعنی قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، فقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، اس دلیل سے یہ ثابت ہے؟ کچھ جو کچھ وہاں سے جواب ملے، مہربانی فرما کر میرے پاس بھیجیں، وہاں استفتاء کا جواب دیا جاتا

(۱) رد المحتار فی الصلح، باب إذا اصطالحوا علی صلح حور و لصلح مردود ۳۷۱، قدیمی

(و مسلم فی الأفضیة، باب نقص الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۲، ۷۷، قدیمی)

ہے اور اس کی اصل حقیقت سے وہاں کے حضرات پوری طرح واقف ہیں۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

۱۰/محرم اور ۱۲/ربیع الاول کو کاروبار بند کرنا

سوال [۹۰۱]: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۰/محرم اور ۱۲/ربیع الاول کو کاروبار بند کر دینا چاہیے، کچھ لوگ

اس بات کی مخالفت کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شریعت کی طرف سے ان دونوں دنوں میں کاروبار بند کرنے کا حکم نہیں، اس کو شرعی حکم سمجھنا غلط ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۰ھ۔

وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہڑتال

سوال [۹۰۲]: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر مدینہ شریف یا دیگر بد واسطہ میں

ہڑتال ہونی تھی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اظہار افسوس کے لئے ہڑتال کا یہ طریقہ اس زمانہ میں نہیں تھا، نہ مدینہ طیبہ میں نہ دیگر بد واسطہ میں

میں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۳/۸۹ھ۔

(۱) قال الشاطبي "ومنها التراحم الكيفيات والهيئات المعينه والتراحم العادات المعينه في اوقات

معينه لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة الحرة" (الاعتصام للشاطبي، الباب الاول في تعريف البدع

الح، ص: ۲۵، ۲۶، دارالمعرفة بيروت)

"الدعة اسم من الابتداء، سواء كانت محمودة، أم مذمومة، ثم غلب استعمالها فيما هو نقص

في الدين أو زيادة" (القاموس الفقهي، ص: ۳۲، ادارة القرآن)۔

حضرت غوث اعظم کی مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری

سوال [۹۰۳]: ”فتح الربانی“ کتاب میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مواعظ حسنہ میں یہ بیان ہے کہ حضرت مولانا عاشق الہی مرحوم لکھتے ہیں: ”ان کی مجلس وعظ میں صلحاء و ملائکہ کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوتی ہے اور کبھی کبھی روح پر فتوح سید ولد آدم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا نزول اجال بھی تربیت و تائید کی غرض سے ہوا کرتا تھا۔“ ایسا ہی مضمون بریلوی علماء کی کتاب ”حقائق بخشش، ص: ۷۲“ پر یہ شعر تحریر ہے ..

وہ کیا رسل آئیں خو، حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

ان دونوں عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

دونوں میں فرق بالکل صاف و ظاہر ہے، حضرت مولانا عاشق الہی کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ یہ تشریف آوری تائید و تربیت کے لئے ہے (۱)، حقائق بخشش کا حاصل یہ ہے کہ تشریف آوری استفادہ کے لئے ہے۔ حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عالیہ وحی الہی سے حاصل ہیں اور اولین و آخرین سب کے مجموعہ کے علوم بھی ذات مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر نہیں، تو پھر استفادہ کے لئے حضرت سید مہد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں آنے کا مطلب تو یہ ہوگا جو علوم اس مجلس میں حاصل ہوتے ہیں، وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل نہیں تھے، یہ تنقیص ہے ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی، اور فوقیت ہے حضرت قطب

= ”کل محدث بدعة، و کل بدعة ضلالة، و کل ضلالة فی النار“ (مشکوٰۃ کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۳۰، قدیمی)

”عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" منفق عليه“ (مشکوٰۃ، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۲۷، قدیمی)
(۱) راجع: (الفتاویٰ الحدیثیہ، مصلحہ بمکمل الاحتماع بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لان یقتضی ص: ۳۹۱، قدیمی)

جید فی قدس سرہ، اس کو تبہ دسرت جیانی نور اللہ مرقدہ برداشت کر سکتے ہیں، نہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وہ روحی و روح اسی و اسی) کا کوئی اور خادم برداشت کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱/۹۲ھ۔

دس محرم کو مسجد میں مجلس

سوال [۹۰۴]: یہ مسجد اہل سنت والجماعت کی ہے، ۱۰ محرم کو مجلس یادگار امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما مسجد میں کر سکتے ہیں؟ جس میں شیخہ و سنی دونوں صاحبان پر نہیں گے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب بیونپا نے کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا مسجد میں اور خارج مسجد درست ہے اور باعث ثواب ہے (۱) لیکن خاص کر محرم کے موقع پر بطور یادگار مجلسیں کرنا درست نہیں، نہ مسجد میں نہ باہر اس لئے ایسی مجلسیں مسجد میں نہ کی جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۳/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۳/۹۲ھ۔

عرس

سوال [۹۰۵]: آج کل جس طرح بزرگوں کا عرس ہوتا ہے اس کی شرما یا حیثیت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

بدعت و منوع ہے

”فیحب ان یحضر مہدی بعد من راس السنہ من موتہ، ویسمونہ حولاً، فیدعون

لأکبر و لأحدہ، و یدعون سب و لعنہ، و یرفعون صلیباً، و یرفعون تصدیق لم یحتص بیوم دون

(۱) ”قل لایسان أن یجعل ثواب عملہ لغيرہ عند اهل السنة والجماعة، صلوة کان أو صوماً أو حجاً، أو

صدقة، أو فراءة للقرآن، أو الأدکار، أو غیر ذلک من انواع البر، ویصل ذلک إلى المیت و

ینفعه“۔ (مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، باب احکام الحناظر، فصل فی زیارة القور، ص: ۶۲۱، ۶۲۲،

قدیمی کتب خانہ)

سوم، ولا تصح، لا عسی فقراء، ومحتاجين، وقد زاد بعضهم في حقه وهم المشايخ من
 بس، ثم لا جمع خطاء دينا، لأنهم يجمعون بعض أحوال الميت في كتاب و يسمونه مياقب،
 ثم لا حصص من المدعوين، حتى، يرحل حسن غيوب فيهم بأحد من مسحة في رده
 فقره قرأة من قرأة موعود، وقد ورد في عن من هذا خبر جاء، ثم يجمعون قرآن و الحمد
 لهم سمع، ويسعد، لا مدعة صلاة، بل يجمعون رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا
 تصحبه من عدد ولا تدعونه من عدد من يوحدون في قرآن من يجمعون كما يظهر من
 تتبع بقوله، وهذه حصصات المشايخ، فيهم يعتقدون أن هذا، حل من أول، الله و يذكره
 من بر حمة، و يسميه من أول، الله، فيل ذكر موسى بنده، كقوله سبوح برون بر حمة
 حمة، في بر حمة لا تسب إلا سبغ سبغة سبغة، في سبغ فيقرن نعصب و سبغة
 عرف، الله و، كم من عصية و سبغة و يوكن هذه الحروف من يجمع حصص من غفر
 عنه كبر مقدمين من لأئمة لأعلام، ولكن بس عرب من هؤلاء، لا صلب شهرة
 ولا فتح رب، ثم وأحد دهم أنهم كانوا على هذه السرائر، وأنهم كرمات عقيدة و كرم
 كرم، حتى أن سماع يعتقد فيهم فيدخل في سبكتهم، و مني دخل في صرغهم فقرود و أصبح
 ممن حشر الدنيا والآخرة، وهذا الحول يسمونه أهل بنده برون، و معرفت به أصلاً، في
 برون سمع كرم في برون، و مع ذلك فيد لأحس والأعراب لا كرم من برك
 محرمات فضلاً عن السكرو هرت، في أهل السبكتهم في كرم في كرم الله فيهم
 صوفون بقر بون بس يعتقدون فيهم، و قد سبغ في كرم، و في بون بس
 سمس فيهم، و لا حمة، لا تصود و سبغ، و كرم، في ذلك أتباع سبغ عدد
 حدة في رحمة الله تعالى و بعد سركانه، فيهم بعد الله أنى برون من كرم بس
 يعتقدونهم (سبع حق)، ص ۱۹۷، (۱)۔

(۱) عربی عبارات کا ترجمہ ”ان طریقوں کے پچھا ازم ہے جو کہ لوگ کی کم سنوں یا بچہ ترقی میں یا

تہ میں جس میں چاہے یا نہ ہو، موت، میت میں اور اس کتاب کا کام سمجھتے ہیں۔ یہ بدعت، امرای کے بعد

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے مائتہ مسائل میں سوال نمبر: ۵۱ کے جواب میں ساڑھے پانچ صفحات میں اس پر اصولی بحث فرما کر اس کو منع قرار دیا ہے (۱)۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

یہ ہے کہ ایساں قبک کسی خاص ان کے ساتھ مخصوص نہیں اور یہ بات بھی ہے کہ صدقہ کے مستحق صرف محتاج اور غریب لوگ ہیں (اور یہ قبک ایساں قبک کے نام پر مالداروں کو بھی کھلاتے ہیں) اور بعض جاں مشائخ جن کا مقصد دنیا طلبی کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہ سرت ہیں کہ فوت شدہ کے ساتھ لیتے ہیں جس وہ منقب کہتے ہیں اور جب قبک جمع ہو جاتے ہیں تو ایک خوش کلو (خوش) آدمی ان دمیہ کی طرح پڑتا ہے حالانکہ یہ صدقہ منع ہے پھر یہ لوگ قرآن پاک تم کرتے ہیں اور اس کے لئے دوسری چیزیں دیتا ہے یہ سب بدعت اور بدعات ہیں اس کو تو عموماً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہ تھا بلکہ بنی بند منہم انہیں نے کیا، مگر تاہم رتبہ بدعتوں نے بلکہ انہوں صدی ہجری تک بھی اس کا کوئی نشان نہیں ملتا جیسا کہ علماء کی کتابوں سے کاپیہ چلتا ہے۔

یہ نیشن کی خصوصیات ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ فوت شدہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے اور اس کے ذمہ رحمت کا نزل ہوتا ہے کد اوروں بزرگ بھی ہو تو کیا اس خطہ طریقتی آمیزش سے رحمت کا نزل ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ نزل رحمت صرف اتباع سنت سے ہوا کرتا ہے اور بدعت سے خدا کا غضب اور عذاب آیا کرتا ہے (اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے) ان تمام مخرقات اور وہابی بائیں ہاتھوں سے رحمت نازل ہوتی تو انہیں اکرام اور اکابر بزرگان اس کو کبھی نہ چھوڑتے، ان بدعت پرست بیوں کی غرض صرف شہرت طلبی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا ہے اور لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ہمارے باپ دادا علی مراتب پر فائز تھے اور ان سے بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئیں تاکہ سننے والا ان کا معتقد ہو کر ان کے سلسلہ میں داخل ہو جائے اور یہ لوٹ کھسوٹ کر اس مرید کو فقہ مست بنادیں اور وہ مرید دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے خسارہ میں پڑ جائے۔

اس (سندھ) وائیں سندھ میں جو بالکل بے بنیاد چیز ہے، عرس تو شادی یہ وہ میں ہوا کرتا ہے (نہ کہ موت کے موقع پر) ہاں ہمہ اس عرس کے ساتھ مکروہ چھوڑ کر سیکھتے ہیں حرام چیزیں شامل ہو گئی ہیں اور اہل ہند کو اس ابتداء اور حرام کی آمیزش میں نماز حاصل ہے ایسوں کا خدا ناس کرے، اہل ہند جو مبتدع ہیں وہ بزرگوں کی قبروں کا طواف کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ و زمانہ یہ ہے کہ یہ بزرگ عالم میں تہ ف کرتے ہیں اور جب کسی کا یہ حال ہو جائے تو وہ نماز اور روزہ کی یا ضرورت سمجھے گا، ہاں معتقدوں نے سیدنا عبد القادر جیلانی کے بارے میں بہت زیادہ غلو رکھا ہے اور غریبیت میں مبتلا ہو گئے ہیں، سید عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) تو یہ ان غریبیت کی اجازت دے سکتے تھے (تبلیغ الحق، ص ۸۹)۔

عرس وغیرہ

سوال [۹۰۶]: بزرگان دین کے عرسوں میں شامل ہو کر وہاں کچھ کھانا پکا کر اور اس کو فی سبیل اللہ بغیر کسی خرافات کے تقسیم کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور اس کا ثواب بزرگان دین کی ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مزارات پر جا کر کھانا پکوانا یا کھانا لے کر وہاں جانا اور تقسیم کرنا بدعت اور ناجائز ہے، ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ مقرر کر کے اس کو شرعی حیثیت دینا درست نہیں (۱)، عرس کرنا بدعت ہے۔ بلا کسی غیر ثابت پابندی کے جب دل چاہے ایصالِ ثواب کرنا، خواہ غریبوں کو کھانا، نقد کو کسی بھی ضرورت کی چیز دے ریہ قرآن پاک، تسبیح، نماز پڑھ کر ہو یا حج کر کے ہو غرض ہر نیک کام کر کے شرعاً درست اور باعثِ اجر و ثواب ہے (۲) قبروں پر کبھی کبھی جا کر دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرنا اور اسلاف کو یاد کرنا بھی ثواب ہے (۳) لیکن مزارات پر

(۱) "أصل صلاة النافلة سنة مرغب فيها ومع ذلك فقد كره المحققون تخصيص وقت بها دون وقت، ومنهم من أطلق تحريم مثل ذلك كصلاة الرغائب التي لا أصل لها إلخ" (فتح الباری، کتاب الاستیذان، باب المصافحة: ۱۱/۵۵، دار المعرفة بیروت)

(۲) "والأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوماً أو صدقة أو غيرها إلخ" (الهداية، باب الحج عن الغير: ۱/۲۹۶، مکتبہ شرکت علمیہ)

وفي البحر الرائق "والأصل فيه أو قراءة قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة" (باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

(۳) "والسنة زيارتها قائماً، والدعاء عندها قائماً كما كان يفعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في الحروب إلى القيع" فلإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوة كان أو حجاً أو عمرة أو قراءة لتقرآن أو الأدكار أو غير ذلك من أنواع البر، ويصل ذلك إلى الميت وسمعه، قاله الربيعي في باب الحج عن الغير (مراقی العلاج، کتاب الصلوة، فصل فی زیارۃ القبر،

پتوں، چار چرخانہ (۱) سجدہ (۲) طواف کرنا (۳) قبروں کو چومنا (۴) چراغ جلاتا (۵)، ان کی ارواح سے رزق یا وہ غیبی دوائیں (۶)، ان کی نذر ماننا (۷) قوان کرنا (۸) یہ سب شرعاً ناجائز ہے ان سے بچنا۔ زم ہے، بعض چیزیں یہی ہیں کہ وہ شرک کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں (۹)۔ فیضانِ اہلِ اہلِ اہل۔

ترجمہ عبدالمجید، مدیر شعبان ۱۳۸۷ھ۔

یو بک بنگلہ دیش، مدینہ منورہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۲ھ۔

۱ "ما سعمہ کثیر الساس من وضع مدفعه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشيء"، عمدہ نقاری کتاب الوصوء، باب من الکبائر أن لا يستتر من البول، الأسنة ولاحوبة ۱۴۱۳، ادارة الطباعة المنيرية، بيروت)

۲ "عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "لو كنت امر احداً أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها"۔ (مشکوۃ المصابيح، کتاب النکاح، باب عشرة النساء و مال کل واحدة من الحقوق، الفصل الثانی، ص: ۲۸۱، قدیمی)

و قال الملا علی القاری تحتہ: "فإن السجدة لا تحل لغير الله"، (مرقاۃ المفاتیح ۶/۳۰۲، مکتبہ رشیدیہ کونہ)

(۳) "بوسه دين قبره لیه کرام و دیگر صلی و عظام کو، اور طواف کرنا، قبر کے سجدہ کرنا، قیام، یہ سب مانتے سارے و صریقہ پرستش فدا کا ہے۔ ہم نے یہ سب چیزیں حرام ہے کہہ قال حجة الإسلام الغفرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فی إحياء العلوم "والمستحب في زيارة القبور أن يقف مستدير القعدة مستقلاً لوحه الميت، و أن يسلم، و لا يسبح القبر و لا يمسسه و لا يقله، و من ذلك من عادات الصاری" اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مناسک میں باب زیارت مزار پرانہ۔ سہ ماہ میں تحریر مانتے ہیں "لا يطوف: أي و لا يدور حول القعدة الشريفة؛ لأن الطواف من محتصات الكعبة لسفد محرم حول قبور الأنبياء والأولياء و أما السجدة فلا شك أنها حرم

الح"۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروفہ تعزیز الفتاویٰ، کتاب السنۃ و البدعة، ص: ۸۸)

۴ و لمعت النسخ شرح مشکوۃ المصابيح، کتاب الحائز، باب زیارة القبور ۳۷۹ مکتبہ لمعارف لعبدیہ لاہور)

(۵) (راجع رقم الحاشیة: ۳)

(۶) تمام اشیاء، رزق، اولاد دینا، مدد کرنا وغیرہ امور پر قدر اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کی ذات حقیقہ صرف بتدوین کی ہے، اس کی اور کسی سے یہ صفات اصناف ثابت کرنا شرک فی الصنات ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِياک نعبد وإِیاک نستعین﴾

”ہم کی جگہ رشو ہے: ﴿أَدْعُونِی أَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾. (العافر: ۶)

اور حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: کنت حلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوماً فقال ”یا غلام! احفظ اللہ یحفظک، احفظ اللہ تحده تحمک، وإذا سألت فاسئل اللہ، وإذا استعنت فاستعن باللہ، واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن یفعلوا شیء، لم یفعلوا إلا بشیء قد کتبه اللہ لک، ولو اجتمعوا على أن یصروا شیء، لم یصروا إلا بشیء قد کتبه اللہ علیک، رفعت الأقلام وحفت الصحف“ رواہ أحمد والترمذی (مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب التوکل والصر، الفصل الثانی، ص ۴۵۳، قدیمی)

(۷) ”واعلم أن النذر الذي يقع للأموال من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والبریت وبحوها إلى صرائح الأولیاء الکرام تقریباً إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرām مالم یقصدوا صرفها لفقراء الأنام، وقد ابتلى الناس بذلك“. (النذر المختار)

و فی رد المحتار ”(باطل وحرām) لوجوه منها أنه نذر لمخلوق، والنذر للمخلوق لا یحوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لا تكون لمخلوق و منها أنه إن ضل أن المیت یتصرف فی الأمور دون اللہ تعالیٰ واعتقاده ذلك کفر“ (رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی النذر الذي يقع للأموال الخ: ۴۳۹/۲، سعید)

(۸) ”فبطر - رحمہ اللہ - وإِیاک إلى هذا المعنى إذا عی، تحد له من الهیة والوقار وحس الهیة والسمت، و یقتدی به أهل الإشارات والعبارات والعلوم والحیرات، یسکت له ویصت، فإذا دت معه الضرب قلباً حرک رأسه كما یفعله أهل الخمره سواء بسواء كما تقدم، ثم إذا تمکّن الطرب منه، ذهب حياءه ووقاره كما سبق فی الخمره سواء بسواء، فبقوه ویرقص ویعبط ویبادی ونسبط بديه و یرفع رأسه نحو السماء و یخرج الرعوه ای الرید من فیه و ربما مرق بعض ثیابه و عث بلحینه، -

بدعات متعلقہ قبور عرس وغیرہ

سوال [۹۰]: ۱۔ زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ جائز ہے، نذر بغیر اللہ جائز ہے، قبر کا چڑھنا جائز ہے، سماعت موجودہ زمانہ کے مطابق جائز ہے، پیر و مرشد کو سجدہ جائز ہے، قرآن، حدیث اور فقہ حنفی کی رو سے ان کا جواب ارشاد فرمائیں۔ اگر یہ چیزیں ہمتیوں کی رو سے ناجائز ہیں تو زید مسلمان ہے یا نہیں اور احناف جماعت میں شامل ہے یا نہیں؟ اور وہ وگوں میں اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو عوام میں اس کی تردید ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ ختمہ موجود رسم کے مطابق بدعت ہے یا سنت، اگر بدعت ہے تو بدعت حسنہ ہے یا سیئہ؟ اگر سیئہ ہے تو جو شخص سنت کہے اور ان میں جھگڑا کرے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ روبرو اشیاء رکھ کر آیات پڑھنا سنت ہے، تارک سنت کبہ گار ہے، منکر سنت کافر ہے، بحوالہ علامہ علی قاری فتویٰ ذریعہ جندی مطبع مصر، فتاویٰ بزاز یہ، حوالہ صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟

۳۔ عرسوں پر جانا یا مزارات پر جانا زمانہ جدید کے مطابق جیسا کہ لوگ پیرانہ کلیہ اور مجددیہ ارحمہ کے عرسوں پر جاتے ہیں یہ بدعت ہے یا نہیں، اگر بدعت ہے تو کون سی بدعت ہے، جو شخص اس طریق کو سنت کہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ اپنے آپ کو حنفی کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ بکران سب چیزوں کو ناجائز اور خلاف شریعت کہتا ہے، بکر اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں؟ اور اس کا دعویٰ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے یا نہیں؟ جو شخص اسے کافر اور بے دین کہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بہتان مندرجہ ذیل باتوں کا ہے

۱۔ ختم پڑھنا کفر ہے اور پڑھنے والا کافر ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ السلام کا نام مبارک مدنا کفر ہے۔ ۳۔ بزرگان دین کے مزارات پر جانا کفر ہے جیسا کہ الف ثانی کے یا اجمیر۔ ۴۔ بیعت تقلید و جواب

وهدا مکربین۔ لا الہ الا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن اصاعة المال۔ ولا شک ان تمزق

الشیاب من ذلک۔ (المدخل، فصل فی المولد: ۷/۲)

(۹) مثلاً: ہدایت، خوف، رعب، ایستادن، رزق وغیرہ مانع ان کی نذرماند۔

شخص پر پکڑنا کفر ہے۔ یہ الفاظ مبینہ اس فتویٰ سے نقل کئے گئے ہیں۔

۵: پیر کیسا پکڑنا چاہیے، اور جو پیر خلاف شرع کام کرتے ہوں ان کی اصاحت ضروری ہے یا نہیں؟ بہر حقیقت، لہذا مذہب اور علماء دیوبندی عقیدہ کا معتقد ہے اور زید رضا خانی۔ بینوا تو جروا۔

الحق عبد اللہ محمد صبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قبر کو سجدہ اگر بغرض تحیہ محض ہو تو حرام ہے، اگر بہ نیت عبادت ہو تو شرک و کفر ہے، خیر اللہ کے لئے نذر
نہ شرک ہے، قبر کا چڑھا و احرام ہے، سماع مروج حرام ہے، پیر و مرشد کو سجدہ بقصد تحیہ حرام ہے بہ نیت عبادت
شرک و کفر ہے، جو شخص ان چیزوں کو جائز کہتا ہے اس سے جواز کی دلیل دریافت کی جائے، عدم جواز ان عبارات
سے مستفاد ہے

”قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَمَنْصَرِي تَحْدِثُ قُبُورَ سَيِّئِهِمْ
مَسْحَدًا“، صحیح ص ۱۹۶، (۱)۔

”وَكَيْفَ مَرَّ يَنْعَبُونَ مِنْ تَقْيِيلِ الْأَرْضِ فِي بَدَنِ عَمَلٍ، وَبَعْضُهُمْ حَرَّمَ، وَبَعْضُهُمْ وَبَعْضُهُمْ
بِهِ تَمَرٌ؛ لِأَنَّهُ يَشْنُو عِبَادَةَ بَشَرٍ، وَهِيَ يَكْفُرُ“، ابن عساکر، شرح سنن أبی یوسف، ۱/۳۷۸، (۲)۔

(۱) حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی المکروہات، ص ۳۵۶، قدیمی

(۲) الحدیث أخرجه مسلم في كتاب المساجد، باب النهي عن ساء المسجد على القبور الخ
(۲۰۱، قدیمی)

(۳) (الدرا المحتار، کتاب الکراہیۃ، باب الإستبراء وغیرہ: ۳۸۳/۶، سعید)

(و کد فی الفتاویٰ لعالمگیریہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون فی ملافاۃ الموبک والتواضع
لہم الخ: ۳۶۸/۵، رشیدیہ)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ، قیل فصل فی البیع: ۳۶۴/۸، رشیدیہ)

”علمه أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من سرهم وشمع
و سرب و حورہ ہی صریحاً لاویہ، نکرہ تقریباً، فهو صل و حرم، قل فی سحر و حورہ
میں اُنہ سر محبوق و لا حورہ۔ لہذا عدد و عدد لا نکیر محبوق، و میں اُنہ محبوقہ
میں و میں لا یمنہ، و میں اُنہ ص اُنہ حیت تصدق فی الأمور دہل نہ تعی، کفر
۵” حصصی ۳۱۱ (۱)۔

”و اما سرفصل و تصفیق و صریح و صرب لاوتار و صبح و صوق ہی نفعہ بعض
من مدعی تصوف، و ہر حرم۔ (إحصاء، لاہری کتدر ۵” ضحطوی، ص: ۱۷۴ (۲)۔
جو شخص امور مذکورہ و ب نزاکت ہے وہ ضال و ضل ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں جب تک صدق دل سے
توبہ نہ کرے۔ (۳)۔

۲ موجود و رسم کے متعلق ختم بدعت اور مکروہ ہے کی حدیث سے ثابت نہیں۔ مد مدلل قرنی نے
کوئی کتاب فتاویٰ برجندی تصنیف نہیں کی۔ فتاویٰ بزار یہ ہیں ختم مکروہ و کما ہے

”و کمرہ اتحاد تصدع فی بیوم لاوں و ثبات و بعد لا سوغ و لأعیاد، و قل تصدع ہی
تقر فی موسم، و اتحاد مدعویہ تقر، و قر، و جمع تصحاح، و تقر، و حتم و تقر، و سورہ
لأعد و إحصاء، و حاصل اُن اتحاد تصدع عند قر، و تقر لا حل لا کمرہ ۵”

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ص ۶۹۳، قدیمی
(و کذا فی الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصوم، قبیل باب الإعتکاف ۲، ۳۳۹، سعید)
(و البحر الرائق، کتاب الصوم، فصل فی النظر: ۵۲۰/۲، ۵۲۱)
(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی، کتاب الصلوٰۃ، قبیل باب ما یفسد الصلوٰۃ، ص ۳۱۹، قدیمی
(و کذا فی الدر المتقی فی شرح المنقذ المعروف بسکک الأنهر، کتاب الکراهیۃ، فصل فی
لمهرقات ۲۱۹، عتارید کونہ)

(و الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر و الإباحۃ، قبیل فصل فی اللبس: ۳۳۸/۲، سعید)
(۳) یونہ مبتدع، و فوق ہے، ایہ شنیع، مت فروہ ہے، لہذا فی الدر المختار، باب الإمامۃ من کتاب
تصدع و کمرہ مدعہ عند و فاسق و أعفی و مستدع“ (۱/۵۵۹، ۵۶۰، سعید)

فتاویٰ سرریہ مقبریہ ۱/ ۹۱ (۱)۔

۳ زیارت قبور مطابق سنت درست ہے (۲) نیکین عرس کرنا اور عرس میں جانا درست نہیں

”وہذا حسن سمعہ اھل یسند عرس، وما عرفت ہذا فی عرس حدیثوں
فی سروح ومع دلت، فہذا لاجوں ولأعرس لانکد حیو عن رتکب محرمات فصول
عن سمک وھب، فی اھل یسند ہم بند صوی فانیہ لہ، فہم صو عن خبر موسی
مدی یعنفون ویصون لہ ہو مختصر فی سکون“ سبع حسن اص ۸۔

۴ بزرگ قوت صحیح اور موافق شرع ہے، جو شخص اس کو کافر بتا ہے اس کا ایمان خود خطرناک حالت پر ہے،
کیونکہ مسلم کو بلا وجہ شرعی کافر کہنا کفر ہے (۳)۔ کذا فی البحر (۴)۔

اس نزاع کو دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ براہ راست بکری سے امور مذکورہ کی تحقیق کر لی جائے، اگر وہ
انکار کرے اور اپنی براءت کرے تو اس کی طرف سے دل صاف کر لیا جائے، کسی پر بہتان باندھنا بیرو گناہ ہے
اور بہتان باندھنے والے کا پاؤں جو دینا بھی حرام ہے۔

۵ خد ف شرع کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، قل عیبہ صلاۃ و سلام ”لا صاعۃ

۱۔ الفتاویٰ لمراریۃ علی ھامش الہدیۃ، قیل الفصل السادس من کتاب الصلوۃ ۶/ ۸۱، رشیدیہ

(وکذا فی رد المحتار، باب صلوۃ الحمار، مطلب فی کراہۃ الصیافۃ من اھل المیت
۲/ ۲۴۰، سعید)

۲۔ ”والمستحب فی زیارة القور أن یقف مستدیر القبلۃ مستقبلاً وحہ المیت، وأن یسلم، ولا یمسح
القمر ولا یقصد، ولا یمسہ، فإن ذلک من عادۃ الصاری“ (حاشیۃ الطحطاوی علی مرقی الفلاح،
کتاب الصلوۃ، فصل فی زیارة القور، ص: ۶۲۱، قدیمی)

۳۔ ”عن عبد اللہ بن دینار نہ سمع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ”ایما امری قال لأخیہ کافر“ فقد باء بیا أحدهما، ان کان کما قبل، والا رجعت علیہ
(الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیہ المسلم ”یا کافر“ ۱/ ۵۷، قدیمی)

۴۔ ”وبکفر بقولہ لمسلم ما کافر عد العی“ والمحتار للفتاویٰ ان یکفر ان عقده کفر، لا
ان أراد شتمہ“ (البحر الرائق، کتاب السبر، باب أحكام المرتدین: ۵/ ۲۰۷، رشیدیہ)

مصدق فی معصہ حق۔ "حدیث (۱) پیرا خلاف شرع مسلک رکھتا ہو تو اس سے بیعت ناجائز ہے، اگر بیعت کر لی ہو تو فسخ کر کے کی قطع شرع پیر سے بیعت کی جاوے جس پر اہل علم و نیدار اعتقاد رکھتے ہوں اور بیعت کے حق سمجھتے ہوں۔ فقط واللہ سبحی نہ و تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنوی مفتاحہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۶/۶۴ھ۔

جواب صحیح سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ۔

عرس کرنا اور زیارت قبور کے لئے سفر

سوال [۹۰۸]: عرس کرنا یا دُور و یوم متعین کر کے قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے بدنام جائز ہے یا نہیں اور اسی طرح بزرگوں کے مزارات پر زیارت کے مقصد سے سفر کرنا آیا جائز ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو آپ اس روایت کا کیا جواب دیں گے کہ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کو اپنی زیارت، بیت احرار کی زیارت، بیت امقدس کی زیارت کیلئے مخصوص کیا ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

عرس کرنا یا دن متعین کر کے لوگوں کو قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے مدعو کرنا قرون مشہودہ باخیر ثابت نہیں (۲)، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مدائہ مسائل" میں بدعت ممنوعہ

(۱) والحدیث بتمامہ. "عن علی رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، وإما الطاعة في المعروف" متفق عليه (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإمارۃ، الفصل الأول، ص: ۳۱۹، قدیمی)

(۲) بعض کام فی نفسہ عبادت اور سنت ہوا کرتے ہیں لیکن اس کے لئے کوئی میت، مدد یا طریقہ متعین کرنے سے دور سم و بدعات میں داخل ہو جاتے ہیں

"وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بکراهة المصافحة المعادة عقب الصلوات مع المصافحة سنة، وما داک الا لکونہا لم تؤثر فی حصول هذا الموضع، فالمواطبة علیہا فیہ نوحہ معواہ بأنها سنة فیہ، ولد معواہ عن الاحتماص لصلوة الرعائب التي أحدثها بعض المستدعی، لأنها لم تؤثر علی هذه النکیفة فی نذک اللانی المحصورة وإن کانت الصلوة حیر موضوع" (رد المحتار، -

فرمایا ہے (۱)۔ ”تبلیغ الحق“ میں بھی شدت سے منع فرمایا گیا ہے ”فتاویٰ عزیزی“ (۲) میں بھی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس پر کلام کیا ہے۔ عدم شرمی نے بھی اس پر تکیہ کیا ہے (۳)۔

زیارت قبور کی ترغیب حدیث میں آئی ہے (۴)، یہ قید نہیں کہ اپنے شہر ہی کی قبر کی زیارت کی جائے اسکے لئے سفر کرنے کی ممانعت بھی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی ہے اور ان کی قبر مدینہ طیبہ سے مسافت سفر پر ہے (۵)۔ حدیث پاک

= کتاب الصلوة، باب صلوة الجائز: ۲/۲۳۵، سعید

(۱) (مائتہ مسائل، سوال پانزدہم، ص: ۲۸-۳۲)

(۲) ”زیارت قبور کے لئے کوئی دن مقرر کرنا بدعت ہے اور فی نفسہ اصل زیارت جائز ہے اور تعیین وقت کی سلف میں نہ تھی یہ بدعت اس طرح کی ہے جو فی نفسہ جائز ہے، مگر خصوصیت وقت کی بدعت ہے، جیسے مصافحہ بعد عصر کے ہے، کہ ملک توران میں مروج ہے۔ عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رکھیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن دعاء کرنے کے لئے خاص اسی دن کا التماس کر لینا بھی اسی طرح کی بدعت ہے جس کا ذکر و پر ہوا“۔ (فتاویٰ عزیزی (اردو)، باب التصوف، ص: ۱۵۱)

(۳) (راجع، ص: ۲۳۲، الحاشیہ رقم: ۲)

(۴) ”و عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ”كنت بهيئكم عن زيارة القبور، فزوروها، فإنها ترهق في الدنيا وتذكر الآخرة“ (مشکوٰۃ المصابيح، کتاب الجائز، باب زیارة القبور، ص: ۱۵۴، قدیمی)

(۵) ”عن عبد الله بن أبي مليكة قال توفي عبد الرحمن بن أبي بكر بالحشی، قال فحمل إلى مكة فدفن فيها، فلما قدمت عائشة رضى الله تعالى عنها، أتت قبر عبد الرحمن ابن أبي بكر رضى الله تعالى عنه، فقلت

و كما كندمانى جزيمة حقبة من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

فلما تفرقا كانى و مالكا بطول اجتماع لم نبت ليلة معا

ثم قالت والله لو حصرتك مادفت إلا حيث مت، و لو شهدتك ما ررتك“ (جامع

الترمذی، أبواب الجائز، باب ما جاء فى زیارة القبور للنساء: ۱/۲۰۳، سعید)

و أما قوله: ”اور ان کی قبر مدینہ طیبہ سے مسافت سفر پر ہے“، ”فظاهر من الرواية المذكورة“

میں مساجد کی نیت سے ستر کرنے کو منع کیا گیا ہے کہ ایک مسجد کو دوسری مسجد پر فضیلت دے کر ستر مت کرو، صرف تین مساجد ہیں جن کو دیگر مساجد پر فوقیت حاصل ہے، ان کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے ستر کی جائز ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ولادت، وفات پر خوشی اور غم، عرس اور قوالی وغیرہ

سوان [۹۰۹]: بارہویں ربیع الاول یا سال کے کسی اور دن کے اندر متعین کر کے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی اور پیغمبر کی ولادت یا وفات یا اور کسی اہم واقعہ کے تحت اعراس کیا جائے یا اغراوا اگر اس خاص دن کے اندر خوشی یا رنج کیا جائے اور مسلمانوں سے چندہ کر کے عرس کے خرچات کئے جائیں اور لوگوں کی دعوتیں کی جائیں، قرآن شریف یا غزل و قوالی پڑھنے والوں کو ہدیہ پیش کئے جائیں۔ تو چند امور

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد المسجد الحرام، ومسجد الرسول، ومسجد الأقصى" (صحيح البخاري، كتاب التهجيد، باب فصل الصلوة في مسجد مكة والمدينة: ۱/۱۵۸، قديمي)

قال العلامة الكشميري رحمه الله تعالى "وقال الشيخ ابن الهمام رحمه الله تعالى بن ربيعة قبره صلى الله تعالى عليه وسلم مستحبة وقريب من الواحب، ولعله قال: قريبا من الواحب نظرا إلى الرع روى لدى وقع بين ابن تيمية وسراج الدين الهندي) وهو الحق عدى، فإن آلاف الألف من اسف كبر يشدون رحالهم لزيارة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ويرعمونها من أعظم القربات، وتحريدياتهم أنها كانت لمسجد دون الروضة المباركة باطل، بل كانوا يورون زيارة قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قطع وأحسن لاحوة عدى أن الحديث لم يرد في مسألة القصور لما في المسجد لاهم رحمه الله تعالى "لا تشد الرحال إلى مسجد ليصلي فيه إلا إلى ثلاثة مساجد" قد علم أن نهي شد الرحال يقتصر على المسجد فقط، ولا تعلق له مسألة زيارة القصور، فحزبه إلى المفار مع كونه في المسجد ليس بسديد، فبعض لدى، كتاب التهجيد، باب فصل الصلوة في مسجد مكة: ۲/۲۳۳، مكتبه خضر راه بكذبو ديوبند)

و كد في فتح لباري، كتاب فصل الصلاة في مكة والمدينة، باب فصل الصلوة في مسجد مكة والمدينة: ۳/۶۳، ۶۴، ۶۵، دار المعرفة بيروت)

در یافت حسب ہیں

- ۱۔ سرکارِ دوں مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی اور پیغمبرِ مرشد کی ولادت یا وفات پر کتنے دن تک انہیں رنج و خوشی جائز ہے؟ اگر مصیبت جائز ہے تو عرس کی شکل میں جائز ہے یا نہ؟ اور اس کی قید کیا ہے؟
- ۲۔ تقریب عرس کے لئے چند مانگنا یا دینا کیسا ہے؟
- ۳۔ اس چندہ سے دعوتِ حانا یا قرآن شریف یا غزل و قوالی پڑھ کر بدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟
- ۴۔ تقریب میں شریک ہونا کیسا ہے؟
- ۵۔ مسکن پر سب و شتم، جعن و تشنیع کن امور کے فعل و ترک پر جائز ہے، نیز تارک عرس پر جائز ہے یا کہ نہیں؟ جو ب میں تفصیل فرمائی جائے۔ پیرو بدیہ تو حورو، تاحر، نحریں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

”قلت: و علی هذا فيجب أن يحذر مما يعملون على رأس السنة عن موته و يسمونه حولاً، فيدعون الأكابر والأصاغر، ويعذون ذلك قرابةً وهي بدعة ضلالة؛ لأن التصديق لم يحص يومه، ولا يحص، ولا عسى ينقر، و سجد حين، وقد زاد بعضهم في جهه و هم مشايخ بدعيين يسمونهم، لا جمع خطاه الدنيا بأنهم يجمعون، بعض أحوال الميت في كتاب و يسمونه مناقب، ثم إذا حضر الناس المدعوون حتى، برحل حسن الصوت، فهو يأخذ تلك لسخة في يده و يقرأها قراءةً مثل المولد، وقد ورد النهي عن مثل هذا صراحة، ثم يحتسبون لقرآن، ويمد لهم سماط، و سجد، لا بدعة ضلالة لم يفعلها رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه من بعده ولا أتباعهم من بعدهم، بل هو بدعة من بدع بني عمر بن لادن كما يظهر على من تتبع كتب القوم.

و هذه خصوصيات المشايخ، فإنهم يعتقدون أن هذا رحل من أولياء الله و من ربه رحمة، و يؤمنون أنه من أولياء الله فيلذكرونه في هذه الكيفية مستحباً دون برحمته، و حسنه، في برحمته لا بأس، لا بأس بسنة شديدة، و أم لا بأس فيمن يرسو عصبه بنفسه، و يرسو الله بكم من عصبه و سجد، و يرسو كل واحد بحرفه من برحمته و حسنه، و يرسو عليه الكبار

مستقدمین من أئمة الأعلام، ونكح نيس عرس هؤلاء المنتصوفة إلا طب شهره ولا فتح
سائهم وأجددهم أنهم كبر على هذه المراتب وأن بهم كرمات عصيمة وكدر كد، حتى
أن سامع يعتقد فيهم فيدخل في سلوكهم، ومتى دخل في طريقتهم ففقره، فأصبح ممن
حسرت نسب ولا حرة.

وهذا يحول يسمونه أهل الهند عرساً، وما عرفت له أصلاً، فإن العرس إنما يكون في
لزوج، ومع ذلك فهذه الأحوال والأعرس لا تكاد تحجب عن ريكات لحرمان فضلاً عن
المكروهات، فإن أهل الهند لهم اليد الطولى في ذلك فتنهم لله، وبهم يقوون بقربوى مدى
يعتقدون فيه، ويصون أنه هو المتصرف في الكون، وأن الإنسان إذا تمسك بهد ولا حدة بالصفة
وعصيم، وكثرت عوا في ذلك تناع سيدنا عبد القادر جيلاني رحمه الله تعالى ومعه مركته، وبه
-معد لله- آتى يرضى بتلك الكفریات التي يعتقدونها اهـ "تبليغ الحق، ص: ۸۹۷ (۱).

۱..... قلبی رنج و خوشی غیر اختیاری ہے اس کی کوئی شرعی حد نہیں، البتہ کسی کی وفات پر سوگ منانا، ترک
زینت کرنا، ماتمی لباس پہننا مرد کو قطعاً جائز نہیں۔ عورت کو شوہر کی وفات پر ترک زینت کرنے کی مدت تا اختتام
عدت ہے، اس کے بعد نہیں، شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر ترک زینت تین روز تک مباح ہے اس کے بعد
ناجائز اور اس تین دن میں بھی شوہر کو منع کرنے کا حق حاصل ہے:

"وبیح حداد عسی قرابة ثلاثة أيام فقط، وللروح معها: لأن نریة حقه هـ، در
محد (۲)۔"

ماتمی سیاہ لباس پہننا تین روز تک شوہر کے غم میں جائز ہے اس سے زائد ناجائز ہے اور کسی کی وفات پر
مطلقاً ممنوع ہے

من علامة تحصكمي رحمه الله: "ولا تعذر في نيس نساء وهي أئمة إلا الزوجة في
حق روحها معدر في ثلاثة، قال في البحر: وظاهره معها من نسائه تسعاً على موت روحها

(۱) (لم أجد هذا الكتاب)

(۲) (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الحداد: ۵۲۳، ۲، سعيد)

وفق ثلاثة د " درمختار ۵: ۵۵۶ (۱)۔

موود: صریق مروج ممنوع ہے۔ کہ فی المدخل (۲)۔

۲ ناجائز ہے۔

۳ ناجائز ہے۔

۴... ممنوع ہے: "فما ظنك به عند الغناء الذي يسموه وجداً ومحبّة، فإيه مكروه لا

فصل نہ فی مدین رد فی الحوشر و ما یمنعه من صوفیہ رمد۔ حرام لا یحوز القصد و الجنو.

بہ ہ۔ سکت الانہر ۴: ۵۵۱ (۳)۔

۵ ہر مسلمان کو سب و شتم کرنا فسق ہے (۴) البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حسب حیثیت

ضروری ہے، مجاہد مذکورہ میں شرکت ناجائز ہے (۵)۔ اس عدم شرکت کی وجہ سے سب و شتم کسی طرح جائز

(۱) (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی الحداد: ۵۳۳/۳، سعید)

(۲) قال ابن امیر الحاج فی المدخل "فصل فی المولد" و من حیلہ ما احدثہ من البدع مع عقادہم ان

ذلک من اکر العادات، و اظہار الشرائع ما یثعلوبہ فی شہر ربیع الاول من المولد و قد احوى علی

بدع و محرمات حمة فمن ذلک استعملہم المعانی و معہم آلات الطرب من النصار لمصر صر

والشبانہ غیر ذلک مما جعولہ آلة للسمع، و مصو فی ذلک إلی العوائد الدمیمة صح ۳۲

(۳) (الدر المسقی فی شرح الملتنقی المعروف بسکت الانہر، کتاب الکراہیة، فصل فی منقرات

۲/۲۱۹، غفاریہ کوئٹہ)

(۴) "حدثني عبد الله رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال "سب المسلم فسوق

وقاله كفر" (صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله و هو لا يشعر

۱۲۱، قديمی)

(۵) حدیث شریف میں ہے "ایاک و کل امر یعتذر منه" (طرائفی فی الأوسط، عن ابن عمر، رقم

الحديث: ۴۴۲۴)

وقال العلامة السبکی تحفه "وفیه جمع للمذکوره بعض سببها الصوفیہ أنه لا یسعی دخول

مواضع السبک و من ملک نفسه حاف من مواضع السبک اکثر من خوفه من وجود الأله، فإن دخولها -

نہیں، سخت گناہ ہے۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۴/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح عبد صلیف، ۱۶ ربیع ثانی ۵۸ھ۔

اذان گا چھٹی صاحب کا عرس

سوال [۹۱۰]: مدفیکم رحمکم اللہ تعالیٰ فرقہ اذان گا چھٹی کی بابت جن کام مزمعہ، نم

تہ ۴ باندہ ری، روایتی حجہ میں بنام حقانی انجمن، واقع ت، دستور العمل حسب ذیل ہے

۱۔ ہجگانہ نماز کے قبل یا بعد یا کسی اور وقت میں وظیفہ سورۃ فاتحہ، اخلاص، معوذتین، حقانی دورد۔

۲۔ بعد وظیفہ منجات اسی کل عام، ہمارے پیر روشن ضمیر اور مجھ پر رحمت زیادہ کر۔

۳۔ جب مجھ پر رحمت زیادہ کرے اپنے چہرہ کا تصور کرے اور تصور میں نہ آوے۔ آئینہ دیکھتے اپنا

چہرہ دل میں سمایوے۔

= یوحی سقم القلب، کما یوحی الأعدیة الماسدة سقم البدن، فیاک والدحول علی لطمۃ، وقدرای العارف أبوہاشم عالمًا خارجاً من بیت القاصی، فقال له: تعوذ باللہ من علم لا ینفع! (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۵/۲۴۳۲، مکتبہ نزار مصطفی الناز)

وقال تحت حدیث "ایاک وقرین السوء الخ" ایاک نہ تعرف، ائی تشہیر بما تشہیر من السوء ومن ثم قالو لا یسان موسوہ سبباً من یقارن، ومنسوب إلیہ أفاعیل من صاحب، وقال عسی کرہ اللہ تعالیٰ وحبہ الصاحب مناسب، ماشیء أدل علی سىء ولا الذحول علی لدار من الصاحب عسی الصاحب، وقال بعض الحکماء اعرف احاک راحیہ قلبک، وقال آخر یص بالمرء لا یطن بقریہ، قال عدی

عن المرء لا یسل و سل عن قرینہ فکل قرین بالمقارن بقدی

فمقصود الحدیث التحرز من احلاء السوء، وتحاب صحۃ اهل لریب، لیكون مؤہور

العرض سلیم العی، فلا یلام بالاثمة غرہ" (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۵/۲۴۳۳، ۲۴۳۴)

مکتبہ نزار مصطفی الناز

۴ عرس قل اس میں بہت سے مریداں اور دوسرے لوگ جمع ہو کر سورتہائے مذکورہ اور چند ادعیہ ہاتھ ایک آدمی کھڑا ہو کر پڑھتا ہے، باقی حاضران مجلس اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں، اس کے بعد سف صاحبین کے مرثیہ کے ۲۶ شعر ایک آدمی پڑھتا ہے، بدیں عنوان ”حضرت آدم بنی نیچے زمین کے چلے گئے“ وغیرہ وغیرہ، بعد مرثیہ خوانی کے سب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو ایک آدمی مبارک باد کے شعر مثلاً بعنوان ذیل پڑھتا ہے۔

ہی عرس کل شاخ جیسوں و مبارک ہو جیسوں و مبارک ہو جیسوں و مبارک ہو

بعد اس کے مناجات کرتے ہیں۔

”اے رحمت زیادہ کر کل عالم پر، اے رحمت زیادہ کر ہمارے پیارے روشن ضمیر پر، اے رحمت زیادہ کر ن لوگوں پر جو اس مجلس سے علاقہ رکھتے ہیں خاص کر حاضر باش خادمان آستانہ بوس پر۔“

۵۔۔۔ رسول انمول رتن مبارک: یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنہ شنی کے وقت جو پتھر شہم مبارک پر باندھے تھے اس کا ایک ٹکڑا اور ابو جہل کے ہاتھ میں جو سنگریزوں نے کلمہ شہادت پڑھے تھے، اس کا ایک ٹکڑا اذان گانہ صاحب کومرشدوں کے ہاتھوں ہاتھ وصیۃ امانۃ باطنی طریقہ سے ملا وہ اس کو سمیت کر ایک بڑے قب میں جم کر حقانی انجمن کو حوالہ کیا، یہ ہنگامہ بینہ کے پہلا جمعہ کے بعد جو اتوار ہے سی اتوار کے دن ۱۰ شوریہ آخری چہار شنبہ، فتحہ دوازہم، ۲۷/ رجب، شب برات، عید الفطر، بقر عید کے دنوں میں لوگوں کو دھاتا ہے، ایک کلمہ شہادت، درود شریف پڑھتے ہوئے اس کی زیارت کرتے ہیں اور توقیر، تعظیم کے ساتھ بوسہ دیتے ہیں، فیض حاصل کرتے ہیں۔

۶ اسی پتھر کے قب پر کتنے ٹونک رکھتے ہیں، مذکورہ الصدر دنوں میں اسی کو بنام لونگ مبارک لوگوں کو نیاز دیتے ہیں، بدیں عقیدہ کہ اگر فقط مبارک نہ نہیں اس کا فیض کم ہوگا، اس کے سونگھنے سے ہر قسم کی بیماریاں، مصیبتیں، بیماریاں دفع ہوتی ہیں۔

۷۔۔۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے بہت سے مرشدوں میں سے مرقومۃ الذیل حضرات بھی ہیں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، شیخ مراد آبادی، حضرت حاجی دین محمد صاحب، مولانا سادقی، یعنی معتمد مرثیہ، حضرت سید محمد نازی (سوالی)، حضرت سید خدابخش صاحب، حضرت شاہ منصور

پتھر اور سنگریزوں کی اگر ان کے پاس کوئی سند معتبر ہے تو وہ پیش کریں، بلا سند کی چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جائز نہیں (۱) اور اس طرح سے ان کی زیارت بھی بے اصل ہے۔ فقط۔

سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور، ۲۹/شوال/۱۴۰۷ھ۔

عرس، قوالی، طبلہ، سارنگی بجانا

سوال ۱۹۱۔ عرس کرنا، قوالی، طبلہ، سارنگی بجانا علماء دیوبند اور دیگر علماء احناف کے نزدیک یہ فعل ہوتے ہوں دگر ایسی اور ایسے مقامات پر شبہ یک مجلس ہونا جہاں یہ افعال ہوتے ہوں عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اسے مذکورہ افعال و برائے سمجھے اور اوکوں کو شہادت سے روکے تو اس کی امامت میں اقتداء درست ہے یا کمروہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ عرس اور قوالی کرنا، طبلہ اور سارنگی بجانا اور اس کا سننا اور ایسی محفلوں میں شریک ہونا سب ناجائز اور بدعت ہے، مدد شرمی نے تنبیح الفتاویٰ الخامدیہ (۲) میں اس کو منع لکھا ہے، فقہ حنفیہ کی معتبر اور مشہور کتاب

(۱) "عبدان بن عثمان يقول: سمعت عبد الله بن المبارك يقول: الإسناد من الدين، ولو لا الإسناد لقل

من شاء ما شاء" (مقدمة الصحيح لمسلم، باب بيان الإسناد من الدين، ج ۱، ۱۲، قدیمی)

(۲) "سنن العلامة الحدید عبد الرحمن أفندی العمادی عن السماع بما صورته فيما إذا سمع من الآلات

المطربة... فأجاب المولى المذكور... قلت: والحق الذي هو أحق أن يتبع وأحرى أن يذاع

به ويسمع، أن ذلك كله من سينات البدع، حيث لم يقل فعله من السلف الصالحين، ولم يقل بحله

أحد من أئمة الدين المحدثين رضي الله تعالى عنهم أجمعين، قال الأستاذ السهروردي في عوارف

المعارف و ماهيك به من كتاب، وقد تكلم على السماع في خمسة أبواب منه بما هو أحق التحقيق و

لب اللباب، وإن انصف المصنف و تمكر في إجماع أهل الرمان، و قعود المغنى بدقه و المشب

بشائنه، و تصور في نفسه، هل وقع مثل هذا الحنوس و الهمة بحصره رسول الله صلى الله تعالى عليه

وسلمه و أصحابه، و هل استحصروا قوالاً و قعدوا محتملين لاستماعه، لا شك بأن بذكر ذلك من حال

رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و أصحابه رضي الله تعالى عنهم، و لو كان في ذلك قصصة بطب،

ما أهموها، فمن يسر بانه قصصة تطلب و يجمع لها، لم يحط بدور معرفه أحوال رسول الله صلى

سب انہ شرح ملتقى الأبحر: ۵۵۱/۲ میں ہے: "لا أصل له في الدين، زاد في الحواضر: وما عده مصنفه من ما ساء حرام، لا يحوز القصد والجلوس إليه، ومن قبلهم لم يفعله كذلك" (۱). فتاویٰ زیریں اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے (۲)۔ مزید تفصیل مہنامہ "نظم" تصوف نمبر کا پورا سستہ ۶۳ میں ہے۔

جو ماضی امور پر انہیں سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے دوسروں کو نہیں روکتا وہ غلطی پر ہے، اس مسئلہ کو خوب نرمی اور محبت سے شیخی و اہل حق روشنی میں سمجھایا جائے کہ وہ نہ مانے تو اس سے بہتر تتبع سنت و امتدادش کیا جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ حق و باطل۔

اصلاح کی نیت سے عرس میں شرکت

سوال ۱۰۱۰/۱۱۰۱ عرس وغیرہ میں شرکت بغرض عطا و تقریر کرنے یا علمائے واردین کے مواعظ سننے، شرکت کرنا درست ہے؟ چونکہ مقصود شرکت سے صلح و اصلاح ہے جیسا کہ دیگر جلسوں میں کی جاتی ہے۔
الجواب حامداً ومصلیاً:

اصلاحی مواعظ کی خاطر بھی اعراس میں نہ جائیں بلکہ دوسری جگہ یہ سلسلہ کیا جائے اور نرمی و شفقت سے تنبیہ کی جائے، اعراس میں تقریر کرنے سے اعراس میں شرکت ہوگی اور جو شخص کسی منکر میں خود شریک ہو اس کی تقریر سے فائدہ نہیں ہوتا (۳)۔

= اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وأصحابہ والتابعین۔ (تقیح الفتاویٰ الحامدیہ، کتاب الحظر والإباحة، مطلب فی سماع الآلات لمطربة: ۳۵۴، ۳۵۵، المیمنیہ مصر)

(۱) الدر المستقی فی شرح الملتقى المعروف بسکب الأبر علی ہمش مجمع لأبیر، کتاب الکراہیۃ، فصل فی المتفرقات: ۲۱۹/۴، مکتبہ عفاویہ

(۲) "استماع صوت الملاحی کالصری بالقصیب و نحوه حرام" (التراریۃ علی ہمش الہمدیہ، کتاب الکراہیۃ، الثالث فیما یعلق بالمناہی: ۳۵۹/۶، رشیدیہ)

(۳) اس میں بدعت کے ساتھ تشبیہ بھی ہے جو یہ منوٹ ہے۔ "والشہ نأهل البدع مہی عہ، فتجب مخالفتہم" رد المحتار، کتاب الحسنی مسائل شعی ۵۳۶۔ سعید

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دنیا
جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہوگا
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۹۴ھ۔

مدرسہ چلانے کے لئے مجلس میلاد میں شرکت

سوال [۹۳]: زید نے ایک مدرسہ ایسی جگہ قائم کیا جہاں اہل بدعت ہیں مگر خود بدعت سے مرید کرتا ہے، مگر اس مصیحت کے پیش نظر کہ اگر بدعت میں شرکت نہ کی تو یہ لوگ مدرسہ میں بچے نہیں بھیجیں گے نہ بدعت میں شرکت کرے تو کیسا ہے؟ بالفرض تبلیغ کی نیت سے ان کے میلاد میں شرکت کرے تو زید کا یہ فعل کیسا ہے؟ وراہی صورت میں زید کیا کرے؟ بعض لوگ حاجی صاحب کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نے مصراع کے پیش نظر قیام کرنے کی اجازت دی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کے لئے مصالح مدرسہ کی خاطر ان مجالس بدعت میں شرکت کرنا جائز نہیں، یہ یہ ہو گیا جیسا کہ باجے بجا کر لوگوں کو جمع کیا جائے اور پھر انھیں نماز کی طرف دعوت دی جائے، اس کی اجازت نہیں (۱)، ہمارے علم میں نہیں کہ حاجی صاحب نے کسی مدرسہ کو چلانے کے لئے قیام کی اجازت دی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

مجنوب کی قبر پر عرس

سوال [۹۴]: ہمارے علاقہ میں ایک مجنوب صاحب تھے، ان کی ایک خاندان نے ۲۵/۳۰

(۱) وقال (صلى الله تعالى عليه وسلم) "الاسلام يعلو ولا يعلى" (صحيح البخاري ۱/۱۸۰، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه الح، قديمي)

"عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه قالوا: يا رسول الله أو هل يأتي الحبر

بالشر" قال "لا يأتي الحبر إلا بالحبر" (الح، الصحيح لمسلم ۳۳۶۱، كتاب البركة، باب

التحذير من الاغترار بزية الدنيا وما يسطع عليها، قديمي)

(و صحيح البخاري: ۹۵۱/۲، كتاب الرقاق، باب ما يحذر من رهرة الدنيا والتنافس فيها، قديمي)

سے تک خدمت کی، اب ان کا انتقال ہو گیا ہے، بعد مردن کچھ خود غرض لوگوں نے مزار بن کر آمدنی شروع کر دی ہے اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے ان کو محرم ردیا ہے، اب قدیم خدام پریشان ہیں اور جدید میٹنی قنیش بن عمرس کرارتی ہے، ان حالات میں خود ساختہ میٹنی کو مزار کی تولیت حاصل ہے یا نہیں، یا قدیم تخصیص حاصل ہے؟

الحواب حامداً ومصلیاً :

مُجذوب صاحب کی خدمت جس نے بھی ثواب آخرت کی غرض سے کی ہے اور کسی دنیوی مفاد کی خاطر نہیں، اب ان کی وفات کے بعد ان کی قبر و آمدنی کا ذریعہ بنانا اپنے ثواب و برباد کرنا ہے، اس کی مثال اس طرح سمجھئے کہ کسی نے بڑی محنت سے کھیتی کی، جب غلہ پختہ ہو گیا تو اس میں آک گادی، وہ سب ضائع ہو گیا، ہذا قدیم خدام و جدید میٹنی کوئی بھی اس کا ارادہ نہ کرے، البتہ محرم و ثواب پہونچنے کا ہر ایک کو حق ہے، اس سے کوئی بھی کسی کو منع نہیں کر سکتا، لہذا جس کو بھی ان سے تعلق ہے وہ نفل نماز پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر کے نفل روزہ رکھ کر، نفلی صدقہ غریبوں کو دے کر (خواہ نانا ہو یا کچھ اور یا نقد ہو یا کچھ اور سامان ہو) کسی مسجد میں صف بچھا کر، پانی کا انتظام کرے، کسی دینی مدرسہ میں کتب حدیث و فقہ، تفسیر قرآن کریم وقف کر کے، غرض کوئی بھی نیک کام کر کے ثواب پہونچانے اور پہونچا دیا کرے (۱)۔ مروجہ طریقے پر چہلم، عرس وغیرہ کی جازت نہیں، گدی نشینی اور قبر کی آمدنی حاصل کرنے کا کوئی بھی ارادہ نہ کرے، نہ دیرینہ خدام اور نہ جدید میٹنی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱/۱۳۹۵ھ۔

قوالی اور عرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

سوال [۵۹]: زید یہ بھی کہتا ہے کہ علماء دیوبند نے قوالی و سماع کو بھی منع فرمایا کہ ان مذکورہ ویسے۔

(۱) "فلا یسأل ان یجعل ثواب عملہ لغيره عند اهل السنة والجماعة صلاة کان او صوما، او حجاً، او صدقة، او غیر ذلک لقرآن، او الاذکار او غیر ذلک من انواع البر، و یصل ذلک الی الميت و یسعه"

مراقی الفلاح، کتاب لصلوة، باب احکام الحنائز، فصل فی زیارة القصور، ص ۶۲۱، ۶۲۲، قدیمی

کرام وغیرہ نے سماع کیسے سنا اور عرس کیوں کیا؟ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالحق عزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں سماع و عرس کو جائز قرار دیا ہے۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث پاک میں جس چیز کو منع کیا گیا ہے بزرگان دین نے ہمیشہ اس سے پرہیز کیا ہے، پھر ایسی چیز و امر کسی نے بزرگان دین کی طرف منسوب کیا ہے یا تو وہ نسبت صحیح نہیں بلکہ خط نسبت کر کے اپنے لئے جواز کی راہ نکال گئی ہے اور بے ثبات یہی ہوتا ہے جس کا مشاہدہ اور تجربہ ہے، یا پھر بعض مجبوری کے احوال ایسے پیش آئے جس سے وہ معذور ہو گئے اور ان پر شہدائے شرف نہیں، مثلاً کوئی بزرگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں کسی عذر کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تو غیہ معذور کو ان کی اتباع کرنا اور ان کے عمل سے استدلال کرنا صحیح نہیں، عمل تو کیا جائے گا شرعی احکام پر، ان بزرگوں پر اعتراض نہ کیا جائے۔ ”السنة الجلیلة“ میں بزرگان دین کے اس قسم کے اعمال کی تحقیق و تفصیل موجود ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق عزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کس کتاب میں جائز لکھا ہے (۱) اس کو نقل کیجئے تب اس کے متعلق کچھ تحریر کیا جائے گا۔ ان کی بعض کتابوں میں شیعوں نے مڑ بڑ بھی کی ہے مثلاً ترویج کا انکار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارمعلوم دیوبند، ۱۸/۱۹/۱۴۰۵ھ۔

قوالی اور پختہ قبر وغیرہ

سوال [۹۱۶]: قبروں کو چومنے، گچ سے پختہ قبر تعمیر کرنا، روشنی کرنا، عرس کرنا، قوالی گانا وغیرہ کیسے ہے؟

(۱) شاید اس سے مراد فتاویٰ عزیزی، باب التصوف، جس کا عنوان ”زیارۃ قبور یا عرس کے لئے تعیین تاریخ کی بدعت“ کے تحت یہ عبارت ہو قولہ ”عرس کا وہ اگر اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یہاں دریں دریں وقت کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں“ اتنی۔ لیکن اس عبارت سے عرس مروج کے جواز پر استدلال کرنا بے فائدہ ہے جبکہ اس عبارت کا محمل یہ ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ اگر غرض دعا اور یہاں کے اتفاقاً اس طرح کی مجلس کی جائے، تو سبجائش ہے اور اس بات کی تائید اس کے بعد اسی عبارت ”لیکن دعا کرنے کے لئے خاص اسی دن کا اتنا امر کرنا یہ بھی کسی طرح کی بدعت ہے، جس کا ذکر اوپر ہوا“ میں قولہ ”زیارت قبور کے لئے وہی دن مقرر کرنا بدعت ہے“ ”تعیین وقت کی صلف میں نہیں تھی یہ بدعت اس طرح کی ہے جو فی نفسہ جائز ہے، صرف خصوصیت وقت کی بدعت ہے“ سے ہوتی ہے۔ بالکل صحیحہ نہیں ہے عرس مروج کی تردید کی ہے اور اس بدعت فریاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ سب چیزیں ناجائز اور معصیت ہیں۔

”کتاب روی حارر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن حصیص بن قیس و عن کتب علیہ و عن یسی علیہ و دمسہ و“ (۱)۔ ترمذی ۶۰۱۱ (۲)۔

”ثم بعد، سمعت منی بحارک سادکی و یفیع حکم منی و صف محسن
فصل و سب، و حارر من لأمور محرمه، ولا یحلف فی تحریرہ و“ تفسیح نسوی
حدیث، ص ۳۵۹ (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید غفرلہ، دارعلوم دیوبند، ۲۳/۹/۹۰ھ۔

مجلس شہادت

سوال [۹۱۷]: اگر زید یا ماحرم میں یا غیہ یا محرم میں اپنے گھر سے سادگی کے ساتھ بیٹھ کر در
تھکے سات آدمی و رب کر معبر اور مستند شہادت کی صحیح روایات پڑھے اور جس میں نو ح و مرثیہ وغیرہ نہ ہوں اور
اشعار جو کہ خلاف شرع ہیں نہ ہوں تو ایسی مجلس کا قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟

۲ ایام محرم میں جو عوام میں مجلس شہادت پڑھی جاتی ہے اس میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

۳ حضرت مولانا مفتی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی اپنی تصنیف سوانح عمری پیران پیر رحمہ اللہ تعالیٰ
مطبوعہ رسالہ پیشوا دہلی میں گیارہویں شریف کو بحث کے بعد جائز فرماتے ہیں کہ حضرت پیران پیر حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی چہلم کی فاتحہ ہر روز دیا کرتے تھے اس لئے آپ کے معتقدین نے بھی اس کو باعث برکت سمجھ کر
روانہ دے دیا اور ہر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے محمد
ابراہیم صاحب کا انتقال ہوا تو کچھ صحابہ نے چھوڑ دے دودھ میں بھگو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے مل

(۱) (کتاب الحائز، فصل فی الہی عن تحصیص القور والقعود الح ۱ ۳۱۲، قدیمی)

(۲) (کتاب الصلوٰۃ، باب صلاة الحائز: ۲۳۷/۲، سعید)

(۳) تفسیح لفتاویٰ الحامدیہ، کتاب الحظر والإباحۃ، مطلب من البدع المکروۃ یقود الفادیل

لکھنؤ ۲۵۹، مصر

کر ہاتھ اٹھا کر دے، مانگی تھی اور ایصالِ ثواب کیا تھا اس لئے اب بھی ہاتھ اٹھا کر اور کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ یہ حدیث آپ نے کسی کتاب میں صحیح روایت سے دیکھی ہے؟ اس کو مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ ایامِ محرم میں ناجائز ہے غیر ایامِ محرم میں اگر حصولِ برکت مقصود ہو تو اولاً دیگر اکابر صی بہ شیخین و ختین کا ذکر کیا جائے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح صحیح تذکرہ کیا جائے اور انہما رزن و غم کے لئے مجس منعقد کرنا بالکل ناجائز ہے خواہ محرم میں خواہ پھر کبھی (۱)۔

۲۔ یہ روافض کا شعار اور ناجائز ہے اس میں شرکت ممنوع ہے (۲)۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کا انتقال حد بوغ سے پہلے بہت ہی بچپن میں (ایامِ رضاعت میں) ہوا، ان کو ایصالِ ثواب کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں (۳)۔ جو شخص اس ایصالِ ثواب کا اعتقاد رکھتا ہے وہ غلطی پر ہے اس کو توبہ لازم ہے۔ حضرت پیران پیر کا عمل مجھے معلوم نہیں۔ ہر وہ چہمہ کن فاتحہ کا کیا مطلب ہے، کیا چہمہ ہر ماہ میں آتا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(۱) غم، رزن کے خبری اجازت صرف تین دن تک ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ موقعِ غم کا ہو، یہاں دوسرے سے موقع ہی نہیں ہے، ہمد یہ مروجہ مجاہد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں ہوتی ہیں، اور شہادت بہت بند اور سلیقہ مند ہے، اس پر فوج کرنا، اور روزِ پینا غیر شرعی حرکت ہے "ولا باس" بتعزیر اہلہ و بالحلوس لہا

فی غیر مسحد ثلاثہ آیام وتکرہ بعدھا" (الدر المحتار، باب صلوة الحارۃ ۲، ۲۳۹، سعید)

(۲) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشہ بقوم، فهو

منہم" (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرة ۲، ۵۵۹، مکتبہ دار الحدیث ملتان)

(۳) "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی

متعمداً، فیتوا متعمداً من النار" (الصحيح لمسلم، المقدمة، باب تعلیط الکذب الح ۱، ۷، قدیمی)

قال السووی: "واعلم أن هذا الحديث یشتمل علی فوائد والثانیۃ تعظم تحریم

الکذب علیہ لصلوۃ والسلام، وانه فاحشة عظیمۃ و موبقة کبیره الح" (شرح مسلم لسووی ۸،

قدیمی)

جلسہ میں غزل و نعت پڑھنا

سوال [۹۱۸]: ہمارے مک میں جلسہ میں تقریر سے پہلے غزل، قوالی، نعت وغیرہ پڑھتے ہیں۔ یہ پڑھنا ایسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نعت پڑھنے کی اجازت ہے، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے (۱)۔ قوالی کی اجازت نہیں، فتاویٰ بزازیہ میں اس کو ناجائز لکھا ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ عملاً۔
حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

(۱) "مر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحسان وهو يشد في المسجد. فلاحظ إليه قل: كنت اشد وفيه من هو خير منك" (مسند أحمد بن حنبل حديث بن ثابت رضي الله تعالى. ۶/۲۹۲، دار إحياء التراث)
"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يضع لحنان مسراً في المسجد يقوه عليه قائماً يعاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" (جامع الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی إنشاد الشعر، ۱۱۱/۲، سعید)

"عن نس رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله على وسلم دخل مكة في عمرة القضاء وعنده الله أس راحة بين يديه يمشي، وهو يقول حلوا بي الكفار عن سبيله، اليوم نصر بكم عن علي تزيد، صرباً يديل الهاد عن مقبئه، وبدهل الحليل عن حليله فقال له عمر يا ابن راحة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حرم الله تقول الشعر؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "حل عنه يا عمر" فهي أسرع فيهم من نصيح النبل" (جامع الترمذی، أبواب الأدب، باب ماجاء فی إنشاد الشعر، ۱۱۲/۲، سعید)

(۲) "استماع صوت الملاحی كالصرب بالقصب وبحو حرام" (براریة علی هامش الہدیہ، کتاب الکراہیۃ، الفصل الثالث، فیما یتعلق بالاہی: ۲۵۹/۶)

مزید تفصیل سید دیکھے (الدر المحتار مع رد المحتار الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ۳۴۹/۶، سعید)

روایاً حاشیۃ الطحطاوی علی المرافی، کتاب الصلاة، فصل فی صفۃ الأدکار، ص ۹، ۳، قدیمی
کتب خانہ

جس جلسہ کی وجہ سے نماز فجر فوت ہو جائے اس میں شرکت

سوال [۹۱۹]: جلسہ مروجہ کہ رات کے اخیر حصہ دو تین بجے تک علی العموم ہوتا ہے، جس سے نماز صبح فوت ہو جائے کا مان غالب ہوتا ہے اس میں تعاون کرنا اور شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز فجر فوت ہونے کا مظنہ ہو تو جلسہ میں شرکت نہ کی جائے، اگر فوت نہ ہو تو شرکت کی جائے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۰/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۰/۹۰ھ۔

خلفائے اربعہ کے ایام ولادت کی تعطیل

سوال [۹۲۰]: فیض عام انٹر کالج میں حسب ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یوم ولادت کی تعطیل ہونے پر پائی ہے، لہذا ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یوم ولادت عربی مہینوں کی تاریخ اور عیسوی مہینوں کی تاریخ تحریر فرمادیں۔

۱: حضرت ابو بکر صدیق - ۲: حضرت عمر فاروق -

۳: حضرت عثمان غنی - ۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم -

بندہ خاں بھجور والی مسجد کوئٹہ گھنٹہ میرٹھ۔

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت ما مار رسول الله صلى عليه وسلم قبل العشاء ولا لعمر بعده"

راس ماجة، أبواب الصلوة، باب النهي عن النوم قبل العشاء وعن الحديث بعدها، ص ۵۱، قديمي)

(صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ۸۴، قديمي)

قال الحافظ: "السمر بعدها قد يؤدي إلى النوم عن الصحيح أو عن وقتها المختار أو عن قيام

الليل. وإذا تقرر أن علة النهي ذلك، فقد يفرق فارق بين الليالي الطوال والقصار يمكن أن تحمل

الكراهية على الإطلاق حسماً للمادة، لأن الشيء إذا شرح لكونه مظنة قد يستمر فيصير منة والله تعالى

اعلم" (فتح الباري، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ۲۰، ۹۳، قديمي)

مزید تفصیل کے لئے دیکھیے: (إنحاح الحاجة على هامش سنن ابن ماجة: ۵۱، قديمي)

الجواب حامداً ومصلحاً:

خدا نے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یوم ولادت کی عربی تواریخ جو کہ عیسویں تواریخ کے ساتھ متعین و موافق ہو مجھے نہیں ملیں۔ ان ایام میں تعطیل کرنا بھی کوئی شرعی حکم یا مصدحت نہیں اور نہ اس امت کے اکابر کی تواریخ و ولادت کا ارتقاع کیا جائے اور ان ایام میں تعطیل کی جائے تو پھر سارا سال تعطیل ہی میں گزرے گا۔ تعیم کا کوئی دن بھی نہیں ملے گا (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمکرم وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲ ۷ ۹۴ھ۔



(۱) "ومنها وضع الحدود، والترات الكيميات، والهيئات المعينة كالدكر بهيئة الاحتما عبي صوت واحد، والحداد يوم ولادة النبي صلى الله عليه وسلم، وأشاهد ذلك ومنها الترام العادات لمعية في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في السريعة" (الاعتناء للشاخص، الطب الأول في تعريف البدع، ص ۲۵، ۲۶، دار المعرفة بيروت)

تفصیل سے، یعنی (کفایت الممتنی ۲۶۱، دار الإسماعیل)

مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان

اعمال شب براءت

- سوال [۹۲۱]: ۱۔ شب براءت میں کون کون سے کام مسنون اور کون کون سے کام ممنوع ہیں؟
- ۲۔ کیا شب براءت کے دن حلوہ بنانا اور اس پر حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام مروجہ فاتحہ درناج نزلے کہ نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل فرمائیں۔ نیز کرنے سے اگر گناہ ہے تو کونسا گناہ ہے، مکروہ یا حرام؟
- ۳۔ کیا شب براءت کی رات کو مساجد میں چند آدمی جمع ہو کر اطمینان و سکون کے ساتھ تلاوت، ذکر مذاکرہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

- ۱۔ رات میں غلی عبادت کرنا (۱)، پھر دن میں روزہ رکھنا (۲)، موقع مل جائے تو چپکے سے قبرستان جا کر مردوں کے لئے دعائے خیر کرنا (۳)، یہ کام تو کرنے کے ہیں، باقی آتش بازی چلانا، غل کی جمعیت کرنا، قبرستان میں جمع ہو کر تقریب کی صورت بنانا، حلوہ کا التزام کرنا وغیرہ اور جو جو غیر ثابت امور رائج ہوں وہ سب
- (۱) "وعن جابر رضى الله عنه قال سمعت النبی صلی الله تعالى علیه وسلم یقول: "إن فی اللیل لساعة لا یوافقها رجل مسلم یسأل الله فیها حیراً من أمر الدنیا والآخرة، إلا أعطاه إیاه. وذلك کل لیلۃ" رواه مسلم" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوة، باب التحریض علی قیام اللیل، ص ۱۰۹، قدیمی)
- (۲) "عن أبی هریرة رضى الله تعالى عنه قال: أوصانی حلیلی صلی الله علیه وسلم بثلاث صیام ثلثة آیاه من کل شهر" الحدیث (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام البیض الح ۱ ۲۶۶، قدیمی)
- (۳) "عن عائشة رضى الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم كلما کان لیلنها من رسول الله صلی الله علیه وسلم، ینخرج من آخر اللیل إلی البقیع، فیقول: "السلام علیکم دار قوم مؤمنین، وأماکم ما توعدون، عدأً مؤجلون، وإنا إن شاء الله بکم للآحقون، اللهم اعمر لاهل بقیع العرقہ" رواه مسلم" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الحائز، باب زیارة القبور، ص: ۱۵۳، قدیمی)

ترتیب کرتے ہیں۔

۲۔ یہ حصہ اور اس پر اصرار و التزم اور مرجعہ فتح اور مخصوص طور پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی رت میں فتح کا التزام کی دلیل سے ثابت نہیں، اگر یہ چیزیں ثواب ہوتیں تو ضرورتاً رت و سنت، اہتمام، قیاس مجتہدین سے ثابت ہوتیں، جب ثابت نہیں تو پھر ان کو ثواب اور دین کا کام سمجھنا بدعت و قبل رد ہے "من أحدث فی أمرہ من غیرہ"۔ منقول غنہ (۱)۔

۳۔ جمع ہونا غلط ہے، اپنے اپنے مقام پر تلاوت و نوافل میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ (کد فی سر فی) (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۷/۹۰ھ۔

الجواب صحیح، بندہ فقہ ماہدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۷/۹۰ھ۔

شب براءت کی بعض نمازیں

سوان [۹۲۲]: ۱۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ شب براءت میں عبادت کی نیت سے غسل کرے، دو رکعت نفل تحیۃ اوضو پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھے، اور مغرب کے وقت ہی سے عبادت میں مشغول ہو جائے تاکہ نامہ اعمال کی ابتداء اچھے کاموں سے ہو، بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

(۱) (مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ص ۷۷، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود ۱۱۷۳، قدیمی)

و لصحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب نقص الأحکام الباطلة، ورد محدثات الأمور، ۲۷۷۷، قدیمی)

۲۔ "وبكره الإجماع على إحياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها، لأنه لم

يصعله النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا أصحابه، فأكره أكثر العلماء من أهل الحجاز منهم عطاء

واس أسي مسكة وفقهاء أهل المدينة، وأصحاب مالك وغيرهم، وقالوا ذلك كله بدعة"، (كتاب

الصلوة، فصل في تحية المسجد و صلوة الضحى وإحياء الليالي، ص: ۴۰۲، قدیمی)

شب براءت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ لا حول ولا قوة کا ورد

سوال [۹۲۳]: ۲۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چالیس بار "لا حول ولا

قوة لا بالله العلیٰ العظیمہ" پڑھیں۔ یہ کیسا ہے؟

مخصوص طرز پر آٹھ رکعت

سوال [۹۲۴]: ۳۔ آٹھ رکعت نفل ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک بار اور سورہ

اخلاص ۲۵ بار پڑھنا کیسا ہے؟

مخصوص طرز پر چار رکعت

سوال [۹۲۵]: ۴۔ چار رکعت نفل ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ غسل، تحیۃ، وضو، اچھی چیز ہے، تمام شب شام ہی سے عبادت میں مشغول رہنا بھی خوش قسمتی ہے مگر اس کا اہتمام والتزام ثابت نہیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص تین بار پڑھنا ثابت نہیں، غیر ثابت چیز کی پابندی کرنا اور اس کو لازم سمجھ لینا دین میں مداخلت ہے، اس کی اجازت نہیں، ہم چیز واس کی اصل پر رکھنا چاہیے (۱)۔

۲۔ "لا حول ولا قوة، لا۔ نہ، یعنی معصیہ" بہت اہل ذکر ہے جو جنت و عرش کے مخصوص خزانہ سے عطا ہوا ہے (۲)، اس کی کثرت کرنا بہت مفید ہے کسی وقت بھی پڑھا جائے نافع ہے، غروب آفتاب سے

(۱) "قال اس المبر فيه أن المندوبات قد تقلب مكروهات إذا رفعت عن ركنها. لأن التيام مسنح في كل شيء أي من أمور العبادة. لكن لما حثي اس مسعود أن يعقدوا وحوه. أثار إلى كراهه. والله تعالى أعلم" (فتح الباری، كتاب الأذان، باب الإعتال والإصراف عن اليمين واليمين ۲/۳۳۸، دار المعرفة، بيروت)

(۲) "عن سی موسیٰ الأشعری قال أحد السی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم فی عقیة۔ ثم قال لا بأس موسیٰ، أو یا عبد الله! الا أدلك علی كنمه من كبر الحمة؟ قلب علی. قال "لا حول ولا قوة الا بالله" (صحیح البخاری، كتاب الدعوات، باب لا حول ولا قوة الا بالله: ۲/۹۳۸، ۹۳۹، قدیمی)

چالیس مرتبہ کی قید احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں (۱)۔

۳ یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں، ممکن ہے کہ اسلاف میں سے کسی نے ایسا کیا ہو۔

۴ اس کا بھی یہی حال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۱۳۸۱ھ۔

بچہ کا دودھ بخشوانا، شب براءت میں کھانا تقسیم کرنا

سوال [۹۲۶]: ۱۔ اگر شیعہ خوار (دودھ پیتے) بچہ کا انتقال ہو گیا تو اکثر لوگ اس سے دودھ

بخشواتے ہیں۔ یہ بخشوانا کیسا ہے؟

سوال [۹۲۷]: ۲۔ شب براءت کی فضیلت میں عام طور پر اس روز فقراء کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے،

بعض لوگ مغرب کے پہلے دن ہی دن میں اور بعض لوگ مغرب کے بعد رات میں کھانا تقسیم کرتے ہیں، نیت

سب کی شب براءت کی ہے۔ لہذا ہر شخص کو ثواب کیسا ملے یا بعد مغرب یا مغرب کے پہلے دینے میں کچھ ثواب

میں کمی بیشی ہوگی؟

شب براءت کو عرفہ بنانا

[۹۲۸]: ۳۔ اگر کسی شخص کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ ایک روز قبل شب براءت کے عرفہ کرتا ہے، اس کا

ثواب شرعاً کیا ہے؟ تینوں امور کا جواب مع استدلال چاہیے۔ بینو تو جروا۔

نوٹ: جو لوگ عرفہ کرتے ہیں یا شب براءت کے روز مغرب کے پہلے دن ہی دن میں کھانا دیتے

ہیں وہ محض اس خیال سے کہ اس روز کھانے کی زیادتی کی وجہ سے فقراء کھانے کے بے قدری نہ کریں بلکہ عزت

کے ساتھ اس کو کھا پی جائیں، اس لئے ایک روز قبل عرفہ کے نام سے اور شب براءت کو دن کو کھانا دیتے ہیں۔

(۱) قال العلامة المصاوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحت حدیث "من أحدث فی أمرنا هذا" ای أشأ واحترع

وأنی سامر حدیث من قل نفسه (مالیس مہ): ای رأياً لیس له فی الكتاب أو السنة عاصداً ظاهراً أو

حمی۔ ملفوظ أو مستط (فیہ رد)، ای مردود علی فاعله لبطلانه، (فیض القدیر: ۱۱/۵۵۹۳)، حدیث

رقم ۳۳۸۳، مکتبہ نزار مصطفیٰ الازہری (ریاض)

الجواب حامداً ومصلحاً:

۱..... هذا من اغلاط العوام۔

۲ کھانا تقسیم کرنے کے متعلق اس شب میں خاص طور پر کوئی روایت میری نظر سے نہیں گذری، بہت اس شب کی جو فضیلت وارد ہوئی ہے وہ غروب شمس سے طلوع فجر تک ہے: "شعبان میں رحب و شہر رمضان، يغفل الناس عنه، يرفع فيه أعمال العباد، فأجبت أن لا يرفع عملي إلا وأنا صائم". روہ سیہقی فی شعب (۱) عن أسامة اہ۔

"عن عيسى رضي الله تعالى عنه عن نسي حبي الله عليه وسلم: "إذا كان ليلة نصف من شعبان، فقوموا بينكم، وصوموا نهارها، فإن الله يبرئ فيها عروب شمس بني نسماء، يدي فيقول: 'لا من مستعمر وأعمر نه،' لا من مسترق وأررقه،' لا من متني وأعديه،' لا كد،' لا كد، حتى يصع بفجر". روہ من ماحہ (۲)، وانیہقی (۳)۔

"قال سعد ضعيف: روى الله تعالى إلى نسماء، ندي يكون في كل ليلة، ولكن يحتصر دلت لانت لآخر، وفي ليلة النصف من شعبان يكون من عروب شمس بني شجر، ولا يحصر دلت في نشت لأحر، وهذا من فصل هذه الليلة اہ" مانت نسته۔

۳ عرفہ تو ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو ہوتا ہے شعبان میں نہیں ہوتا، انقال کے بعد شب برات سے

(۱) (شعب الإيمان للیہقی، باب فی الصیام، صوم شعبان، ۳، ۳۷۷، رقم الحدیث ۳۸۲۰، دار الکتب العلمیہ)

(۲) (سین اس ماحہ، کتاب إقامة الصلوة والسنة فیها، باب ما جاء فی ليلة النصف من شعبان، ص: ۹۹، قدیمی)

"الحدیث ضعيف باب أبي سرقة أبي بكر بن عبد الله بن محمد بن أبي سرقة، قال أحمد وس معین يصع الحدیث، وقال ابن حبان كان ممن يروى الموضوعات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به". (التقريب، رقم: ۶۷۶۳)

(۳) (شعب الإيمان، باب فی الصیام ما جاء فی ليلة النصف من شعبان، ۳، ۳۷۹، رقم الحدیث ۳۸۲۲، دار الکتب العلمیہ)

یہ روز قبل ۴۴۰ مطب بھجوا میں نہیں آیا کہ وہ کیسے عرفہ برتا ہے، نوٹ کا جواب اوپر آچکا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ
عہدہ علمہ تمہدہ۔

حررہ العبد محمود کنکوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/شوال/۶۷ھ۔
جواب سنجہ عیدہ حمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا، ۱۶/شوال/۶۷ھ۔

شب براءت میں قبروں پر روشنی اور اُترتی

سہان [۴۲۹] شب براءت میں قبروں پر روشنی کرنا اور اُترتی جلاۃ کیسے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

رسم جہالت ہے، جس سے بچنا ضروری ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ عہدہ۔

متبرک راتوں میں چراغاں کرنا

سوال [۴۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارہ ربیع الاول کی شب میں چراغاں
کرنا میرا سبب کیا چراغاں کرنا بارہ ربیع الاول میں قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ حنفی سے ثابت ہے؟ مدلل
و مفصل جواب مرحمت فرما کر مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ کی رہنمائی فرمائیے۔ مینواتو جروا۔
نمستفتی قمر انزماں، موہی نگری، سب ناناب سکریتی، انجمن حیاۃ مسلمین، کانپور۔

الجواب وهو الموفق للصواب، مبسلاً وحامداً ومصلیاً ومسلماً:

افضل رسل خاتم النبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور توقیر، آپ سے محبت و عقیدت اصل ایمان
ہے، جس بد نصیب سے قلب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت محبت نہیں (۲)، وہ درحقیقت ایمان
حق سے نا آشنا ہے اس کے باوجود قرآن کریم میں اللہ پاک نے (۳)، حدیث شریف میں رسول مقبول صلی اللہ

(۱) سیاتی تحویحہ تحت عنوان "متبرک راتوں میں چراغاں"

(۲) عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "لا يؤمن أحدکم حتی اكون احب الیہ من
والدہ وولدہ واسباسہ" صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم من الایمان ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷،

علیہ وسلم نے جہاں ہم کو یہ بتایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت رکھنا ایمان کی جڑ ہے تو ہم کو محبت اور عقیدت کا طریقہ بھی بتلایا ہے (۱) اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کر کے دکھلادیا ہے (۲)۔

بار و بیع الاول کو چراغاں کرنا اگر خیر و برکت کی چیز ہوتی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ضرور بیان فرمادیتے اور صحابہ کرام دل کھول کر چراغاں کرتے، لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغاں نہیں کیا اور نہ اس کا حکم فرمایا، نہ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چراغاں کیا، انہم مجتہدین نے بھی چراغاں نہیں کیا، اویسائے کرام مثلاً خولجہ معین الدین چشتی، اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ، غوث اعظم عبد قادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خولجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہم اللہ وغیرہم ان میں سے کسی بزرگ نے بھی چراغاں نہیں کیا اور نہ اس کی اجازت دی، اگر چراغاں کرنا واقعی ثواب اور ذریعہ خیر و برکت ہوتا تو یہ سب حضرات جو ہم سے زیادہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھنے

(۱) قال الملا علی القاری تحت حدیث "لا یؤمن أحدکم حتی اكون احب الیه اھـ" "قل القاصی ومن محنتہ نصر سنتہ والدب عن شریعتہ، ونمنی اذارکھ فی حیاتہ لیدل بفسہ ومالہ دویہ" (المرقاة ۱/۱۴۵)، وقال تحت حدیث "من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما" یعم ذوی العقول وغیرھم من لمل والحاد وسائر الشیوات والمرادات (ص: ۱۴۷) وقال تحت قولہ علیہ السلام "من رصی باللہ رباً وبالاسلام دیاً وسمحمد رسولاً" "(و محمد رسولاً) والمقصود من الرصا الإقیاد الظاہری والباطنی وان یعمل بجمیع شرائع الاسلام بامثال الاوامر واحتساب الروا، وان یسع لحیب حق متبعہ فی سنتہ وآدابہ وأخلاقہ ومعاشرتہ، والرہد فی الدیاء، والتوحہ لکلی الی العقی" (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الإیمان، الفصل الاول: ۱/۱۵۰، رشیدیہ)

(۲) "ومن ارتقی الی عایۃ ہدہ المرئۃ وبہایۃ ہدہ المریۃ سیدنا عمر رصی اللہ تعالیٰ عنہ، فبہ لم سمع ہذا الحدیث " (ای لا یؤمن أحدکم (الح) احمر بالصدق حتی وصل بمرکۃ صدقہ الی کمال ذلک، فقد مقتضی الامر الطعی "لانت یا رسول اللہ احب الی من کل شیء الا من نفسی، فقال لا، ولدی نفسی بیدہ حتی اكون احب الیک من نفسک"، فقال عمر فایک الآن واللہ! احب الی من نفسی، فقال: "الآن یا عمر! تمہ ایمانک" (المرقاة شرح مشکوۃ المصابیح، المرجع السابق: ۱/۱۴۵)

و نے تھے ضرور یا ضرور چراغاں کرتے۔

خیہ قرون میں چراغاں کا نہ ہونا، ایسے کرام ائمہ مجتہدین، فقہاء اسلام، محدثین عظام رحمہ اللہ تعالیٰ
ہا چراغاں نہ کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اس رات میں چراغاں کرنا ثواب کی چیز نہیں، لہذا اس عمل کو ذریعہ
قرب و ثواب سمجھنا بدعت اور معصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے صاف طور پر اپنی کتابوں میں متبرک
راتوں میں چراغاں کرنے کو بدعت و حرام اور تش پرستوں کے ساتھ مشابہت قرار دیا ہے۔ سائل و مجیب چونکہ
خفی ہیں اس لئے تب فقہ حنفی سے چند حوالے پیش کرنے پر قناعت کرتا ہوں

۱۔ "قسن" اس کتاب کے مصنف نجم الدین ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد انزہادی الغزینی رحمہ اللہ تعالیٰ
ہیں، جن کی وفات ۱۵۸ھ میں ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر: ۷۰۱ میں ہے:

"قسن کست فی سراج، سراج سراج لکنیرہ فی سسکٹ و لاسوق مدعة، و کد

فی مساحہ اوصاف خبیہ"

مطلب: گلیوں اور بازاروں میں کثرت سے چراغ جلانا بدعت ہے، مسجد کا بھی یہی حکم ہے اور
متوں (گرماء وقف سے چراغاں کرے) تو اس کو ضمان (تاوان) ادا کرنا پڑے گا۔

۲۔ "تفتیح فتاویٰ محمودیہ" اس کے مصنف الشیخ اسید محمد امین اشبیر بابن عابدین شامی رحمہ
اللہ تعالیٰ ہیں، جن کی وفات ۱۲۵۲ھ میں ہوئی، ان کو تمام ارباب فتاویٰ جانتے اور پہنچتے ہیں، اعلیٰ حضرت
مورانا احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی ان کو بہت بڑا فقیہ مانتے ہیں اور ان کی کتابوں سے مسائل اخذ کرتے
ہیں، "تفتیح فتاویٰ محمودیہ" سے بھی "اعلیٰ حضرت" نے مسائل اخذ کئے ہیں۔ اس کتاب کی جلد نمبر ۲،
صفحہ نمبر ۳۵۹ میں ہے

"من سراج مسکرة ما جعل فی کثیر من سدن من یفقد نقادین مسکرة عصیمة

و سیرف فی س معرفہ من س کسہ نصف من شعاع، و محصل سدن مقدسہ کثیرہ: منها

مقدسة صحاح فی لحدہ من لکرمہا، و منها: مساعفہ من فی حد و حنیہ، و منها

من سیرف علی سدن من سدن من حدہ من سدن و سدن من سدن و سدن و سدن و سدن

و سدن من سدن من سدن من سدن من سدن من سدن من سدن من سدن من سدن من سدن

المسجد عنها لازمة، وفي شرح المذهب للإمام النووي رحمه الله تعالى. وصرح أئمتنا الأعلام رضى الله عنهم بأنه لا يجوز أن يراد على سراج مسجد سواء كان في شهر رمضان أو غيره؛ لأن فيه إسرافاً كما في الذخيرة وغيرها“۔ (تفقيح الفتاوى الحامدية: ۲/۳۵۹) (۱)۔

مطلب: اکثر شہروں میں جو رواج ہو گیا ہے کہ سال کی متبرک مخصوص راتوں میں چراغاں کیا جاتا ہے اور اس میں مال کثیر خرچ کیا جاتا ہے یہ بدعت اور ناجائز ہے، کیونکہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً: آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے اور بلاوجہ شرعی مال کو ضائع کرنا ہے اور بچے اور بے ہودہ لوگ مساجد میں جمع ہو کر شور و شغب کرتے ہیں جس سے مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے حالانکہ مساجد کا احترام لازم ہے۔“

شرح المذهب“ میں امام نووی نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے اکابر واجب الاقتداء اماموں نے تحریر فرمایا ہے کہ مسجد میں جو چراغ بقدر ضرورت جلایا جاتا ہے اس سے زائد جلانا جائز نہیں خواہ رمضان شریف میں جلائے جائیں یا غیر رمضان (عرفہ) عید، شعبان، ربیع الاول، میں اس لئے کہ یہ فضول خرچی ہے جیسے کہ ”ذخیرہ“ وغیرہ میں ہے۔

عدمہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں دو کتابوں کے نام لئے ہیں جہاں سے انھوں نے یہ مسئلہ لیا ہے: پہلی کتاب شرح المذهب ہے جو شارح مسلم شریف امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے، امام موصوف کی وفات ۶۷۷ھ میں ہوئی، یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے متبع ہیں، بہت اونچی شخصیت کے فقیہ ہیں۔

دوسری کتاب ”ذخیرہ“ ہے، اس کے مصنف محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین صاحب محیط برہانی ہیں، یہ بڑے امام، مجتہد، متواضع، عالم، کامل شخص تھے، ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔

۳۔ ”عمر عین نصائر شرح الأشياء والسطائر“، اس کتاب کے مصنف سید احمد انصاری الحکوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، آپ بڑے فقیہ اور اصولی تھے، علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جَد

(۱) (تفقيح الفتاوى الحامدية، فوائد ومسائل شتى من الحظر والإباحة، مطلب: من البدع المسكرة يقدر

جس کتاب کے حوالے دیئے ہیں، اس کتاب کے صفحہ نمبر: ۳۸۳ (۱) میں بھی عبارت مذکورہ موجود ہیں۔
اور اس کے بعد لکھا ہے:

”ومن سمع ما يحفل في الحوامع من إيمان القناديل وتر كنها إلى أن تطلع الشمس وترضع، وهو من فعل اليهود في كنائسهم، وأكثر ما يفعل ذلك في العيد، وهو حرام“ (۲)۔

مطلب: اور جو خرابیاں مسلمانوں میں پھیلتی جا رہی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے اور تمام رات چراغ روشن رہتے ہیں، حالانکہ یہ یہود کا شعرو طریقہ ہے جو کہ وہ اپنے رُجوں میں کرتے ہیں اور مسلمان زیادہ تر شب عید (عید الفطر) عید الاضحیٰ (عید میلاد) میں کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے۔

۴- ”سمع سمعی ووسائل“، اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا عبدالحی رحمہ اللہ تعالیٰ فرنگی محی ہیں، یہ بہت جمیل القدر صاحب بصیرت عالم تھے، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی کتابوں سے بعض جگہ حوالہ دیئے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر: ۱۳۸ میں ہے:

”الاستفسار: إسراج السراج الكثیرة الزائد عن الحاجة ليلة البرائة أو ليلة القدر في أسواق، والمساجد كما تعارف في أمصارنا هل يجوز؟
”الإستبشار“ هو بدعة كذا في خزائن الروايات عن القنية“ (۳)۔

(۱) عمر عیون البصائر، القول فی احکام المسجد ۳ ۱۹۲، تحت رقم ۲۱۳۷، إدارة القرآن والعلوم الاسلامیة

(۲) (عمر عیون البصائر شرح الأشباه والظائر، المصدر السابق)

(۳) (سمع السمعی وسائل، کتاب الحظر والإباحة، المتفرقات، من مجموعة رسائل عبد الحی المحمد الرابع، ص: ۱۹۱، إدارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

وفی المتناوی العالمکبریة: ”سنل أبوبکر عمی أوصی بثلث ماله لأعمال البر هل یحور أن سرح فی المسجد؟ قال یحور، قال ولا یحور علی سراح المسجد سواء کان فی شهر رمضان أو غيره، قال ولا یزس به المسجد، کذا فی المحيط“ (کتاب الوقف، الفصل الثانی الوقف علی المسجد الخ: ۳۶۱/۲، رشیدیہ)

مطلب: سوال: کیا بازاروں اور مساجد میں ضرورت سے زائد چراغ جلا نا شب براءت اور لیلۃ القدر میں جیسا کہ ہماری بستیوں میں رواج ہو گیا ہے جائز ہے؟

جواب: یہ بدعت ہے ایسا ہی خزانۃ الروایات میں قنیہ سے نقل کیا گیا ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ متبرک راتوں میں چراغاں کرنا بدعت اور حرام ہے، مسلمانان اہل السنۃ والجماعت کو اس سے اجتناب چاہیئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

شب براءت اور شب قدر میں مسجدوں کو سجانا

سوال [۹۳۱]: شب براءت اور شب قدر میں مسجد کو پھول پتی سے سجانا کیسا ہے؟ جبکہ سجانے کی نیت ان تیوہاروں کی وجہ سے خوشی منانا ہے نہ کہ بدعت کرنا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شب قدر شب براءت کے لئے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعا، استغفار کی ترغیب دی ہے، پھول وغیرہ سے سجانے کی ترغیب نہیں دی۔ تیوہار ہندوانہ لفظ ہے اور یہ سجانا بھی ان کا ہی طریقہ ہے اس سے بچنا چاہیئے: لکن "من تشبه بقوم فهو منهم"۔ الحدیث (ابوداؤد شریف) (۱)۔ البتہ مسجد میں خوشبو کی ترغیب آئی ہے تاکہ نمازیوں کو اذیت نہ پہونچے بلکہ راحت پہونچے (۲)۔ ان مخصوص متبرک راتوں میں مسجد میں جمع ہو کر جماعتی حیثیت سے جائنا مکروہ و ممنوع ہے۔ کذا فی مراقی الفلاح (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفر۔ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح۔ بندہ نادم امین دارالعلوم دیوبند۔

(۱) (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشیخرة: ۵۵۹/۲، مکتبہ دار الحدیث ملتان)

(۲) "عن أنس بن مالک قال: رأى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بحامة في قبة المسجد، فعصب حتى أحمر وجهه، فقامت امرأه من الأنصار، فحكها وحملت مكانها حلوقاً، قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "ما أحسن هداً" (سنن السانی، کتاب المساحد، باب تحلیق المساحد ۱۱۹، قدیمی)

(۳) (کتاب الصلاة، فصل فی تحية المسجد وصلوة الصبی، ص ۴۰۲، قدیمی)

(وقد تقدم تحریحه تحت عنوان "أعمال شب براءت")

دس محرم کو مٹھائی مسجد میں لا کر گھر میں تقسیم کرنا

سوال [۹۳۲] بعض مکوں میں یہ رواج ہوتا ہے کہ دس محرم میں مٹھائی وغیرہ کھانے کی چیزیں مسجد میں، گریا گھ میں تقسیم کی جاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کوئی شرعی چیز اور قرآن و حدیث سے ثابت نہیں، اس کو شرعی چیز سمجھنا غلط ہے، البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سوویں محرم کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے (۱) اور اس دن کھانے میں کچھ وسعت کرینا باعث برکت ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱۶/۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱۶/۱/۹۰ھ۔

شب براءت اور اس کے اعمال

سوال [۹۳۳]: ۱۔ شب براءت میں عبادت کرنا کس نص سے ثابت ہے؟

۲۔ عشاء کی نماز کے بعد مزار پر جانا جو معروف ہے، کس نص سے ثابت ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ فعل بدعت ہے یا نہیں؟ اور صحیح مسنون طریقہ کیا ہے؟

۳۔ بعد نماز فجر مزار پر شعبان کی پندرہ تاریخ کو جانا کس نص سے ثابت ہے؟ اگر منع ہے تو منع کہاں لکھا ہے؟

۴۔ شعبان کی پندرہویں کا روزہ اور اس کی فضیلت کس نص سے ثابت ہے؟

۵۔ متبر مسکین پر فتنہ پڑھنے کا طریقہ مسنون کس نص سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ شب براءت میں بلا کسی قید و خصوصیت کے مطلق نماز کا ثبوت ہے، ہر شخص اپنے طور پر عبادت

(۱) (تقدم تخريجه من شعب الإيمان للبيهقي تحت عنوان: "شب براءت میں کھانا تقسیم کرنا")

(۲) 'من وسع عسى عباله في يوم عاشوراء، ومع الله عليه في سته كلها' (الجامع الصغير للسيوطي

۱۱ ۶۰۴۵، رقم الحديث: ۹۰۷۵، ورمز له بالصحة)

کرت جس میں نمائش یا کسی رسم اور ہیئت مخصوصہ کی پابندی نہ ہو تو مستحسن ہے۔ ”عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“: ”إدّا کتاب لیلۃ نصف من شعبان، فقوموا سجداً، وصوموا یوماً، فإن لیلۃ تعالیٰ یزل فیہا عروب الشمس بی سماء ندب، فبقول لا من مستعصر فأعمرہ، لا من مستترق فأرقہ، لا مبلی فأعافہ، لا کد، لا کد، حتی یصع سحر۔“ (۱) (۱) مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۱۵ (۲)، اور اگر اس میں رسوم اور ہیئت مخصوصہ کی پابندی ہو تو بدعت ہے۔

۲ شب برات میں بعد العشاء کسی بھی وقت مزار پر جانا کافی ہے ”ومم نیت من فعہ صلی اللہ علیہ وسلم“: ”تتی المقررة لیلۃ الصف من شعبان یتستغفر للمؤمنین والمؤمنات والشہداء۔“ ”عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع عنہ ثوبہ، ثم لم ینم أن قام فلبسہما، فأخذتہ غیرۃ شدیدۃ ضنت أنہ یأتی بعض صوبحباتی، فخرجت أتبعہ فأدرکتہ بالقیع نعرفہ یتستغفر للمؤمنین والمؤمنات والشہداء۔“ (ماثت بالسنة، ص: ۱۱۸) (۳)۔

۳ پندرہویں شعبان کو مزار پر جانا منع نہیں، لیکن پندرہویں شعبان کی وجہ سے مسنون بھی نہیں، البتہ اسی تاریخ میں جمعہ، پیر، جمعرات یا سنیچر آجائے تو اس میں افضل ہے، مگر یہ فضیلت پندرہویں شعبان کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان دنوں کی وجہ سے ہوگی: ”وتزار فی کل أسوع کم فی محذرات سورن، فر فی شرح باب مناسک إلا أن لأفضل یوم الجمعة والائیس وحمیس۔“ (شامی: ۸۴۳/۱) (۴)۔

(۱) (کتاب إقامة الصلوة، ما جاء فی قیام شهر رمضان، باب ما جاء فی لیلۃ الصف من شعبان، ص

۹۹، قدیمی)

(۲) (مشکوٰۃ المصابیح، باب قیام شهر رمضان من کتاب الصلوة، الفصل الثالث، ص: ۱۱۵، قدیمی)

(۳) (الحديث أخرجه مسلم في الحائز، فصل في التسليم على أهل القصور مفصلاً: ۳۱۳، قدیمی)

(۴) (رد المحتار، باب صلوة الحنازة، مطلب في زيارة القبور: ۲۴۲/۲، سعید)

رأسه؛ لأنه أتعب البصر لميت بخلاف الأول، لأنه يكون مقابل بصره، لكن هذا يذ أمكه“۔ شامی: ۸۴۳/۱ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۸/۸۸ھ۔

شب براءت میں تہجد کی نماز باجماعت

سوال [۹۳۰]: شب براءت میں تہجد کی نماز باجماعت اعلان کر کے پڑھی جاسکتی ہے، اس مقصد سے کہ جو بے نمازی ہیں کم از کم اس بابرکت رات میں شریک ہو کر ثواب کے مستحق ہو جائیں، اگر تہجد کی جماعت کی جائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے، بے نمازیوں کو تبلیغ و تاکید کی جائے کہ وہ نماز کی پابندی کریں، ترک فرض کو برداشت کیا جائے اور مکروہ کے ارتکاب کی دعوت دی جائے نہ دانشمندی کی بات ہے، نہ شرع کی طرف سے اجازت ہے، اس رات میں عبادت کے لئے جمع ہونا بھی منع ہے، کدھی سمرقانی الفلاح (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۵/۹۱ھ۔

شب براءت کی رسمیں

سوال [۹۳۵]: شب براءت کو صوف پکانا اور گھروں کی صفائی کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ اس شب گھروں اور قبرستان کو چراغاں کرنا، عود اور اُربتی سے معطر کرنا باسنا، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے جب کہ ایک طبقہ ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرتا ہے اور گھروں کی صفائی اس عقیدے کی بناء پر کرتا ہے کہ بزرگوں کی روحیں زیارت کو آتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مورسینوالہ کو سنت کہنا بے دلیل ہے (۳) اور بزرگوں کی ارواح کے آنے پر کوئی قوی دلیل نہیں جو

(۱) (رد المحتار، باب صلوة الحائز، مطلب فی زیارة القور: ۲/۲۴۲، سعید)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان: ”اعمال شب براءت“)

(۳) ”إن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعن رائرات القور، والمتحدين عليها المساحد و لسرح“ =

ریات بیان کی جاتی ہیں، وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

شبِ برات کا حلوہ

سوال [۹۳۶]: ۱۔ حلوہ بنانی نقشہ مباح ہے جس پر خاص و عام سب متفق ہیں، لیکن شبِ برات ۱۴ شعبان المعظم کو حلوہ تیار کرنا اس بات کی خصوصیات پر جو کہ ضدِ ریات کی بناء پر تیار کیا جاتا ہے تو کیا عمد جیسا کہ مشہور ہے، جس کے بارے میں ”اصلاح الرسوم“ مصنفہ حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ (چھوٹی تختی) ص ۱۳۸، ۱۳۹ پر جو پچھ لکھا ہے، اس کے مطالعہ سے اتنا مفہوم ہوتا ہے کہ شبِ برات کے روز عوام انسان کے مشاہدہ میں، بتوے عام کے پیش نظر حلوہ تیار کرنا گناہ ہے جس کی اس روز شرعی نقطہ نظر سے بالکل اجازت نہیں دی گئی ہے۔

۲۔ ایک مولوی نے اس قسم کے الفاظ اپنے میزبان کے یہاں چند عامی آدمیوں کے روبرو کہے کہ شبِ برات کے روز ایک مباح چیز کو (یعنی حلوہ کو) علماء نے خواہ مخواہ ناجائز کر رکھا ہے۔ تو اب امر دریا فت طلب یہ ہے کہ شبِ برات کے روز حلوہ بنانا جائز ہے یا ناجائز، اگر جائز ہو تو پھر ایک امر جائز کی اشاعت کیوں نہ عام کر دی جائے جس سے لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے اور ہم سب لوگ بھی جو اس کو گناہ سمجھتے ہیں اور ایک جائز امر کو آج تک ناجائز سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہیں، اس کے گناہ پر مطلع ہو کر تائب ہو جائیں۔ اور اگر ناجائز ہے جیسا کہ ”اصلاح الرسوم“ میں مرقوم ہے تو کسی کا ایسے الفاظ بنانا اعلان اور اشاعت کیسا تھا اگر گناہ یہ ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟ بصورتِ مکروہ کیا ایسا شخص فاسق ہے؟ ہر شی کا جواب مفصل و مکمل بحوالہ کتاب رقم فرما کر عند اللہ ماجور و مشکور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو چیز شرعاً ضدِ وری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا اور امر مباح کے ساتھ واجب یا سنت جیسا معاملہ کرنا درست نہیں، اس سے وہ چیز مکروہ ہو جاتی ہے

”كل مباح يؤدي الى رعيه لحيات سببه امر او وجوبه، فهو مكروه كعبس سورة

— لأصحاب السس (جمع الفوائد، كتاب الحائز، التعرية وأحوال القصور ودربارتها ۳۷۲،

رقم: ۲۶۵۳، إدارة القرآن)

ثابت نہیں۔ شریعتاً جائز ہے، حرام ہے، جیسا کہ ”حموی شرح لسانہ وخصائر“ (۱) اور ”تقیح فتویٰ حدسود“ (۲) میں بمرأست مذکور ہے، مسجد کے وقف کے مال سے جو یہ کرے گا اس کے ذمہ ضمان لازم ہوگا، اگر متوں ایسا کرتا ہے تو نمازیوں کو لازم ہے کہ اس کو فہمائش کریں، روکیں۔ فقط والسلام علیکم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۸/۹۳ھ۔

۱۔ اب تصحیح ہندہ نظام الدین غفرلہ عن دارالعلوم دیوبند، ۵/۸/۹۳ھ۔

متبرک راتوں میں بیداری کے لئے اجتماع

سوال [۵۳۸]: کیا شب براءت اور شب قدر کی تلاش و اہتمام میں مسجد میں شب بیداری کر سکتے

ہیں؟ حسب ذیل حدیث کی روشنی میں جواب دیجئے ”عن اسی ہریرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”رب صائم یس من صیامہ لا یحوجہ وزر قائم یس من
من صیامہ لا یسہر“ (۳) نیز اس حدیث کی مختصر تشبیح بھی فرمادیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شب براءت اور شب قدر کی تلاش اور عبادت کے لئے مسجد میں جمع ہونا مکروہ اور بدعت ہے، مراقبہ
فلاح میں اس کی تہنیک موجود ہے (۴)۔ حدیث کی تشبیح یہ ہے کہ جو شخص روزہ رکھے اور اللہ کے یہاں ثواب

۱۔ حموی المسمى "تفسير عيون الصائرين" لسيد احمد الحموي القول في احكام المساجد

۱۹۲۳، رقم ۲۱۳۷، إدارة القرآن والعبادة الإسلامية

۲۔ نقدہ تحریحہ تحت عنوان "متبرک راتوں میں چرائیاں"

۳۔ نقدہ تحریحہ تحت عنوان "متبرک راتوں میں چرائیاں"

۴۔ "وعنه (أسی ہریرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "كم من صائم ليس له من صيامه إلا لطمأ، وكم من قائم ليس له من قيامه إلا السهر، مشكوة مسمايح، كتاب

صوم، باب سرية الصوم، الفصل الثاني، ص ۷۷، قدیمی

۵۔ "ويكره الاجتماع على إحياء ليله من هذه الليالي المتقدمة ذكرها في المساجد وغيرها - لأنه لم

يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه، فانكره اكبر العلماء من أهل الحجاز، منهم عطاء و...

کی نیت نہ رہے یا جھوٹ، غیبت، بہتان وغیرہ گناہوں سے نہ بچے تو اس کو ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اس کو بھوک پیاس کے علاوہ روزہ کے فضائل و ثمرات میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا اسی طرح جو شخص رات بھر نماز پڑھتے، مگر ثواب کی نیت نہ ہو یا گناہوں سے نہ بچتا ہو تو اس کو بیداری کے تکیان کے علاوہ کوئی ثمرہ اور ثواب حاصل نہ ہوگا، یہی حال ہر عبادت کا ہے، یہ تشریح مشکوٰۃ شریف کی شرح میں مذکور ہے (۱)۔

تنبیہ: اس حدیث شریف میں مشکوٰۃ شریف میں ”إلا الظمأ“ (۲) مذکور ہے، ”إلا الجوع“ نہیں (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

متبرک راتوں میں عبادت کے لئے جمع ہونا

سوال [۹۳۹]: ہم لوگ اپنے محلے کی مسجد میں شب معراج کی تقریب کے سلسلے میں شب بیداری یعنی تدوین قرآن، صلوٰۃ النفل، اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں اور شب گزارتے ہیں اور جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں، زید کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث سے، جب کی ستاس تارتی کو شب بیداری کرنا اور بطور تقریب کے ثابت نہیں ہے اور یہ بدعت کے مترادف ہے، اس بارے میں زید کا قول کیا ہے؟

= میکة و فقهاء أهل المدينة، وأصحاب مالک وغيرهم، وقالوا ذلك كدعة“ (مراقی الفلاح مع حاشیة لطحطاوی، کتاب الصلوة، فصل فی تحیة المسجد و صلاة الصبح و احیاء اللیل، ص: ۴۰۲، قدیمی)

(۱) ”قل الطیسی فی الصائم إذا لم یکن محتسباً أو لم یکن محتسباً عن الفواحش من الرور و المہتان و العیة و سحرہ من المسہی، فلا حاصل له إلا الجوع و العطش و إن سقط القضاء و كذلك لصلوة فی الدار المفصولة، و أدائها بغير جماعة بلا عذر، فإنها تسقط القضاء، و لا یترتب علیہا الثواب اھ، قل اس المسک و کذا جمیع العبادات إذا لم تکی حالۃ“ (مرفقاء المتنبیخ شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصوم، باب تبریہ الصوم، قیل الفصل الثالث ۴، ۵۱۰، ۵۱۱، رقم الحدیث ۴۰۴، رشیدیہ، (۲) (راجع، ص: ۲۷۰، رقم الحاشیة: ۳)

(۳) ”الجوع“ کا غلط فہم نہ رہتا ہے، جیسے فرقہ میں ہے قال مسرک و رواہ بن ماحہ و لفظہ: ”وت صائم لیس له من صیامہ إلا الجوع“ الحدیث و رواہ البیہقی و لفظہ ”وت صائم حظه من صیام الجوع و العطش“ (المرفقاء، المصدر السابق)

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا قول صحیح ہے، اس طرح اس شب میں مسجد وغیرہ میں جمع ہونا اور اجتماعی بیعت سے نوافل و تدوین میں مشغول رہنا ثابت نہیں بلکہ مکروہ اور بدعت ہے "وُسْکَرُہُ الْإِحْسَانِ عَلٰی رَحِيٍّ سَلَمَ مِنْ هَدَدٍ سَبِيٍّ فِي سَبَاحِهِ وَحَدِّدَ لَا يَسْمَعُهُ سِوَى صَوْتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا صَوْتِ الْبَشَرِ، وَكُرْهُ كَثْرَةِ عَمَلِهِ وَفَقْدِ دَلِيلِ كَلِمَةِ اللَّهِ فِي مَرْفَعِ الْفَلَاحِ، ص ۲۴۱ (۱)۔ فقط واند تھو انحر۔

حررہ عبد محمود ثنی عن دارالعلوم دیوبند، ۳۰ ۷ ۸۷ھ۔

جو بک بن عبد محمد بن الدین ثنی عن دارالعلوم دیوبند، ۳۰ ۷ ۸۷ھ۔

عاشورہ محرم کے خصوصی اعمال

سوال [۹۴۰]: یوم عاشورہ میں مندرجہ ذیل باتیں سنت ہیں یا نہیں؟

- ۱- خوف خدا سے رونا۔ ۲- جنازہ کی نماز پڑھنا۔ ۳- سورہ اخلاص کثرت سے پڑھنا۔
- ۴- واندین کی قبور کی زیارت کرنا اور پچھو آیتیں پڑھ کر ان کو اور تمام مردوں کو ثواب پہنچانا۔
- ۵- شہدائے کربلا کی روحوں کو ثواب پہنچانا جیسے حیم یا کھچر انوح علیہ السلام کی سنت ہے یا نہیں؟
- ۶- غسل کرنا۔ ۷- سر مبارک لگانا۔ ۸- کپڑے بدھنا، خوشبو لگانا۔
- ۹- نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن پاک کی دس آیتیں پڑھنا۔
- ۱۰- دس مسلمانوں سے مصافحہ کرنا۔ ۱۱- دس دشمنوں میں صلح کرنا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

خوف خدا سے ہمیشہ رہنا چاہئے (۲)، جنازہ جب موجود ہو اس کی نماز فرض کفایہ ہے (۳)، سورہ

(۱) مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی تحیۃ المسجد و صلوٰۃ الصبح و احیاء الیالی، ص ۴۰۲، قدوسی

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من من عند مؤمن يحرق من عصبه دموع وإن كان مثل رأس الدباب من خشية الله، ثم يصيب شيئاً من حر وجهه إلا حرمه الله على النار". (سنن ابن ماجه، كتاب الرهد، باب الحزن والبكاء، ص: ۳۰۹، قدیمی)

(۳) "والصلاة عليه فرض كفاية بالإجماع" الدر المختار، باب صلوٰۃ الحازقة، ۲۰ ۷ ۲۰۷، سعید

اخلاص ہر روز پڑھنا چاہیے (۱)، والدین کی قبر کی بلکہ عامہ مومنین کی قبور کی زیارت ہر ہفتہ مستحب ہے (۲)،
یصال ثواب بھی مستحب ہے (۳)، ان چیزوں کو عاشورہ کے دن خاص کر دینا بلا دلیل ہے (۴)، اس دن
کھانے میں پچھ وسعت کر دینا برکت کا باعث ہے (۵)، روزہ رکھنا بھی مستحب ہے، مگر ایک دن پہلے مدے یا
بعد میں۔ بقیہ مذکورہ چیزیں اس دن صحیح روایات سے ثابت نہیں، جو چیز مستحب ہے وہ بغیر عاشورہ کے بھی ہے۔
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱/۸۸ھ۔

صلوۃ العاشورہ

سوال [۹۴۱]: بعض عالم بزرگ روز عاشورہ چار رکعت نماز مع قراءت جماعت سے پڑھتے ہیں

”عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رجلاً سمع رجلاً یقرأ ﴿قل هو الله أحد﴾ یرددہا، فمما أصبح،
حاء إلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذكر ذلك له، وكان الرجل يتقائلها، فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ”والدی نفسی بیدہ! ایہا لتعدل ثلث القرآن“ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن،
باب فصل ﴿قل هو الله أحد﴾: ۷۵۰/۲، قدیمی)

(۲) ”وترا فی کل أسوع کما فی مختارات البوار“ (رد المحتار، باب صلوۃ الحارۃ، مطلب فی
زیارة القصور: ۲/۲۴۲، سعید)

(۳) ”إن للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغيره صلوۃ أو صوماً أو صدقة أو غیرها“ (رد المحتار، باب
صلوۃ الحارۃ، مطلب فی القراءة للمیت الخ: ۲/۳۴۳، سعید)

(۴) قل العلامة اللکوی رحمہ اللہ تعالیٰ ”إذا کان فیہ أو لو حظت فیہ خصوصیات غیر
مشروعة، أو التردد کاتترام الملنومات، فکم من ماح یصیر بالالتزام من غیر لرود، والتخصیص من غیر
محصر مکررها، کما صرح به علی القاری فی شرح مشکوۃ المصابیح والحصصکی فی الدر
لمختار الخ“ (ساحۃ المفکر، الباب الأول فی حکم الحظر بالذکر الخ، تحت النبی والاربعون،
ص ۳۴، مجموعۃ رسائل عبد الحی اللکوی رحمہ اللہ تعالیٰ: ۳/۴۹۰، إدارة القرآن)

(۵) من وضع علی عمالہ فی یوم عاشوراء، وضع اللہ علیہ فی سنہ کلہا“ (الجامع الصغیر لسیوطی
۱/۶۰۴، رقم الحدیث: ۹۰۷۵، مکتبہ نزار مصطفیٰ الناز ریاض)

الجواب حامداً ومصلياً:

یوم شورا میں روزہ اور خرچ کی شدتوں کی فضیلت دیگر کتب میں بھی ہے (۱) اس میں پھر حرج نہیں بدلتا بہتہ ہے، باقی حمد امور مذکورہ کی خصوصیت اس روز کے ساتھ حدیث و فقہ سے ثابت نہیں (۲)۔ فقہ و مذہب سے تعاقب سہم۔

حرره العبد المذنب غفر له۔

صدوق المرتضیٰ

سوال [۹۴۳]: صوبہ نجات کے بعض اضلاع میں مسلمانان کرام شب برأت میں خصوصاً بعد عشاء، دو رکعت نفل جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہ عمل باہر تمام سال ان کی جانب سے انجام پذیر ہوتا ہے۔ کیا ایسی نماز نفل کی جماعت کا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس جماعت کا کوئی ثبوت نہیں، نہ حدیث میں، نہ فقہ حنفی میں بلکہ حنفیہ کی معتبر کتب میں اس کو مکروہ و مکاہ ہے "ومن سجدات حياء يسي العبدس ونصف من شعبان والعشر الأخير من رمضان وأول من دى حجة، ويكول كل عداقة نيل أو أكثره" در مختار (۳)۔

"وبكره لإجماع على إحياء بيته من هذه المناس في المساجد، وفي إحدى نصوصه لا يصح جماعة، وما روى من الصلوات في الأوقات الشريفة، تصلي فرادى، ومن سجدات كبرهه لإجماع على صيغة برعائت في فعل في رجب أول ليلة جمعة منه، وأنها بدعة، وما يحتلها

(۱) تقدم تحريجه تحت عنوان ما شرع من مناسك اعمالهم

(۲) صاحب منہاج الحق نے لکھا ہے کہ "اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ان کے جو اعمال ان کے لئے بہت پسندیدہ ہیں، ان میں سے کچھ ایسے ہیں، جن کو ہم نے ان کے لئے پسند نہیں کیا، ان کے لئے یہ ثابت ہے کہ یہ حدیث سے ہے" (مظاہر حق، کتاب البرکات، باب الفصل الصدقة ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵

ہیں سرود میں۔۔۔ یہ سب کچھ اس سلسلہ میں ہے۔۔۔ "حجرت علیہ السلام" صحیحہ
(۱۰۰۰)۔۔۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محرر کی بدعت شنیعہ

سید | ۱۰۰۰ | حریم میں قرآن پکارتے ہوئے کھڑے ہونا، جس و پاک، ناپاک، ہندو،
مسلمان سب ہی پڑھتے ہیں یہ ہے
الحواب حامداً و مصلياً:

نہایت معصیت ہے، قرآن پکارتے ہوئے (۲)۔۔۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محرر کی رسم

سید | ۱۰۰۱ | حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نامی پر رسم قرآن پڑھنا، سیاہ پوش ہونا، ننگے
پاؤں، سر میں خاک، ان کے کوپین، درم و تیل و نیل، ست نشک رخت، ماتم کرنا، واویلا کرنا، نوحہ کرنا، مرثیے گانا
جس میں بزرگان دین کی تعریف ہو، چلا چلا کر رونا، مسکانا، بچوں و قیدی فقیہ بنانا، قرآن پکارتے ہوئے تداوت کا یہ
پاک کرنا اور منتیں ماننا، دھواں کو کھانے کا وہیہ اور جھپٹی کھانا، و سول اور تاشے بچانا، اہل سنت و جماعت کے
نزدیک سنی اصل یہ ہے
الحواب حامداً و مصلياً:

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یقیناً ایک رونا کھا شہ ہے اور خاندان نبوت سے
تثبیت و مودت کا تحقق رکھنے والے سے رونا فربہ واقع ہے، سب اس سے جہت حاصل کرنا لازم ہے
کہ حق پر کس طرح قائم رہنا چاہیے، اس کی ہر طاقت کے سامنے جھکنے سے جام شہادت نوش کرنے کا مقام بہت

وقل الحسنى ان كلاً من صلاة الرعاب ليلة اول جمعة من رجب، و صلاة البراءة ليلة النصف من
سبعين، و صلاة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة (الحسنى الكبير،
نسبات من الواقف، ص ۴۳، سہیل اکنڈمی لاہور)

۲ قال يا رب العالمين، افهدا لحدث انتم مدهور
لوفعه ۱۰۰۰ ۱

بند ہے (۱) لیکن یہ انتہائی بد قسمتی اور حرمان نصیبی ہے کہ جرأت اور حق گوئی کا سبق حاصل کرنے کی جگہ پر ان جاہل نہ اور زمانہ مراسم نے قبضہ کر لیا ہے اور اب ان ہی کے ذریعہ حق و فاداری ادا کیا جاتا ہے۔ اور مذکورہ سوال میں بعض چیزیں مکروہ ہیں، بعض بدعت سیئہ ہیں، بعض حرام ہیں، بعض درجہ شرک تک پہنچی ہوئی ہیں، اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ان کا کوئی ربط نہیں ہے، یہ روافض کا شعار ہے (۲)، ان کی صحبت کا اثر بے تمیاز ہے اہل سنت والجماعت میں بھی پھیل گیا ہے، ان کا بند کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ لعبد محمد وغفر۔

محرم کا شربت

سوال [۹۴۶]: محرم کے دنوں میں جو لوگ سبیل شربت لگاتے یا کھلاتے پلاتے ہیں، وہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں چند دین جائز ہے یا حرام؟

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر" أو "أمير جائر"

قال العلامة فخر الحسن الكنكوهي في التعليق المحمود على هامش أبي داود تحت الحديث المذكور "قال الخطابي إنما صار ذلك أفضل الجهاد لأن من حاهد العدو، وكان متردداً بين رجاء و خوف لا يدرى هل يعلب أو يُعَلَب، ومن قال للسلطان حقاً، وأمره بالمعروف أو نهاه عن المکر، فهو مقهور في يده، وتعرض للتلغ، وأهرق بدمه للهلاك، فصار ذلك أفضل أنواع الجهاد من أحل علبة الخوف، والله تعالى اعلم". (هامش سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي ۵۹۷/۲، مكتبة دار الحديث ملتان)

(۲) "عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من تشبه بقوم فهو منهم" (سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة ۵۵۹، مكتبة دار الحديث ملتان) قال الملا علی القاری تحت هذه الحديث المذكور: "قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه، ذكر في هذا الباب، قلت بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير" (المرفقة شرح مشکوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۱۵۵/۸، رشيدية)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ پابندی بھی غلط اور غیہ ثابت ہے، اگر نہ وہی کا موسم ہو تب بھی شربت ہی پیا جائے۔ ایک خط عقیدہ کو بھی اس میں خلل ہے، وہ یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ پیا سے شہید کئے گئے، اور یہ شربت ان کے پاس پہنچ کر ان کی پیاس بجھائے گا۔ اس عقیدہ کی اصداغ ضروری ہے، یہ شربت وہاں نہیں پہنچتا، نہ ان کو اس شربت کی ضرورت ہے، اللہ پاک نے ان کے لئے جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں موعہ کر رکھی ہیں جن کے مقابلہ میں یہاں کا شربت وئی حیثیت نہیں رکھتا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالموہب، غفرلہ۔

صفر کے آخری چہار شنبہ کو منہائی تقسیم کرنا

سوال [۹۴]۔ یہاں مواد آباد میں، صفر کے آخری چہار شنبہ کو کارخانہ داران ضروف کی طرف سے کاریگروں کو شیعہ بنی تقسیم کی جاتی ہے، بلا مبالغہ یہ غرار ہے، وہ پیہ کا خرچ ہے، کیونکہ صد ہا کاریگر ہیں اور ہر ایک کو انداز کم و بیش پانچ سو روپے بھر منہائی ملتی ہے، ان کے مدد و دیگر شیعہ متعلقین کو بھی کھانا پڑتی ہے۔ مشہور یہ روایت رکھی ہے کہ اس دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ صحت لیا تھا، مگر از روئے تحقیق بات برعکس ثابت ہوئی کہ اس دن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض و فات میں غیہ معمول شدت تھی، جس سے خوش ہو کر دشمنانِ اسلام یعنی یہودیوں نے خوشی منائی تھی (۲)۔ احقر نے اس کا ذکر ایک کارخانہ دار سے کیا تو معلوم ہوا

”عس بس عمر رضى الله تعالى عيها قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم " لحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة " (مقدمة سس اس ماحه، فصل على س اسى طالب رضى الله تعالى عنه، ص ۱۲، قدیمی)

رومسد الإمام أحمد بن حنبل: ۲۲/۳ - ۸۲، رقم الحديث: ۱۱۲۰۰، ۱۱۳۶۸، دار احیاء التراث، سروب.

(والمقاصد الحسنه، ص ۲۲۰، رقم الحديث: ۴۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ومشکوۃ المصابیح، ص ۵۷۱، باب مناقب أهل البيت، قدیمی)

(۲) (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۶۹، نقل متون نمبر ۸ قبیل کتاب التفسیر، عنوان آخری چہار شنبہ اصل معیا)

کہ جہل کاریگروں کی ہوا پرستی اور لذت پروری اتنی شدید ہے کہ ستانی ان کو سمجھایا جائے وہ ہرگز نہیں مانتے۔ چونکہ کارخانوں کی کامیابی کا دار و مدار کاریگروں ہی پر ہے تو ان کوئی کارخانہ دار ہمت کر کے شیرینی تقسیم نہ کرے تو جہل کاریگر اس کے کارخانہ کو سخت نقصان پہونچائیں گے۔ کام کرنا چھوڑ دیں گے۔

(الف) حقیقت کی رو سے مذکورہ تقسیم شیرینی کا شمار افعال کفریہ، اسلام دشمنی سے ہونا تو عقداً ظاہر ہے تو بل عذر شرعی اس کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ وہ مذکورہ حقیقت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہو؟
(ب) جہل کاریگروں کی ایذا رسانی سے حفاظت کے لئے کیا کارخانہ داروں کو فعل مذکور میں معذور مانا جاسکتا ہے؟

(ج) ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ سے متعلق جو صحیح روایات اوپر مذکور ہوئیں وہ کس کتاب میں ہیں؟
(د) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض و وفات میں شدت کی خبر پانچ یہودیوں نے کس طرح خوش منیٰ تھی؟

احمد حسین کھڑاؤں فروش دریہ کلاں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو خوشی کی تقریب منانا، مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً بے دلیل ہے، اس تاریخ میں غسل صحت ثابت نہیں، البتہ شدت مرض کی روایت ”مدارج النبوة“ میں ہے (۱)۔
یہود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر اور ان کی عداوت اور شقاوت کا تقاضا ہے۔

(الف) مسلمانوں کا اس دن مٹھائی تقسیم کرنا نہ شدت مرض کی خوشی میں ہے، نہ یہود کی موافقت کی خاطر ہے، نہ ان کو اس روایت کی خبر ہے، نہ یہی نفس کفر و شرک ہے، اس لئے ان حالات میں کفر و شرک کا حکم نہ ہوگا (۲)، ہاں یہ کہا جائیگا کہ یہ غلط طریقہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس روز غسل

(۱) (مدارج نبوة ۲، ۷۰۴، ۷۰۵، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

(۲) ”وَبَسْعَى لِمَعَالِهِ إِذَا رَفَعَ إِلَيْهِ هَذَا أَلَّا يَسَادِرَ بِتَكْفِيرِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَفِي الْفَتَاوَى الصَّغْرَى

الْكُفْرُ شَيْ عَظِيمٌ فَلَا أَحْعَلُ الْمُؤْمِنُ كَافِرًا مَتَى وَحَدَّثَ رَوَايَةً أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ وَفِي الْحَلَاصَةِ وَغَيْرِهَا إِذَا

نہایت ثابت نہیں، کوئی غلط بات منسوب کرنا سخت معصیت ہے (۱)، بغیر نیت موافقت بھی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے (۲)۔

(ب) نہایت نرمی و شفقت سے کارخانہ دار اپنے کارگیروں کو بہت پہلے سے تبلیغ و فہمائش کرتا رہے اور اصل حقیقت اس کے ذہن میں اتار دے، ان کا منہائی کا مطالبہ کسی دوسری تاریخ میں حسن، سلوب سے پورا کر دے، مثلاً رمضان، عید، بقرہ عید وغیرہ کے موقعہ پر دیدیا کرے جس سے ان کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ یہ بخل کی وجہ سے انکار کرتا ہے، بہرحال کارخانہ دار بڑی حد تک معذور ہے۔

(ن) مد رجب انہوے میں ہے (۳)۔

(د) یہود نے اس طرح خوشی منائی اس کی تفصیل نہیں معلوم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

اچو سب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

رجب کا روزہ، کنڈہ

سوال [۹۴۸]: ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنڈہ ہوتا ہے، اس کی بھی شریعت میں کوئی اصیت ہے یا نہیں؟ اور ۷/رجب ۱۳/۷ کو روزہ رکھتے ہیں اور بہت ثواب سمجھتے ہیں آیا۔ حدیث شریف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ماہ رجب کی شرعی فضیلت کیا ہے؟ مختصر تھوڑی تحریر فرمائیں۔

= کان فی المسألة وحوہ توح التکفیر، ووحہ واحد یمع التکفیر، فعلى المفتی أن یمیل إلى الوحہ الذى یمع التکفیر تحسباً للطن بالمسلم (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین ۵، ۲۱۰، مکتب رشیدیہ)

(۱) "قال نس رضى الله تعالى عنه إنه ليمعنى أن أحدثكم حديثاً كثيراً، إن لى صلى الله عليه وسلم من "من نعمل على كذا، فليتوا مقعده من النار" (صحیح البخاری کتاب العلم، باب إثم من كذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ۲۱/۱، قدیمی)

(۲) "عن أس عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من تشبه بقوم فهو منهم" (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فى لبس الشهرة ۲، ۵۵۹، مکتبة دار الحديث ملتان،

(۳) (مدارج السوء ۲، ۶۹۹ - ۷۰۸، مديہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

ماہ رجب میں تواریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”ماثبت ہا سنتہ“ میں ذکر کیا ہے، بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع ہیں۔ ایصال ثواب جس کو چاہے جب چاہے بد کی اتنا م تارخ و مہینہ وغیرہ کے رنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ بہت بہتہ ہے لیکن کندہ کرنا جیسا کہ رواج ہے بصل اور بدعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور

۲۲/ رجب کے کوٹھوں کی حقیقت

سوال [۹۶۹]: ۲۲ رجب کو بعض جگہ کوٹھا کرنے کا بڑا رواج ہے اس میں جو جو رسمیں کی جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کوٹھے کی اصلیت کیا ہے، کیا مسلمانان اہل سنت کو یہ رسم کرنی چاہیے؟ امید کہ شریعت کے مطابق اس رسم کی اصیت تفصیل سے بیان فرما کر مسلمانان اہل سنت والجماعت کی رہنمائی فرمائیں گے۔ بیٹو تو جروا۔
محمد حمید اللہ نعمانی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کوٹھوں کی مروجہ رسم مذہب اہل سنت والجماعت میں محض ب اصل، خلاف شرع و بدعت ممنوعہ ہے کیونکہ بائیسویں رجب نہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ تاریخ وفات، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸ رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی، پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے اور اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص مناسبت ہے؟ ہاں بائیسویں رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے (دیکھو تاریخ طبرانی ذکر وفات معاویہ) (۱)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت امام جعفر صادق کی طرف

(۱) ”وحدثني عمر قال حدثنا علي قال سماع أهل الشام معاوية رضي الله عنه بالخلافة في سنة ۳۷ هـ، في ذي القعدة وسماه له الأمر سنة ۴۱ هـ، لحمس بقين من شهر ربيع الأول، فباع الدس حمصاً معاوية رضي الله عنه، فقبل: عام الجماعة، ومات بدمشق سنة: ۶۰ هـ، يوم الخميس لثمان بقين من رجب“۔

منسوب کیا گیا، ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجا دی ہوئی، اہل سنت و الجماعت کا غلبہ تھا اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیعہ یعنی بھور حصہ مدنیہ نہ تقسیم کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو بلکہ دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیعہ یعنی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہم کریں، جب پتہ اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ماموصوف پر رکھی کہ انہوں نے خود بخود اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے تاکہ یہ سب ممکن کھڑا ہو سکیں۔ ہندو براہمن اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہیے، نہ خواہ اس رسم کو بھی۔ میں اس نہ اس میں شرکت کریں۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ علم۔

رجب کی روٹی

سوال [۹۵۰]: رجب امر جب کا جب مہینہ آتا ہے تو لوگ جمعہ کے دن چھ مینھی روٹی پکوتے ہیں اور اکتا میں ہا رسورہ مک پڑھواتے ہیں اس کو تبارک کہتے ہیں، اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روٹی میت کی جانب سے فدیہ یا صدقہ یا خیرات کی جاری ہے، پھر بھی پڑھنے والے اس روٹی کو حاصل کرنے کے لئے سہقت کرتے ہیں اور جگہ جگہ سے روٹی باندھ کر لاتے ہیں، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب خانہ مسجد میں بھیجتا دیتا ہے اور سب پر تقسیم کر دیتا ہے، اس کو بھی تبرک سمجھ کر رکھا جاتا ہے، چاہے وہ صاحب خدایا ہو یا کوئی دوسرا، ہر شخص اس کو کھاتا ہے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورت مسئلہ میں ایصال ثواب کی یہ صورت نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے، نہ صحیحہ رسم سے، نہ فقہاء و مجتہدین کی کتب سے بلکہ من گھڑت ہے، ایسی چیز و شریعت میں بدعت کہتے ہیں (۱)۔ اس

تاریخ میں حریز الطبری، سہ ستیں، وفات معاویہ بن ابی سفیان ۲۳۹، مؤسسۃ لأعمی لمطووعات بیروت)

۱ الدعاء "ما احب علی حال الحق الملقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عدم أو غير وحال روح نبيه واستحسان، وحمل دنا فربما وصراطا مستقيما" رد المحتار، باب الإمامة، -

کا ترک کرنا واجب ہے، قرآن کریم یا اس کی کوئی سورت پڑھ کر اجرت لینا جائز نہیں، پڑھنے والے کے حق میں ممانعت کی یہ مستقل وجہ موجود ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معتمد کتب سے اس کو نقل کیا ہے، رد المحتار میں بھی (۱)، شرح عقود رسم المفتی میں بھی (۲)، شفاء العلیل میں بھی (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ والعلوم دیوبند

شب معراج کے اعمال مروجہ

سوال [۹۵۱]: (الف) یہاں افریقہ میں یہ التزام و رواج ہے کہ شب معراج میں عشاء کے وقت خصوصی حدیث و دعوت کے ساتھ لوگوں کو جمع کر کے وعظ، شہرینی اور نماز نوافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کیا شریعت میں اس قسم کا التزام و اہتمام نہیں مشروع ہے اور اس التزام کا نہ ماننے والے گنہگار ہوگا؟

(ب) اس شب میں حدود فرض وقت کے آیا کوئی دوسری عبادت فرض، واجب، سنت یا نفل مشروع ہے؟

(ج) یہاں بیشتر مقامات ایسے ہیں جہاں مسجد نہیں ہیں وہاں نمازی اپنے گھروں میں فرد فرد یا نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں، صرف جمعہ اور عیدین کے دن ایک خاص جگہ تجویز کر لی جاتی ہے جہاں سب مل کر خطبہ و نماز ادا کر رہے ہیں۔ سو ایسے مقام پر جہاں مسجد بھی نہ ہو اور لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہوں وہاں ایک خاص جگہ تجویز کر کے شب معراج میں اعلان عام اور دعوت ناموں کے ذریعے لوگوں کو جمع کر کے منصوص مقام

= مطلب فی اقسام البدعة ۱، ۵۶۰، سعید

(۱) "وقد اُطِب في رده صاحب تيس المحارم مستندا إلى القول الصريحة فمس حملة كلامه قل تاح التسريعه في شرح الهداية ان القرآن بالاحرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للنقاري وقل لعيسى في شرح الهداية: ويمع القاري للدينيا، والآخذ والمعطى آثما" (رد المحتار، باب الإحارة الفاسدة مطلب في الإستيحاء على الطاعات: ۵۶/۲، سعید)

(۲) شرح عقود رسم المفتی، بعد ذکر طبقات الكتب المعتمدة وغيرها، ص: ۳۶، ۳۷، ۳۸، میر محمد کتب خانہ

(۳) شفاء العلیل وبل الحلیل ھـ، رسالة من مجموعة رسائل اس عابدین، ۱۵۲، ۱۵۳، ۲۰، سہیل اکیدمی، لاہر

پروہظ، شیرینی اور نوافل کا التزام و اجتہاد کیا ہے؟ جو شخص ان مراسم کو روکے اسے برا بھلا اور کافر و فاسق کہنا یہاں؟ اور اس قسم کے غیر مشروع اور رکی امور کو دین کے اہم امور میں شمار کرنا یہاں؟ بیجا تو جرم۔

المستفتی احمد گل بھٹی (بنوبی افریقہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

(الف) یہ التزام و اجتہاد بے دلیل، بدعت، خلاف شرع ہے، جو اس التزام کو نہ مانے وہ کفار نہیں بلکہ اس کو روکنے والا، جرم ہے (۱)۔

(ب) اس شب میں خصوصیت سے کوئی نماز بعد و بعد زانیہ کی نماز کے سنون، مشروع نہیں۔

(ج) نفس و حظ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے جمع کرنا شرعاً درست ہے اور اس شب و اس کے لئے مخصوص کرنا بے دلیل ہے۔ اسی طرح شیرینی کا اجتہاد بے اصل ہے اور اس پر مدعا سہم ہے (۲)۔ اس شب کے لئے نوافل خصوصی کا اجتہاد نہیں ثابت نہیں نہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحمہم اللہ نے کیا۔ علامہ صبی رحمہ اللہ تعالیٰ تمیذ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے غنیۃ المستملی، ص ۴۱۱ میں (۳)، علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحر رائق شرح کنز

(۱) "عن ابی سعید الحدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال "من رى مکرم مکراً، فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلك اصعب لایسان، وروہ مسند، مشکوٰۃ لمصباح، کتاب الادب، باب الامر بالمعروف، الفصل الاول ص ۳۶، قدیمی

وفی المرقاة، "ثم اعلم أنه إذا کان المنکر حراماً وجب الرحر عنه، وإذا کان مکروہاً، ندب"

(کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الفصل الاول: ۸/۸۶۲، مکتبہ حقانیہ)

(۲) قال لکسوی رحمہ اللہ تعالیٰ "فکم من مباح یصیر بالانراہ من غیر لروہ، و لخصص من غیر محصص مکروہاً الح" (سحاحة الفکر فی الحیر بالدکر، الباب الاول، تحب للناسی و لاربعون، ص: ۳۴، مجموعۃ رسائل الکسوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ۳، ۲۹۰، ادارة القرآن)

(۳) "واعلم أن الفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ما عدا التواویح و صلوٰۃ لکسوف و الإستسقاء، فعلم أن کلاً من صلوٰۃ الرغائب لیله اول جمعة من رجب، و صلوٰۃ السراء لیله نصف من شعبان، و صلوٰۃ القدر لیله السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مکروہة ولا سعی ن -

مدق ۲۵۶ میں (۱)، مدد مٹھائی نے مراقی الخوان، ص ۲۲ میں (۲)، اس روان پر نگہ فرمائی ہے۔ اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں ان کو دیکھا گیا ہے، اس روان کے روئے کے دو کافر کہنے تو انتہائی جسارت ہے، کسی مسلمان کو بد دلیل شرعی کافر کہنے سے کہنے والے پر نفرت تائید (۳)۔ فقیہ و محدثانہ توحید، ص ۱۰۰، عمدہ ترجمہ و تفسیر۔

حررہ عبد شہو، شہوتی مشہد مدد معین مفتی مدرسہ نظام علوم سہارنپور، ۱۲ محرم ۱۳۶۸ھ۔

۲۵۶ بخت - عید تمغنا - مفتی مدرسہ نظام علوم سہارنپور، ۶ محرم ۱۳۶۸ھ۔

ایک مخصوص مشرکانہ رسم

سوال [۹۵۲]۔ یہی حرکت بعض رسم کے اندر کی جاتی ہے کہ سات ماہ کی حاملہ عورت کو سہرہ سرف پتروں سے آراستہ کر کے اس کے سامنے ونڈے میں چاول اُبال کر رکھتے ہیں، چراغ روشن کرتے ہیں اور عورت کو عبود صوف منہ پر رکھ کر پیوں پر بھی کرود میں پھل وغیرہ رکھ دیتے ہیں، احباب دوستوں کی دعوت کرتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

= یکشف لا لشرام مالہ یکس فی الصدر الاول کل هذا التكلف لإقامة أمر مکروه، وهو أداء الفس = بالجماعة علی سبیل التداعی (عبد المستملی المعروف بحلی کبر)، ص ۴۳۲، ۴۳۳، سبیل اکیدمی، لاہور)

”وہ کہہ لاحتجاج علی حواء بلکہ من ہذا اللہالی فی المساحد، فل فی الحادی القدسی ولا یسی تطوع بالجماعة غیر التراویح ومن ہا یعلم کراهة الإحتجاج علی صیوة الرعب لسی تفعل فی رحب فی أول لیلة مہ، وإنہا بدعة“ (الحر الراس، کتاب الصلوة باب التوسر و سرف ۹۳۲، رشیدیہ)

۲، مر فی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی تحبہ المسجد و صیوة الصلحی و حواء لمدلی ص ۶۰۲، قدیمی

۳، ”عن اسی درر صلی اللہ علیہ و سلم بقول لا یرمی رحن رجلاً بالفسوق، ولا یرمیہ بالکفر، لا ردت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک“ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینبی عن سب و نعن ۱۵۳۲، قدیمی

الجواب حامداً ومصلياً:

یہ رسم اسدی طریقہ نہیں (۱) اس میں بعض چیزیں مشرکانہ ہیں، مثلاً: اس وقت خاص طور پر (ضرورت ہو یا نہ ہو) چراغ روشن کرنا جیسا کہ مشرکوں کا طریقہ ہے، وہ اپنے دھرم میں معتقدانہ چراغ روشن کرتے ہیں اور اس کی تقظیم بھی کرتے ہیں اور دیگر مذکورہ اشیاء کی جاتی ہیں، ایسی رسم سے توبہ واستغفار لازم ہے اس کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۹ھ۔

رسم پر عمل

سوال [۹۵۳]: ”رسوم کی بنا عرف پر ہے، یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرع واجب ہے یا سنت یا مستحب ہیں، لہذا جب تک کسی رسم کے متعلق یہ نہ معلوم ہو جائے کہ از روئے شرع ممنوع ہے اسے حرام نہیں کہا جاسکتا، کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔“ بہار شریعت، ج ۷۔
سائل محمد قاسم عرف میں صاحب۔

الجواب حامداً ومصلياً:

رسم پر کوئی ثواب موعود نہیں، نہ ترک پر عقاب کی وعید بشرطیکہ وہ کفار و فساق کے ساتھ مخصوص نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ ایسا التزام کرنا جیسا کہ فرائض اور واجبات کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کے ترک سے ایسا بچنا جیسا کہ ترک فرائض و واجبات سے بچنا لازم ہے (گو اعتقاد نہ سہی مملای سہی) تجاوز عن حدود ہے یا نہیں، تارک فرض پر کفیر نہیں کی جاتی تارک رسم پر طعن و تشنیع کی نوبت آتی ہے۔

جن اعمال پر ثواب کا وعدہ ہے اور وہ مندوب ہیں ان پر اصرار کرنا بھی حد کراہت تک پہنچ دیتا ہے ”بصر علی سبوت یسعہ ہی حد مکروہۃ“ (۲) جب مندوب کا یہ حال ہے تو محض مباح کا تذکرہ اور اصرار کیسے درست ہوگا ”کہ من مدح بصر بالامر من غیر یوم مکروہا“ حد ”ساحۃ مکروہۃ“ (۳)۔

(۱) (کذا فی ”نہشی دیور، حصہ ششم،“ بچہ پیدائش کے رسوم کا بیان ص ۹، امدادیہ مسند)

(۲) (أیضا السعدیۃ علی شرح الوفیۃ، باب صغۃ الصلوۃ، فیل فصل فی القراءۃ ۲، ۲۶۵، متحد کیدمی)

(۳) (ساحۃ الکفر، الباب الأول فی حکم الحیر بالذکر، تحت الحدیث الثانی والأربعون، ص ۳۴،

مجموعۃ رسائل عبدالحی: ۳، ۳۹۰، إدارة القرآن)

صبی شرح مشکوٰۃ میں تصریح ہے کہ جو شخص عزیمت کا حد درجہ پابند ہو اور کسی رخصت پر عمل نہ کرے "فقد اصاب بالصلوات من سبطل" (۱)۔ تنقیح فتاویٰ حامد یہ میں ہے کہ جس مباح مندوب پر عمل کرنے سے عوام کو اس کے وجوب کا اعتقاد ہوتا ہو اس کا ترک واجب ہو جاتا ہے (۲)۔ فقط و الحمد للہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بچہ کو چالیسویں دن مسجد میں لانے کی رسم

سوال [۹۵۶]: بچہ چالیس دن کا ہونے کے بعد بعض لوگ اسے مسجد میں لا کر لٹاتے ہیں اور پھر کچھ شیرینی تقسیم کرتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ رسم بے اصل، غواورق بل ترک ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

چالیس روزہ بچہ کو مسجد میں بھیج کر سجدہ کرانا

سوال [۹۵۵]: عورتوں کا بڑا غسل بعد ولادت بچہ، چالیسواں دن بڑے غسل دے کر سب سے

پہلے بچہ کو مسجد میں بھیجتے ہیں مع شیرینی وغیرہ کے کہ بچہ کو سجدہ کرا کے لاؤ اللہ کے گھر میں۔ مسموع پر بہ شخص ۴۰

دن بعد بچہ کو مسجد میں لے جاتا ہے سجدہ کی رسم کی نیت سے، حالانکہ ظاہر ہے کہ ایسا بچہ سجدہ کیا کر سکتا ہے؟ پس ایسا

کرنا چاہیے یا نہیں، کیا زمانہ سابقہ میں یہ طریقہ تھا؟

(۱) (مرقاۃ المفاتیح للفقاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء فی التشہد، الفصل الاول ۳ ۳۔

مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) "کل مباح یؤدی الی زعم الحیال سنیۃ امر او وجوبہ، فہو مکروہ"۔ (تنقیح الفتاویٰ مسائل وفوائد

شنی من الحظر والإباحۃ، مطلب: کل مباح یؤدی الی زعم الحیال اھ: ۲/۳۶۷، المطبعة المسمیۃ

الجواب حامداً و مصلياً:

س زمن شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، یہ قابل ترک ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم بحاشیہ تحقیق اہم۔

حررہ عبدگمود شنبوی مفتی عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سیارہ پور، ۳ ۱۱ ۱۴۱۱ھ۔

جو ب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم صحیح عبدالمصطفی مدرسہ مظاہر علوم ۳ ۱۱ ۱۴۱۱ھ۔

حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا

س ۱ [۱۹۵۶]: جب کوئی حج کو جاتا ہے تو عموماً اس کے نام کے اور بھی دیگر کے نام مشہور مسند جنات

کے غمزدہ ہار دینا، حاجی زندہ ہار وغیرہ و کشن وغیرہ پر بند آواز سے روانگی رات وقت توس کا یہ حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

یہ ایک نمائش ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدگمود شنبوی مفتی عنہ، ۳ ۱۱ ۱۴۱۱ھ۔

جو ب صحیح سعید احمد غفرلہ صحیح عبدالمصطفی ۳ ۱۱ ۱۴۱۱ھ۔

(۱) انسان کی عمر کے اوپر سے جس میں قتل کا دعویٰ ہو، بعد از دعویٰ قتل قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔

قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔ قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔ قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔

نہیں یہ دعویٰ اس سے قتل ہے، جو پیدائش کے بعد اس وقت تک کہ جب یہ دعویٰ قتل نہیں کرتا۔

اس میں دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔ قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔

مرفوع، قتل ہے توس سے اس عمر میں بدو کرنے کا یہ مطلب ہے، بصورتیکہ یہ دعویٰ قتل نہیں کرتا۔

فانہذا ہی وہ دعویٰ قتل ہے، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔ قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔

(۲) عمر میں اس کا دعویٰ قتل ہے، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔ قتل بعد از دعویٰ قتل نہیں، ہاں مشرک کا قتل ہوتا ہے۔

عن سی سعید الحدادی عن نسی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من يسمع بسمع الله به، ومن

جو سی بر سی بدوہ سی بر سی بدوہ، کتاب التوہد باب التوہد، ص ۳۰ قدمی

کیا کسی مسجد میں ۴ سال مغرب کی نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے؟

سوال [۱۹۹]: شبہ برہان پور میں حضرت شاہ نظام الدین بھکاری کے زمانہ سے مغرب کی نماز موصوف کی درگاہ کے پاس ندی کے اندر بہوتی ہے۔ خطیب جامع مسجد مغرب کی نماز پڑھاتے ہیں، دور دراز سے لوگ آئے سفر کرتے ہیں اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ۴/۷ یا ۷/۸ سال مغرب کی نماز وہاں دائرے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ کیا اس طرح نماز پڑھنا، پڑھانا، ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے؟ کیا قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل موجود ہے؟ اور کیا وہاں اس مسجد میں ۴ یا ۷ سال مغرب کی نماز ادا کرنے سے فریضہ نچا دینا جائز ہے؟ اور کیا اس شخص کو حاجی کہا جاسکتا ہے؟ افسوس یہ ہے کہ وہ مسجد تفتاح گاہ بن گئی ہے، بند و مسدود، مرد و زن، وقت بوقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں اور موزن ان کو مسجد میں گھما کر رہبری کی قیمت وصول کرتا ہے۔ تو کیا مسجد کو تفتاح گاہ بنانا اور مرد و عورت کا بٹھانا اس میں داخل ہونا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ بے اصل ہے (۱) اس کی کوئی اصل شرع میں نہیں ہے۔ تین مساجد کے متعلق مخصوص ثواب کی تصریح حدیث میں موجود ہے۔ ۱ مسجد حرام۔ ۲ مسجد نبوی۔ ۳ مسجد اقصی، ان کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سنہ کرنے کی ممانعت ہے "لا تشدوا رحا، لا یسئ لثلاثة مساجد" (۲)۔ احادیث۔ فقط، تہ سبحانہ تعالیٰ۔

مدار احمد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۴/۱۴۰۶ھ۔

(۱) یہ بدعت مرئیہ، غیہ مقبول ہے

"عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم: "من أحدث فی أمری هذا ما لیس منه، فلیو رد". (صحیح الحارثی، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح حور فلیو مردود، ۳۷۱، قدیمی)

۲ "عن سی هريرة رضى الله تعالى عنه- عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "لا تشدوا لرحل الا لی ثلاثة مساجد لمسجد الحرام، و مسجد الرسول، و مسجد الاقصی (صحیح الحارثی، کتاب التہجد، باب فصل الصلوة فی مسجد مكة والمدينة، ۱۵۸۱، قدیمی)

بسم اللہ خوانی کی تقریب

سوال [۹۵۸]: یہاں پر بسم اللہ خوانی کا رواج ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس کا شرہ دعوت میں ہوتا یا نہیں؟ جب کہ اس کو جزو دین نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک رواج اور موقع خوشی ہے کہ بچے کی تعلیم کا اب آغاز ہو رہا ہے تو یہ موقع پر دعوت وغیرہ کی جاتی ہے، تو ایسی دعوت قبول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ خوانی کے لئے عمر کی تعیین

سوال [۹۵۹]: ۱۔ بعض لوگ بسم اللہ خوانی کے لئے بچے کی عمر کی تعیین کرتے ہیں (چار سال چار مہینے چار دن) بسم اللہ خوانی کرتے ہیں، آیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اس کی اصل کیا ہے؟
الجواب حامداً و مصلیاً:

۱۔ کسی بزرگ و صالح شخص سے بسم اللہ کرا دی جائے اور کچھ غریب و احباب کو کھد پڑا دیا جائے تاکہ بچے کی تعلیم میں برکت ہو تو درست ہے، مگر تکلفات و ریاء و فخر سے بچنا لازم ہے۔
۲۔ اس کا التزام غلط ہے (۱)۔ اس عمر سے پہلے بھی بسم اللہ درست ہے، اگر بچہ ذہین و ہونہار ہو تو اس عمر کے اخیر میں اس کا وقت ضائع نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمودغفرہ، اراحموم، یوبند، ۱۶/۴/۹۷ھ۔

بچوں کی روزہ کشائی

سوال [۹۶۰]: رمضان میں اکثر چھوٹے بچے روزہ رکھوا کر روزہ کشائی کراتے ہیں اور اپنے گھروں پر بہت اہتمام کرتے ہیں، ایسی جگہ روزہ کھولنے جانا چاہئے یا نہیں؟ کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ

(۱) قول فی "الشیخ" یزید بن زعمور میں سے یہ "بسم اللہ" کی رسم ہے۔ رسم میں یہ خرابیاں ہیں چار برس، چار مہینے، چار دن کا روزہ اپنی طرف سے مقرر کر دیا ہے، جو شخص بے اصل اور لغو ہے، چھ برس کی اتنی پابندی کہ چاہے جو کچھ ہو، اس سے فائدہ نہ ہونے یا اسے روزہ نہ ہو، تو اس کو شریعت کی بات سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے عقیدہ میں غریبی اور شریعت کے حکم میں ایک چرہ، زمائمات سے حد مذکورہ منحصلاً۔ (حسد ششم، مکتبہ جہتی بسم اللہ کی رسموں کا بیان، ص ۱۵، مکتبہ المدینہ، بیروت)

میں بھی ایسا رواج تھا روزہ کشائی کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

روزہ میں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔ بچے کا دل بڑھانے کے لئے، نیز شکریہ کے طور پر اُمر نسبتاً فطری میں کچھ زیادتی کر لی جائے تو بظاہر گنجائش معلوم ہوتی ہے، دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس کا پتہ نہیں چلتا، زیادہ اہتمام جس میں ریا اور نمود یا فخر ہو یا وسعت سے زیادہ قرض وغیرہ لے کر اہتمام کرنا خلاف شرع اور ناجائز ہے، ایسی حالت میں شرکت بھی منع ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عنہما اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۷/۶۱ھ۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۴/شعبان/۶۱ھ۔

صحیح: عبدالمطیف، ۴/شعبان/۶۱ھ۔

بچہ کا دودھ بخشوانا

سوال [۹۱۱]: اگر شیعہ خوار بچہ کا انتقال ہو گیا تو اکثر لوگ ماں سے دودھ بخشواتے ہیں، یہ بخشوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہمد من عدلہ نعوام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

دودھ بخشنا

سوال [۹۱۲]: ادھر کہیں کہیں یہ رواج ہے کہ کمسن دودھ پیتے بچے کی وفات پر ماں مرحوم بچے کو

(۱) چونکہ مسلمان کی زندگی کا ہر پہلو رضائے خداوند کریم کا عکاس ہوتا ہے، بایں مجاہد فخر کا م سے بچتا رہتا ہے و روشش کرتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی کام سرزد نہ ہو جائے۔ لہذا ریا پیوند ایہ مذموم فیہ مدون فعل ہے، اس سے بھی بچنے کی ممکن و شش کرنا بہت اہم اور عبادت ہے۔

”عن ابی سعید الحدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”من یسمع

یسمع اللہ بہ، ومن یرآی یرآی اللہ بہ“ (مسئ ابی ماحد، کتاب الزہد، باب الرء والسمعة،

۱۔ دودھ بخشنا شکی ہے اس کی اصل کیا ہے اور شکی حقیقت کس قدر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ دودھ بخشنا شرعاً حلال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محراب مسجد میں ایک مخصوص طغریٰ اور اس کا استلام

سوال [۹۶۳]: ۱۔ مکہ مسجد حیدرآباد میں مندرجہ ذیل کتبہ نصب ہے، اس طغریٰ کے سلسلہ میں چند

باتیں وضاحت طلب ہیں۔

اللہ

سبحانہ و تعالیٰ محمد بن عبد اللہ

۱۔ لا ینالہ محمد رسول اللہ۔ انہم حب علی محمد وعلی

محمد ودارت وسمہ، علی سیدنا محمد اعظمہ محمد محی مدین

عند نقدر رحمہ اللہ تعالیٰ بالشیع عند نقدر شیث اللہ

سوال [۹۶۴]: ۲۔ اس طغریٰ پر ایک پردہ پڑا رہتا ہے، نماز جمعہ کے بعد بہت سے لوگ ہا۔ تزام پردہ

کے نیچے دونوں ہاتھ پکھیر کر چہرہ پر عقیدت واحترام کے انداز میں ملتے ہیں، لوگوں کا یہ عمل شرعاً درست ہے یا نہیں؟

طغریٰ کے سامنے امام کا کھڑا ہونا

سوال [۹۶۵]: ۳۔ اگر امام اس طغریٰ کے روبرو کھڑا ہو تو نماز میں کسی قسم کا حرج تو نہیں ہے؟

محراب سے طغریٰ کو ہٹانا

سوال [۹۶۶]: ۴۔ طغریٰ کی مجموعی حیثیت و نوعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے رشاد فرمائیے کہ اس

کو محراب سے الگ کر دینا چاہئے یا نہیں؟

سوال [۹۶۷]: ۵۔ جو امام اس طغریٰ کو حسب حال رکھنے کے حق میں ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی

چاہئے یا نہیں؟ کیا دوسری مسجد میں پڑھنا بہتر ہوگا؟

درصل سوال تو ایک ہی ہے مگر ایک ایک شقیں مثال لوگوں کے لئے موضوع بحث بنی ہوئی ہیں،

جائے (۱)۔

۵ امام صاحب کی خدمت میں ادب سے درخواست کی جائے کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ اس کو عیدہ کر
یں، یہ حتمی ہے اس کے خلاف نہیں کرنا چاہئے، نماز ان کے پیچھے ترک کر کے مسجد کو ویران نہ کریں۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴ ۳ ۹۵ھ۔



(۱) "و شرطها (أى الأمر بالمعروف والنهي عنه) أن لا يؤدى إلى الفتنة كما علم من الحديث، وأن يظن
قوله، فإن طرأ لا يقبل، فيستحسن إظهار التعازي الإسلامية" (مرفقة المفاتيح، كتاب الآداب، باب
الأمر بالمعروف، الفصل الأول: ۵۶۴/۸، رقم الحديث: ۵۱۳۷، رشيدية)

دفع مصائب کے لئے بعض اعمال کا بیان

دفع مصائب کے لئے ختم بخاری شریف اور سوالا کھ کا ختم

سوال [۹۶۸]: ۱۔ دارالعلوم دیوبند میں جو ختم شریف ہوتا ہے خواہ کسی کی وفات پر ہو یا دفع مصائب کے لئے، اور خواہ کلمہ طیبہ پڑھا جائے یا یہ انگریزی مگر پڑھنے کی تعداد سوال کھ متعین ہے، اس پر کیا دلیل شرعی ہے؟ ایک عام اس کو بدعت کہتے ہیں جو شریک دارالعلوم دیوبند رہ چکے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نفس ایساں ثواب میں تو کوئی اشکال نہیں مگر تعداد متعین کرنا بدعت ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل سے تحریر فرمائیں حالانکہ اپنے مشائخ کی شہادت و شہادت میں پیش کیا گیا مگر قرآن و حدیث سے ثبوت ملتا ہے۔

۲۔ بخاری شریف پڑھ کر دعا مانگنے پر کیا دلیل ہے، ورنہ یہ بھی بدعت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ دفع مصائب کے لئے جو ختم پڑھا جاتا ہے وہ بطور علاج ہے، اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت ضروری نہیں، صرف اتنا کافی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے منافی و معارض یعنی شرعاً ممنوع و مذموم نہ ہو، جیسا کہ غیر شرعی رقیہ ممنوع ہے، ایسے ہی ختم میں جو تعداد متعین ہے وہ ایسی نہیں جیسی رکعت نماز کی تعداد یا اشواط طواف کی تعداد ہے کہ اس کے لئے صراحت ثبوت ضروری ہے بلکہ وہ ایسی تعداد ہے جیسے جیمہ نسخہ میں لکھتے ہیں، عناب دانہ، بادام دانہ کہ یہ تجربات سے ثابت ہیں، اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت طلب کرنا بے محل ہے، جب اس ختم کی شان معجزہ کی ہے تو بدعت کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ تعداد کا تجربہ سے متعین کر دینا خد ف شرع نہیں، علاج کے لئے سات کنویں کا پانی سات مشکوں میں منگانا تو خود حدیث شریف سے بھی ثابت ہے (۱)۔

۲ اس کی نوعیت بھی تقریباً یہی ہے۔ "فہرست کتب من مستخرج و معد، و ثلثت صحیح
سحاری، حصص سحر ذات و کتبہ، مہمات و فقہ، احادیث و دفع سبب و کتبہ کتب
و مسجود لاسر جس و شفاء، سحر جس عند مقتضای سند، و حصول مر دعو، و وف و حفاصہ،
و حفاصہ کتبہ و سحر و وف و مع جس عند عند، احادیث و مر دعو و سبب و لا سبب
۵ منہمہ جامع، ص ۲۳ (۱)۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ طریقہ سحر ہے نہ کہ تعبد، لہذا اس و بدعت کی حد
میں، ناہد مت ہے۔ نتیجہ مذہب نہ تعین اتم۔

ترجمہ عبدالموہبی عنہ دارالعلوم، یوبند، ۱۹۰۶ء - ۸ھ۔

یوبند، یوبند، دارالعلوم، یوبند، ۱۹۰۶ء - ۸ھ۔

مصیبت کو دفع کرنے کے لئے صدقہ

سوان [۱۹۶۵]: کسی مصیبت کے آنے پر صدقہ کیا جاتا ہے، مثلاً ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ اگر
بارش نہیں ہوتی تو اپنے کافوں سے، خاندان سے پیرائے، چاہوں وغیرہ، تک مال جمع کرتے ہیں، پھر اس
کو پکاتے ہیں، اور کافوں کے سب سے بچوں کو بلا امتیاز غریب، امیر، کھلاتے ہیں اور خود بھی کھاتے ہیں، ہذا یہ جہاں
یہ ان بچوں کو کھانا جازب نہیں

الحواب حامداً و مصلیاً:

یہ صریحاً ٹھیک نہیں ہے، زیادہ تر اس سے اپنے کافوں کی ناموری اور منافع خیرت کی نیت ہوتی ہے (۲)

۳ سندسہ و جمعہ "ہرینفو علی من سع قرب لم یحلل او کیس، نعنی اعینہ بنی اس صحیح
سحاری، کتاب الطب، باب لا ترحمہ بعد باب اللدود ۲، ۱۵۱، قدیمی

مقدمہ لامع الدراری شرح صحیح البخاری، الفصل الثانی فی الکتاب، وفيه أيضا فوائد، الفائدة
نہ ۱، ۲۳، نسکۃ لحدیث مطہر عبود سیار بیور

۲ "عن سی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "المتارس لا
یحسن، ولا یوکل طعامہ"

قال لامد احمد نعنی المتعارض بالضافۃ فجاء وریاء، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الکحاح،

باب لولمہ الفصل الثالث، ص ۲۷۹، قدیمی

۱۰ صدقہ تو غریبوں کا حق ہے، غریبوں کی حاجتیں مخفی طریقہ پر پوری کی جا میں (۱)۔ فقہ و بدعتوں ائمہ۔

حررہ العبد محمد وغفرہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵۔ ۹۲ھ۔

اجوبہ صحیح، بندہ محمد نجی ماسدین غشی عند دارالعلوم دیوبند، ۲۵۔ ۹۲ھ۔

رفع و باند کے لئے اذان

سوال [۹۷۰]۔ وہاں پوری وہاں بارش کے موقعوں پر کان کے چاروں طرف فتح و ن ہے
والے دس پانچ آدمی اس رائے ایک مرتبہ اذان دیں تو اس کی اجازت ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو سن میں سے ہے یا
بدعت حسنہ میں سے ہے؟

اجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بول شرعی چیز نہیں، ہذا ایت وقت اذان کہنا سنت نہیں اور غیہ سنت کو سنت سمجھنا جائز ہے (۲)۔ فقط
و بدعتی نہ قول ائمہ۔

= قال لملا علی القاری تحت هذا الحديث: " (المتاریان): أي المتفاحران في الصبابة (لا
بحران أي لا أوليسما ولا آخرهما، لفساد غرضهما، وسوء قصدهما (بالصبابة فحرا وریاء) ای لا
إحساناً ابتداءً ولا مكافأةً انتهاءً". (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب الویمة، فصل بدعت
۶، ۳۷۶، ۳۷۷، مکتبہ حقایقہ پشاور)

قال الله تعالى: "و نذر الصدقات فعباھی، وان حذرھا و یؤدھا لغنر، فیهو حیرکم و کفر
عکم من سبائکم، و نذر سبائکم حیر" (البقرة ۲۷۰)

قال العلامة الألوسی رحمه الله تعالى: "عن ابی امامة ان ابا رصی الله تعالی عنه قال
رسول الله ای لصدقة افصل، قال صدقة السر الی غیر، او حید من مقل، ثم قرأ لا یله روح
لمعنی ۳، ۶۶، دار حید سر العربی،

قال لحفظ رحمه الله تعالی فی فتح الباری: المراد حیر الصدقات عیبہ من عطیہ عن
لمسہ کتاب بركة، باب لا صدقة الا عن طیر علی ۳، ۱۳، قدسی)

۲۔ فقہاء و مفسرین نے جس جہاں تورات و انجیل و پورا صحیفہ میں مذکور اور اس قسم کے امور میں ان کے ذہن میں
تے بدعت و باند کے لئے اذان دینا غیر شرعی ہے، مثالی و بدعتی کے ارتکاب

اس کی دیکھ بھال کی، لیکن بندہ اچھی نہیں ہوئی۔ اوجھا کے گھر آتے جاتے ہندہ نے دیکھا کہ دوسرے اس طرح کے مریض کے سہ ہندو عامل خنزیری بھیٹ چڑھاتا ہے اور وہ اچھے ہو رہے ہیں، لہذا یہ بات ہندہ اور اس کے گھروں کے ذہن میں بیٹھ گئی۔

ایک روز ہندہ نے کہتے ہوئے اپنے گھروالوں سے کہا کہ ہم پر تم لوگ خنزیر کا بھیٹ چڑھاؤ تو چھوڑیں گے ورنہ نہیں چھوڑ دیں گے، خنزیر بھی ایک روز کا تخلیق شدہ ہو، چنانچہ ہندہ کے گھر کے لوگوں نے چار خنزیر کے بچے جو ایک روز کے تخلیق شدہ تھے چالیس روپیہ پر خرید کر لائے اور ان کا گلدبا کر بھیٹ چڑھائے، یہ مشیت ایزدی تھی کہ ہندو آج تک ٹھیک نہیں ہوئی۔ جب ہندہ کے برادری کے لوگوں نے یہ واقعہ سنا تو ہندہ اور اس کے گھروالوں کو برادری سے نکال دیا اور سوشل بائیکاٹ کر دیا۔

اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ برادری کے لوگوں کا ہندہ اور اس کے گھروالوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا از روئے شرع کہاں تک صحیح ہے؟ کیا ہندہ اور اس کے گھر کے لوگ اس فعل کی وجہ سے خارج از ایمان تو نہیں ہو گئے، اگر ہو گئے تو ایمان اور برادری میں انھیں کس طرح واپس لایا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بھیٹ چڑھانا سخت غلطی ہوئی، خنزیر کی بیع و شراء بھی باطل ہے (۱) اور معصیت ہے، ان لوگوں کو توبہ و استغفر لازم ہے، غیر اللہ کے نام کی نذر کو ”بخر“ میں شرک لکھا ہے (۲)، اس لئے احتیاط کا بھی تقاضا یہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان بھی کر لیں اور اپنی غلطی کا اقرار و ندامت کے ساتھ کریں، پھر ان کا بائیکاٹ ختم کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱۰/۹۰ھ۔

(۱) ”وشعر الحریر لحاسة عیہ، فیصل بیعہ“ الدر المختار (لجاسة عیہ) ای عین الحریر ای

بجميع أجزاءه“۔ (رد المختار، باب البیع الفاسد: ۵/۷۱، سعید)

(۲) ”واما الدر الذی یدرہ اکثر العوام علی ما هو مشاہد کأن یکون لإنسان عائب أو مریض

فهذا الدر باطل بالإجماع، لوجود مہا أنه مدر مخلوق، والذر للمخلوق لا یحور، لأنه عادة والعادة

لا تكون للمخلوق، ومہا ان طل أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالی، واعقاده دلك

کفر“۔ (الحبر الرائق، کتاب الصوم، فصل فی الذر: ۲/۵۲۰، رشیدیہ)

فتح بد کے لئے بھیجنا

سوال [۳۰۳] ہمارے کان میں مارنڈا اور یا جو کہ کان سے وہ پرقدم کے ذریعہ پر آیا جس سے کان کو بہت خراب ہو گیا۔ ہمارے کان میں ایک پی پی ریڈی ٹا پیور کے آنے لگے تھے، انہوں نے مارنڈو میں اور جاکرونی پی پی قدم کے ذریعہ پر مارنڈو میں دیا، خیر کی اور یہ فرمایا کہ اس جگہ ایک ہر صدقہ لٹا دیا جائے اور اسی جگہ وہ پایا جائے۔ آیا ہر اس جگہ لٹا کر مارنڈو میں درست نہ کیا نہیں؟ اور پی پی صاحب علم بھی ہیں، آپ کو تعلیم نہیں، لیکن مرید پی پی کے بہت ہیں۔ اس مسئلہ کا مفصل جواب دیں۔

نحواب حامداً و مصلیاً:

فتح بد کے لئے صدقہ کرنا بہت اور نفع ہے (۱)۔ اصل علاج اپنے گناہوں سے توبہ کرنا (۲) اور خدا اور مخلوق خدا کے حقوق وادار کرنا اور احکام شرعی کی پابندی کرنا ہے۔ خاص طور سے اسی جگہ پر جاکرونی لٹا کرنا کی شرعی کوئی اصل موجود نہیں، یہ ایک دوا کا ہے جو علم اور کچھ عقیدہ کے آدمی کرتے ہیں کہ دریا کی بھیجنا دیدی

عن ابن مسعود عن مالك بن انس عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصدق الناس نفعي عصب سرب، وتدفع ميتة السوء (جامع الترمذي، كتاب الزكوة، باب فصل الصدقة ۶۶، سعد)

قال العلامة نسوي صاحب هداي نحدثنا عن ابن مسعود عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصدق الناس نفعي عصب سرب، وتدفع ميتة السوء (جامع الترمذي، كتاب الزكوة، باب فصل الصدقة ۶۶، سعد)

۲ قال عبد الله بن مسعود عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصدق الناس نفعي عصب سرب، وتدفع ميتة السوء (جامع الترمذي، كتاب الزكوة، باب فصل الصدقة ۶۶، سعد)

قال العلامة الالوسي رحمه الله تعالى تحفنا في السعي كما قال بعضكم في من ورجحه قال لروح السرب ديميككم ولا سناصلكم بالاعداد كما استاصل اهل الثرى لدس كفرو وخطب لجمع الامة قطع المطر عن كل فرد فرد (روح السعدی ۱۱ - ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳،

جائے تو ایسا نقصان نہیں پہونچتا (۱)۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی حفظہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نپور، ۱۹ ۷۶ھ۔

صحیح عبد مطیف ۲۰ رجب ۱۴۲۷ھ، الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ۔

دفع مشکلات کے لئے پرندوں کو دانہ ڈالنا

سوال [۱۹-۲۰]: ایک صاحب بغرض ثواب یا اپنی مشکلات کے دفع ہونے یا اپنے کسی مقصد کی برتری کے لئے پرندوں (چڑیوں) کو دانہ چھنے کے لئے ڈالتے ہیں، چند حضرات اسے بدعت بتاتے ہیں، ان کا یہ فعل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چڑیوں کو دانہ ڈالنا اور نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات دور فرمائے، گناہ نہیں، مگر ضرورت مند انسان صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں، ایک پیاسے کتے کو کسی نے پانی پلا دیا تھا تو اس کی بخشش ہوئی تھی (۲)۔ فقہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

دفع بلا کے لئے چیلوں کو گوشت ڈالنا

سوال [۱۹-۲۰]: زید کا رو بڈیا پریشان کن خواب دیکھنے کے بعد بطور صدقہ چیلوں کو گوشت دینا شرعاً کیا ہے؟

(۱) یہ نذر غیر مذہب ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ کما تقدم تحریر تحت عنوان ”جنات کے دفع کے لئے نذرین بھینٹ چڑھانا“ (مراجعہ)

(۲) روکدہ فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء بہ ص: ۶۹۳، قدیمی)

(۲) عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ” ان رجلاً رأى كلباً ياكل لبري من العطش، فاحد الرجل حقه، فجعل يعرف له به حتى اراد، فسكر الله له، ودحبه لحيته“ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب اذا شرب الكلب في الإناء، ۲۹/۱، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ نسبت صدقہ کا مستحق انسان ہے، اگر کوئی انسان مستحق صدقہ نہ ملے تب جانور مستحق ہیں، انسان مستحق کے ہوتے ہوئے چیلوں و ایندین کو یا نصاب کرنا ہے۔ فقط والد تعالیٰ اعظم۔
حررہ عبدالموہب غفرلہ

دفع و بایک کے لئے عزیمت کی نذر

سوال [۱-۵]۔ حق نماز پنجوقتہ کا پابند ہے، تہجد اور اتر اتر بھی ادا کرتا ہے، احقر کی ہستی میں ہیضہ کی بیماری چل رہی تھی، ہستی کے سہاروں نے ہیضہ کے دفعیہ کے لئے تعزیمت کرنا، اس کے لئے عیاضی میں چندہ کیا، کبھی نوک چندہ میں شریک ہوئے، مگر میں اور میرے چند رفقاء، چندہ میں شریک نہیں اور جنوں میں شرکت نہیں کی۔ اس بنا پر ہستی کے لوگوں نے احقر اور احقر کے رفقاء سے قطع تعلیق کر دیا، اور حقہ پانی بند کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور وہابی شیعتن ہیں اور یہ بھی کہا کہ جو نماز زیادہ پڑھتا ہے وہ کافر وہابی شیعتن ہوتا ہے۔ اور (حائکہ) نماز کا تو یک سجدہ بھی اگر خدا قبول کر لے تو کافی ہے۔ تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو نوک تعزیمت نہ بنا میں اور اس سے مرادیں نہ مانیں اور اس کے جنوں میں شریک نہ ہوں تو کیا وہ واقعی کافر اور شیعتن ہیں؟ میرے چندہ میں شرکت نہ کرنا جائز تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ نے بالکل ٹھیک کیا، ایمان کا تقاضہ یہی ہے، اللہ پاک آپ کے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کرے، جو چھ وہوک غریب تہرت اور جنتے ہیں (۱) ان سے ہرگز متاثر نہ ہوں، حق تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعظم۔



عس اسی در رعی اللہ عہ اللہ سمع النی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیہ بالكفر، إلا اردت علیہ ان لم یکن صاحبه کذلک". (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینہی عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قدیمی)

کہ قرآن پاک اور پانچ رنگ جو بنیاد اسلام بناتے ہیں، ان کے مسائل جتنا ہی فرض ہیں نہ کہ فارسی عربی پڑھنا۔
الجواب حامداً ومصلیاً:

نفس محمدین کے سینے کی فضیلت پر اتنا حق ہو گیا، بحث صرف زبان کی روگئی کہ اس زبان میں سینے۔
تدریس میں شریعت نے کسی خاص زبان کی خصوصیت نہیں رکھی، بلکہ جس زبان سے یہ مقصد حاصل ہو سکے اور
سہولت سے سمجھ میں آجائے اس میں سیکھ لیا جائے، لیکن نماز میں قرآن کریم کو عربی ہی میں پڑھنا چاہئے، یہ نہیں
کہ روئے میں ترجمہ پڑھ لے۔ اور اس قدر قرآن کریم دیکھ کر نہ فرض مین ہے جس کے بغیر نماز درست
نہیں ہوتی (۱) اور بغیر عربی پڑھتے قرآن اور حدیث شریف کا پورا انکشاف بھی نہیں ہوتا، حدیث شریف میں عربی
زبان کی فضیلت بھی ہے، محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل بیت کی زبان بھی عربی
ہے (۲)۔ فقیر بواہیت سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بستان العارفین میں ایک مستقل باب اس امر کے لئے منعقد
کیا ہے (۳) ہذا عربی نہ سیکھنا ایک بڑی نعمت سے محرومی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوبی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/شوال/۱۶۶ھ۔

صحیح عبد مطفی، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

”عن انس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ”طلب العلم فريضة“
عنى كل مسلم“ صح وقال الملا عنى القارى رحمه الله تعالى ”(طلب العلم) أى الشرعى (فريضة)
أى مفروض فرض عين، على كل مسلم“ قال الشراح المراد بالعلم ما لا مدوحة للعد من تعلمه
كمعرفة الصانع والعلم بوحدايته ونوة رسوله وكيفية الصلاة، فإن تعلمه فرض عين“ (معرفة
المفاتيح: ۱/۴۷۷، كتاب العلم، رشيدية)

(كذا فى فتح البارى: ۱/۱۴۱ كتاب العلم، دار الفكر، بيروت)

(وكذا فى رد المحتار: ۱/۴۲، مطلب فرض العين أفضل من فرض الكفاية، سعيد)

۲، قوله عليه الصلاة والسلام ”أحوا العرب لثلاث لأنى عربى، والقراى عربى، وكلاهما
الحجة عربى“ (المستدرک للحاكم: ۲/۸۷، فصل كافة العرب، دار الفكر بيروت)

(ومجمع الزوائد: ۱۰/۵۲، باب ما جاء فى فصل العرب، دار الفكر بيروت)

(وفیض القدیر: ۱۰/۳۳۹، رقم الحديث: ۲۲۵، مكه نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

علم باطن کیا ہے؟

سوال [۹۷۹]: علم باطن کیا ہے اور علم باطن کیا ہے نمازی کو بھی ہو سکتا ہے؟

علم باطن جب ہی نافع ہے جب کہ خاہر شریعت پر بھی عمل ہو، جو شخص فرض نماز و ترک کرتا ہے اس کو علم باطن سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۲/۸۸ھ۔

کثرت عبادت بہتر ہے یا تحصیل علم شریعت؟

سوال [۹۸۰]: کثرت عبادت بہتر ہے یا تحصیل علم شریعت؟ اور کیا کثرت عبادت سے کرمات اور تحصیل علم شریعت سے کامل ہدایت جاری ہوتی ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

عبادات نافذہ کی کثرت موجب رفع درجات ہے، تحصیل علم شریعت میں جدوجہد کی کثرت کافی نہ ہو متعدي ہے جو کمالی ہے، اخلاص بہر حال ضروری ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۹۱ھ۔

= (و کذا فی رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی السیغ: ۴۱۹/۶، سعید)

(۳) (کتاب الستار لأبی الیث السمرقندی، ص ۶۸، الباب السادس والعشرون، باب تفصیل لسان العربیة علی غیرہا، مطبع فاروقی دہلی)

(۱) "فمن اعتقد فی بعض البلاء أو الموانع مع تركة لمناعة الرسول فی أقواله وأفعاله وأحواله

أنه من أولیاء الله فهو صال متدع، محطی فی اعتقاده، ولا یقل ممکن أن یكون هد

منعاً فی الباطن وإن كان تاركاً للإتباع فی الظاهر، فإن هذا خطأ أيضاً، بل الواجب مناعة الرسول صلی الله

عینہ وسلم طهراً وباطناً" (مہذب شرح العنیدة الطحارۃ، تحت قول الناس ولا تصدق من

یدعی شیاً یحالف الكتاب والسنة، ص: ۴۲۳، ۴۲۶، مکتبہ العربیاء الجامعة السناریہ، کراچی)

(۲) "طلب العلم والتمسك إذا صحب الیة أفضل من جمیع اعمال البر، وكذا الاشتغال بزيادة العلم إذا

والدین کا علم دین حاصل کرنے سے روکنا

سوال [۹۸۱]: زید تحصیل علوم دینیات کر رہا ہے اور اس کا رجحان دیوبندی کی طرف ہے اور اس کے باپ اور عزیز واقرب اس کو روکتے ہیں، ایسی حالت میں اگر زید اپنے باپ اور عزیز قریب کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو یہ فعل زید کا بہتر ہے یا نہیں؟ فقط والسلام راقم: راجع کا ایک طالب علم ایک مسلمان، مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۶ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بقدر ضرورت تو تحصیل علم ہر شخص کے ذمہ ضروری ہے (۱) اگر والدین اس سے روکتے ہیں تب

= صحت الیہ۔ لآہ اعمہ بفعلاً، لکن بشرط أن لا یدخل القصص فی فرائضہ“ (فتاویٰ السریة ۳۷۸/۶، کتاب الاستحسان، نوع، رشیدیہ)

”وقال ابن وهب: كنت عند مالك بن انس فحادث صلاة الطهر أو العصر، واما أقرء عليه، وأطرف في العلم بين يديه، فجمعت كتبي، وقسم لأركان. فقال لي مالك ما هذا؟ قلت أقوم للصلاة، قال: إن هذا لعجب، فما الذي قمت إليه بأفضل من الذي كنت فيه إذا صحت الیة“ (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر: ۱/۱۲۲، رقم: ۱۱۶)

وقال الشافعی: ”طلب العلم أفضل من الصلاة النافلة“ (جامع بیان العلم وفضله ۱/۱۲۳، رقم: ۱۱۸)

و روى عنه بلعظ آخر: ”ليس بعد أداء الفرائض شيء أفضل من طلب العلم، قيل له: ولا الجهاد في سبيل الله“ قال: ”ولا الجهاد في سبيل الله“ (تعليقات جامع بيان العلم وفضله ۱/۱۲۳)

(۱) ”عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”طلب العلم فريضة على كل مسلم“ (سنن ابن ماجة، ص ۴۰، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، مير محمد کتب خانہ کراچی)

قال ابن عسديس: ”قال العلامی فی فصوله من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشره عاده، وفرص على كل مكلف ومكففة بعد تعلمه علم الدس والهداية تعلم علم الوصوء والعسل“ (ردالمحتار ۱/۴۲۱، قيل مطلب في فرص الكفاية و فرص العين، سعيد)

(وفتح الباری، کتاب العلم، باب فضل العلم ۱/۱۴۱، رقم: ۵۹، دار الفكر بیروت)

تو والدین کی اطاعت زید کے ذمہ واجب نہیں بلکہ ناجائز ہے۔ اور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں (۱) اور تجمع علوم میں فرض کشایہ ہے، اس سے امر روکتے ہیں تو زید کو ان کی اطاعت ضروری ہے اور بستی میں ایک عالم ہونا بھی لازم ہے، اگر کوئی ورع ماہر ہو وہاں موجود ہے تب بھی زید کے ذمہ تکمیل ضروری نہیں، اگر اور عالم نہیں صرف زید ہی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور والدین زید کی خدمت وغیرہ کے اس قدر محتاج نہیں کہ زید کے مزدوار ہو۔ نیز زید اس قدر مہم عمر اور نا سمجھ نہیں کہ اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو زید والدین کی حکم کی تعمیل نہ کرنے سے ناہگوار نہ ہوگا۔ اور اگر اس وجہ سے روکتے ہیں کہ زید فرقہ برمیو سے نکل کر فرقہ دیوبندیہ میں جائے گا تو یہ ان کی تحت غلطی ہے، اس سے ان کو خود ہی رکنا چاہئے اور اس تعمیل حکم نہ کرنے سے ناہگوار نہ ہوگا، جو ہوگا، کیونکہ راجح معلوم کرے گا، خود مگر ہی سے بچے کا ور کیا غیب ہے کہ اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ دوسرے لوگوں اور اس کے والدین و اعوان کو بھی کما ہی سے بچا دیں۔ فقط و تدبیر نہ تعان المم۔

حررہ العبد محمود شنبوی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، یوم رمضان ۱۳۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفر۔ صحیح عبد العظیم، یوم رمضان ۱۳۵۵ھ۔

والدین کی مرضی کے خلاف علم دین کے لئے سفر کرنا

سوال [۹۸۲]: مسمی محمد مکرم علم دین حاصل کرنے کے لئے پردیس میں جاتا ہے اور اس کے

والدین چاہتے ہیں کہ محمد مکرم ہم کو چھوڑ کر پردیس میں نہ رہے، بلکہ وہ ہمارے پاس رہ کر چھ ماہ کی کوشش

کرے تاکہ ہم کو آخری وقت میں سہوت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں، مگر محمد مکرم باطل نہیں چاہتا ہے کہ وہ

حصول علم کو چھوڑ کر دنیاوی کام میں لگ کر اپنی زندگی برباد کرے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ صرف اس کے والدین نہیں

ساری دنیا ناراض اور سب ان سے جدائی حاصل کر لیں جب بھی وہ حصول علم دین میں ذرا سستی نہیں کرتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ محمد دین حاصل کرنا والدین کے حکم کی نافرمانی کر کے ایسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا طاعة لاحد في معصية الله تدارك ونعالي" مسند

الإمام أحمد: ۶۷/۵، رقم الحديث ۱۳۸۰، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

الحواب حامداً و مصلیاً :

بتدرجہ ورتہ میں حاصل کرنا فرض عین ہے، لیکن تکمیل نصاب فرض عین نہیں ہے (۱)۔ اگر والدین نہ دست مند ہیں، مہ نہیں سکتے تو ان کی خدمت حسب وسعت لڑکے پر لازم ہے، مکان پر رہ کر آہستہ آہستہ کچھ علم بھی حاصل کرتا رہے اور ان کی خدمت بھی کرتا رہے، ان کو ناراض نہ کرے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
بہ صواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۶/۹۰ھ۔

”علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین“ کی تشریح

سوال [۹۸۳]۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تعریف کیا ہے؟ دنیا میں اللہ پاک کی ذات کے بارے میں ہم ایقین کے بعد عین الیقین ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کس طرح؟ بہرحال یہ تینوں یقین سب سب ہوں گے؟ کہاں کہاں ہوں گے؟ اور کس کس کے لئے ہوں گے؟ مہربانی فرما کر ذرا تفصیل و وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو لکھیں، دیال بھی لکھیں اور حوالہ بھی دیں۔ ایک بدعتی پیر کے ساتھ بحث ہے، اس نے لوگوں کی نماز بند کر دی ہے کہ جب تم کو عین الیقین حاصل نہیں ہے تو نماز اس کی پڑھتے ہوں؟ ۲۹ شعبان کا دن ہے، اس

۱۔ ”واعلم ان تعلم العلم بکون فرض عین وهو بقدر ما يحتاج لدیه، و فرض کفایہ وهو مراد علیہ لرفع غیرہ“۔ (الدر المختار: ۴۲/۱، المقدمة، سعید)

”وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ”طلب العلم فريضة على كل مسلم“ (سنن ابن ماجه، ص: ۲۰، باب فصائل العلم، مير محمد)

(و کذا فی مرقاة المفاتیح، کتاب العلم، باب فضل العلم، رشیدیہ)

(۲) قال العلامة الحصكفی: ”وله الخروج لطلب العلم الشرعی بلا إذن والديه“ قول اس

عندین و فی الحقیقة ولو أراد الخروج إلى الحج و كره ذلك. قالوا: إن اسعی الأب عن خدمه فلا بأس، وإلا فلا یسعه الخروج . لأن مراعاة حقهما فرض عین“۔ (الدر المختار مع رد المحتار،

کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع: ۴۰۸، سعید)

لئے جدا رسالہ فرمائیں، اگر کسی کتاب میں اس کی تفصیل ہو تو وہی پی کر دیں، میں چھڑواؤں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض کسی علم کی بناء پر یقین ہو، مثلاً: کسی معتقد علیہ سے سنا "الساہر محرقہ" یقین کر لیا کہ آگ جلانے والی ہے (۱)، پھر اس نے دیکھا کہ کاند آگ میں ڈالا تھا جل گیا، یہ عین یقین ہو گیا (۲)، پھر اپنا ہاتھ آگ میں داخل کر دیا وہ جل گیا جس کا اثر بغیر کسی کے بتائے ہوئے خود محسوس ہوا یہ حق یقین ہو گیا (۳)۔

اس دنیا میں ذات باری تعالیٰ کی رویت آنکھوں سے نہیں ہوتی: ﴿لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (۴) (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تھی: ﴿رَبِّ ارْنِي﴾ (۵)، جواب میں ارشاد ہوا: ﴿لَيْسَ تَرَانِي﴾ (۶)۔ نیز حدیث جبریل میں احسان کو دریافت کرنے پر فرمایا گیا ہے: "تعدد لہ کائنات تراء" (۷) "کائن" حرف تشبیہ ہے، کیونکہ دنیا میں حقیقی رویت نہیں ہوتی اور عند الشرع مطلوب بھی نہیں، ایمان با غیب مضبوط ہے۔ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تفصیل مذکور ہے، صوفیائے کرام نے جو مقامات لکھے ہیں بندہ ان سے واقف نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۸/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عند دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۸/۹۱ھ۔

(۱) قال ابن حجر الهيتمي المكي: "علم اليقين، وهو ما يشأ عن النظر والاستدلال" (الفتاوى

الحديثيه، ص: ۳۰۵، مطلب في الفرق بين اليقين، قديمي)

(۲) "و عين اليقين، وهو ما يكون من طريق الكشف والحوال" (الفتاوى الحديثيه، المصدر السابق)

(۳) "و حق اليقين، وهو مشاهدة العيب مشاهدة العيان، كما يشاهد الرائي" (الفتاوى الحديثيه،

المصدر السابق)

(۴) (الأحكام: ۱۰۴)

(۵) (الأعراف: ۱۳۳)

(۶) (الأعراف: ۱۳۳)

(۷) (صحيح البخاري: ۱۲/۱، كتاب الإيمان، قديمي)

کیا عقل کو شرعی دلائل میں دخل ہے؟

سوال [۹۸۰]: عقلی دلائل و دخل ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً و مصلیاً :

عقل صحیح شرعی احکام کے حکم و مصالح کو پہچانتی ہے اور اہم و نواہی کے حسن و قبح یعنی بہ مورات کے حسن و در منہیات کے قبح کو جانتی ہے، جیسا کہ شرح تحریر میں موجود ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

تعلیم کا مقصد

سوال [۹۸۵]: بچے کو کس واسطے پڑھایا جاتا ہے اور قرآن شریف کس مقصد کے لئے نازل ہوا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

کس سے پڑھایا جاتا ہے کہ حق اور ناحق کو سمجھے اور جان لے کہ اس دنیا میں اس کی ذمہ داری کیا ہے جس کے پورا کرنے سے آخرت میں راحت ملے گی اور پورا نہ کرنے سے سخت تکلیف ہوگی (۲)۔ اس مقصد کے لئے

۱۔ "العقل سور فی القلب يعرف به الحق والباطل اعلم أن العقل الذي هو مناط التكليف شرعية حتمت أهل الشرع والطاهر أن العقل صفة عربية يدرمها العلم بالضروریات عند سلامة الآلات، وهي الحواس الظاهرة والباطنة" (قواعد الفقه ص: ۳۸۵، العقل، الصدوق پندشور) (کذا فی شرح العقائد النسفية ص: ۲۰، محبت أسباب العلم، قدیمی)

وقد بعض المحققين العلم أفضل باعتبار أنه أقرب إلى الإقصاء إلى معرفة الله و صفاته، و بعض أفضل باعتبار أنه مسع للعلم و اصل، و حاصله ان فصيلة العلم بالذات و فصيلة لعقل بالوسيلة إلى العلم. (الفتاویٰ الحديثية، ص: ۲۴۱، قدیمی)

(۲) قال الله تبارک و تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا يَحْشَىٰ اللَّهُ مَنِ عْبَادَهُ الْعُلَمَاءُ﴾ (سورة الفاطر: ۲۸)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالى: "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: "العالم بالرحمن من عباده من لم يشرك به شيئاً، و أحل حلاله و حرم حرامه، و حفظ وصنه، و أيقن أنه ملاقية، و محاسب بعمله، و قال الحسن الصوري: العالم من حشي الرحمن بالعب، و رغب فيما رغب الله فيه، و رهد فيما سخط الله فيه" التفسير ابن كثير ۳/ ۴۳۰، مكتبة دار السلا، رصاص

قرآن کریم نبی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ابتداء اس کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ اس کے الفاظ سے قلب میں نور پیدا ہو اور اس کی برکت سے آئندہ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا داعیہ پیدا ہو (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ ۱۸/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوڑا ہاتھ میں لیکر بازار میں مسائل کی تعلیم دینا

سوال [۹۸۶]: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں کوڑا ہاتھ میں لیٹ کر شت کرتے تھے

اور تجارت زراعت کے مسائل بیان کرتے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جی ہاں، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کی بہت اشاعت فرمائی ہے (۲)۔ اللہ پاک ہمیں بھی

ان کے اتباع کی توفیق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۹۰ھ۔

(۱) قال الإمام شاذلی اللہ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ”ومہا تلاوة القرآن واستماع الموعظة، فمن ألقى السمع إلى ذلك، وفي القرآن تطهير للنفس عن الهیات السفلیة، وهو قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”لكن شیء مصقلة و مصقنة القلب تلاوة القرآن“ (رحمة اللہ البیعة ۱، ۲۲۴، قدیمی)

(و کذا فی فتح الباری : ۹۲/۹، کتاب فصائل القرآن، دار الفکر بیروت)

(۲) ”عن سعید بن المسیب قال مرّ عمر بن الخطاب علی حاطب بن أبی بلتعہ رضى اللہ تعالیٰ عنہ، و هو یويع رید له فی السوق، فقال له عمر ”إما أن ترید فی السعور، و إما أن ترفع من سوقاً“

”و عن القاسم بن محمد أن عمر رضى اللہ تعالیٰ عنہ مرّ بحاطب یسوق لمصنی و یس یدیه عورتان فیہما ریب، فسأله عن سعورهما، فسعر مذنب بکل درهم، فقال له عمر ”قد حدثت بعیر مقبلة من الطائف تحمل زیبا، و هم یعترون سعورک، فإما أن ترفع فی السعور، و إما أن تدحل ریبک البت فتبیعه کیف شئت“، فصار حج عمر حاسب نفسه، ثم أتى حاطباً فی داره، فقال له إن الدی قلته لیس بعمره و لا قصاء، و إنما هو شیء اردت به الحیر لأهل البیت، فحیث شئت ففعل، و کیف شئت ففعل کمر العمل ۱۸۴، ۱۸۵، کتاب السوع من فسم الافعال، باب فی الاحتکار و التسعیر، مکتبہ التراث الإسلامی

اجماع کی حجیت

سوال [۹۸]: اجماع کی حجیت ہونے کی دلیل قرآن و حدیث سے ثابت فرمائیں۔

اجواب حامداً ومصلیاً:

”جماع صحیحہ حجہ لا خلاف“۔ (ارشاد المصالح، ص ۲۲ (۱)، کتبت قرآنی
ہذا کسبت جمعاً کہ مئة وسطاً تکوین شہداء علی الناس بہ سے بھی جنت اجماع پر استدلال کیا گیا
ہے، کہ فی حکم قرآن بحمد ص ۱۰۱ (۲)۔ متعدد احادیث بیان کی گئی ہیں
”تجمع امتی علی صلاۃ“۔ لا جمع امتی علی صلاۃ، وید نہ علی جماعہ،
ومن شد شد فی النار“ (۳)۔ ”من فرق الجماعة شراً، فقد حیی رقة الاسلام من عنقه“ (۴)۔
وعیر دلت من روایات ولایات۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ۔

(۱) ارشاد المصالح، المقصد الثالث فی الإجماع، البحث السابع، ص ۱۳۸، مصطفیٰ احمد الد
مکہ المکرمة)

(۲) ”وفی هذه الآية دلالة علی صحة إجماع الأمة من وجهین أحدهما وصفه إیها بالعدالة، وبنی
حیار، وذلك یقتضی تصدیقها والحکم بصحة قولها، وباب لإجماعها علی المصالح والرحمة الآخر
قولہ (لتکوسوا شهداء علی الناس) بمعنی الحجة علیهم الخ“ (أحكام القرآن، باب القول فی صح
الإجماع ۸۸/۱، دارالکتب العربی، بیروت)

(۳) ”عن ابن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إن الله لا یجمع امتی
أو قال - ”مئة محمد“ - علی الصلاة، وید الله علی الجماعة. ومن شد شد فی النار“ رواه الترمذی
وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”اتبعوا السواد الأعظم، فإنه من شد شد فی
نار“ رواه اس ماحه“ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص ۳۰
قدیمی)

(۴) (المشکوٰۃ، المصدر السابق، ص: ۳۱)

فقہی جزئیات کا مقام حیثیتِ اولہ

سوال [۹۸۸]: کتبِ اصولِ فقہ میں اولہِ شرعیہ پر بتلائے ہیں

۱ کتاب اللہ - ۲ سنت رسول اللہ - ۳ اجماع امت - ۴ قیاس مجتہد۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسائل فقہیہ عملیہ کس دلیل شرعی کی حیثیت رکھتے ہیں، ان مسائل کو قرآنی درجہ دیا جائے، یا حدیث نبوی کے درجہ میں رکھا جائے، یا اجماعی کہا جائے، یا قیاسی سمجھا جائے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

جس طرح اولہِ شرعیہ کی ایک حیثیت نہیں اسی طرح ان سے ثابت شدہ مسائل کی بھی ایک حیثیت نہیں، پھر حقوقِ ثبوت میں بھی بہت تفاوت ہے، اس لئے ان اولہ کی تقسیمات متعدد کر کے بہ تقسیم کے اقسام اور ان کے احکام کی تفصیلات کو اصولِ فقہ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض مسائل فقہیہ درجہ قرآن کریم میں ہیں، بعض درجہ حدیث شریف میں ہیں، بعض درجہ اجماع میں، بعض درجہ قیاس میں۔

نصوصِ شرعیہ سے متعلق چند معلومات

سوال [۹۸۹]: ۱۔ قواعدِ شرعیہ اسلامیہ جو نصوصِ قطعیہ کی دعوت سے مسلمانوں پر رکھے گئے ہیں وہ کسی وقت بھی قبل تغیر و تبدل ہیں یا نہیں؟
۲۔ وہ امر جو نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہو، اس میں علماء میں سے کسی فرد کو ترمیم یا تفسیح کر دینے کا شرعاً حق پہنچتا ہے یا نہیں؟

۳۔ قرآن کریم قانونِ اسلامی ہے یا نہیں؟ اگر قانونِ اسلامی ہے تو یہ قانون الیوم القیمة قائم رہنے کا حق کامل رکھتا ہے یا نہیں؟
۴۔ قرآن کریم میں جس قدر احکامات بعبارة النص یا بإشارة النفس ثابت ہیں ان کی حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوال یا فعلاً فرمائی ہے یا نہیں؟

۵۔ قرآن کی تفسیر واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی علمی و عملی و قولی ہے یا نہیں؟

۶۔ قرآن و حدیث دونوں نے مل کر جو راویوں میں بتلائی، مسلمانوں کو الیوم القیمة عمل کرنے کے لئے

کاٹ ہے یا ناقص؟

۷۔ اگر کاٹ ہے تو موجودہ زمانے کا مسلمان اپنی ذاتی اغراض یا کسی اور مصیحت کی بنا پر اس میں اپنی مرضی سے تغیر و تبدل کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟

۸۔ کیا قرآن و حدیث مع اپنی غسیات مشہورہ اور اپنی اپنی تنقیحات مقبولہ اور فقہیہ مسملوں کا قابل عمل و حوادث زمانہ سے بے خوف بنا دینے والا قانون ہے یا نہیں؟

سائل: علی حسن، مدرسہ جامعہ بیہ نور، اسلام، شاہ پیہ دروازہ، میرٹھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تحریر کردہ جملہ امور اہل علم حضرات کے لئے بدیہی ہیں۔ تعارض اولہ کی وجہ سے یرنج و مرجوح کے عدم تعین کی بناء پر کوئی خبیان ہو تو واضح بھی کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۴/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۴/۹۲ھ۔

مسائل فقہیہ میں تعارض کے وقت ترجیح کا طریقہ

سوال ۱۰۰: جب فقہی مسائل میں تعارض ہو تو ان میں صورت تطبیق کیا ہے؟ اور جب شیخین و طرفین و صاحبین میں اختلاف ہو تو فتویٰ کس کے قول پر دیا جائے، حالانکہ رد المحتار: ۱/۵۳، میں لکھا ہے

”مقرر عندہ لا یشتی ولا یعمل ولا یقول إلا ما من الإمام الأعظم، ولا یعدل عنہ إلی قولہما، أو قول أحدہما، لا ضرورة کسبئۃ سررۃ“ (۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

رسم المفتی میں اصول تطبیق و ترجیح کو بیان کیا ہے

وہمہما صواباً محضاً ہ

عدت لدی اہل السنہی مقررہ

فی کس قول عدت راجح

قول الإمام مضافاً ماسہ صحیح

عنه رويہ نہا نعر أحد
 كل من ساقصاء عنقنا
 وفي مسائل ذوي الأرحام قد
 ورجحو استحسنهم على القياس
 وظاهر المروى ليس يُعدّل
 لا يسعى لغدو عن دراية
 كل قول ينفى الكفر
 وكل ما رجع عنه المحتج
 وكل قول في امتور أثنا
 فرجحت على نشره ونشرو
 ما يكس سود مضاً صححاً
 من تيمم من تمر سد
 قول أبي يوسف فيه يستقي
 أفق اسم غونه محمد
 بالامسائل ومسابيها سد
 عنه إلى خلافه يدقق
 إذا أتى بوقفها روية
 عن مسلم ولو ضعيفاً أخرى
 صار كمنسوخ فعيره عتمد
 فذلك ترجيح به صماً تي
 على الفتاوى القدم من ذات رجوع
 فالأرجح للذي به قد صرحا
 (رسم المفتي، ص ۴۳) (۱)۔

رد المحتار کی عبارت منقولہ فی السؤال کے پس و پیش میں بھی ان ضوابط محررہ کی شرح موجود ہے، ان کے
 عدوہ اور بھی ضوابط ہیں جن پر علامہ شامی رحمہ اللہ نے خوب بسط سے کلام کیا ہے۔
 فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ۱۱/ ۶۴ھ۔

صحیح عبد اللطیف، مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ ذیقعدہ ۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ذیقعدہ ۶۴ھ۔

مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے ہوگی؟

سوال [۹۹۱]: ساری مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے ہوئی؟

(۱) (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۱۰۹، رقم البت: ۴۰-۵۲، الرشید (وقف))

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں اس سے اپنا مطلب حل کر لیں

”وعنه: أي عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال: أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدى، فقال: ”خلق الله اثنتي عشرة يوم الست، وخلق فيها الحمار يوم الأحد، وخلق لتسحر يوم الاثنين، وخلق لمكروه يوم الثلاثاء، وخلق أنور يوم الأربعاء، وث فيها نوب يوم الخميس، وخلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة في آخر الخلق وآخر ساعة من النهار فيها بين عصر بين سبعين“۔ روہ مسہم (۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۰ (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۷/۹۵ھ۔

مسائل کے لئے استخارہ

سوال [۹۹۲]: کسی بدعتی سے کہا جائے کہ مبادکرنا بدعت ہے تمہارا جی چاہے نماز استخارہ پڑھ لو، جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

مسائل کے جائز و ناجائز ہونے کا دار و مدار دلائل شرعیہ پر ہے (۳) استخارہ پر نہیں، استخارہ ایک چیز دیکھنے کے لئے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب صفة المنافقين وأحكامهم، باب صفة القيامة والجنة والنار، ۲/۳۷۰، قديمي)

(۲) (مشکوٰۃ المصابيح، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم السلام، ص ۵۱۰، قديمي)

(وأيضاً مسند الإمام أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني رحمه الله تعالى، مسند أبي هريرة - رضى الله تعالى عنه - ۲/۶۲۷، إحياء التراث العربی، بیروت)

(۳) ”فموضوعه على المختار الأدلة والأحكام جميعاً، الأول من حيث أنه مثبت، والثاني من حيث أنه

مُثبت (اعلم أن أصول الشرع ثلاثة) والأصول جمع أصل والمراد بها ههنا الأدلة والشرع

إن كان بمعنى المشروع فالإلام فيه للحس: أي أدلة الأحكام المشروعة الكتاب

والسنة وإجماع الأمة، والأصل الرابع القياس“۔ (نور الأنوار: ۴، ۵، سعيد)

نہ جاننے والے قاضی کو لاعلم کہنا

سوال [۹۹۳]: کیا صحیح طریقہ پر شریعت کے نہ جاننے والے کو یہ بہنا کہ آپ و شریعت کا علم نہیں

ہے، جرم ہے؟

۲۔ اگر یہ شخص جماعت کا صدر ہے اور اس کو مشورہ دیا جائے کہ چونکہ آپ و شریعت کا علم نہیں ہے،

اس سے قاضی صاحب کو ساتھ کر فیصلہ دیں تو کیا یہ مشورہ وینا غلط ہے؟

ایضاً

سوال [۹۹۴]: ۳۔ اگر جماعت کا صدر انگریزی دس ویل ہے اور شریعت کا مکمل علم نہ رکھتا ہو

اور اس کو یہ کہا جائے کہ آپ شریعت کا علم نہیں رکھتے، اس لئے قاضی صاحب کو ساتھ لے کر فیصلہ دیں تو کیا

جماعت اور صدر جماعت کی توہین ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شریعت سے وقف آدمی اگر کسی ناواقف کو یہ بات کہے کہ آپ و شریعت کا علم نہیں تو یہ صحیح ہے،

جرم نہیں، جیسے کوئی قانون دس ویل کی ناواقف کو کہے کہ آپ و قانون کا علم نہیں تو یہ بات صحیح ہے، جرم

نہیں (۱)۔

۲۔ جو شخص شریعت سے واقف نہیں اس کو لازم ہے کہ واقف شریعت سے علم شریعت حاصل کرے

(۱) "وفی هذا الحديث فوائد السابعة: حوازی تحدث المرء بما فيه من فضل بحسب الحاجة

لذلك عند الأمن من المساهات والتعاطف" (فتح الباری، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "و

اعلمکم باللہ الخ": ۹۸/۱، قدیمی)

تفصیل کے لئے دیکھیے: (عالمگیری کتاب الکراہیۃ، باب المتفرقات: ۳۷۷/۵، رشیدیہ)

"فی الحديث اللهم اهد قومی، فایہم لا یعلمون." (الدر المثور: ۲۹۸، بیروت طبع جدید)

روایا فی مشکوٰۃ، کتاب الترفاف، باب البرکات والنصر، ص: ۴۵۴، قدیمی)

اور اس کی عمرانی میں کام کرے۔ (۱)۔

۳۔ اس مشورہ دینے میں توہین نہیں البتہ تاواقف شریعت کو شرعی جماعت کا صدر بنانے میں جبہ فیصد بھی شرعی احکام کے رکن کی نوبت آتی ہو جماعت کی توہین ہے، کیا ذمہ داری ہے کہ وہ فیض شریعت کے موافق ہوں۔ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۳/۹۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۳/۹۴ھ۔

عالم دین کو کوتاہی پر ٹوکنا

سوال [۵۹۵]: ایک عالم دین کی اگر فرائض و شرائط وضو میں اور شرائط نماز، فرائض نماز میں گرمنا کوتاہیاں ہوں تو بحیثیت عالم دین ہونے کے نہیں ٹوکنا چاہیے، چونکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں یا خلاف شرع امور میں "حطائے بزرگان گرفتار خطا است" کا مصداق ہونے کا خطہ تو نہیں ہوگا؟ جیسا کہ پارہ نمبر ۲۴، سورہ مومن کے رکوع: ۱ کے حاشیہ پر محشی نے ایک حدیث کی امام نووی رحمہ اللہ کی شرح لکھی ہے کہ کسی حق بات کے معوم کرنے کی نیت سے یا صحیح مسئلہ دریافت ہو جانے کی غرض سے اختلاف ہو تو جائز ہے، شریعت میں مخالفت نہیں۔ اس میں کون سی بات درست ہے؟

(۱) "طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة"۔

"طلب العلم فريضة بقدر الشرائع وما يحتاج إليه لأمر لا بد منه من أحكام الوضوء والصلاة وسائر شرائع، ولأموار معاشه وما وراء ذلك ليس بضرر، فإن تعلسها فهو أفسد، وإن تركها فلا إثم عليه"۔ (الفتاوى العالمكيريّة، كتاب الكراهية، باب المتفرقات: ۵/۳۷۷، رشيدية)

(و كذا في كتاب الحظر والاباحه، باب التعليم، ص: ۷۱)

(۲) "إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة"

(صحيح البخاري، كتاب العلم باب من سئل علماً وهو مشغول في حديثه: ۱۴/۱، قديمي)

"قال الحافظ "ومسألة هدم المثل لكتاب العلم أن إسداد الأمر إلى غير أهله إنما يكون عند

غلبة الجهل ورفع العلم"۔ (فتح الباري: ۱/۱۹۰، قديمي)

قبضہ و تعبہ وغیرہ بعض خطابات کا حکم

سوال [۹۹۸]: متعلقہ خطابات جیسے ۱۔ قبضہ و تعبہ ۲۔ قبضہ ۳۔ صیغہ رمت ۴۔ صیغہ

۱۔ صدمہ ۲۔ تعبہ و وجہیں ۳۔ قبضہ و نمین، فلاح و اربابین ۴۔ قبضہ مقصود حیات ۵۔ اہل حضرت، یہ دنیا خط و کتابت میں تحریر کرنا یا پتھر پر کندہ کر دینا مثلاً بزرگوں کی خاص کر ان بڑوں کے مزار پر ان کی یادگار کے لئے جو بزرگ ہے یا بزرگ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سپنے بڑوں کی خاص کر ان بڑوں کی جن سے فیض پہنچتا ہے، تو تعریف فطری و احساس شناسی ہے جو کہ موجب خیر و ترقی ہے، لیکن حد سے بڑھانا اور غلط تعریف کرنا منع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق بھی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا ہے (۱) پس ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ والے خطاب سے احتیاز کیا جائے، ان کی زندگی میں بھی بعد اوفات بھی، زبان میں بھی تحریر میں بھی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ و راعیہ و یوبند۔

(علمی اصطلاحات اور عبارات کا حل)

فرض، واجب وغیرہ کی تعریف

سوال [۹۹۹]: فرض، واجب، سنت، مکہ، نیکو، مکہ، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی،

بدعت کی تعریف بتائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فرض جس کے کرنے کا حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو (۲)۔ واجب جس کے کرنے کا حکم دلیل قطعی

(۱) "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تفصلونی علی الانبیاء" اس کثیر، سورۃ الشوریٰ ۳۰۶ سہل

(و سماعہ فی مسند احمد اس حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱۹ دار احیاء التراث)

وصحیح بخاری، کتاب الخصومات، باب ما ذکر فی الأسخاص ۳۲۶، قدیمی

(۲) "قال الفرص أعم منہما (أی من الشرط والركن) وهو ما قطع بدوہ" الدر المنثور کتاب السنن،

أركان الموضوع: ۹۴/۱، سعد

سے ثابت ہو (۱)۔ سنت ماکدہ جس پر مواظبت ثابت ہو (۲)۔ مکروہ تحریمی جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو (۳)۔ مکروہ تنزیہی: جو مستحب کے مقابلہ میں ہو یعنی جس کا نہ کرنا شرعاً پسندیدہ ہو (۴)۔ بدعت ہو

و هو بمعنى قولهم ما لرو فعله بدليل قطعي . (البحر الرائق . كتاب الطهارة ۲۶۲ رشیدیہ)

و كذا في معجم الحائلي على البحر الرائق: ۲۴/۱، رشیدیہ)

”قريصة وهي ما لا يحمل زيادة ولا نقصاً ثبت بدليل لا شبهة فيه (نور الأنوار ص ۱۶۶، سعيد)

(۱) ”واحد: وهو ما ثبت بدليل فيه شبهة“، (قمر الأقطار حاشية نور الأنوار، ص: ۱۶۶، سعيد)

”وام الحسية فقولون والواحد، فهو ما ثبت بدليل ظني فيه شبهة“، (أصول الفقه

لإسلامي: ۱/۴۷، رشیدیہ)

۲ ”والمدى طهر للعبد الضعيف ان السنة ما واط عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، لكن ان كانت لا مع الترك، فهي دليل السنة المؤكدة، وإن كانت مع الترك أحياناً، فهي دليل غير مؤكدة . رد المحتار، كتاب الطهارة، أركان الوضوء: ۱/۵۵، سعيد)

”وقال سنة لمدى هي التي واط عليها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تعد أو ابتداء مرصت لله تعالى مع الترك مرة أو مرتين بلا عذر، أو لم يترك أصلاً ولكنه لم ينكر عني لترك“
(قمر الأقطار حاشية نور الأنوار، ص ۱۶۷، سعيد)

و كذا في حاشية المكي رحمه الله تعالى على الهداية، كتاب الطهارة ۱/۷۷ مكه شرکت عميد)

و كذا في فتح القدير، كتاب الطهارة: ۱/۲۱، مصطفى الباني الحلبي مصر)

۳ وفي لبحر في مكروهات الصلوة المكروه في هذا الباب نوعان أحدهما ما كره تحريماً و ذكر أنه في رتبة الواجب، لا يشت إلا بما ثبت به الواجب يعنى بالظني الثبوت“، (رد المحتار، كتاب الطهارة، أركان الوضوء: ۱/۱۳۲، سعيد)

و كذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب ما ينسد الصلوة وما يكره فيها ۲/۳۳، رشیدیہ)

”المكروه تحريماً، وهو ما طلب الشارع تركه على وجه الحتم والإلزام بدليل ظني“، (أصول

لفقه الإسلامی: ۱/۸۵، رشیدیہ)

۴، ”لمكروه تحريماً وهو ما كان تركه أولى من فعله، و برادف خلاف الأولى“ رد المحتار، كتاب الطهارة، ركن الوضوء ۱/۱۳۱، سعيد

و كذا في لبحر نرس كتاب الطهارة، باب ما يكره في الصلوة وما يكره فيها ۲/۳۳، رشیدیہ)

لمكروه تحريماً هو ما طلب الشارع تركه لا على وجه الحتم والإلزام“ أصول لفقه الإسلامی ۱/۱۶، رشیدیہ)

چیزیں، این نہ واس و این سمجھنا (۱)۔ تفصیل کتب اصول میں ہے۔ فقہاء اللہ علم۔
حررہ عبد محمود غفرلہ، اراعموم دیوبند۔

فتہاء کے یہاں ”درست نہیں“ اور ”مکروہ تحریمی“ کا مطلب

سوال [۱۰۰] فتہاء جب لفظ ”درست نہیں“ بولتے ہیں تو اس کے کیا معنی ہیں؟ اور مکروہ

تحریمی کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اجازت نہیں (۲)۔ مکروہ تحریمی ناجائز ہی ہے جتنی ایسا کرنا جائز نہیں۔
یعنی اگر کوئی مرتبہ یہی کہا جائے گا کہ نماز تراویح کے ساتھ ادا ہوئی، پھر بعض صورتوں میں فرض ادا ہونے
کے باوجود اس کا ادا ہونا لازم ہوتا ہے (۳)۔ فقہاء اللہ تعالیٰ علم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، اراعموم دیوبند، ۸، ۹۲۰ ج۔

(۱) ”بدعة“: وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة“ (الدر المختار، و
قال بن عابدین ”تعریف التسمی لہا بأنها ما أحدث علی خلاف الحق الملقی عن رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دیناً قویماً و صراط
مستقیماً“ (رد المختار علی الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۶۱۱، رشیدیہ)

(۲) فی الدر: ”کل ما لا یحوز ”مکروہ“ (الدر المختار: ۱/۳۷۰، کتاب الصلوة، سعید)

(۳) قال بن عابدین (قولہ و مکروہ) هو ضد المحبوب۔ قد بطن علی الحراد و عنی لمکروہ
تحریماً: وهو ما کان إلى الحرام اقرب، و یسمیہ محمد حراماً ظہیاً مکروہ فی ہذا الباب نوعان
أحدهما ما کرہ تحریماً، و هو المحمل عند إطلاقہ الکراہة و ذکر أنه فی رتبة الواجب لا
یشت إلا بما شئت به الواجب، یعنی بالہی الظی الثوت فإن الواجب یشت بالأمر الظی الثوت“ (رد
لمختار: ۱/۱۳۱، مطلب فی تعریف المکروہ، سعید)

”و قد ذکر فی الامداد بحثاً أن کون الإعادة سبک الواجب واجبه لا یمع أن کون الإعادة

مدروہ سبک سے والحق التصل بین کون تلك الکراہیة کراہة تحریمہ فحب الإعادة أو۔

صاحب ہدایہ نے ”قال نعبد الضعیف“ کیوں کہا؟

سوال [۱۰۰۱]: ہدایہ فرسی کے دیباچہ ص ۵ میں ہے

”صاحب ہدایہ لفظ متکلمہ را برای احتراز از صیغہ انانیت ذکر نہ کردہ است

وار ”فر عباد الضعیف“ خود را مراد میگرد“

۱۔ صاحب ہدایہ نے انانیت سے کیوں احتراز کیا، اس کا کیا سبب ہے؟

۲۔ اہل علم حضرات آرائی تخیروں میں صاحب ہدایہ کی طرح صیغہ انانیت سے احتراز کریں تو یہ

احتراز کے نزدیک کیسا ہے؟

۳۔ کیا صاحب ہدایہ کے سوا متقدمین میں سے کسی اور صاحب نے بھی ایسا احتراز کیا ہے جیسا کہ

صاحب ہدایہ نے کیا؟ بیوقوف جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ”ن“ کے بولنے اور لکھنے سے دل میں تکبر، خودی پیدا ہو، یا دوسروں کو تکبر کا گمان ہو تو ایسی صورت

میں مناسب یہ ہے کہ متکلمہ صیغہ ”ن“ سے احتراز کرے، اگر خالی الذہن ہو تو پھر احتراز کی حاجت نہیں۔ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

”أَنْفِرْ بِمَا أَنْفَرْتُ بِكُمْ“ (۱)۔

اسی طرح حدیث میں بہت جگہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو صیغہ ”ن“ سے تعبیر

فرمایا ہے (۲) بہت سے اکابر کا معمول رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صیغہ ”ن“ سے تعبیر فرماتے تھے اور بہت سے

— ترویہ فتوحات، رد المحتار ۱/۴۵۷، مطلب کل صلاة أدیت مع كراهة الحریم تحت عادیہ، سعد،

(و كذا في فتح القدیر: ۱/۴۱۶، باب ما یفسد الصلاة وما یكره، مصطفى النابی الحلبي بمصر)

(۱)، سورة الكهف ۱۰

(۲) ”حدثني يزيد بن حبان التيمي قال قام رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوماً حطياً

بعد! ”ألا يا أيها الناس إسماء“ أنا بشر بوشك أن تأتيني رسول ربی الحج“ (مسند الإمام أحمد: ۴/۳۶۷،

۱/۴۲۰، دار إحياء التراث العربی، بيروت)

بائے مثاق، وبائے ہوز صحیح ہے، جواب ضرور دیں۔ ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بفتح ضاد معجمہ ہے یا بکسر؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ حضرت شہید رحمہ اللہ کے خطبہ میں لفظ ”عرب العرباء“ بکسر الراء مہملہ ہے یا بفتح الراء مہملہ، اور یہ عرب کی صفت ہے یا جمع، اور معنی کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

”ثوبہ“ بضم الثاء مثلاً، وفتح واو، وسکون یا ئے مثاقہ تحتیہ، وفتح با ئے موحده، وباء ہوز صحیح ہے (۱)۔ ”ضرار“ بکسر الراء بروزان کتاب صحابی کا نام ہے اور معنی نقصان پہونچانا ایک دوسرے کو (۲)۔ ”عرب“ بفتح ثین بمعنی تازی موٹ مستعمل ہے۔ اس کی صفت کے لئے تین صیغے موٹ لائے جاتے ہیں: ایک ”عاربہ“، دوسرا ”عرۃ“، تیسرا ”عرب“، بفتح عین وسکون راء مہملہ، اس طرح ”عرب عارۃ، عرب عرۃ، عرب عاربہ“ اور ”عربات“ بھی اس کی صفت آتی ہے، اس کے معنی ہیں خالص عربی النسل (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد المذنب عبد اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

”حفظ الایمان“ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض

سوال [۱۰۰۳]: کیا مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مرید سے نعوذ باللہ اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا،

(۱) ”ثوبہ“ النبی ارضعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی مولاۃ ابی لہب“ (الإصابة لاس ححر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، کتاب النساء، رقم الترحمة: ۱۰۹۷۰، ۸۰، ۶۰، دار الکتب العمیۃ)

”وجعلها أبو اسحق من ثاب الماء یثوب، واستدل علی ذلك بقولهم فی تصعیرها ثوبہ“

(لسان العرب، فصل: الثاء المثله، تحت لفظ: ثاء، ۱۰۸/۱۴، دار صادر، بیروت)

(۲) ”والضرار“: فعال من الضر۔ والضرار فعل الإثین وقیل: والضرار أن تصره من عر أن

تنفع“۔ (لسان العرب، فصل: الضاد المعجمة، تحت لفظ ضرر، ۳۸۲/۴، دار صادر، بیروت)

(۳) ”والعرب العاربة هم الخلیص منهم، وأحد من لفظه فأكد به كقولک لیل لائل، نقول عرب عاربة

وعرباء“۔ (لسان العرب، فصل العین المهملة، تحت لفظ عرب، ۵۸۶/۱، دار صادر، بیروت)

اُسی ہے تو پھر ان کے متعلق شرعی حکم ہے؟ کیا ایسی صورت میں مرید اور پیروانوں اسلام سے خارج نہیں ہو گئے؟
 کیا کتاب ”حفظ الایمان“ کی عبارت کو دیکھ کر علماء حرمین نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ
 دیا ہے؟ کیا کتاب ”حفظ الایمان“ میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے؟ ہم نے ”حفظ
 الایمان“ پر پڑھی مگر اس کی عبارت اتنی سخت ہے کہ ہم لوگوں کی سمجھ میں پھون نہ آیا، اس لئے آپ سے رجوع کیا۔

مولانا اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”صراطِ مستقیم“ کی عبارت پر اعتراض

سوال [۱۰۰۴]: کیا مولانا اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”صراطِ مستقیم“ میں یہ لکھا ہے کہ اُمر فاروق
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسا لکھا ہے تو اس کے متعلق حکم ہے، نیز کیا وہ
 نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا ہے؟ ازراہ کرم تفصیل سے جواب دیا جائے اور حق کو واضح کیا جائے۔ ووداعی، کانپور۔
 الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا القاری الحافظ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ حکیم الامت تھے، بہت بڑے بزرگ تھے،
 چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی نسبتوں کے جامع تھے۔ انہوں نے مدت دراز تک تدریس، تذکیر، تصنیف،
 تزکیہ کے ذریعہ دینی خدمات انجام دیں اور بہت بڑی جابلوں کی جماعت کو علم بنایا، فاسقوں کی جماعت کو متبع
 سنت اور صراطِ بنیاد، غافلوں کی جماعت کو ذرا کر بنایا، صحیح راہ سے بھٹکتے ہوؤں کو راہِ ہدایت پر چلایا، جو لوگ خدائے
 پاک کی معرفت سے نا آشنا تھے، ان کو عارف بنایا، قرآن کریم کی بہترین اور اپنے دور کی اہم جواب تفسیر تحریر فرمائی
 جس کا نام ”بین القرآن“ ہے، روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل فقہیہ کے جوابات دیکر ”امداد الفتاویٰ“ کے
 نام سے بہت سی جدیدیں شائع کیں۔

مبتدعین نے جو غلط باتیں بزرگان دین کی طرف منسوب کی تھیں ان کی تنقیح کر کے ایک ایک چیز
 کو صاف کیا، ان کیلئے مستقل کتاب ”السنۃ الجلیہ“ تصنیف فرمائی۔ حضرت شیخ ابن عربی پر جو اعتراضات کئے
 گئے تھے ان کی تردید کے لئے ”التنبیہ العربی“ تصنیف فرمائی، حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے
 لئے ”نشر الطیب“ تصنیف کی، درود شریف کے فضائل پر ”زاد السعید“ تصنیف کی، باطنی احوال اور ترقیات کے
 لئے ”الکشف“ تصنیف کی، سالکین کی اصلاح کیلئے ”تربیت السالک“ تحریر فرمائی۔

غرض ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کی اور بہت بڑی تعداد اپنے خلفاء و مجازین کی چھوڑی جو اپنی

اپنی جگہ بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے متعلق یہ اعتراض کہ انہوں نے اپنا کلمہ پڑھوایا اس کی تلقین کی جھوٹ اور غلط ہے، ان شاء اللہ اس کا حساب روز جزا ہوگا۔ کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا اور وہ شخص اس وقت تک موانا کا مرید بھی نہیں تھا، خواب میں اس نے کلمہ پڑھا جو اس کی زبان سے غلط ادا ہوا، بیدار ہونے پر اس کو سخت بچینی لاحق ہوئی کہ خواب میں میری زبان سے کیسا غلط کلمہ نکلا، انتہائی اضطراب اور قلق کی حالت میں اس نے اس کلمہ کو درست پڑھنا چاہا مگر زبان قابو میں نہیں تھی، پھر اسی طرح سے اس کی زبان سے غلط لفظ نکلا جس پر اور زیادہ اضطراب پیدا ہوا، یہاں تک کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہو گیا۔ اس لئے یہ سب حال کھڑے بھیج جس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے شدید اضطراب اور زبان کے بے اختیار ہونے کے تحت معذور قرار دیتے ہوئے تعبیر دی کہ تم جس کی طرف متوجہ ہونا چاہتے ہو وہ قبیح سنت ہے، یعنی تم کو بھی ہر چیز میں تورات سنت لازم ہے۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل ”امداد الفتاویٰ“ اور ”یوادر“ میں موجود ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لیں، کہیں بھی یہ نہیں کہ حضرت مولانا نے اس کو غلط کلمہ یا غلط درود پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جو لوگ اصل حقیقت کو معصوم کرنے کے باوجود حضرت مولانا تھانوی کو یہ بہتان لگاتے ہیں، وہ اپنی قبر کے لئے گٹ جمع کرتے ہیں اس کے سئے تیار ہیں، اور جو لوگ دوسروں کو بہکاتے ہیں ان کا انجام اور بھی خطرناک ہے۔

”حفظ الایمان“ کی عبارت ترجمہ عربی میں کر کے علمائے حریمین کی خدمت میں پیش کیا جس پر انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ عبارت کفریہ ہے اور جس کی یہ عبارت ہے وہ کافر ہے، وہ عبارت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی نہیں تھی، ان کی عبارت اردو ہے، بدعہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تھی، جنہوں نے عربی میں ترجمہ بھی غلط کیا تھا جو کہ بہتان تھا، لہذا آپ خود غور کریں کہ علمائے حریمین کے فتویٰ کے مطابق تکفیر کس کی ہوئی۔ جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی وضاحت یسے مستقل ایک کتاب لکھی اس کا نام ہے ”بسط البیان“ (۱)۔ پھر اس عبارت کو بھی اس طرح تبدیل کیا کہ مبتدعین کو کسی قسم کا موقع نہ رہے، اس کا نام ہے ”تغیر العنوان“ (۲)۔ نیز حفظ الایمان کی متعدد شروح لکھی گئیں: ”توضیح البیان، تکمیل العرفان، خلاصۃ ابیان“ وغیرہ، نیز مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے صاف صاف لکھا ہے کہ ”حسام الحرمین“ میں جو ضمیمہ مضمون میری

(۱) (بسط البیان) لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان، انجمن إرشاد المسلمین، لاہور

(۲) (تغیر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، انجمن إرشاد المسلمین، لاہور)

طرف سے منسوب کیا گیا ہے، وہ میرا عقیدہ کیا ہوتا کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آیا، میں اس کو کفر سمجھتا ہوں۔ اس سب کے باوجود ایک غلط چیز کو مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے ان پر کفر کا حکم لگانا آپ خود غور فرمیں، اس قدر خطرناک ہے، کیونکہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی بڑا فرائض چھوڑ کر نہ یہ میرا مقصد ہے، نہ میری عبارت سے مفہوم ہوتا ہے، میں اس کو کفر سمجھتا ہوں، پھر بھی بعض لوگوں نے اپنے ایمان کا معیار یہی قرار دے لیا ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ: ”جو شخص کسی کو کافر کہے اور وہ واقعہ کافر نہ ہو تو یہ کلمہ غرہای کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے“ (۱)۔

”صراط مستقیم“ فارسی زبان میں تصوف سے متعلق کتاب ہے، سید احمد صاحب کی ہدایات اس میں جمع ہیں، اس میں ایک لفظ ”صرف ہمت“ (۲) جو تصوف کی اصطلاح ہے، اس کے متعلق کچھ ہدایات دی ہیں اس کا ترجمہ ”خیال“ سے کرنا غلط ہے، اصطلاح تصوف سے ناواقفیت ہے۔ مولانا احمد رضا خان صاحب نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ کے متعلق ایک کتاب ”الکرمۃ سنبھالۃ فی کفریات اسی سید“ لکھی ہے اس میں ستر دلائل لکھے ہیں مولانا اسماعیل رحمہ اللہ کی تکفیر کے لئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ”میں شک فی کفرہ وغذیبہ فقد کفر“ کہ جو شخص مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے کفر اور عقاب میں شک کریں وہ خود کافر ہے، دوسرے مقام میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اولاد حرامی ہے، مگر اسی کتاب کے آخر میں مولانا احمد رضا خان صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ محتاط علماء اس کو (یعنی مولانا اسماعیل کو) کافر نہیں کہتے ہیں، یہی مفتی بہ ہے، ہم بھی کافر نہیں کہتے۔ اب بتائیں کہ جس کے کفر پر ستر دلائل قائم کر دیئے اور ثابت کر دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور آخر میں لکھ دیا کہ ن کو کافر نہیں کہتے، خود ان کے ایمان، ان کے نکاح اور ان کی اولاد کا کیا حال ہوگا؟

آپ کے لئے فی الحال ایک چھوٹے سے رسالہ کا مشورہ دیتا ہوں اس کا نام ہے: ”غلط فہمیوں کا زلزلہ“

(۱) ”عن ابي ذر رضي الله عنه انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ”لا يرمى رجل رجلا رجلا بالفسوق،

ولا يرميه بالكفر، الا ارمدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك“ (صحيح البخاري، كتاب الاذنب، باب

ما يهين عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قديمي)

(۲) (أنظر التكشف، ص: ۴۱۸، توجیه ہمت اوست، کتب خانہ اشرفیہ دہلی)

اس میں اکابر علماء، اولیاء اللہ پر کئے گئے اعتراضات کو لکھ کر ان کے جوابات دیئے گئے ہیں اور بہت ہی بہتر صریقہ پر سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ رسالہ متبہ نعمانیہ دیوبند سے بھی مل جائے گا۔ اور بھی متعدد وکتا ہیں اس سلسلہ میں نکلی گئی ہیں۔ غصہ کے جذبات سے دماغ کو خالی کر کے تحقیق حق کے واسطے مطالعہ کیا جائے۔ ورنہ چہتی میں شہاء سی صریحہ مستقیمہ۔

زبان قابو میں نہ ہونیکا واقعہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے زبان سے نکالے "اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں" (۱) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید نہیں فرمائی کیونکہ ب اختیار نکلتی تھی۔

ہر شخص ہر جمع سے ایسے بات کہی جائے جس کو اس کی سمجھ برداشت کر سکے، اہل علم سے علمی باتیں کہی جاتی ہیں، اہل معرفت سے معرفت کی باتیں، عوام سے سیدھی سادھی باتیں۔ اگر مشکل کے ذہن میں معرفت کے بند خیالات و جذبات ہوں اور مخی طب ان کے سمجھنے کے اہل نہ ہوں تو ان کے سامنے ان جذبات و خیالات کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہوگا، اس ضابطے کے تحت تمام اہل علم و فضل بھی ہدایت دی

”حدثنا عبد الله بن مسعود حديثي، أحدهما عن النبي صلى الله عليه وسلم والآخر عن نفسه، إلى أن قال، ثم قال "لله أفرح بتوبة العبد من رجل برل مراً، وبه مهلكة، ومعه راحته عنيها طعامه وشرابه، فوضع رأسه يومه، فاستيقظ قد ذهب راحته حتى اشتد عليه الحر والعطش أو ما شاء الله، قال فرجع إلى مكاني، فرجع فنام يومه، ثم رفع رأسه فوجد راحته عده". (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التوبة، ۲، ۹۳۳، قديمي)

ابو بخاری نے اس حدیث کو یہاں صرف اتنی ہی نقل فرمایا ہے، وہ غلط اس میں نہیں جن کی صرف حضرت مفتی

ساحب نے شروع فرمایا ہے، ابتداً غلط کے ساتھ ماسم نے نقل فرمایا ہے

”اس بن مالک رضى الله تعالى عنه. قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لله أشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحته بارص فلاة، فانشب منه وعنيها طعامه وشرابه، فذهب فليس فيها، فأتى شجرة فاصطبع في ظلها فادبس من راحته، فبها هو كدلك إذهوب قائمة عبده، فأنشد بحضامها، ثم قال من شدة الفرح اللهم أنت عدي وإبارك، أخطأ من شدة الفرح". (الصحيح لمسلم، كتاب التوبة، قبل باب سقوط الدنوب بالاسعفار والتوبة ۲، ۳۵۵، قديمي)

کرتے ہیں ”کنہہ الناس علی قدر عقولہم“ (۱)، ”أمر - أن یزل الناس مدارہم“ (۲)۔

تنبیہ: ایک بات غور طلب ہے، سامانِ آخر میں پرستار کے حرمین کے دستخط لرا کے وہاں کے لوگوں کو مرعوب کیا جاتا ہے، مگر اس طبقہ کا خود یہ حال ہے کہ علمائے حرمین کو کافر کہتے ہیں، وہاں جا کر بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، جماعت سے محروم رہتے ہیں۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم وسمہ اتمہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

”صراط مستقیم“ کی عبارت پر اعتراض کا جواب

سوال [۱۰۰۵]: حضرت مولانا محمد اسماعیل شبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مسمیٰ ”صراط مستقیم“ موجود ہے، اس کی بھی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے، ذہن میں ایک قسم کا تزلزل پیدا ہو گیا ہے کہ واقعی بریوں کو کہا کرتے ہیں سچ یا غلط؟ اب میں پریشان ہو کر کیا کروں عبارت صراط مستقیم کی یہ ہے:

(۱) ”(أمرنا أن نكلّم الناس علی قدر عقولہم)“ رواہ الدیلمی بسند ضعیف عن ابن عباس رضى الله تعالى عنہما مرفوعاً، و فی الآلی بعد عروہ لمسد المردوس عن ابن عباس مرفوعاً قیل و فی اسدہ ضعیف و محمول انتہی و قال فی المقاصد و غیرہ الحافظ ابن حجر لمسد الحسن بن سفیان عن ابن عباس بسقط ”أمرت أن أحاطب الناس علی قدر عقولہم“ قال و سدہ ضعیف جداً رواہ أبو الحسن التمیمی من الحابلة فی العقل، و عن ابن عباس من طریق أنى عبد الرحمن السلمی أيضاً بلفظ: ”بعث معاشر الأقباء، بحاطب الناس علی قدر عقولہم“ و له شاهد عن سعید بن المسیب مرسل بلفظ ”أما معشر الأقباء، يحدث الناس علی قدر عقولہم اهـ“ (كشف الحفاء و تریب الألبس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس: ۱/۱۹۶، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(۲) لم أحدہ بهذا اللفظ، وقد ذکرہ الإمام أبو داؤد بلفظ ”عن میمون بن أنى شیب أن عائشة رضى الله تعالى عنہا مر بها سائل، فأعطته، (إلى أن قال)، فقالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”أمر لواء الناس مدارہم“ (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی تریب الناس مدارہم ۲/۳۱۷، مکسہ امدادہ ملتان) و قال الملا علی القاری ”ورواہ الحراطی فی مکارم الأخلاق بلفظ: ”أمر لواء الناس مدارہم من الحیر و الشر، وأحسن أدبہم علی الأخلاق الصالحة“ (المرفاة المفاتیح، کتاب الأدب، باب الشفقة و الرحمة علی الخلق، قبیل الفصل الثالث: ۸۰/۷۲۳، رشیدیہ)

”وصف ہمت سوائے شیخ وامثال آں از معظمتین کو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشند چندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت کاؤخر خواہست کہ خیال آن با تعظیم واجلہ سویدانی دں انسان می پسند بخلاف خیال کاؤخر“۔ ص ۱۸ مستقیم، مطبوعہ خیاتی، ص ۹۰ (۱)۔

یعنی کہ توجہ برنا پیچ و مرشدیا ان کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف کو کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اپنے کانے اور مدھے کے خیال میں ذوب جانے سے بھی بدتر ہے، ان کا خیال انسان کے دں میں تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے بخلاف کانے اور مدھے کے خیال۔

نوٹ جب رسول کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا کانے اور مدھے کے خیال کے آنے سے تو اس نماز میں تشہد پڑھا جائے گا یا نہیں جب کہ تشہد میں: ”اسلام علیک ایہا سی“ موجود ہے (اے نبی آپ پر سلام ہو) (۲) اس موقع پر کیا چاہوے، تشہد پڑھا چاہوے اور ”اسلام علیک ایہا سی“ کو الٹ کر دیا چاہوے، کیونکہ جب تشہد پڑھا چاہوے تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا، جب کہ احیاء العلوم ۱/۱۰۷، میں حضرت امام غزالی نے فرمایا ہے کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر کرو اور آپ کی شخصیت گرمی کا تصور بندھ کر کہو ”اسلام علیک ایہا سی“ اے نبی آپ پر سلام ہو (۳) اس قدر تضاد ہے۔ مید ہے کہ ہماری دماغی ابجھن کو دور فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو کتاب جس فن کی ہو اس کتاب میں اسی فن کے اصطلاحی الفاظ استعمال ہوں گے، ان الفاظ کو غوی

(۱) (ما حفظہ ہوسہ مستقیم (راو) ص ۱۶۹، مطبوعہ اسلامی ایڈمی۔ ہور)

(۲) ”فبدا حدیثہ فقولوا التحیات لله والصلوات والطیات السلام علیک ایہا السی ورحمة الله وبرکاتہ الخ“۔ (ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی التشہد، ص: ۶۳، قدیمی)

(و کذا فی مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاة، باب التشہد، ص: ۸۵، قدیمی)

(۳) ”و حصر فی فلک السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تحصہ الکریم۔ و قل: سلام علیک ایہا السی ورحمة الله وبرکاتہ“۔ و لیصدق أملك فی أنه یبلغه و یرد علیک ما هو أوفی منه“۔ (احیاء

علوم الدین، کتاب أسرار الصلاة، بیان الدواء النافع فی حضور القلب: ۱/۱۶۹، دار احیاء التراث العربی سروت

معنی یا کسی دوسرے فن کے، اصطلاحی معنی میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہو جائے گا، مثلاً لفظ ”موضوع“ کے معنی ہیں ”معنی“، لفظ ”جو متبادہ میں مہمل“ (بمعنی غلط) کے ہے، اب اگر اس لفظ کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص لکھے ”ذاتیہ“ میں زید موضوع اور قمر مہمل ہے اور اس کا مطلب سمجھنے کے معنی ”داراللفظ“ تو وہ پریشان ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ لفظ (موضوع) فلسفہ میں مستعمل ہو، مثلاً جدار موضوع ہے یا شے کے لئے تو وہاں بھی اس کا مطلب ”معنی“، لفظ ”قمر“ کے تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا۔ اسی طرح اگر فن حدیث میں یہ لفظ مثلاً ”حدیث موضوع“ ہے تو اس کا مطلب ”معنی“، لفظ ”قمر“ کا تو غلط ہوگا۔

بحور مقدمہ ذہن نشین رکھیے، اب سنئے کہ ”صراط مستقیم“ فن تصوف کی کتاب ہے جس میں تزیید اور صراح نفس کے طرق بیان کئے گئے ہیں۔ جس شخص پر خیالات دوسروں کا هجوم رہتا ہو اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو صوفیائے کرام اس کے لئے ایک طاق تجویز کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اس طرح جمایا جائے کہ دوسری شے کی گنجائش نہ رہے، جیسا قد آدم آئینہ بازار میں کسی دکان پر لگا ہو اس میں ہرگز نہ والے کا عکس آتا ہے، ابھی آدمی، ابھی گھوڑا، ابھی کتا، ابھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گزرے ان کا عکس آتا ہے، اگر مالک آئینہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے جو اس کو پوری طرح گھیر لے۔ کسی دوسری چیز کی جگہ اور گنجائش نہ رہے۔ اسی طرح دل میں جب کسی ایک چیز کا تصور پوری طرح جمایا جائے گا، کہ دوسری چیز کا خیال اور جگہ ہی نہ رہے گی تو خیالات دوسروں کا سلسلہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ اس طاق میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شے کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ کسی دوسری شے کی گنجائش ہی نہیں رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز سے رہے گی، اس سے یہ علاج بھی بے ایک کے بس کا نہیں۔ اس کو صوفیائے کرام ان اصطلاح میں ”صرف ہمت“ کہتے ہیں (۱)۔

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شیخ طریقت حضرت سید صاحب بریلوی سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ صاف (صرف ہمت) نہیں چاہیے، اگر نماز میں صرف ہمت حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ

(۱) ایضاً (مشفق ص ۶۱۸، توبہ ہمدانیت، کتاب خاندانہ فیہ ملی)

(۲) ہمت ص ۹۸، کتاب ہمدانیت

علیہ وسلم کی طرف یا تو کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہے کی حتیٰ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہیں آئے گا، اس لئے کہ صرف ہمت کر رہا ہے اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے تو اب نماز میں اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے گا، تو یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قیام بھی، قعدہ بھی، سحر سی عصیہ بھی، اور سحر سی داعیہ بھی۔ غرض پوری نماز سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی، حالانکہ نماز عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ جب رکوع، سجدہ سب ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہوگا اور صرف ہمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا تو یہ بندہ مشرک ہو جائے گا (۱)۔

عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت اور انتہائی درجہ کی عظمت و جلالت قلب میں ہونا ضروری ہے۔ ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کو ایسا ہی تعلق ہے کہ تصور مبارک بہت ہی عظمت و جلالت کے ساتھ قلب میں آتا ہے، پھر صرف ہمت کی وجہ سے اللہ کی طرف دھیان باقی نہیں رہا تو یہ پوری عبادت ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہوگئی تو جو نماز موجب قرب الہی اور معراج المومنین تھی اس صرف ہمت کی وجہ سے شرک ہو کر موجب نارہوگئی۔ اگر اپنے ہیئت، گھوڑے، گدھے، بیل، گائے کا خیال نماز میں آجائے اور آدمی اس خیال میں غرق بھی ہو جائے تو اس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت و جلالت کا تعلق نہیں ہوتا، لہذا یہاں احتمال نہیں کہ ان کے خیال کی وجہ سے نماز ان کے لئے ہو جائے گی کیونکہ انسان خود شرمندہ و ناموس ہوتا ہے کہ افسوس نماز عبادت میں ان حقیر ذلیل دنیوی چیزوں کا خیال آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت ہی جاتی رہی۔

یہ حاصل ہے ”صراطِ مستقیم“ کی عبارت کا، یہ مقصد ہم نے نہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یہ خیال مبارک ان حقیر ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے۔ نعوذ باللہ العظیم۔ یہ مطلب ہے مولانا شبید کا، نہ کوئی مسلمان بندہ شریف غیر مسلم ایسا خیال کر

(۱) ”لسحوذ لعمر اللہ عسی ورحہ التعظیم کمر“ (المحرر الرائق، کتاب الکراہیۃ، قبل فصل فی البیع

مکتبہ۔ نماز کو سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے جب نماز میں پڑھے گا، محمد رسول اللہ (۱) تو خیر
مبارک آگے، جب پڑھے گا، محمد رسول اللہ (۲) تب خیال مبارک آگے کا غرض بشارت
آیت میں نماز مبارک ہے ایسی ہی آیت میں خیال مبارک آئے گا، شہد میں سلام ہے اس کے بعد درود شریف
ہے، بعد خیال مبارک آ کر ایمان تازہ ہوتا رہے گا، غرض خیال سے منع نہیں کیا اور نہ اس کو منسوخ نماز کہا، بلکہ
”سلف متاثر“ منع کیا ہے جس کی تشریح بیان ہوئی تھی۔

پہلے مہربان حضرت کا یہ مستقل شیوہ ہے، متعدد زندگی ہی یہ ہے کہ ان اہل اللہ کے کام کو غلط یا معنی
دار کو مسمون کے خلاف غرت اور اشتعال لیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ ”جو شخص میرے کسی
امر سے عداوت کرتا ہے، میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے“ (۳)۔ اللہ پاک ہدایت دے اور صراط مستقیم
پر چلے۔ فقط، اللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید غفرلہ، درمجموعہ، یوہند۔

”حفظ الایمان“ کی عبارت پر غلط فہمی کا ازالہ

سوال ۱۰۰۶: مہربان! اس سال خدمت ہے، یہ قدیم سوالات و عہد اضافات ہیں، بہترین اور
میں جوابات دے چکے ہیں، آپ مہربانی فرما کر خوشخط اور بہترین مدلل تحریر کر دیں اور جواب الصمیمین بخش رہے
تاکہ موقع پر مناسب عمل کے ذریعہ سے ان کو مطمئن کیا جاسکے، عمل کر کے دفتر مرکزیہ میں ارسال کر دیں۔
سید احمد ہاشمی، نظم جمعیتہ محمدیہ، یوہند۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بارہا یہ سنا آ یا اور جواب لکھا گیا، بلکہ حفظ الایمان کی متعدد شروحات بھی گئیں ”بسط الایمان“ کی توضیح

(۱) (سورۃ الفتح) باب ۲۹

(۲) (سورۃ النور) باب ۱۲۲

(۳) عن اسی ہربرۃ رسی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”ان اللہ فی
من عادی لی ولنا، فقد اذنتہ بالحرب“ الحدیث (صحيح البخاری، کتاب الرقاق، باب من حادى
نفسه فی صاعۃ سہ ۲، ۹۶۳، قدیمی

روکد فی کبر لعمال، رقم الحدیث: ۱۱۶۱)

لبیان، ”تکمیل العرفان“، ”الجنة لا بل السعير“، اور ”السحاب المدرار“ وغیرہ میں بڑی تفصیل سے اس پر کلام کیا گیا ہے، مگر ایک خاص شق کے تحت بریوی طبقہ کی طرف سے آئے دن اشتہارات، رسائل، جسے، تقریریں بھر رہی رہتی ہے۔ اب کیونکہ عوام کا بڑا طبقہ ان کے قابو سے باہر جا رہا ہے اور اصل مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے ان کے بڑے لوگوں کو بہت تشویش و فکر لاحق ہو رہی ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ذمہ دارانہ حیثیت سے تازہ کتاب شائع کی ہے، جس میں پانچ کتابوں کے متعلق اشکالات اور غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا، اس کے نمبر چار پر حفظ الایمان سے متعلق بھی غلط فہمی کو واضح کر کے صاف بیان کیا گیا ہے، آپ چاہیں تو اس کے اس حصے کو اخبار یا اشتہار کی شکل میں شائع فرمادیں، اس کے چھپنے کے انتظار میں آپ کے جوابات میں تاخیر ہوگئی، دیگر مقامات سے بھی بعینہ یہی سوال آیا تھا اس کا جواب فوراً تحریر کر دیا گیا تھا۔

اس کتاب کا نام ”مسئک عبادیوبند سے غلط فہمیوں کا ازالہ اور ایک مخصوص دعوت“ ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

”تقویۃ الایمان“ کی عبارت پر اعتراض

سوال [۱۰۰]: چہی فرمایند علماء دین درین مسئلہ کہ اہل مبتدعین کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی اس عبارت پر اعتراض شدید کرتے ہیں، وہو کذا، یعنی ”کل مخلوق کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہے کہ جیسا ایک چمار کا عند الملک“ یہ لفظ ”کل“ سورایجاب کلی کا ہے لہذا استفسار ہے کہ یہ کل باعتبار ایجاب کلی ہونے کے تمامی افراد انبیاء وغیرہم کو شامل ہے یا نہیں، اگر انبیاء پیہم اسلام اس سے مستثنیٰ ہیں تو وہ کس طرح؟ اور سب جزئی کا ہونا ایجاب کلی کے منافی ہے، لہذا یہ کل کا مانا بیکار اور لغو ہوگا۔ لہذا اس کا جواب محققانہ اور مفصل و مدلل از آیات قرآنی و احادیث روحانی سے تحریر فرما کر عند اللہ ما جور ہوں اور مسمانوں کی بدخیالی اور شکوک، شبہات قرآن و حدیث سے رفع فرمائیں۔

محمد فائق پرتاب ٹرہ معلم مدرسہ ہذا ۹ شعبان ۱۳۵۵ھ۔

(۱) انی طرح مذکور ہے ”عبارت عباد“، ”مختلفہ ترجمان اس سنت شیخ الحدیث بر فرائض و امت پر کا ترجمہ جدید“

احزاب حامداً و مصلیاً:

ملک بادشاہ کہتے ہیں، خاص سے کہ بادشاہ اور تمام رعایا ایک نوع کے افراد ہیں، کلی طبعی تمام میں مشترک ہے، نیز یہ شہزادے، ہر قی و اطاع ہے نہ کہ بھرتی تشکا۔ حیوانی اور صورت جسمیہ میں اتھا ہے، انوں سے بڑے خارجیہ اور بڑے ذہنیہ، نفس فی اماریہ تصفا متحد ہیں، فرق کر ہے تو غور غرض خارجیہ اور شخصیات کا ہے، یہ بھی پچھو پچھو نہیں ہے کہ وہی امر مدار انصاف سے رعایا کے کسی فرد میں اسی اور ازید ہو بادشاہ سے، کیونکہ یہ کلی مشترک ہے، (وہے مساب) وہاں ہم بادشاہ اور رعایا کے درمیان برائے عوارض خارجیہ اتھا، یہ پتہ کلیہ جو فرق اور چہ نے کی معمول سے معمول کی احساس پختی نہیں اس کے بعد کل کائنات اور مد تعالیٰ کا فرق، کیونکہ تو ممکن اور اسب کا فرق لگے گا۔ بادشاہ کی ملک رعایا پر تاقص ہے جس شخص و چاہے قید مرادے جس و چاہے قتل مرادے وغیرہ اور اند تعالیٰ کی ملک بہ مخلوق پر تمام، کیونکہ اند تعالیٰ معنی وجود ہیں، مخلوق کا وجود در اس کی بہ نعمت مستعار ہے، ملک حقیقی صرف اند تعالیٰ ہے، ملک واپنی معیار، و چیز بہ وقت مینے کا اختیار ہے۔

ممكن اور مخلوق ہونے میں انبیاء اور غیر انبیاء، سب مساوی ہیں، اس میں زیادہ اپنے وجود اور بقا میں کسی امتداد خداوندی سے مستغنی نہیں ہونے میں اس کا محتاج ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی بہ سانس میں اس ملک حقیقی، معنی وجود، قادر علی اطلاق کے محتاج ہیں اور یہ فرق بادشاہ و چہر کے فرق سے نہیں زیادہ ہے، کیونکہ کوئی چہر اپنے سانس میں، اپنی قوت میں، اپنے حسن اور دیگر صفات میں بادشاہ کے وجود کا محتاج نہیں کہ کر بادشاہ کا وجود بے قوس کے منصف باقی ہیں، و نہ فن ہو جائیں گے۔ و ہذا ہوالفہم۔

اس کے بعد غور کا مقام ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چہر کو بادشاہ کے ہم مرتبہ مرادے یا بادشاہ کا سامعہ چہر کے ساتھ کرے تو بادشاہ و اس کے نہاد کا غیرت اور غصہ سے کیا حال ہوگا۔

ان بہتد میں پر مد تعالیٰ کی غیرت اور جناب کا یا حال ہوگا جو کہ اند تعالیٰ کے ساتھ ایک مخلوق و شریک مر رہے ہیں (۱)، کہتے ہیں کہ مخلوق بھی خالق کی طرح بہ جہد حاضر و ناظر ہے، جمیع جزئیات و کلیات اس کو بھی پورا پورا علم حاصل ہے اس اثبات کے ساتھ (۲) کی اس قدر کثافتی کرتے ہیں، نیز نفس قسعی ہے وہی ہے

فمن سلك حدى من هذين الطريقين لم ينجس نفسه ولا علم الغيب ﴿١﴾ ﴿وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها إلا هو﴾ ﴿٢﴾ کی کس قدر صریح مخالفت کرتے ہیں۔ سرکارِ دو جہاں فخر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرماتے ہیں:

”انتم تعلمون ما بين يديكم من العلم“ (۳) ”انتم تعلمون ما بين يديكم من العلم“ (۴)۔

مگر یہ دشمنانِ خدا اور رسول، مانوں گے امر کی مخالفت اس شدت سے کرتے ہیں کہ جو شخص اس مخالفت میں ان کا ہم نوا نہ ہو تو اس کو کافر کہتے ہیں (۵)۔ نمازیں قضا کر دیں تو اس پر کوئی ملامت نہیں کرتے، مگر میاں کا ترک بدترین گناہ سمجھتے ہیں (۶)۔ اللہ جل جلالہ کا اسم مبارک لیا جائے تو اس کی کوئی تعظیم نہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میاں میں ذرہ بوقیہ مگر لازم سمجھتے ہیں۔ یہ مخلوق کا رتبہ خالق سے بڑھانا نہیں تو اہر کیا ہے اور مرتبہ بڑھانا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں بلکہ اہل حق سے عنادِ مجہول ہے، اگر تعظیم متسموہ ہوتی تو آپ کے فرمانِ مقدس کی وقعت کرتی، سنت کے متبع ہوتے، نہ فرمانِ صریح کی مخالفت کرتے (۷)۔

حررہ، عبد محمود سنوہی غفرلہ، معینِ مشقی مدرسہ منہجہ صوم سہارنپور، ۱۱/۸/۱۳۵۵ھ۔

جواب صحیح، سعید احمد غفرلہ، صحیح عبد العظیم، ۱۱/شعبان ۱۳۵۵ھ۔

(۱) (سورة الأعمام آیت : ۵۰)

(۲) (الأعمام آیت : ۵۹)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب التوجہ نحو القبلة : ۱/۵۸، قدیمی)

(۴) (أبو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب إذا صلى خمسا : ۱/۱۴۶، دار الحديث ملتان)

(۵) (ابن ماجہ، ص : ۷۸، قدیمی)

(۶) ”انتم تعلمون ما بين يديكم من العلم“ (الصحیح لمسلم، کتاب الفصائل، باب وجوب امتثال ما فیه شرع دون

ما ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ۲/۲۶۴، قدیمی)

(۷) تنسیخ کے لئے، (حاشیہ الحق : ۱/۱۰۶، بیچینیا، قرآن و حدیث، بیروت)

مرآۃ من خیر ما سئل عن تعظیم (مؤید الشریعہ، ص : ۱۰، مطبع عیسیٰ علیہ السلام، بیروت)

(۸) تنسیخ کے لئے، (جواب الحق : ۲۳۳، بیچینیا، قرآن و حدیث، بیروت)

(۹) قال الله تعالى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ، فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ الآية. (أل عمران، ص : ۳)

وفى عليه السلام ”لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه تبعاً لما حئت به“ (شرح السنة للغوی

۲/۳، بیروت)

تنسیخ کے لئے، (تفسیر ابن کثیر : ۱۰/۳۵۸، سہیل اکیڈمی)

”تقویۃ الایمان“ کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب

سوال [۱۰۰۸]: تقویۃ الایمان میں ایک جگہ یوں لکھا ہوا ہے کہ ”یوں نہ ہو کہ فداں چیز کھائی یا پی
تھی نقصان بردیا اور یہ مرض ہو گیا، ایسا کہنا شرک ہے، نفع و نقصان سب اللہ کی طرف سے ہے“ (۱)۔ مگر زید کا
سینکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ ترشی، آرونی بھی چیز کھائے تو آنکھوں کے پپوٹوں میں سوزش ہو جاتی ہے اور آنکھ
مٹش، کھسے ہو جاتی ہے اور جب شلغم، وال، مسور، اور ارہر کھاتا ہے تو فوراً فم معدہ پر جلن ہو جاتی ہے اور جب
مولی کھاتا ہے تو سر، و میں بھاری پن ہو جاتا ہے۔

زید جب ان مضمون کی شکایت طبیب سے کرتا ہے تو طبیب غذا کھانے کے بارے میں دریافت کرتا
ہے کہ کیا کھایا تھا تو اس پر زید بتاتا ہے کہ رات کو فداں چیز کھائی تھی، اب طبیب بہت سی چیزوں کو منع کرتا ہے، اگر
کھو کے تو مرض بڑھ جائے گا۔ طبیب کی منع کردہ اشیاء پر یقین یہ کر کے نہ کھانا کہ نقصان دینے والی اور مشہور بھی
ایسا ہی ہو کہ ان کے کھانے سے نقصان ظاہر ہو جاتا ہو، یا واقعی شرک ہو جانے کا کہ اس چیز نے نقصان بردیا، اگر
شرک ہے تو پھر یہ سوچ کر طبیب کی ہدایت پر عمل کرے جو شرک نہ ہو؟

محمد فہیم الدین مدرسہ تعلیم القرآن لاہور بازار پاہڑی ضلع پوزی مڑتھوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی چیز کی تاثیر بغیر اذن خداوندی کے اثر نہیں کر سکتی، اس سے کوئی چیز بھی مؤثر بالذات نہیں، اگر کسی
چیز کا مؤثر بالذات عقدا کرے گا تو یہ شرک ہوگا (۲)۔ ترشی کھانے سے آکھوں کے پپوٹوں میں سوزش کا

(۱) ”تقویۃ“ بیان میں شرک کی تردید مختلف عبارتوں کے ذریعے کی گئی ہے لیکن ان عبارتوں کے ساتھ میں یہ عبارت نہیں ملی۔

(۲) ”وعلى سى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا عدوى ولا
هامة ولا سحر ولا صفر“ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی، باب لعل و نظيرة،
ص ۳۹، قدسی).

قال لهارى رحمه الله تعالى ”وإما أراد بذلك نفي ما كان يعتقد أصحاب الطبعة، فيهم
كسوا يرون العمل المعدي مؤثره لا محالة، فأعسهم بقوله هذا أن ليس الأمر على ما يتوهمون، بل هو
معقولة المشنة أن شاء كان، وإن شاء لم يكن“ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی : ۸، ۳۲۳، رشیدیہ)
(و کہ فی شرح النووی علی صحیح مسلم، باب لا عدوی ولا طيرة الخ ۲، ۲۳۰، قدیمی)

ہونا ترشی کے وزمہ اتیہ میں ہوتا تو جو شخص بھی کھاتا اس کو یہ تکلیف ضرور ہوتی، دنیا بھر کھاتی ہے اور یہ تلیف نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترشی مؤثر بذات نہیں بلکہ جس کے حق میں خدا نے پاک کی طرف سے جب اذن ہوتا ہے وہی تاثیر خاص ہوتی ہے۔ شغم، وال مسور، ارب، مولیٰ وغیرہ سب کو اس پر قیاس کریں کہ کوئی بھی مؤثر بالذات نہیں، ورنہ اطباء سب کو ہی منع کر دیتے، تجربہ یا صیب حاذق کی تجویز سے ایک چیز کا مضر ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ہرگز شک نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ، ا عبد محمود غفرلہ، دار معلوم دیوبند، ۲۶ ۶ ۹۶ھ۔

”نور الانوار“ کی عبارت پر خبان

سوال [۱۰۰۹]: نور الانوار کے دو مقام پر خبان ہے

۱۔ ”فس، و نقتد، محبہ، لاد، عند سحفتیں حلافاً بعض“ اس شارح، لائن نقد، ص ۱۰۰۹ و ص ۱۰۱۰ فی نفسہ نقد ذہنی میں من عندہ و سقوط بعض وقت لائی میں و ص ۱۰۱۱ معمر عنہ امر معقول فی نفسہ“ ص: ۳۴ (۲) شارح کی دلیل سمجھ میں نہیں آئی۔

۲۔ ”فس، و لاد، شوع، ک من وف صر و م ہو شب۔ نقتد، و فی حد۔ معسبہ مسد محبہ۔ لائن لافسہ لا سفا فی سجدہ“ ص: ۳۶ (۳)۔

شارح یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اقسام میں آپس میں تقابل ہے، ہاں قصہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳

صوم و صلوٰۃ کی قضا، پیش کردہ جو کہ اصل کے مثل ہے، ابتدا اب وقت کی فضیلت حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں، اس سے بجز ظاہر ہے جس کا آدمی مکلف نہیں، اس سے بغیر فضیلت وقت کے جس قدر مثل اپنے اختیار میں ہے کی پر کفایت کی گئی ہے اور اس کو تسلیم مثل الواجب کہا گیا ہے، پس جو شخص موجب ادا نہیں وہی موجب قضا ہے، کیونکہ فوت وقت کی وجہ سے وہ شخص منسوخ نہیں ہوئی، نہ اس پر عمل ہوا بعد اس کا مٹا بہ اب بھی باقی ہے، لہذا وجوب قضا، عینے کسی جدید شخص کی حاجت نہیں۔ شارح کے کلام کا یہی حاصل ہے۔

۲- ماتن کے کلام میں مساحت ہے جس کی کڑی دور تک (فخر الاسلام وغیرہ تک) چلی گئی ہے، شارح کے کلام میں مساحت تسیم کرنا اتھون ہے بشرطیکہ شارح کا آپ جواب دیدیں جس میں وجہ مساحت کا بیان ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ، العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۲/۹۳ھ۔

جواب صحیح بندہ نفع مائدین غشی عنہ، ۶/۲/۹۳ھ۔

۷۸۶ کا عدد تسمیہ کا قائم مقام نہیں

سوال [۱۰۱۰] : اسم اللہ رحیم کے بدلہ ”۷۸۶“ لکھنے پر بسم اللہ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسم اللہ رحیم کا ثواب ۷۸۶ لکھنے سے نہیں ملے گا، یہ تو بسم اللہ کا عدد ہے جن سے

اشارہ ہو سکتا ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

حاشیہ پر ”۱۲“ کا مطلب

سوال [۱۰۱۱] : جو کتابوں میں حاشیہ پر ۱۲ لکھا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

”۱۲“ کا مطلب ایسے موقع پر یہ ہوتا ہے کہ یہاں پہنچ کر بات پوری ہوئی، یہ دُورفوں کے عدد کا

مجموعہ ایک ج، اس کے آٹھ عدد ہیں (۱) دوسرا حرف ”ذ“ اس کے چار عدد ہیں (۲)، ان کا مجموعہ ۱۲ ہے۔ فقط واللہ سبحیٰ نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۷/۱۳۸۷ھ۔

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۷/۱۳۸۷ھ۔

اللہ تعالیٰ کیلئے تعظیمی لفظ بولنے سے جمع کا شبہ

سوال [۱۰۱۲]: ایک صاحب قرآن شریف مترجم حضرت تھانوی رحمہ اللہ منگوالے مگر جب کلام پاک منگوانے والے نے دیکھا کہ ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ہے اور بسم اللہ کا ترجمہ یہ ہے: ”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں“ بس فوراً کہہ دیا کہ یہ ترجمہ غلط ہے، اب آپ فرمادیں کہ یہ ترجمہ غلط ہے یا صحیح؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ ترجمہ صحیح ہے، مقام ادب میں اس طرح بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں، اس سے جمعیت یا تعدد مقصود نہیں ہوتی (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفر۔ ۲۸/۱/۱۳۸۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند۔

اختتامِ مجلس کی دعا میں واحد کے صیغہ کو جمع سے پڑھنا

سوال [۱۰۱۳]: حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اختتامِ مجلس کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک وبحمدک، وأشهد أن لا إله إلا أنت أستعینک وأتوب إليك“۔

(۱) فیروز مغت (اردو جامع) ص ۵۶۰

(۲) (فیروز مغت) (اردو جامع) ص ۶۰۵، فیروز سنز

نوٹ: پہلے زمانے میں یہی ۱۲ کا عدد انتہائے کلام پر لکھا جاتا تھا اور آج کل عربی کتابت میں اس کی جگہ کتبہ لگایا جاتا ہے جس کی علامت یہ ہے (۱)۔

(۳) اس کے کہ تھانوی نے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اپنے لئے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں کما قال ﴿إِنَّمَا مَحْنُ

نزلنا الذكر، وإنا له لحافظون﴾ (الحجرات: ۱۲، آیت: ۹)

خط کشیدہ صیغہ واحد متکلم کا ہے۔ اسے جمع متکلم کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ میری نیت یہ ہوتی ہے کہ چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اختتام مجلس کے بعد دعا پڑھتے تھے اور جو دعا پڑھتے وہی ہم پڑھ رہے ہیں، پھر بھی، احناف جمع کا صیغہ پڑھنا یا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بیوقوف جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے کہ اس میں اہل مجلس کی شرکت بھی ہو جائے گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۹۱ھ۔

لفظ "حضور" کا استعمال

سوال [۱۰۱۴]: لفظ "حضور" صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی کے لئے مخصوص ہے، اس لئے آپ یہ بتائیں کہ اگر لفظ حضور کسی دوسرے انسان کے لئے استعمال کیا جائے تو کیا گناہ ہے۔
یارسین، ہردوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں، گناہ نہیں (۲)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(۱) "قُلْ لِّلْعُلَمَاءِ الشَّافِعِیَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ یَسْتَحِبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ یَقُولَ فِی دَعَاءِ الْقَتُولِ الْمَوْدِیِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہ عَنْہُ "اللّٰهُمَّ اِهْدِنَا فِیْمَا هَدِیْتَ" بِحَمْلِ الصَّمِیْرِ مَعَ أَنَّ الرَّوَاۃَ "اللّٰهُمَّ اِهْدِنَا فِیْمَا هَدِیْتَ" بِإِفْرَادِ الصَّمِیْرِ. قَالَ الشَّیْخُ مَصْرُورٌ بِنِ إِدْرِیْسَ الْحَبَلِیِّ فِی کَشَافِ الْقَوَاعِ فِی شَرْحِ الْإِقْبَاعِ: وَالرَّوَاۃُ بِإِفْرَادِ الصَّمِیْرِ، وَحَمْلِ الْمَوْلَفِ؛ لِأَنَّ الْإِمَامَ یَسْتَحِبُّ لَهُ أَنْ یُشَارِکَ الْمَأْمُومَ فِی الدَّعَاءِ. انْتَهَى." (تحفة الأحمودی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة أن یخص الإمام نفسه بالدعاء ۲ ۳۴۳، مطبع المدنی قہرہ)

(۲) اس کے لئے اس کا معنی "مراہ" نہیں ہوتا ہے۔ "الحضور بقیص المعبد والعبادة" لسان العرب، حرف لراء ۳ ۱۹۶، دار صادر، بیروت)

۱۔ رفیق میں اس کا معنی "مراہ" نہیں ہوتا ہے۔ "الحضور بقیص المعبد والعبادة" لسان العرب، حرف لراء ۳ ۱۹۶، دار صادر، بیروت)

لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ

سوال [۱۰۱۵]: ”آدم نامہ“ میں جو طریقہ متعدی ہے، اس کا کیا مطلب ہے (۱)؟

الجواب حامد أو مصلیاً:

فعل لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ مراد ہے، یعنی جو فعل صرف فاعل پر پورا ہو جاتا ہے اس کو متعدی بنانا چاہتے ہیں تاکہ اس کا تعلق مفعول بہ سے بھی ہو۔ تو اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی فعل ایک مفعول پر پورا ہو جاتا ہے اس کا تعلق دو مفعول سے ہو جائے، مثلاً: ”خوردن“ کھانا، یہ ایک مفعول پر پورا ہوتا ہے اس کو دو مفعول سے متعدی بنایا جائے تو ”خورانیدن“ بنایا جائے، ایسے ہی ”پرسیدن“ سے ”پرسانیدن“ ہوگا، ایسے ہی ”پروردن“ سے ”پروانیدن“ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔

”غزیر العلم“ کے معنی

سوال [۱۰۱۶]: ”غزیر العلم“ ہے، وسیع العلم، فتویٰ صرف لفظ غزیر کا یہ ہے کہ لفظ صحیح کیا ہے؟

غزیر ہے یا غزیر، نیز غزیر کے کیا معنی ہوں گے؟ جواب سے نوازیں۔

= اور اردو میں اس کا معنی مودی نور حسن نیر یوں کرتے ہیں ”خضور حاشر ہونا، سامنے آنا، کلمہ تعظیم عزت کا لقب۔“

(نور المغت خضور ۲، ۱۲۲۲، سنہ پیدائش: ۱۲۰۲)

ان اصل عربی، فارسی، اردو میں سے کسی زبان میں یہ نظامی ائمہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات کے ساتھ خصوصیت یہاں تک مستعمل نہیں، بلکہ یہ لفظ دوسرے نسخوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے

قال العلامة الألوسی تحت قوله تعالى (لقد كان لكم فی رسول الله أسوة حسنة) الآية

”والایة وإن سقت للاقتداء به علیه الصلاة والسلام فی أمر الحرب من الشات ونحوه، فہی

عامۃ فی کل أفعاله صلی الله علیہ وسلم إذا لم یعلم أنها من خصوصیاتہ ککاح مدفوق أربع أسوة“

(روح المعانی ۲۱/ ۱۶۷، دار احیاء التراث العربی)

(۱) مدخلہ تک (رسالہ آدم نامہ، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

خطبہ میں غزیراً عام ہے یعنی نہیں ہے نقطہ ۱، عین نہیں ہے نقطہ ۱، پھر "ز" نقطہ ۲ ہے، پھر "ی" ہے پھر "ز" ہے۔ اس کے معنی ہیں زیر اور رگبار (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

”روشن ضمیر“ کا مطلب

سوال ۱۰۱: اللہ کے بندے روشن ضمیر ہوتے ہیں تو کیا ان کو چودہ طبق کے معذرت نامے تھے اور وہ سب پتہ جانتے ہیں؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

روشن ضمیر کا مطلب یہ نہیں کہ چودہ طبق نامے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایسا نور پیدا فرما دیا ہے کہ وہ سنت و بدعت، صدق و کذب، حق و باطل، طاعت و معصیت میں ایسا فرق کر لیتے ہیں کہ ہر بدعت و معصیت کے آگاہ نہیں ہوتے کہ ان کا یہ نور سب ہو جائے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۳/۸۹ھ۔

(۱) ”الغزارة: الکثرة، وقد غزر الشئ، بالصم، بغرور، فهو غزير، ابن سيدل: الغزير الكثير من كل شئ، وأرض مغزورة: أصابها مطر غزير الدر“، (لسان العرب: حرف الراء، ۵، ۲۳، دار صادر)
”تفصیل کے لئے دیکھئے“، (القاموس المحيط للفيروز آبادی، باب الراء ۲/۱۸۳، دار الفکر)
(۲) قال الألوسی رحمہ اللہ تحت قوله تعالى ”(اقم شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه)“ وهو لطف بلإني المسترق عليه من بروج الرحمة عند مشاهدة الآيات التكوينية والتربوية بالهنداء بها إلى الحق“، (روح المعاني سورة الرمز: ۲۳/۲۵۷، دار إحياء التراث بيروت)
قال عليه الصلاة والسلام: ”اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله عز وجل“، قال الماوی فی شرح هذا الحديث قوله (فإنه ينظر بنور الله عز وجل) ای یبصر بعین قلبه المشرق بنور الله تعالى، وبستار القلب تصح الفراسة لأنه بصير بمنزلة المرأة التي تطهر فيها المغمومات كما هي، والطر بمنزلة النقش فيها. قال بعضهم: من غص بصره عن المحارم، وكف نفسه عن الشهوات، وعمر باطنه المراقبة، وتعود أكل الحلال، لم تحطی فراسته“، (فبص القدير شرح الجامع الصغير رفق الحديث: ۱۵۱، ۱، ۲۶۹، ۲۷۰، مکتبہ نزار مصطفیٰ ریاض)

اعلیٰ حضرت لقب کا حکم

سوال [۱۰۱۸]: احمد رضا خان صاحب مجددی ہیں اور ان کا لقب ”اعلیٰ حضرت“ بھی ہے، میں نے تو کسی کتاب میں کی پیغمبر کے سے سوائے حضرت، اعلیٰ حضرت خطاب نہیں کیا، جو لقب حضرت سے بڑا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی انسان کی تعریف نبی ارم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہیں، آپ سے مرتبہ کو نہ فرشتہ پہنچا، نہ پیغمبر، نہ ولی پہنچ سکتا ہے (۱)۔ فتاویٰ والدہ سبحانہ تعالیٰ علیہ السلام۔

”سید، مولیٰ، عبد“ کے معانی

سوال [۱۰۱۹]: کتاب التوحید میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک مدرسہ میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا ”اب سید و فقیہ و حجة و کمال“۔ آپ نے فرمایا ”سید ہو سکتا“ (۲)۔ تو اس سے سید کہنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ مالک رقبہ غلام کو ”عبدی“ نہ کہے ورنہ مالک و ”رب“ نہ کہے بلکہ سید کہے (۳) اور سید خاتم ہے، یہاں سید کہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ دونوں

(۱) ”و لم یعتقد لمعتمة ان الفصل الحلو سنا حب الحق، وقد ادعی بعضہم لاجماع علی دیک، فقد قال اس عباس رضى الله عنہما ان الله فضل محمداً علی اهل السماء، وعلی لای، وفي حدیث مسند الترمذی عن أنس رضى الله تعالى عنه: ”انا سید و لد آدم یور القیمة ولا فخر الخ“ (شرح الفقہ الاکبر، بعد قول الماتن: ”والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم، ص ۱۱۶، قدیسی)

(۲) ”عن عبد الله بن الشحیر رضى الله عنه، قال اطلقت فی وفد سی عمر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقما أنت سیدنا، فقال ”السید الله تبارک وتعالی“ الحدیث فتح المجید، شرح کتاب التوحید، باب ما جاء فی حمایة النبی صلی الله علیه وسلم حمایة التوحید، وسدہ طرق السیرک، ص ۴۵۶، ۴۵۷، جمعیة احیاء التراث الاسلامی، کویت)

(۳) ”فی الصحیح، عن ابی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ”لا یقل احدکم اضعف ربک، ورضی ربک، ولقل سیدی ومولای، ولا یقل احدکم عبدی وامنی، ولقل فدی وفتنی وعلامی

ایک دوسرے کے متضاد ہیں، کیا یہ حدیثیں صحیح ہیں، اگر صحیح ہیں تو چہ ایک دوسرے کے خلاف کیوں ہیں؟
 مگر یہ بات یہ ہے کہ فضائل مصنف کتاب التوحید میں جو یہ حدیث نقل کرتے ہیں، وہ غصبہ کے اندر
 نہ، ابھی سیدنا مودنا کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے "ہٰت مودنا" (۱) اور "ہٰت مودنا" (۲)
 "تو یہاں دوسرے کو "مودنا" کہنا درست ہے؟ کیا یہ حدیث درست ہے کہ "میں مودنا،
 یعنی مودنا" جب کہ مومنین کا مودنا اور ولی اللہ بنی ہے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کیسے فرمایا "یا
 میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں، وضاحت فرما میں "عسی" اور "عسی" میں کیا فرق ہے؟ یہ نام کیسے جائز
 رہا کیا وہ منع کرتے ہیں کہ رازق و خالق نہ ہو، عبد اللہ و عبد الخالق ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"سید" کے ایک معنی ایسے بھی ہیں جن کے اعتبار سے سید صرف اللہ ہے اسی اعتبار سے فرمایا ہے
 "سید ہو اللہ"۔ ایک معنی کے اعتبار سے دوسروں پر بھی اس کا اطلاق درست ہے (۳)، تضاد رفع ہو گیا۔ کسی
 طرح عبد کے ایک معنی ایسے بھی ہیں جن کے اعتبار سے اس کی اضافت غیر اللہ کی طرف نہ کی جائے، ایک معنی
 کے اعتبار سے غیر اللہ کی طرف بھی اضافت جائز ہے (۴)، جیسے عبد المطلب (۵)۔ عبد کی جمع "عباد" آتی ہے،

= (فتح المعید، باب لا یقول: عبدی وأمتی، ص: ۴۰۶)

(۱) (البقرة: ۲۸۶)

(۲) (البقرة: ۲۵۷)

(۳) وفي مجمع بحار الأنوار " (سود) فيه قيل أنت سيد قريش، فقال "السيد هو الله" أي هو
 الذي يحق له السيادة . : "أنا سيد ولد آدم" وهو سيدهم في الدارين لظهوره يؤمنه،
 بعث المقدم محمود . إن ابني هذا سيد، قيل: أي حليم . انظر وإلى سيدنا ما يقول: أي
 لي من سؤدناه على قومه الح" (۳، ۱۴۰، حيدر آباد دکن)

(۴) "العد: الإنسان حرّاً كان أو رقبقاً، يذهب بذلك إلى أنه مربوب لآريه والعد

لممبوك خلاف لحر" (لسان العرب ۳، ۲۷۰، دار صادر)

(۵) عبد المطلب آپ کے دادا کا اصل نام نہیں ہے بلکہ ان کا نام شیبہ تھا، عبد المطلب کے والد کا شمار اس کے خاندان
 تھا، یہاں تک کہ عبد بن قریب اور مہمان قریب کی ذمہ داری ان کے بھائی مصعب بن عبد مناف پر آتی۔

قرآن پاک میں ہے: ﴿وَالْحُكْمُ لِلَّهِ فِي الْكَوْنِ﴾ (۱)۔

لفظ ”مولى“ کے معنی بھی متعدد ہیں ایک معنی کے اعتبار سے ”مولى“ صرف اللہ ہے جیسے ”سید مولا“ و لاموسى کہ (۲) حدیث۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے غیر اللہ کو بھی مولى کہنا درست ہے، صاحب بدیع نے ایک روایت با معنی نقل کی ہے جس میں ایک صحابی وارشاد فرمایا ہے: ”تست مولا۔“

”مس لاموسى بضم لام واد غنى“ کے الفاظ تو کسی حدیث میں دیکھنا نہیں، لہذا ایک دوسری روایت ہے ”مس کتب مولا، فعلى مولا“ (۳)۔

”عسى“ اللہ کا نام ہے مگر ”عسى“ غلط مشتق ہے، غیر اللہ کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ گریہ نام ناجائز ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ضرور بدل دیا جاتا، جس طرح کہ دوسرے ایسے نام تبدیل کر دیئے گئے (۴) و محمد ثنین نے ”تفسير الاسم، تنقيحہ“ کا مستقل باب منعقد کیا ہے، جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص

■ مطلب اپنے بھتیجے کو لینے مدینہ آئے تو شیبہ کی والدہ مہملی بنت حمزہ نے بیٹے کو جانے سے منع کر دیا، نبیوں نے سمجھا کہ میرے بھتیجے ایک غیر قوم میں پرورش پا کر بالغ ہونے والا ہے، ہم عزت، شرافت اور سیادت والے لوگ ہیں، دُوس کی ذمہ داریوں ہمارے اوپر ہیں، شیبہ کی پرورش کے لئے اس کی قوم، خاندان اور شہر سب پتہ یہاں بہتر ہے تو والدہ نے شیبہ کو جانے کی اجازت دے دی۔

مطلب جب اپنے بھتیجے کو لے کر آئے تو قریش کے لوگوں نے یہ بہنا شروع کیا کہ مطلب نے نہ مخرید، چنانچہ، عبد مطلب نے بے مطلب بتا دئے کہ ”وَلْيَحْكُمْ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ أَحْمَرَ هَاشِمٍ“ اس کا یہ تو میرے بھائی، شہر کا مینا ہے، خدا نہیں، لیکن پچھو، قبیلان کے مہم پر غالب آیا اور عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (السيرة النبوية،

لابن هشام، ميلاد عبدالمطلب وسه تسميته كذلك: ۱/۱۲۵، مصطفى الدينى، مصر)

(۱) (النور: ۳۲)

(۲) (صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة أحد: ۲/۵۷۹، قديمي)

(۳) (مسند الإمام أحمد، حديث البراء بن عازب: ۳۵۵/۵، دار إحياء التراث العربی)

(۴) ”عن زينب بنت أبي سلمة قالت: سُمِّيَتْ بَرَّةً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”لا تتركوا أنفسكم، الله أعلم بأهل البر منكم، سمّوها زينب“، رواه مسلم“

”وعن ابن عمر أن بنتا كانت لعمر يقال لهما عاصية، فسماها رسول الله صلى الله عليه وسلم

حميدة“ رواه مسلم، مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الاسامى، الفصل الاول، ص ۴۰، قديمي،

ہے، اس کا حقائق خیر اللہ پر مبنی ہے (۱)۔

ترجمہ عبد محمود غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح بندہ محمد الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

معذور اور مجبور میں فرق

سوال [۱۰۲۰]: مجبور اور معذور میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامد اومصلیٰ:

یہ سائنس کے اصطلاحی فرق ہیں؟

ترجمہ عبد محمود غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح بندہ محمد الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

روز شرعی وغوی

سوال [۱۰۲۱]: شریعت میں دن سب سے سب سے، اربع صاویق سے غروب آفتاب تک

نواں شمار کیا جائے گا؟ اسماء عظیمہ میں کیا فرق ہے؟ (۲) اور "صلاة یوم عجماء" حسب (۳)

= "وعن عائشة قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح" رواہ الترمذی
 "وعن بشیر بن ميمون عن عمه اسماء بن احدى أن رجلاً یقال له: أحرم، کان فی البقر الدین
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ما اسمک" قال حرم.
 قال "ان انت ذرعة" رواہ ابو داؤد، وقال وعتر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم العاص وعمر وعنه
 وشطان واحکم وعرب وحنان وشهاب، وقال ترکب اسمیها للاحتصار، المشکوۃ، ص ۲
 لاسمی، الفصل لسی، ص ۴۰۹، قدیمی،

(۱) "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أخفی الأسماء یوم القیمۃ
 عند اللہ رجل یرسمی "ملک الاملاک" رواہ البخاری وفي رواية مسلم قال أعیط رجل علی اللہ یوم
 لقیمة واحسنه رجل کان یرسمی ملک الاملاک، لا ملک إلا اللہ (المشکوۃ، المصدر السابق،
 ۲، الفقرة ۱۹)

۳ "وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "صلاة الیوم عجماء". قلت: غریب ورواہ عبد الرزاق فی =

میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ جب آیت کے مطابق مغرب رات میں داخل ہے اور حدیث کے مطابق فجر دن میں داخل ہے تو فجر کی نماز بالجبر نہیں ہونا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شرعی نہایت صحیح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ ”لیوم شرعی من صبح الفجر إلى الغروب اه“۔ شامی: ۲/۸۰ (۱)۔ عرفی نہایت طلوع شمس سے شروع ہو کر غروب پر ختم ہوتا ہے۔ بعض مواقع پر شریعت نے اس کا بھی اعتبار کیا ہے، مسئلہ قرآنہ بالجبر میں بھی ایسا ہی ہے۔

”صلاة نهار عجماء“ حدیث کی کس کتاب میں ہے؟ ہو سکے تو اس متن کو مع سند نقل فرمادیں (۲)۔

فقہ وانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۵/۹۰ھ۔

عبادت و اطاعت میں فرق

سوال [۱۰۲۲]: آیت: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُنِي﴾ کے سلسلہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عبادت انسان و جنات کی امتیازی خصوصیت ہے اور باقی مخلوقات اطاعت کرتی ہیں۔ تو کیا عبادت و اطاعت کی حقیقت الگ الگ ہے؟ دونوں کا مفہوم جدا جدا ہے یا ایک ہے؟ کیا دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عبادت غایت تذلل کے ساتھ تعظیم حسب الامر صرف اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے: ﴿يَسْبُغُ

= مصنفہ من قول محمّد وأبي عبيدة، فقال أحمرنا معمر عن عبد الكريم الحارثي قال سمعت أبا عبيدة يقول: ”صلاة النهار عجماء“ انتهى“

أحمرنا اس حریح قال: قال محمّد ”صلاة النهار عجماء“ انتهى وقد سوری فی الخلاصة حدیث ”صلاة النهار عجماء“ باطل لا أصل له انتهى“ (نصب الراية، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحديث الثالث والخمسون: ۴/۲، مكتبة حقانيه، پشاور)

(۱) (رد المحتار، کتاب الصوم: ۳۷۱/۲، سعید)

(۲) عبد رزاق، غیر ذیل اس روایت یا ہے لیکن یہ حدیث باطل ہے، کما مرّ فلیراجع، ص: ۳۲۸، الحاشیة رقم: (۳)

وَرَبُّكَ سَمِيعٌ بَلَدٌ (۱)۔ اطاعت (بات ماننا) دوسروں کی گھٹاں جاتی ہے ﴿أُصِيبُوا بِهِ﴾
 وَأُصِيبُوا بِهِ وَنُصِي لَأَمْرٍ مَكْمُومٌ (۲)۔ عبادت انحصارِ مطلق ہے اور اطاعت اعمِ مطلق
 ہے (۳)۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔

حرر: عبدالمودغفر، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۵/۹۲ھ۔



(۱) (الفاتحة: ۴)

”العبادة لا تقو إلا يقطب رحاها الذي لا تدور إلا عليه، وذلك عاية الدال في غاية المحبة“
 (تيسير العربر الحمد، شرح كتاب التوحيد، باب ما جاء في حماية السي صلى الله عليه وسلم، ص
 ۷۳۲، المكتب الاسلامي)

(۲) (النساء: ۵۹)

(۳) ”ذكر شح الإسلام ركز يا أن الطاعة فعل ما يثاب عليه، توقف على بية أولا، عرف من يفعله لأجله
 أولا والعبادة ما يثاب على فعله، ويتوقف على بية الخ“ (رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب
 الفرق بين لطاعه والقرية والعبادة ۱۰۶۱، سعيد)

فتویٰ کا بیان

قاضی اور مفتی میں فرق

سوال [۱۰۲۳]: مفتی اور قاضی میں کیا فرق ہے؟

انرسل بندہ محمد قطب الدین مہتمم مدرسہ رنگپور بنگال۔ ۶ / جمادی الاولیٰ / ۱۳۷۷ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

مفتی اور قاضی کے احکام میں متعدد طرق سے فرق ہے، نفس منصب کے اعتبار سے ایک اہم فرق ہے کہ مفتی مجتہد ہے و قاضی مزم ہے۔ ”لا فرق بین المفتی و القاضي، لأن المفتی محرم عن حکم و نقضی مبرم ہ۔“ در مختار۔ فی الشامی: ”(قوہ: لا فرق النج) فی من حیث أن کلا مسہم لا حورہ عمل، بل علیہ اتباع ما راجحہ فی کل واقعة و، کل مفتی محرم و نقضی مبرم، و یسیر مرد حصر عدم عرق بینہما من کل حیثہ، فافہم ہ۔“ رد مختار (۱)۔

ترجمہ مفتی اور قاضی میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں کہ مفتی حکم کی خبر دینے والا ہے اور قاضی (حکم کو) لازم کرنے والا، (اس پر عمل درآمد کرنیوالا ہے) در مختار، شامی نے کہا کہ (اس کا قوں کوئی فرق نہیں) کہ دونوں (مفتی و قاضی) میں سے کسی کو عمل کرنا جائز نہیں بلکہ ہر ایک پر اس کا اتباع لازم ہے جس کو انہوں (اصحاب ترجیح) نے ترجیح دی ہے، ہر واقعہ میں، اگرچہ مفتی خبر دینے والا اور قاضی عمل درآمد کرنے والا ہے، دونوں کے درمیان ہر جہت سے عدم فرق کا حصہ مرا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرر والعبد محمود گنوی حفظہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیور، ۱۵ / ۵ / ۱۳۷۷ھ۔

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیور، ۱۵ / جمادی الاولیٰ / ۱۳۷۷ھ۔

(۱) یعنی: (رد المحتار علی الدر المختار، المقدمة: ۱/۷۴، مطلب إذا تعارض التصحیح، سعید)

(و کذا فی مجموعة رسائل ابن عابدین: ۱/۱۱، سہیل اکیڈمی)

(و کذا فی اعلام الموفعین: ”فلحاکم محرر مقد و المفتی محرر غیر مقد“ ۴/۱۳۳، دار الکتب

شامی دیکھ کر فتویٰ دینا

سوال [۱۰۲۵]: شامی کا تب فقہ میں یہ درجہ ہے، آیا فقط شامی دیکھ کر فتویٰ دینا بائستجاب نہیں؟

افتخار حسین کاندھلوی، ۲ رجب ۱۴۱۶ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شامی جامع ہے، و مجموعی حیثیت سے معتبر ہے، صاحب ائقان کے لئے صرف شامی دیکھ کر فتویٰ دینا

درست ہے ()۔ فقط و اندھی نہ توجہ اعم۔

حررہ العبد محمود شنبی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/ رجب ۱۴۱۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبداللطیف، ۶ رجب ۱۴۱۶ھ۔

= وفي رد المحتار، قوله: قولان مصححان: أي وقد تساوى في لفظي الصحيح، وإلا

فالأولى الأحمدية هو كد في التصحيح كما لو كان أحدهما بلفظ الصحيح ولاخر بلفظ غيره

لفظي، فن الثاني أقوى، وكذا لو كان أحدهما في المتن أو ظاهر الرواية أو كان غيره الأكر أو كان

هو لأوفق فيه، وصح هو و منبذله كان لأحداه أولى الخ" رد المحتار ~ ۳۶۳، مصب فيمد

كان في المسألة قولان مصححان، سعيد

و كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۲/ ۵۳۹، كتاب الوقف، دار لمعرفة، بيروت

، قال أحمد السقيف "يعتبر هذا الكتاب حاشية لتحقيقات والتريحيات في المذهب الحنفى"

لتحرر جامعه وسعة طلاع واضعه وبحريه ما عسده المتأخرون التفات، ولأنه جمع كتب على الفقه

الحنفى من كتب الفوى والتريحي، ويعسر لدى علماء الحقيقة محل المذهب فيما عسده الفوى، ولا

يكاد يلقى فى لفقه الحنفى دون الرجوع اليه، وكان وما يزال هم كتب الفوى التى تحصرت جهد

لفقهاء المتأخرين على فرائها، وقد جمع فيه اس عابدين، رحمه الله، حصيد كتب المذهب، مع

استحرير لسقول ومزاينة بعضها بعض والاسمعة من الكتب لأصلية بدقه وعناية لحنفى المذهب

الحنفى: ۲/ ۵۸۳، مكتبة الرشيد، رياض

تنصيصات في الفقه ص ۱۱۵، الدكتور سيمان أباجيل، دار العاصمة، الرياض

، ورد لمحمد ۱/ ۸۶، ۱۳۲، دار الفكر، بيروت

جابل مفتی

سوال [۱۰۲۶]: ایک صاحب میرے یہاں ہیں ان کا نام خدا بخش ہے اور وہ فتویٰ دیتے ہیں حائضہ وہ عربی جاتے بھی نہیں ہیں، ہر سال بچوں کے اسکول کا روپیہ کھا جاتے ہیں اور اپنی برادری میں ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ بھائیو! میں نے اسکول کا روپیہ اپنے خرچ میں لے لیا ہے اور میں انہیں کرپاؤں کا س کو آپ کو معاف کر دیجئے۔ وہ بے چارے مجبور ہو کر معاف کر دیتے ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ اسے نہیں پائے گا۔ اور نماز میں تہجد ادا کرتا ہے اور نئی شرع عام پر پھرتا ہے، راستہ چننے والی عورتیں اور آدمی اپنے منہ پھیر دیتے ہیں مگر ان کو شرم نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میدان میں ایک باغ ہے اس کے پیر کے نیچے بیٹھا پانچا نہ پھر رہا تھا۔ یہ فعل اس مفتی جابل کے لئے کب روا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جابل آدمی کا بد تحقیقی علم حاصل کئے فتویٰ دینا فتویٰ نہیں بلکہ ضلالت اور گمراہی ہے () اور اسے شخص کو مفتی کہنا بھی جہالت اور ضلالت ہے، سب کے سامنے ستر کھولنے والے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، ۱۵/۱/۹۰ھ۔

(۱) "و عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من افنى بغير علم كان اثمه على من افتاه" (سأسی داود، باب النوقى فى الفتيا ۲، ۱۵۹، امدادیہ مستان)

"من افنى الناس و ليس باهل للفتوى، فهو اثم و عاص"، (اعلام الموقعين: ۲، ۱۶۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

(ومسند الإمام أحمد: ۳۶۵/۲، رقم الحديث: ۸۵۵۸، دار إحياء التراث العربی)

(۲) "عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال اتقوا الله واستحيوا وتواروا، ولا بعنفس أحدكم ولا و عليه سنره. ويستره أخوه ولو شوبه قال و ما اس وهب أحمرى عبد الرحمن بن سمنان عن عمرو مولى المطلب عن الحسن قال و بلغنى أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال لعن الله الناطر والمظور". (شعب الإيمان للبيهقى: ۶، ۱۶۲، باب الحياء، دار الكتب العلمية)

غیر مستند عام کا فتویٰ دینا

سوال [۰۲۰] کوئی غیر مستند عالم یا غیر مستند مفتی جس نے کسی ادارے سے سند حاصل نہ کی ہو یہ شخص تحریری یا زبانی فتویٰ دے سکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ اکثر جماعت اسلامی کے افراد جو کہ آئینہ علم نہیں ہوتے اور نہ مفتی ہوتے ہیں وہ فتویٰ دیتے ہیں ہذا ایسے غیر مستند مفتیوں کے فتاویٰ کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس مسئلہ کی پوری تحقیق کر لی ہو خواہ استاذ سے پڑھ کر ہو یا اہل علم سے سن کر ہو اس کو پوری احتیاط کے ساتھ نقل کرنا درست ہے، از خود کتاب دیکھ کر بسا اوقات سمجھنے میں غلطی ہو جاتی ہے، اس لئے محتاط حضرت ہمیشہ فتویٰ دینے سے بچتے ہیں، جب تک کہ اس فن کو باقاعدہ حاصل نہ کیا ہو وہ ہرگز جسارت نہیں کرتے، اس کی اجازت بھی نہیں (۱)۔ عقود رسم المفتی میں ہے۔

فیس بحر عی لا حکام سوی شفی حاسر سر ۵ (۲)

بغیر تحقیق کے اگر فتویٰ دیا تو اس کا وبال فتویٰ دینے والے پر ہوتا ہے (۳)

سید ابوالحسن مودودی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”میں نے فتویٰ دینے کی غصی کبھی نہیں کی۔ ایک دفعہ ان سے فتویٰ دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ ”فتویٰ کسی مفتی سے پوچھو دین کی بات میں بتاتا ہوں“۔

= (ومشکوۃ المصابیح ۱۳۲، باب النظر إلى المحطورة، کتاب الکاح، المکتب الاسلامی)

(۱) قال العلامة ابن عابدیس ”رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر سنل في شخص يقر، ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه، ولم يكن له شيخ، و يفتي، ويعتمد على مطالعته في الكتب، فهل يجوز له ذلك أم لا“ فأجاب بقوله لا يجوز له الإفتاء بوجه من الوجوه إلح (مجموعة رسائل ابن عابدیس ۵ سہیل اکیڈمی)

(۲) (شرح عقود رسم المفتی فی ضمن مجموعة رسائل ابن عابدیس : ۳۳/۱، سہیل اکیڈمی)

(۳) ”و عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”من أفتى بغير

علم كان اثمه على من أفتاه“ (مسند أبي داود، باب التوقي في الفيا: ۱۵۹/۲، مکتبہ امدادیہ ملتان)

”من أفتى الناس و ليس باهل للمفتى فيؤثر به و عاص“ (إعلام الموقعين: ۱۶۶، دار

مکتب العلمیہ، بیروت)

مجتہدین کے طبقات متعدد و متفاوت ہیں، ہر طبقہ کی تعریف سیدہ ہے، تفصیل مطلوب ہو تو رد المحتار (۱)، النافع الكبير (۲) عقود رسم المفتی (۳) وغیرہ مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ سبحی نہ تعین اتم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنور، ۶ محرم ۱۴۱۷ھ۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنور، ۸ محرم ۱۴۱۷ھ۔

بغیر علم کے مسئلہ بتانا اور حدیث کی طرف منسوب کرنا

سوال [۱۰۲۹]: اگر کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کے ایک مسجد کا امام بن گیا پھر وہ لوگوں کو مسئلہ بتانے کے وقت کہتا ہے کہ یہ مسئلہ حدیث کا قول ہے حتیٰ کہ ہر ایک مسئلہ میں کہتا ہے۔ تو اگر حدیث کا قول نہ ہو تو اس امام کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص خود واقف نہ ہو اس کے لئے مسئلہ بتانے کی اجازت نہیں (۴) اور جو شخص اپنی صرف سے بات بنا کر کہہ دے کہ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

”من کذب علی متعمداً فلیتبرأ مقعده من النار“۔ رواہ البخاری (۵)، ”وعن سمرۃ بن جندب، وسمیعة بن شعبة رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قالاً: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) (رد المحتار: ۱/۷۷، المقدمة، مطلب فی طبقات الفقہاء، سعید)

(۲) (النافع الكبير شرح الجامع الصغير، ص: ۷-۱۱، إدارة القرآن)

(۳) (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۴، ۵، دار الاشاعت)

(۴) (سیاتی تخریجہ تحت عنوان: ”غیر عالم کا مسئلہ بتانا“ رقم الحاشیة: ۱)

(۵) (صحیح البخاری: ۱/۲۱، کتاب العلم، قدیمی)

”وقال ابن حجر رحمه الله تعالى، في شرحه وقد فرق النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بين الكذب عليه وبين الكذب على غيره كما سيأتي في الحائز في حديث المعيرة حيث يقول ”إن كذباً على ليس ككذب على أحد“ (فتح الباری: ۱/۳۰۲، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، دار الفكر بيروت)

”مسلم“ میں حدیث غسی محدث بری نہ کذب فہو الحدیث کہ ہیں۔ ”روہ مسلمہ“۔
مشکوٰۃ (۱)۔

ایسا شخص فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے کسی دوسرے آدمی
موجود ہو۔

”لہ قدمہ و سفہ اُسوں سے علی بن کرہبہ خدیجہ کرہبہ حرمہ عدم عدلہ اُمیر
دعہ و سادہ فی لایاں مورمہ، ولا بعدہ لا حلال بعض سرورہ شہود و فعل مہادہ،
بل ہو عدل بالمصر، ہی فسفہ“۔ کبیری (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ، عبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ، ۶۱/۳/۷۰ھ۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبدالمصطفیٰ مدرسہ مظاہر علوم بہارنپور، ۶۱/۲۸/۷۰ھ۔

غیر عالم کا مسئلہ بتانا

سوال [۱۰۳۰]: ۱۔ قاضی صاحب جنہوں نے کسی دینی درسگاہ میں تعلیم نہیں پائی بددعائی
نہجینرنگ سٹوں میں تعلیم پانے پر بوجہ یعنی سند پیش کرنے ملازمت سے محروم رہ کر عطاری کی دکان کرتے ہیں،
شرعی فتویٰ دے سکتے ہیں؟ اور وہ کہاں تک شرعاً درست ہے؟
۲۔ ایسے شخص کی نسبت جو بلا سند شرعی فتویٰ دے برفساد پر پائے شرع شریف میں کوئی حکم ہے کہ
نہیں؟

نیازمند عبدالبہادی قریشی، ساکن شاہ آباد ضلع کرنال۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱۔ بدعت کے مسئلہ بتانا شرعاً حرام اور ناپائیدار ہے، لیکن اگر مسئلہ معلوم ہو تو مسئلہ بتانے کے مسئلہ
کا ہونا ضروری نہیں (۳)۔

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۲، کتاب العلم، الفصل الأول، قدیمی)

(۲) (الحلی الکبیر، ص: ۵۱۳، فصل الأولى بالإمامة، سہیل کیڈمی)

۳۔ قل اس عادیں رحمہ اللہ تعالیٰ و قدرایت فی فتاویٰ العلامة اس حجر سیل فی شخص بفر۔

۲۔ اگر معتبر عالم اس کے بیان کردہ مسئلہ کو غلط قرار دیں تو اس کو اپنی غلطی سے رجوع کرنا چاہیے اور باوجود مسئلہ کے غلط ثابت ہونے کے اس پر جمار ہنا اور اصرار کرنا گناہ ہے (۱)۔

ہاں اگر اس کے پاس دلیل ہے یا مسئلہ سی خاص وجہ سے اختلافی ہے تو اس کے لئے رجوع ضروری نہیں۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نپور، ۱۱/۱۰/۱۴۳۵ھ۔

اجوب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف۔

غیر عالم کو مسائل بتانے سے روکنا

سوال [۱۰۳۱]: صرف اردو داں حضرات کو فتبی مسائل (نماز وضو وغیرہ کے حدود) بتانے سے اگر روکا جائے کہ آپ مسئلہ نہیں بتلائیں تو یہ اقدام غلط ہوگا یا صحیح، جب کہ عالم دین موجود ہیں؟ بعض تو اردو سمجھ لیتے ہیں اور بعض اردو بھی نہیں سمجھ پاتے، دونوں کو روکا جائے کہ حرام و حلال والے مسائل نہ بتائیں تو اس رکاوٹ کی اجازت ہے یا نہیں؟ رکاوٹ میں سختی کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

جب تک فقہ کے مسائل باقعدہ معتمد استاذ سے حاصل نہ کئے ہوں کچھ اعتما نہیں کیا جاسکتا کہ صحیح طور پر

= ویطالع فی الکتب المفہیہ بنفسہ، ولم یکر له شیخ، یفتی، ویعتمد علی مطالعته فی الکتب، فہل یحوز له ذلک ام لا؟

فأجاب بقوله: "لا یحوز له الإفتاء" (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۱۵، ۱۶، من

مجموعۃ رسائل ابن عابدین، سہیل اکیدمی)

"وعن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "من قال

عسی ما لم أقل، فلیتوا مقعدہ من النار، و من أفنی بفتیاء غیر علم کان إثمہ ذلک عسی من أفیاء الح

(مسند الإمام أحمد: ۳۶۵/۲، رقم الحدیث: ۸۵۵۸، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

(و کذا فی تعلیق التعلیق، لابن حجر: ۷۹/۲، المکتب الإسلامی)

(۱) "و لا یسعی له أن یحتج لفتویٰ إذا لم یسأل عنہ، وإذا أخطأ، رجوع و لا یسحی و لا ینف، کذا فی

السہر الفائق". الفتاویٰ العالمگیریہ: ۳۰۹/۳، کتاب أدب القاصی، (رسیدہ)

سمجھ کر صحیح طور پر ان کو بیان کیا جائے گا، اس لئے اس کی عام اجازت نہیں دی جائے گی، اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی بندہ صحیح سمجھ کر صحیح بیان کر دے، اس لئے پہلے کسی واقف کار مستند عالم کو پہلے وہ مسائل سنائے جائیں جب وہ تصویب کر دے تو پھر ان کو بیان کرنے کی بھی گنجائش ہے مگر ان کی اپنی طرف سے مزید تشریح نہ کی جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

غلط فتویٰ دینا اور فتویٰ کو نہ ماننا

سوال [۱۰۳۲]: اگر شرعاً ہندو کو زید کے مال و متاع سے کچھ حصہ اور مہر بھی ملتا ہے اور پھر کوئی شخص اس کا انکار یا رد کر دے یا اس کے خلاف اپنی خواہش نفسانی کے واسطے فتویٰ دے تو شرعاً ایسے آدمی پر کیا جرم عائد ہوتا ہے؟ اور کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے؟ ان تینوں سوالوں کا جواب بحوالہ لکھیں۔

المستفتی احقر عبدالکریم۔ قوم بلوچ مقیم چک ریاست بہاولپور۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

شرعی فتویٰ کو بلا دلیل رد کرنا اور نہ ماننا سخت گناہ ہے، اگر کوئی اس فتویٰ شرعیہ کا استخفاف کرے تو بین و تحقیر کرے کا تو یہ کفر ہے کہ تحقیر شریعت کو بھی مستلزم ہے۔ اور جان بوجھ کر خواہش نفسانی کی وجہ سے خدشہ شرع فتویٰ دینا اور مستحق کو محروم کرنا بڑا ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔ جو ناواقف اس خلاف شرع فتویٰ پر عمل کریں گے اس کا

(۱) قال الشافعی رحمہ اللہ "و قد رأیت فی فتاوی العلامۃ اس ححر سنل فی شخص بقر"، و یطالع فی الکتب 'فقہیۃ سمسہ، و لم یکن لہ شیخ، و یفتی و یعتمد علی مطالعہ فی الکتب، فیل یحور لہ ذلک أم لا"

فأحار بقولہ لا یحور لہ الإفتاء بوحہ من الوحوہ لأنه عامی حاہل، لا یدری ما یقول، بل الذی یاخذ العلم عن المشایخ المعترین، لا یحور لہ أن یفتی من کتاب، و لا من کتابین، بل قال الووی رحمہ اللہ و لا من عشرة، فإن العسرة والعشورین قد یعتمدون کلہم علی مقالة صعبہ فی المذهب، فلا یحور نفلیدہم فیہا" (شرح عقود رسمہ المفتی، ص ۵۶، ۵۷، مطلب لا یحور الإفتاء لمن طالع الکتب بنفسہ، الرشید (الوقف) کراچی)

گناہ بھی فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور ایسے شخص کو امام بنانا بالکل ناجائز ہے، تاوقتیکہ وہ توبہ کر کے حق بات کو ظاہر نہ کر دے لیکن اس کا فیصلہ بھی معتبر علماء سے کرایا جائے کہ فتویٰ موافق شرح ہے یا خلاف شرع کی غیر، لم کا از خود فیصلہ کرنا درست اور معتبر نہیں:

”رجل عرض علیہ خصمه فتویٰ الأئمة فردھا وقال ”چہ پارنامہ فتویٰ آوردہ“ قیل: یکفر، لأنه رد حکم شرع، وکذا لو أنه یقول شیئاً نکراناً لفتویٰ علی الأرض وقال: ”ایں چہ شرع است“ کفر، إذا جاء أحد الخصمین إلى صاحبه بفتویٰ الأئمة فقال صاحبه: بیس کما فتویٰ، و قال: لا نعمل بهذا، کان علیه التعزیر۔ کذا فی الذخیرہ اھ۔“ ہندیہ: ۲/۲۷۲ (۱)۔

”فلیس یحسر علی الأحکام سوی شقی خاسر المرام، وإن کان حشمتی مقدّم غیر مجتہد یاخذ بقول من هو أفقه الناس عنده و یضیف الجواب إلیه، فإن کان أفقه من عنده فی مصر حریر جمع، بیہ بالکتاب، و یکتب بالجواب، و لا یحرف حروف من دفتر، علی سبب تعسی نہ حریم حلال و صددہ ہ۔“ شرح عقود رسمہ المفتی (۲)۔

”و یحجر علی المفتی الماحی ہو مادی یعلم الناس التحیل لخاصة شأن عمہ حرمة الارادة تنسب من روحہ، و شأن عمہ لرحل أن یرتد تنسقط عنه الرکوة ثم یسبہ، و لا یسأل أن یحرم حلالاً و یحل حراماً۔“ (مجمع الأنهر) قبت: ”و یدخل فیہ المفتی بما سبق کما فی المستقط: والذی یفتی عن حیل کما فی الحایة اھ۔“ (سکک الأنهر) (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/۶/۹۵ھ۔

صحیح عبد الصغیر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم۔

(۱) (الفتاویٰ العالمگیریہ: ۲/۲۷۲، الباب التاسع أحکام المرتدین، رشیدیہ)

(۲) (شرح عقود و رسم المفتی ۱/۳۳، من مجموعہ رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی)

(۳) (مجمع الأنهر: ۲/۴۴۱، کتاب الححر، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

غلط واقعہ بیان کر کے فتویٰ لینا

سوال [۱۰۳۳]: زید کی لڑکی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کے والدین نے کر دیا تھا مگر جب کہ لڑکی بونٹ کو پہنچی تو اس وقت باہم فریقین میں رضا مندی نہ رہی اور نہ لڑکی کو طلاق ہی ہوئی، لڑکے کے والدین نے ایک مولوی صاحب سے اصلیت کو چھپاتے ہوئے یہ بیان کیا کہ نکاح لڑکی کا مجھے بیہوشی کی دوا لگا کر کر دیا تھا، اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں نے بیہوشی کی حالت میں اجازت دی یا نہیں دی، نکاح جائز ہے یا نہیں؟ یہ لڑکی کے والدین نے مولوی صاحب سے زبانی بیان کیا، مولوی صاحب نے سن کر والدین کو یہ کہہ دیا کہ نکاح ناجائز ہے، دوسرا نکاح کر دیا جاوے۔

مولوی صاحب کے تحریری فتویٰ دینے پر قاضی صاحب نے لڑکی کا نکاح دوسرا پڑھ دیا، اس کے بعد جب مولوی صاحب مذکور پر اعتراض ہوا تو انہوں نے اپنا تحریری فتویٰ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مولوی صاحب نے رمضان المبارک نماز جمعہ میں یہ کہا کہ قاضی صاحب تکبیر نہ کہیں۔ اب اس میں کون قبل اعتراض ہے آیا مولوی صاحب یا قاضی صاحب؟ لہذا اس کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا جائے عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مولوی صاحب جب کہ خود اصل واقعہ سے ناواقف تھے اور لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کیا اور مولوی صاحب نے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے فتویٰ دیا تو اس میں مولوی صاحب کا قصور نہیں، لیکن جس وقت ان کو صحیح واقعہ کا علم ہوا اور لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تو ان کو اپنا فتویٰ چھپانا نہیں چاہیے تھا بلکہ ان کے ذمہ لازم تھا کہ لوگوں سے نیز قاضی صاحب سے ظاہر کرتے کہ لڑکی کے والد نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا یعنی اس بیان پر فتویٰ دیا۔ اور قاضی صاحب جب کہ مسائل سے خود ناواقف تھے انہوں نے مولوی صاحب کا تحریری فتویٰ دیکھ کر دوسرا نکاح پڑھایا ہے تو قاضی صاحب کا بھی قصور نہیں، لیکن قاضی صاحب کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ پہلے اور دوسرے نکاح والوں کو اس کی اطلاع کر دیں کہ لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کر کے فتویٰ حاصل کیا ہے (۱)، ہذا دوسرا

(۱) "إدانی بشی ثم رجع، فإن علم المستفتی برجوعه وكذا إن مكح بفتواه، واستمر عی

سكاح بفتواه ثم رجع، لزوم مفارقتہما أما إذا لم يعلم المستفتی برجوع المفتی

المفتی إعلامه قبل العمل وكذا بعده اهـ" (باب منقول عن شرح المہذب فی مداية شرح العقود، فصل

فی أحكام المفتین، ص: ۹، الثانية، میر محمد کتب خانہ)

(کذا فی رد المحتار: ۷۳/۱، مطلب إذا تعارض التصحیح، سعید)

نکاح صحیح نہیں بلکہ پہلا ہی نکاح بدستور صحیح اور قائم ہے، اپنی حالت میں مولوی صاحب کو تکبیر کہنے سے روکنا ہے جہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ اہد محمود گنگوہی عنہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنپور، ۲۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنپور، ۲۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ۔

صحیح عبدالمطیف مدرسہ مظاہر علوم بہار پنپور، ۲۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ۔

کیا عالم کے ذمہ ہر سوال کا جواب ضروری ہے؟

سوال [۱۰۳۴]: اگر کوئی کسی کو مولوی عالم اور واقف اسرار شریعت سمجھ کر اس سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور وہ اس خیال سے کہ اس کے جواب سے کسی عزیز و دوست کا نقصان ہوگا غمناک اس کا جواب نہ دے ور اس کے سوال کو گڈا شستی اور اس کو جاہل جان کر ”جواب جاہل یا شد خموشی“ پر عمل کرے تو کیا اس نے خدا کے اس حکم کے خلاف ورزی نہیں کی کہ جو تم کو معلوم ہو صاف صاف ظاہر کر دو اور کچھ نہ چھپاؤ اگرچہ اس میں تمہارا یا تمہارے عزیز دوست کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، کیا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے خلاف کرنے والے کی قیامت میں خدا کی طرف سے باز پرس نہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسئلہ شرعیہ بوقت ضرورت ظاہر کرنا واجب ہے اور محض اس خیال سے کہ میرے کسی عزیز کو نقصان پہونچے گا چھپانا جائز نہیں (۱)، لیکن ہر سوال کا جواب دینا بھی واجب نہیں اور ضرورت کا مدار جواب دینے والے کے احساس پر ہے یعنی بسا اوقات سائل کے نزدیک اس سوال کا جواب ضروری ہوتا ہے اور مجیب کے نزدیک

(۱) ”من سئل عن علم فکتمہ، ألحمہ اللہ بلحاد من الارب يوم القيامة“ (جامع الترمذی، رقم الحدیث

۶۶۴۹، کتاب العلم، باب ما جاء فی کتمان العلم، دار احیاء التراث العربی)

(و أحرجه أبو داؤد فی سہ فی کتاب العلم، باب کراهیة مع العلم، رقم الحدیث ۳۶۵۹، دار احیاء

التراث العربی)

(وابس ماحہ فی سہ، فی المقدمة، باب من سئل عن علم فکتمہ، رقم ۲۶۱، من حدیث أبی ہریرة

رصى اللہ تعالیٰ عنہ)

ضروری نہیں ہوتا بلکہ بیکار اور مصغر ہوتا ہے (۱)، یا مجھے کوپورے طور پر اس کا جواب معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص ہر سوال کا جواب خواہ وہ قبل جواب ہو خواہ نہ ہو، لوگوں کو دیتا ہے وہ دیوانہ ہے“، کد فی سب رمی (۲)۔ نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ ”جس شخص کو با تحقیق فتویٰ دیا تو اس کا نہ فتویٰ دینے والے پر ہے“۔ کد فی سب رمی (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود شگوبی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/ ۱۲/ ۶۰ھ۔

جواب صحیح ہے سعید محمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ذی الحجہ ۶۰ھ۔

صحیح عبد مطفی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ۔

مذہب کے سوال کا جواب

سوال [۱۰۳۵]۔ ایک مذہب کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ”وَرَدَفَسَ سِدْرًا مِّنْ جَبَدٍ“ میں فرشتوں کو خطاب کیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو اور شیطان اس آیت کی رو سے متشکی ہو تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون کیوں قرار پایا؟

احقر بشیر احمد کھار بیڑو۔

الجواب حامداً و مصلياً:

مذہب کا جو ب دین بیکار ہے کیونکہ وہ کسی دلیل کو تسلیم نہیں کرے گا بلکہ شیطان کا وجود ہی نہ مانے گا، اگر آپ کو شبہ ہو تو فرمائیے جواب دے دیا جائے گا۔ بیضاوی شریف، ص: ۴۷ پر نہایت تفصیل سے اس کا جواب لکھا ہے (۴) اور لامذہب سے مناظرہ کرنا فروعی امور میں قطعی مفید نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

صحیح عبد مطفی، ۱۳/ محرم ۵۴ھ۔

”وَلَا يَحِبُّ الْإِفْتَاءَ فِيمَا لَمْ يَقَعْ وَ يَحْرُودُ التَّسَاهُلَ فِي الْفَتَوَى وَ اتَّبَعَ الْحِيلَ إِنْ فَسَدَتِ الْأَعْرَاصُ وَ سَوَّالٌ مِنْ عَرَفَ بِذَلِكَ“، (الفتاوى العالمية: ۳، ۳۰۹، کتاب أدب القاضي، رشیدیہ)

(۲) ”عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، قال: ”ان الذي يعني الناس في كل ما يستفتي لمعجون“

(سنن الدارمی: ۱، ۷۳، باب في الذي يعني الناس في كل ما يستفتي، قديمی)

(۳) (سنن الدارمی: ۱، ۶۹، باب الفتيا و ما فيه من الشدة، قديمی)

(۴) ”وان إبليس كان من الملائكة و إلا لم ياوله أمرهم و لم يصح استثناء منهم، و لا يرد على ذلك-

اگر امام عالم نہ ہو تو مسئلہ کس سے پوچھیں؟

سوال [۱۰۳۱]: زید سے الفاظ قرآن بھی اکثر صاف نہیں نکلتے، ایسے شخص کی امامت یہی ہے؟
اور ایسے شخص سے آئندہ مسئلہ دریافت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ امام نہیں تو مسئلہ کی عالم سے پوچھا جائے (۱)۔ وہ الفاظ قرآن میں یہ غلطی کرتا ہے، تشریح
کے ساتھ نہیں تو حکم معلوم ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمودغفرلہ دار علوم، یوہند، ۲۶/۶/۹۲ھ۔

جہاں سے سہولت متوقع ہو وہاں سے فتویٰ پوچھنا

سوال [۱۰۳۲]: بعض مسائل ایسے ہیں کہ اس میں احناف کے علماء مثلاً علماء یوہند، سہارنپور،

= قوله تعالى: لا تلبس كن من الحن. لحوار ان يقال انه كان من الحن فعلا ومن الملائكة بوع،
ولان من عاص رضى الله تعالى عيسى روى "ان من الملائكة صوب يتو الدون، يقال لهم الحن، ومنهم
اسيس وليس رعبه انه لم يكن من الملائكة ان يقول انه كان حيا ش بين اظهر الملائكة، وكان
معمور بالالف منهم، فعلوا عبه، والحن ايضا كانوا مأمورين مع الملائكة لكه سنعى به كمر
لملائكة عن ذكرهم فيه دا علم ان الاكثر مأمورون بالدليل لاحد والوسل به عنهم لاصد عن نص
مأمورون به اه". (تفسير البصاوى، ص ۶۴، مير محمد کتب حادہ،

(۱) کسی کو مسئلہ بتانے کے لئے لازم ہے کہ وہ امام صاحب سیت، شیخ امجد اسع اشقر اور حواں رہانت، آفتاب اس
شخص میں زیادہ صاف نہ ہوں، و مسہد تانے کا اس نہیں

"لا ينبغي لأحد أن يفتي إلا من كان هكذا، ويريد أن يكون المثني عدلا عالما بالكتاب والسنة
واجتهاد الرأي إلا أن يفتي بشيء قد سمعه". (الفتاوى العالمكيرية ۳/۳۰۸، الباب الاول فى تفسير
لأدب والقضا، رشيدية)

"ان المثني فى الوقاع لا بد له، من صوب اجتهاد و معرفة بحول ليس رد لمحررات
ما يفسد الصور و مالا يفسده، مطلب منهم: ۲/۳۹۹، سعيد)

(و كذا فى إعلام الموقعين: ۳/۱۶۶، دار الكتب العلمية، بيروت،

دہلی مختلف ہیں، کسی سے نزدیک صحت ہے کسی کے نزدیک حرمت ہے تو کیا ایسی صورت میں جس جگہ سہولت ملے استفتاء کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ورنہ نحائیکہ قبل اعتماد اور دیندار ہر ایک ہیں، یعنی اتباع ہوا میں تو داخل نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب سب اداروں پر یکساں اعتماد ہے تو محض سہولت کے لئے انتخاب کرنا کہ فلاں مسئلہ میں فلاں جگہ سے سہولت ملے گی اور فلاں مسئلہ میں فلاں جگہ سے سہولت ملے گی، اگر کامل اتباع ہوا نہیں تو اتباع ہوا کے قریب قریب ضرور ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۱/۹۶ھ۔

مہابلہ

سوال [۱۰۳۸]: آج کل اہل بدعت کی طرف سے گجرات بھر میں ایک بہت بڑا شور ہے اور جاہلوں کو بہکا پھسلا کر سر توڑ پھوڑ کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ سوال کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے مسیحیوں سے مہابلہ کا اعلان کر کے ان کو زیر کیا، اس طرح اہل حق میں سے کوئی خدا کا بندہ تیار ہو کر مہابلہ کرنا چاہے تو آیا شریعت اس بارے میں اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ اگر اجازت دیتی ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ چونکہ نومبر میں بڑودہ میں اجتماع ہونے والا ہے اس کو ناکام بنانے کے لئے اہل بدعت نے ایک قسم

(۱) قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ الآية (الشوری: ۶)

”الکینس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسه هواها و تمنی علی اللہ“ رواہ الترمذی و ابن ماجہ (مشکوۃ المصابیح، ص ۴۵۱، باب استحباب المال و العمر للطاعة، الفصل التسی، قدیمی)

قال اس عاندس: ”إذا كان في المسئلة قولان مصححان، جاز الإفتاء والقضاء بأحدهما“ (الدر المختار) وقال اس عابدين: ”(قوله قولان مصححان) أي وقد تساوى في لمطی الصحيح كما لو كان أحدهما بلفظ الصحيح، والأخر بلفظ عليه الفتوى الخ“ (رد المحتار ۴/۳۶۳، مطلب فيما إذا كان في المسئلة قولان مصححان، سعيد)

(کذا فی شرح عقود رسم المفتی، ص: ۳۸، من رسائل ابن عابدين، سہیل اکیڈمی)

(وکذا حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: ۵۳۹/۲، کتاب الوقف، دار المعرفة بیروت)

ہا شور اور ہنگامہ برپا کیا ہے اور نت نئے جھگڑے کر رہے ہیں اور خاص کر پردہ میں جھگڑے بھی ہوئے جس میں بدعت والوں کو بدنام کیا اور دفعہ نمبر ۱۴۴، بھی گنوا کے کی کوشش جاری ہے، ابذا من سب جواب تحریر فرما میں۔

احقر حاجی عبدالرحیم۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مبارکہ کرنے کی بے نہ ضرورت ہے نہ اجازت ہے، ایں عمل ہو چکا ہے، ہر چیز کے وائل تفصیل سے موجود ہیں، جو گفتگو کی جائے، وائل کی روشنی میں نیچے (۱)، اور ان لوگوں سے تعرض کی ضرورت نہیں، ان کے اتہامات اور بہتانوں کی طرف کوئی توجہ نہ کریں، زیادہ سے زیادہ اتباع سنت میں مشغول رہیں، اسی کی اشد امت کریں (۲)۔

جس قدر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو مجس میں ہوگا اور آپ کے اخلاق و خصلت کا بیان ہوگا اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کی سعی ہوگی، اس قدر فتنے ختم ہوں گے، باطل منہض ہوگا، حق بلند ہوگا۔ بڑے اجتماع سے پہلے بل اللہ کے وعظ ہوں، جبہ جدشت کے جائیں اور مخالفین کی مخالفتوں کا تذکرہ نہ اجتماعات میں ہونہ پنی نئی مجلسوں میں ہو بدنام نہیں اللہ کے ذکر سے تر رہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا تہ و سہ ہو، اسی سے دعاء کریں، ہر معاملہ میں اسی کی طرف التجا ہو، اسی کو فریاد رس یقین کریں، اس کے قبضہ و قدرت میں

(۱) قال لا تعالیٰ ۵ ایوہ اکملت لکم دیکم وانمت علیکم بعسی ورضیت لکم الاسلام دیر
(المائدہ، پ ۶، آیہ ۳)

”(الیوم اکملت لکم دیکم) بالصبر والإطهار علی الأديان کلها أو بالتصبیص علی فروع
العقائد والتوقیف علی أصول الشرع وقوا میں المیاس“ (العیبر الاحمدیہ، ص ۳۳۵، مکہ
حقانیہ پشاور)

تفصیل کے لئے دیکھئے (حسن نقاشی ۱، ۲۴۶، کتاب الحظر والاحیاء، باب المعروف، سعید
(۲) اصل میں قطعک، وحسن الی میں أساء الک ”قال المصاوی رحمہ اللہ“ قوله ”اصل میں قطعک
لح“ ہاں فعل معہ ہا بعد ہا و صلا“ فیک ان فعل دیک انتب عدوک الشوق میں لولی
بحکمہ“ فی شرح الجامع الصغیر، رقم الحدیث ۲۰۰۰، ۱۹، ۳، برز مصنفی (ص)

سب کے دنوں کو سمجھیں، انشاء اللہ تعالیٰ چری نصرت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب عنہ ووالعوم دیوبند، ۲۸ ۶ ۸۸ھ۔

اختلاف کے وقت کس قول پر عمل ہو؟

سوال [۱۰۳۹]: ۱۔ فتنہ خفنی کی جتنی درجی کتب ہیں ان میں تقریباً سب میں احناف کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے، کیا اختلاف کا شہ یہ ہے کہ ہم عمل جو مزبے یا نہیں، اگر نہیں تو کس بات پر عمل ہو، امام صاحب کے مسلک، یا امام ابو یوسف اور امام محمد کے مسلک پر ہم فیصلہ کس طرح کریں؟

۲۔ احناف کی وہ وہی کتاب ہے کہ جس کے تمام مسائل بطور فیصلہ اور فتوے کے ہوں تاکہ وہ خرید کر ہر وقت مسند دیکھ لیں اور وہ کتاب اوروں سے جامع بھی ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کیف، اتفاق کسی قول پر عمل کرنا درست نہیں بلکہ اس کے سنے پتھ قواعد و ضوابط ہیں جن کی پابندی ضروری ہے، اگر کسی مسئلہ میں چند اقوال ہوں اور اصحاب ترجیح نے کسی قول کی ترجیح صراحتاً بیان کی ہے تو ترجیح پر عمل کیا جائے گا اور اگر صراحتاً ترجیح بیان نہیں کی تو ضمنی ترجیح کو تلاش کیا جائے (۱) مثلاً ایک قول متون میں ہے، دوسرا شروح میں تو فوں اول کو ترجیح ہوگی (۲)، یا ایک قول قیاس ہے، دوسرا استحسان تو ثانی کو ترجیح ہوگی (۳)

(۱) "ومن هدايتهم قد برحجون قول بعض اصحابه على قوله، كما رجعوا قول رفر وحده في سبع عشرة مسألة، فتبع ما رجحوه. لانهم اهل النظر في الدليل". (رد المحتار، المقدمة، مطلب: ۱۵۱) تعارض التصحيح: ۱/۷۱، سعيد)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۱۱۰، مطلب في قواعد الترجيح، الرشيد الوقف) ۲. "وكذا لو كان احدهما في الشروح والآخر في الفناوى، لما صرحوا به من ان ما في المتون مقدم على ما في الشروح". (رد المحتار، مطلب: اذا تعارض التصحيح: ۷۲، سعيد)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۱۱۵، المتون مقدمه على الشروح، الرشيد الوقف) ۳. "وكذا لو كان احدهما استحسانا والآخر قياسا. لأن الأصل تقديم الاستحسان إلا فيما استثنى" رد المحتار، لمقدمه، مطلب اذا تعارض التصحيح: ۷۲/۱، سعيد)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۱۱۲، يرجح الاستحسان على القياس الرشيد الوقف)

انی مسائل معدودہ۔ اور اگر ترجیح ضمنی بھی حاصل نہ ہو تو پھر اس کے لئے ابواب کی تفصیل اس طرح کی ہے:

”قد جعل العلماء لفتویٰ عسی قول الإمام الأعظم فی العبادات مطلقاً، وقد صرحوا بأن
 لفتویٰ عسی قول محمد فی جميع مسائل دوی الأرحام وفي قصه، لأسانہ و نصائر: لفتویٰ
 عسی قول أسی یوسف فی ما يتعلق بالنقصاء كما فی النقیة والسراریة“۔ رد المحتار: ۱/۵۰ (۱)۔

اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو علامہ شامی کا رسالہ شرح عقود رسم المفتی دیکھئے (۲)۔ فقط و نہ
 سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

غیر مفتی بہ قول کو اختیار کرنا

سلام مسنون!

سوان [۱۰۴۰]: محنت مانتہم!

روایت بدل سے متعلق تیرہ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء بھیجا تھا جس کا جواب آپ کے یہاں یکم
 ذی قعدہ ۱۴۹ھ کو مکمل ہوا اور آخر ذی قعدہ میں یہاں پہونچا ہے، اس کے جواب نمبر: ۳ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے
 کہ ”جب ایک شہر میں دو قضی ہوں تو مراسلت ان کے درمیان جائز ہے“۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ مفتی بہ مذہب
 امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے، لہذا مسافت مقرر کردہ امام ابو یوسف سے کلم کی صورت میں کیا صورت اختیار کیجئے
 مثلاً: سیتا پور یہاں سے پانچ میل ہے وہاں اگر شہادت گذر جائے تو خیر آباد میں مراسلت کیسے کی جائے۔ امام محمد
 صاحب رحمہ اللہ کی روایت ”نوادر“ کی ہے اور فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ جس قول پر فتویٰ کی صراحت ہو اس
 سے عدول نہیں جائز ہے۔ تو خلاصہ سے جو امام محمد صاحب کا قول تحریر فرما کر عمل کی گنجائش تحریر فرمائی ہے وہ کس
 طرح ممکن ہوگی؟ ذیل میں وہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں جن میں غیر مفتی بہ قول پر عمل کرنا ناجائز بتایا گیا ہے جب
 کہ دوسرے قول کے لئے فتویٰ کی صراحت موجود ہو۔

۱ عقود رسم المفتی، ص ۱۶، میں ہے: ”معناه أن ما كان من المسائل في الكتب

فتی روست عن محمد بن الحسن رواية صاهرة يفتي به وإن لم يصرح بتصحيحه، نعم

(۱) (رد المحتار، مطلب إدار التصحيح: ۱/۷۱، سعید)

(۲) (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۱۱۰، الرشید الوقف)

صحیحہ روایت میں میر کتب حاضرہ روایت سے ما صحیحہ۔ قال علامہ نصر صوسی فی تتبع
مسائل فی مسئلہ کفایۃ ہی شہرہ ان القاضی المقصد لا یجوز بہ ان حکمہ لا یعد من صہر
روایتہ لا بد و نہ شدہ، لا ان یقصر علی ان یفتویٰ عنہا" (۱)۔

۲ "فمن علم عقد منہ فی خمس شہین" حدیثہم لا بد منہ، و لا حر صحیحہ۔
لا بد منہ تصحیحہ۔ منہ، ص ۳۹ (۲)۔

۳ "وہد نیست تصحیح، او سمأحدہ، او نہ یفتی، و غیبہ لغوی، و نہ یفت
سحرشہ" ص ۳۸ عقود (۳)۔

عبارات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ جس امر پر فتویٰ کی صراحت ہو اس کے خلاف عمل نہیں
جائز ہے۔

الجواب وهو الموفق للصواب:

یہاں کے جواب میں روایت امام محمد "نوادیر" کو مفتیٰ بہ نہیں کہا گیا، بلکہ مفتیٰ بہ حسب تصریح فقہاء بقول
ابو یوسف رحمہ اللہ ہی ہے، لیکن جیسے کہ آج کل کے قاضی شرعی قاضی نہیں، ان پر فقہاء کی بیان کردہ تعریف صادق
نہیں آتی (۴) ان کو قدرت ائرام حاصل نہیں، بلکہ تسامح مفتی یا عالم پر قاضی کے احکام جاری کر دیئے جاتے
ہیں، اسی طرح قبول کتاب قاضی کے شرائط میں بھی تسامح سے کام لیا جاتا ہے، خاص کر ایسے مسائل میں جن میں
عوام کے فتنہ کا منظرہ ہو۔

(۱) (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۴۴، میر محمد کتب خانہ آرام باغ)

(۲) (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۸۸، میر محمد کتب خانہ آرام باغ)

(۳) (شرح العقود، المصدر السابق)

(۴) "القاضی هو الذی تعین و نصب من حیة من له الأمر لأجل القضاء ای فصل الخصومات وحسم
سدعاوی والمبرعات وعبر ذلک، وقال النسفی: القاضی الحاکم المحکم: ای المفعل المتقن
وفی رد المحتار تم القاضی تنفیذ ولا ینہ بالزمان والمکان والحوادث" (کتاب القضاء
۵ ۳۵۶، سعد)

(و کذا فی فواعل الشہ، ص ۴۰، حرف القاف، الصدوق بشرح)

مواقع ضرورت میں بعض غیر مفتی بہ اقوال کو اختیار کرنے کی فقہاء نے گنجائش تحریر فرمائی ہے جیسا کہ
عہدہ شامی رحمہ اللہ نے نوأقض وضو کی بحث میں "کسی الحمصہ" کا حکم ذکر فرماتے ہوئے خارج و مخرج کے
ذیل میں بعنوان "تنبیہ" ایک قول کو صحیح کہا ہے اور پھر بحوالہ حلوانی اسی صحیح کے مقابل قول پر عمل کی گنجائش نقل کی
ہے (۱)، بلکہ اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بھی تالیف کیا ہے (۲)۔

نیز احکام حیض میں بھی مواضع ضرورت میں کسی ایک قول کو اختیار کرنے بلکہ فتویٰ دینے کی اجازت نقل
کی ہے (۳) اگرچہ وہ قول مفتی بہ نہ ہو۔ اس سال عید کے موقع پر بعض دیار میں اس قدر خفشتا رہا کہ جس کی حد
نہیں، ایک ہی شہر میں کچھ آدمی صائم رہے کچھ نے نماز عید ادا کی، بعض نے محض افواہ پر روزہ افطار کیا بعض نے
شرعی شہادت کے باوجود روزہ پورا کیا وغیرہ وغیرہ۔ پھر نااہل لوگوں نے مسائل فقہ پر زبان محض دراز کی، اس کے
بعد فتویٰ کا سلسلہ چلا، جواب تک ختم نہیں ہوا یعنی افطار کر دینے والوں پر قضاء و کفارہ کا کیا حکم ہے اور جنہوں نے
افطار نہیں کیا وہ صوم منہی عنہ سے عاصی ہوئے یا نہیں۔ پس اگر ایسے خفشتا اور فتنہ عوام سے بچنے اور عوام کو بچانے
کے لئے قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ پر عمل کی گنجائش تحریر کر دی جائے تو یہ اصول افتاء کے خلاف نہیں ہے۔ فقط واللہ
سبحانہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ محرم/ ۱۳۷۰ھ۔

شیعہ کے سوال کا جواب کس طرز پر ہونا چاہیے؟

سوال [۱۰۴۱]: اگر کوئی حنفی، سنی، مفتی شیعوں کے مسائل میراث سے واقف ہو تو وہ استفتاء جس
میں مورث اعلیٰ شیعہ ہو اور باقی مورث و وارث سنی ہوں یا مورث اعلیٰ سنی ہو اور بقیہ مورث و وارث خواہ کل شیعہ
(۱) "والصحيح الأول، كما ذكره قاصحان، لكن في الثانية توسعة لمن به جدري أو حرب كما قلناه
الإمام الحلواني، ولا بأس بالعمل به ههنا عند الضرورة" (رد المحتار ۱/ ۱۳۹، كتاب الطهارة،
مطلب في كى الحمصة، سعيد)

(۲) الرسالة الثالثة (الموائد المحصصة باحكام كى الحمصة، من رسائل اس عابدين ۱/ ۵۴،
قاسميه كوئنه)

(۳) "لو أفنى بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير، كان حسناً اهـ" (رد المحتار:
۱/ ۲۸۹، باب الحيض، مطلب لو أفنى مفت الخ، سعيد)

ہوں و جنس شیعہ و جنس سنی، پس ایسی صورت میں سنی مفتی ایسے استثنائے کا جواب اس طرح کہتے، "یہ اصل میں اپنے اصول کے موافق کہتے یا مورث شیعہ کے ترکہ و حصے کو اصول شیعہ کے موافق اور مورث حنفی و سنی کے ترکہ و حصہ کو اصول حنفیت کے موافق، یا یہ صورت ہوگی؟ جو صورت ہو مدلل تحریر فرمائیں۔"

لجواب حامداً و مصلیاً:

جوفرقہ شیعہ کا کافر ہے اس کی رعایت کرتے ہوئے جواب دینا شرعاً درست نہیں، بلکہ جو سبب میراث بل سدرم کے نزدیک معتبر ہے انہی اسباب کے ماتحت ان کو بھی جواب دیا جائے گا۔

"کفر یہو رہا فی مسیحہ۔ لیسب سنی بنو رٹ یہاں اہل اسلام فی مسیحہ میں

سب و سب، عسکری، سب سب سنی میراث اہل کفر: ۶، ۵۴ (۱)۔"

اور جوفرقہ کافر نہیں بلکہ مسلم ہے اس کو بھی حنفی، سنی اپنے اصول کے مطابق جواب دے گا، جیسا کہ اگر کوئی شافعی المذہب کسی مفتی حنفی سے امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق کوئی مسئلہ دریافت کرے تو حنفی مفتی اس وقت امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق جواب نہیں دے گا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موافق جواب دے گا۔

علامہ حنفی رحمہ اللہ نے "درمختار، کتاب الحصر و بیان حد، فصل فی سبع" میں "کتاب حب، سورہ" سے کچھ پہلے لکھا ہے: "عروج" "کتاب ہدایہ نسافعی رحمہ اللہ، یکتاب حب نسافعی رحمہ اللہ"

اس پر امام شافعی لکھتے ہیں " (فقہ کتب نج) میں مکتبہ سبب ہدایہ نسافعی وغیرہ میں اصحاب سبب حد " رد المحتار ۵، ۹۹ (۲)۔"

پس مذہب شیعہ کے مطابق سوال کرنے سے مفتی سنی کو بطریق اونی مذہب اہل سنت کے مطابق جواب دینا چاہیے۔ فتنہ و مذہب نہ تعون الامر۔

حررہ العبد المذنب، شہابی عنایت اللہ عنہ۔

فتویٰ کی تائید میں کسی مولوی کا جھوٹا موٹ نام

سوال [۴۲]۔ مفتی صاحب نے اپنے دیے ہوئے فتوے کی تائید میں جھوٹا موٹ ایک مولوی

۱ الفتاویٰ العالمکیہ، کتاب الفرائض ۶، ۴۵۴، ۴۵۵، رشیدیہ

۲ رد المحتار علی مدار المحتار کتاب الحصر والإباحة ۶، ۲۲۱، سعید

صاحب کا نام شائع کر دیا، اب مولوی صاحب منکر ہیں کہ میرا نام جھوٹ شائع کیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ مفتی کی شرعاً منہ زلت کیا ہوگی؟ اور ان کا فتویٰ شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصبیاً:

جب اصل فتویٰ مفتی صاحب سے پوچھا گیا ہے تو یہ بھی ان ہی سے پوچھا جائے، وہی اپنے فتوے کے اخذ کی تصحیح نہ ہی کریں گے۔ تصحیح نقل مفتی کے ذمہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۲/۹۴ھ۔

اپنی ذات سے متعلق سوال سے مفتی کا جواب سے معذرت کرنا

سوال [۱۰۶۳]: ایک وقف کی آمدنی جو کہ مخصوص ادارہ کے لئے خاص ہے لہذا اس کے علاوہ پھر وقف کی آمدنی کو دوسرے مصرف میں صرف کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی وقف کے منشاء کے خلاف صرف کرے تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الملک:

مدرسہ عالیہ جامع مسجد کا صدر مدرس ہی مفتی ہے، اس لئے اس کے متعلق کسی دوسرے دارالافتاء سے فتویٰ حاصل فرما نہیں۔ اختلافی مسائل کا جواب دینے کی وقف بورڈ کی جانب سے ممانعت ہے، اس لئے معذوری ہے۔ فقط عبد القدوس رومی

نوٹ: عبد القدوس رومی مفتی شہر نے جو جواب دیئے ہیں وہ کہاں تک درست ہیں؟ کیا کسی کے متعلق خود اس کی ذات سے متعلق بات دریافت کرنا شرعاً ممنوع ہے اور اس کے جواب دینے کا حق نہیں ہے؟ کیا کسی مفتی کو یہ کہنے کی مجال ہے کہ وہ سنی وقف بورڈ کی وجہ سے امر حق کو ظاہر نہ کرے اور معذوری پیش کرے جو ب دینے سے اعراض کرے، ایسے مفتی کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ نیز سوال اول کا جواب نہ ارد ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس مفتی کی ذات سے متعلق سوال ہو وہ اگر خود ہی جواب دے کر اپنی پوزیشن کو صاف کر لے تو مظنہ

تہمت ہے جس سے بچنے کا حکم ہے (۱)، اس بناء پر اگر انہوں نے جواب دینے سے معذرت کر دی تو یہ طریقہ مناسب ہے۔ اگر کسی مفتی کو پابند کر دیا جائے کہ فلاں فلاں مسئلہ کا جواب دیں اور فلاں فلاں مسئلہ کا جواب نہ دیں پھر وہ اس پابندی کی رعایت رکھے تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے، مثلاً پہلے زمانہ میں قاضی کے نام منشور آتا تھا کہ قوب راج اور قول مختار پر فیصلہ کر سکتا ہے تو وہ اس کا پابند ہوتا ہے، یا مثلاً قول امام ابو حنیفہ پر فیصلہ کرے تو وہ اس کا پابند ہوتا تھا اگرچہ دوسرے قول بھی غلط نہیں لیکن اس کو اختیار کرنے کا حق نہیں (۲)، یا جیسے ایک طبیب ہے کہ امراض چشم کا علاج کرتا ہے دوسرے امراض کا علاج نہیں کرتا تو اس پر کیا اعتراض ہے، دوسرے امراض کے علاج کے لئے دوسرے طبیب موجود ہیں۔ لہذا آپ کے لئے مناسب طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے سوالات دوسری جگہ حل کر لیں، ان سے ہی دریافت کرنے پر اصرار نہ کریں، نہ ان کے یا کسی کے درپے ہوں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۲۳ھ/۹۶ھ۔



(۱) "(ویتیقی مواضع التہمة تحدرأ سؤظہم) ای بالریبة (ووقعہم فی الغیبة) وعن أنس أنه علیہ السلام کلم إحدى سنانہ، فمر به رجل، فدعاه، فقال "یا فلاں! ہدہ روحی صبیة"، فقال: یا رسول اللہ! من کست أظن فیہ؟ فبأی لم أظن فیک، فقال "إن الشیطان یحری من ابن آدم مجری الدم" رواہ مسلم ... "وعن عمر رضی اللہ عنہ "من أقام نفسه مقام التهمة فلا یلومن بالدرۃ، فقال: یا أمیر المؤمنین! إنها امرأتی، قال فہلا تکلمت بحیث لا یراک الناس" (عین العلم لملا علی القاری، الباب الثامن فی الصحیحة: ۱/۳۴۷، مکتبہ القدس کوئٹہ)

(۲) "القضاء مظهر لا مشیت، وینحصر برمان ومکان وحصومة" (الدرا المختار، کتاب القضاء، فصل فی الحس، مطلب القضاء یقل التقیید والتعلیق: ۵/۴۱۹، سعید)

تعلیم نسواں کا بیان

تعلیم نسواں

سوال [۱۰۴۲]: تعلیم نسواں کے سلسلہ میں اسلام سے احکام کے مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

سائل شفیع الدین معرفت، حفیظ الدین صاحب، جامنہ الی مسجد، شورا بگسٹ، میرٹھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورتوں کو بھی ضرورت کے مطابق دینی تعلیم اور نیوی تعلیم نہ صرف جائز بلکہ لازم ہے (۱)، ابستہ حدود شرع کی پابندی ضروری ہے، دنیوی اعلیٰ تعلیم کا طریقہ مروجہ حدود شرع اور حدود اخلاق سے متجوز ہے، بے شمار مفاسد اور فتنے اپنے اندر لئے ہوئے ہے، کورس میں بھی فتنے ہیں کہ اسلامی عقائد، اخلاق، معاشرہ، چیز پر اثر انداز ہیں، جن کا مشاہدہ ہے۔ اس تعلیم کا مقصد بھی مامطور پر سرکاری ملازمتیں اور عمدے حاصل کرنا ہے جن کی مروجہ طریقہ شرعاً کوئی گنجائش نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد وغفرہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۹۴ھ۔

(۱) "عن انس بن مالک رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "طلب العلم

فريضة على كل مسلم" (سنن ابن ماجة، ص ۲۰، باب فصل العلماء والحث على طلب العلم، قديمي)

(ومشكاة المصابيح، ص ۳۴، كتاب العلم، قديمي)

وقال العلامة القارى "أى ومسلمة، كما فى رواية" (مرقاۃ المفاتیح ۱/۲۸۳، كتاب العلم، امدادیہ)

(۲) "وسئل رحمه الله تعالى ما حکم تعلیم النساء الکتابۃ اھ" فأجاب فقہ روى الحاکم

وصححه عن الیهقی "عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن السی صلى الله تعالى عليه وسلم قال "لا تدرلواھن

فى العرف ولا نعلموھن الکتابۃ" یعنى النساء وحیدہ فیکون فیہ إشارة الى علة الیہی عن

الکتابۃ، وهى أن إذا تعلمتھا، توصلت بها الى أعراض فاسدة، وأمكن توصل الفسقة إليها على وجه

أسرع وأبلغ وأخذع من توصلهم إليها بدون ذلك اھ" (الفتاوى الحديثية، ص ۱۱۹، مطلب بکرہ

نعیم النساء الکتابۃ، قديمي)

کیا تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ہے؟

سوال [۱۰۴۵]: لڑکا تعلیم یافتہ ہے، لڑکی کے والدین قرآنی تعلیمات سے سب خیر ہیں، لڑکا شریعت کا پابند ہے مگر اس کی شادی کی کوئی پروا نہیں کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دینی تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ضروری ہے (۱) اور اس کی ضرورت پوری زندگی کے لئے ہے، صرف شادی کے لئے نہیں، لہذا ایک کی تعلیم کا خیال کرنا دوسرے کی تعلیم کا خیال نہ کرنا غلط ہے۔ جو لڑکا شریعت کا پابند ہے اس کی شادی نہ کرنا ظلم ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبد محمود غفرلہ۔

بے پردگی کی حالت میں عورتوں کو تعلیم دینا

سوال [۱۰۴۶]: ایک مولوی صاحب باقی اسکاں میں عورتوں کو تعلیم دیتے ہیں اور پردہ کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے، اتنا ہے کہ عورت کے اعضاء ڈھکے رہتے ہیں مگر چہرہ کھلا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں مولوی صاحب کو تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) "عن أسس مالک رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "طلب العلم فريضة على كل مسلم". (ابن ماجه، ص: ۲۰، باب فضائل العلم، مير محمد)
وقال الملا عسى القارى فى شرحه "طلب العلم" أى الشرعى "فريضة" أى مفروض
فرص عين "على كل مسلم" أو كفاية والتاء للمبالغة أى ومسلمة، كما فى رواية". (مرقاۃ المفاتیح
۴/۷۷، رقم الحديث: ۲۱۸، كتاب العلم، رشیدیہ)

(وكذا فى رد المحتار: ۴/۱، مطلب الفرق بين المصدر والحاصل بالمصدر، سعيد)

(۲) "وعن أبى سعيد و ابن عباس رضى الله عنهما قالاً قال رسول الله ﷺ "من ولد له ولد، فبمحس اسمه وأدبه، فإدأ بلع فسروحه، فإن بلع ولم يبروجه فأصاب إثمًا، فإنما إثمہ على أبيه" قال لطیبي رحمه الله تعالى أى حواء الإثم عليه حقيقة، ودل هذا الحصر على أن لا إثم على الولد مبالغة، لأنه لم ينسب لما يتفدى ولده من إصاة الإثم" (مرقاۃ المفاتیح ۶/۳۰۰، كتاب النكاح، باب الولی فی النكاح واستیذان المرأة، الفصل الثالث، رشیدیہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح تعلیم دینے کی اجازت نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۱/۹۲ھ۔

لڑکیوں کی تعلیم

سوال [۱۰۴]: کوئی شخص اپنے محلہ کی غیہ محرم عورتوں کو پردہ میں رکھ کر حیض و نفاس کا مسئلہ

نماز، روزہ، پاک، ناپاک کے بارے میں وعظ و نصیحت سناے اور بتلاے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ قریب اہل غریب لڑکیوں کو مکتب و مدرسہ میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیسا گناہ

ہے؟ بدیل شرعی مع حوالہ جات کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکثرت ثابت ہے، لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر

احتیاط چاہئے، خاص کر حیض و نفاس کے مسائل اپنی محرم عورتوں کو سمجھا دے اور پھر وہ عورتیں دوسری عورتوں کو

سمجھ دیں، جیسا کہ ازواج مطہرات سمجھایا کرتی تھیں (۲)۔ یہ مردوں کو سمجھا دے اور وہ اپنی عورتوں کو سمجھ دیں،

غیہ محرم عورتوں کے ساتھ خلوت بہ گز نہ کرے کہ یہ ممنوع ہے۔

۲۔ دینی مسائل کی تعلیم جس طرح لڑکوں کے لئے ضروری ہے لڑکیوں کے لئے بھی ضروری ہے، جو

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ الآية (النور: ۳۰)

و قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ الآية (النور: ۳۱)

و قال تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا السَّيِّ قُلْ لَأَرْوَحَكِ وَبَتَّكَ وَبَسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدِين عَمَّهِنَّ مِنْ

حَلَابِيهِنَّ﴾ (الأحزاب: ۵۹)

(۲) "أَنْ فَضْمَةً بَسَتْ أُنَى حَبِيشٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَسْتَحْيَصْتُ، فَأَمَرْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

أَنْ تَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَسْتَذْفِرُ

بِثَوْبٍ وَتَصَلِّي". (والسنن الكبرى للبيهقي: ۱/۳۴۶، بيروت)

(و كذا في نصب الراية، كتاب الطهارة: ۱/۲۰۶، المكتبة الإسلامية)

لڑکی مرہقہ ہو وہ بالغہ کے حکم میں ہے اس کے لئے پردہ ضروری ہے۔ اس کو مکتب یا مدرسہ میں بھیجنا فتنہ سے خالی نہیں، لہذا ایسی لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام خود ان کے مکانوں پر ہونا چاہئے، جیسا کہ نمبر ۱ میں تحریر

”وقل لعنہ صبیحہ و سلمہ“۔ ”سراۃ عورۃ، فہذا حر حجت سنیہ فیہا سنیہ“۔

ترمذی (۱) مشکوٰۃ شریف (۲)۔ ”طب لعنہ فریضۃ غنی عن مسندہ“۔ ”مسندہ کتبہ فی روضہ“۔ ”درمیں مشکوٰۃ (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنیوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹ محرم ۱۴۱۱ھ۔

اجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹ محرم ۱۴۱۱ھ۔

لڑکیوں کے لئے تعلیم

سوال [۴۸۰]: قریب ابلوغ لڑکیوں کو مکتب یا مدرسہ میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں

تو کیسا گناہ ہے بدلیل شرعی مع حوالہ جات کتب تحریر فرمادیں!

الجواب حامداً ومصلیاً:

دینی مسائل کی تعلیم جس طرح لڑکوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح لڑکیوں کے لئے بھی ضروری

ہے (۴)۔ جو لڑکی مرہقہ ہو وہ بالغہ کے حکم میں ہے، اس کے لئے پردہ ضروری ہے، اس کو مکتب یا مدرسہ میں بھیجنا فتنہ سے خالی نہیں، لہذا ایسی لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام خود ان کے مکانوں میں ہونا چاہئے لکن ”سراۃ عورہ،

فہذا حر حجت من سہ، سنیہ فیہا الشیطان“۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ (۵) ”طب لعنہ فریضۃ غنی

(۱) (جامع الترمذی، کتاب الطلاق، باب (بلا ترجمہ): ۲۲۲/۱، سعید)

(۲) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلى المخطوبة و بیان العورات ۲/۲۶۹، قدیمی)

(۳) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی: ۱/۳۴، رقم الہامش: ۱۱، قدیمی)

(۴) ”واعلم أن تعلم العلم یكون فرض عین: وهو بقدر ما یحتاج لیدیہ“۔ قال العلامة ابن عابدین: ”قل

للعامی فی فصولہ من فرائض الإسلام تعلم ما یحتاج إلیہ العبد فی إقامة دینہ وإحلاص عملہ لله تعالیٰ و

معاشرة عبادہ، و فرض علی کل مکلف و مکنتہ بعد تعلمہ علم الدین و التہدیه تعلمہ علم الوصوء

والعسل“۔ (مقدمة رد المحتار: ۳۴۱، قبل مطلب فی فرض الكتابة و فرض العین سعید)

(۵) مشکوٰۃ المصابیح ۲/۲۶۹ کتاب النکاح، قدیمی)

کل مسسہ نئی و مسسہ کما فی الروایہ اھـ ہامش منسکۃ (۱)۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اسم۔
حررہ العبد محمود غفر۔

مدرسہ میں لڑکیوں کی تعلیم

سوال [۱۰۴۹]: ہمارے گاہن میں ایک مدرسہ ”باب العلوم“ کے نام سے چل رہا ہے جس میں اکثر طالبات ہیں اور لڑکے کم ہیں، ان طالبات اور طلباء کو ۱۰ سالہ ہی تعلیم دیتے ہیں، اس مدرسہ کے صدر مدرس کے بڑے طلبہ بعض بالغ بھی ہیں اور بعض طالبات بھی قریب البوغ ہوئی ہیں اور بعض طالبات ایسی ہیں جن کی عمر کم ہے، لیکن بہت سے قابل پردہ معلوم ہوتی ہیں۔ مدرس صاحب ان طالبات کو یکے بعد دیگرے تعلیم دیتے ہیں، اور اکثر وقت ایک ورائڈے میں ایک صف طالبات کو بٹھاتے ہیں اور دوسری صف میں طلباء بالغ کو بٹھاتے ہیں اور غیر بالغ بھی موجود ہوتے ہیں غرض کہ دونوں کا اختلاط ایک دوسرے سے ہوتا رہتا ہے۔ مدرسہ کے وقت میں مدرس نگرانی کرتے رہتے ہیں اور بوقت آمد و رفت اختلاط ہوتا رہتا ہے اور بچیاں گھر سے آتے وقت بد برقع کے آتی ہیں، حالانکہ ہر طبقہ جو قابل پردہ ہیں ان کا قرآن صحیح ہو گیا ہے، اگر تنظیمیں چاہیں تو ان کے سرپرستوں کو بلا کر اخراج کر سکتے ہیں یا پردہ کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں، لیکن ان تمام امور کی انجی مدہی کو مصالح مدرسہ کے خلاف سمجھ کر عند الشرع ان کے لئے جو منتظم ہیں، کیا ضروری ہے؟ مینوا تو جروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

لڑکی جب باغ ہو جاوے یا بوغ کے قریب ہو جاوے تو اس کو پردہ کی تاکید لازم ہے ورنہ وہ مگر بھرے پردہ رہے گی۔ دینی مدرسہ میں صرف تعلیم ہی مقصود نہیں ہوتی ہے بلکہ اخلاقی تربیت اور عملی پابندی کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ سائنس لڑکوں اور لڑکیوں کا اس طرح بے پردہ اختلاط باعث فتنہ بھی ہو سکتا ہے جس کے شواہد، سکولوں اور کالجوں میں بے شمار ہیں گے، اگر ابھی سے احتیاط نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں دینی مدارس کا بھی وہی حال نہ ہو (۲)۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”عورت تو چھپانے کی چیز ہے، جب وہ اپنے مکان سے نکلتی ہے تو

(۱) (مرقاة المفاتیح : ۲۸۳/۱ ، کتاب العلم ، مکتبہ امدادیدہ ، ملتان)

(۲) قال الإمام شاذ ولی اللہ ”اعلم أنه لما كان الرجال يبيحهم النظر إلى النساء على عتقهن والنوحه بهن، و يفعل بالنساء مثل ذلك، و كان كثيراً ما يكون ذلك سبباً لأن يتغنى قصاء الشهرة منهن علم“

شیطان ان کو جھانکتا اور تاکتا ہے“ (۱)۔ ایک حدیث میں ہے کہ ”نظر شیطان کے زیرِ پٹے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو سیدھا دل پر جا کر لگتا ہے“ (۲)۔ اور بھی احادیث ہیں، اس سے بہت زیادہ احتیاط ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۷/۵/۹۰ھ۔

کتنی عمر کی بچی مدرسہ میں پڑھ سکتی ہے؟

سوال [۱۰۵۰]: کتنی عمر تک کی بچیوں کو مکاتیبِ یارِ نبی مدارس میں دینی تعلیم دی جا سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چھ سات سال تک کی بچیوں کے لئے تو کچھ مضائقہ نہیں وہ بھی جب کہ بد اخلاقی نہ سیکھیں، ان کی پوری نگرانی کی جائے (۳)۔ آٹھ نو سال کی بچیوں کو لڑکوں کے مکتب مدرسہ میں آنے سے روک

= غیر السہ الراشدة، کاتع من ہی فی عصمة غیرہ، أو بلا نکاح، أو غیر اعتبار کفاءة، ولدی شہد من هذا الباب یعنی عما سطر فی الدفاتر، اقتضت الحکمة أن یسد هذا الباب، رحمة الله المألعة، ۲، ۳۳۲، ذا العورات، قدیمی)

(۱) "المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان" و فی رواية "المرأة عورة مستورة" نصب لرایة لأحدیث الہدایة: ۱، ۲۹۸، المكتبة المکیة جدة)

(و کذا فی الفتاویٰ الحدیثیة، ص: ۱۱۹، مطلب: یکرہ تعلیم النساء الکتابہ، قدیمی)

(۲) قد وحدث هذا الحدیث فی کشف الحفاء بهذا اللفظ "قال رسول الله ﷺ عن ربه عز وجل "الطيرة سهم مسموم من سهام إبليس، من تركها من محافتي أبطلته إيماناً يحد حلالوته في قلبه" (كشف الحفاء ۲، ۳۲۸، حرف النون، بحوالہ ضرابی، رقم الحدیث ۲۸۶۴، دار إحياء التراث العربی)

(و کذا فی المستدرک للحاکم: ۴، ۳۱۴، کتاب الرقاق، الطيرة سهم من سهام إبليس مسمومة، دار الفکر بیروت)

(ومجمع الزوائد: ۸/۶۳، باب غص الصر، کتاب الأدب، دار الفکر بیروت)

(والدر المنثور للسيوطی ۵، ۴۱، تحت قوله تعالى: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ مؤسسة الرسالة الشر محمد امین دمج بیروت)

(۳) قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (سورة الاحزاب، ۶)

دیجائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۵/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: ہندو نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۵/۹۲ھ۔

ٹریبون و انگریزی تعلیم دلانا

سوال [۵۰۵] : ٹریبون و اعلیٰ انگریزی تعلیم دینا کمرہ کاری مدارس میں لازم کرنے کے متعلق

شرعاً سمیہ کا کیا رشتہ ہے، کیا ایسا شخص مسلمانوں کا مذہبی امام یا پیشوا بن سکتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

نفس زبان سیکھنا فی حد ذاتہ شرعاً ممنوع نہیں لیکن آج کل انگریزی پڑھنے والوں پر ماحول کا اتنا برا اثر پڑتا ہے کہ وہ اپنے اقوال، افعال، وضع قطع کو بالکل شریعت کے خلاف کر لیتے ہیں حتیٰ کہ ان کے عقائد تک مسخ ہو جاتے ہیں۔ مسائل شرعیہ نماز، روزہ، تلاوت قرآن وغیرہ کا مذاق اڑاتے ہیں، بہت سے مذہب و پرست ہو رقص و مصطیق و ذات و صفات کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اس لئے ان مفاسد کے پیش نظر شرعی نقطہ نظر سے

= قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ "عن علی رضى الله تعالى عنه في قوله تعالى ۝ قولا انفسكم و اهدیکم سراجاً یقول اذہم و علموہم۔ و قال قتادة تأمرهم بطاعة الله و تنہاہم عن معصية الله. و ان تقوم عنہم۔ مر الله و تأمرهم به الح" (تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۰۲، سورة التحريم، مکتبہ دارالسلام ریاض)

وقال الإمام أحمد "عن ابن عمر رضى الله تعالى عنہما قال رسول الله صلى الله تعالى عنہ وسلم "کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔ و الرجل راع علی اهل بیتہ، و هو مسئول عنہم الح" (مسند الإمام احمد ۲/۵۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۱) اس میں بہت سے مفاسد ہیں جیسا کہ منجری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ن فیہا خشية مفسدة، و درء المفساد مقدم علی جلب المصالح، (الفتاویٰ الحدیثیہ،

ص: ۱۱۹، قدیمی)

(کذا فی حجة الله البالغة: ۴/۳۳۳، قدیمی)

(و فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۳۱، کتاب العلم، دار الاشاعت کراچی)

انگریزی تعلیم کو مخرب عقائد اور مفہاموں کا بایاں ہے۔

لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دینے میں مفاسد مذکورہ نے علاوہ کچھ اور بھی شرمناک اور ناقابل بیان خرابیاں موجود ہیں (۱) جو کہ اہل زمانہ پر بخوبی روشن ہیں۔ ان سب سے کئی اجتناب لازم ہے (۲) خصوصاً مذہبی مقتداؤں کو ایسے شخص کے فعل سے عوام استدلال کرتے ہیں۔ فقط واللہ بحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۱۱/۵۶ھ۔

صحیح: عبدالمطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب صحیح: عید احمد غفرلہ، ۵ ذیقعدہ ۵۶ھ۔

لڑکے اور لڑکیوں کا ہندی، انگریزی تعلیم کا مہ بننا

سوال [۱۰۵۲]: شبلی کالج جس میں انگریزی اور ہندی کی ہی تعلیم ہوتی ہے اسی طرح نسوں ہائی

(۱) (سیاتی تخریجہ تحت عنوان: کتابۃ النساء، رقم الحاشیہ: ۱)

(۲) قال ابن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ ”روی الحکیم الترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ”لا تسکوا نساءکم العرف ولا تعلموهن لکتابۃ“ واخرج الترمذی الحکیم عن ابن مسعود أيضا -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ”مر لقمان علی حارۃ فی الکتاب، فقال لمن یصل هذا السیف“ ای حتی یدبح بہ، وحبس فیكون فیہ اشارۃ الی علة النہی عن الکتابۃ، وھی أن المرأة إذا تعلمتھا توصلت بہا الی اعراض فاسدۃ، وامکن توصل الفسفة الیہا علی وحد اسرع وأبلغ واحد من توصلہم الیہا بدون ذلك، لأن الإنسان یصل لکتابتہ فی اعراض الی غیرہ ما لم یصلہ رسولہ، ولأن الکتابۃ أحمی من الرسول، فکانت أسرع فی لحیلة وأسرع فی الحداع والمکر، فلاحل ذلك صارت المرأة بعد الکتابۃ کالسیف الصقل الذی لا مرّ علی شیء إلا قطعہ بسرعة، فکذلک ہی بعد الکتابۃ اھ

واعلم أن النہی من تعلم النساء لکتابۃ لا یبائی طلب تعلمہن القرآن والعلوم والادب، لأن فی ہذہ مصالح عامۃ من غیر حسہ مقاسد رسولہ علیہا خلاف الکتابۃ، فہو وإن کان فیہا مصالح إلا أن فیہا حشیۃ مفسدۃ، ودرء المقاسد مقدم علی جلب المصالح“ (الفتاویٰ الحدیثۃ، ص ۱۱۹، مطب یکرہ تعلیم النساء الکتابۃ، قدیمی)

اسکوں میں امریزی اور ہندی کی تعلیم دی جاتی ہے اس کا ممبر بننا فتویٰ اور فتویٰ کی روست کیساتے
اعجاب حامداً و مصلیاً :

جس کا یہ سکول میں خلاف اسلام تعلیم ہوتی ہے، عقائد، اعمال، اخلاق سب خلاف دین نشین کر رہے
جاتے ہیں اس کا ممبر بننا ورتقویت پرہیز گار بننا نہیں۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ: راجعہ دوم دیوبند، ۱۸۸۷ھ۔

کتابت النساء

سوال [۱۰۵۳]: بہشتی زیور کے ایک حصہ پر بریوی حضرات کو یہ اشکال تھا کہ خواتین کو لکھنا جائز
نہیں ہے، ہاں عوام شریعہ حاصل کرنے کی یقیناً اجازت ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں ممانعت کی ایک حدیث
انہوں نے بھی نقل کی ہے۔ علی گڑھ کے مفتی اعظم مولانا حافظ حنیف اللہ صاحب قدس سرہ سے اس کا رد کرنے خوا
سنا کہ ٹریکوں کو لکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، حدیث پاک میں صریحاً اس کی ممانعت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اس
کا رد کرنے حضرت مولانا مظفر حسین صاحب سہارنپوری سے رجوع کیا تو موصوف نے بھی بہشتی زیور کی تائید
کی۔ بریوی حضرات کی کتاب اس وقت سامنے نہیں ہے، رز حوالہ بھی نقل کرتا۔

میں گذشتہ چوبیس برس سے خطوط تعلیمی ادارے سے منسلک ہوں اور گذشتہ تیرہ برس سے میرا اس
ٹریک پر ٹریکوں کو بھی پڑھا رہا ہوں، میرے تجربات اس سلسلہ میں نہایت تلخ ہیں، اس وجہ سے اپنی پٹی کو مودوں میں
سامعین مرحوم کی کتاب تو پڑھا، ہوں مگر لکھنا نہیں سکتا۔ یہ واقعی شرعاً ٹریکوں کو لکھنے کی اجازت نہیں تاکہ اپنے
بچوں کے بارے میں تباہ سنت کا اہتمام کروں؟

الحواب حامداً و مصلیاً:

حدیث پاک میں ایک مقام پر عورت کو لکھنا سکھانے کی ممانعت آئی ہے اور ایک مقام پر ترغیب آئی
ہے (۱)۔ اس کے شرع حدیث (نبوی علی صاحبہ آلاف التحیات والصلوات) نے لکھا ہے کہ جہاں فتنہ کا خطرہ ہو

(۱) عن شفاء بنت عبد اللہ رضى اللہ عنہا قالت دخل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ما
عند حفصہ رضى اللہ تعالیٰ عنہا، فقال لی: ألا تعلمین ہذا رقبۃ السہ کما عنینہا لکناہ سن ای
داؤد: ۵، ۲، ۱۸۶، باب ما جاء فی الرقی، سعید

وہاں سکھانے سے اجتناب چاہئے (۱)، جہاں نہ ہو وہاں بقدر ضرورت گنجائش ہے کہ امور خانہ داری میں بعض مرتبہ سکن حاجت پیش آجاتی ہے۔

جوڑیاں اپنے مکان میں والد، بھائی، چچا، دادا، نانا سے لکھنا سیکھے اور ان کی دینی تربیت کی جائے، ماحول صالح ہو تو اجازت ہے۔ اس مقصد کے لئے بہشتی زیور کی تصنیف کی گئی ہے اور اس سے نفع بھی بحد ہوا اور جوڑکیاں اسکول میں جائیں اور پردے کا اہتمام نہ ہو، نامحرموں سے احتیاط نہ ہو، ان کو اس سے روکنا ضروری ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرر والعبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳ ۳ ۹۲ھ۔

= قال الشيخ في بدل المحمود "فيه دليل على حوار كتابة النساء، وأما حديث "لا تعلموهن الكتابة" محمول على من يحشى عليها الفساد" (د ۱۰، معبد التحيل لاسلامی کراچی) (ومسند الإمام أحمد ابن حنبل ۳۷۲ ۶، رقم الحديث ۲۶۵۵۵، حديث شفاء بنت عبد الله در إحياء التراث العربي، بيروت)

"لا تسكوهن الغرف، ولا تعلموهن الكتابة، وعلسوهن العزل و سورة النور" من حديث عائشة، ومن حديث ابن عباس بلفظ "لا تعلموا نساءكم الكتابة، ولا تسكوهن العلالی" وعن مجاهد مرسلا "علموا رجالكم سورة المائدة، و علموا نساءكم سورة النور" اخرجہ سعيد بن منصور فی سنہ و روى البيهقي في الشعب عن أبي عطية الهمداني كتب عمر بن الخطاب تعلموا سورة براءة و علموا نساءكم سورة نوح". (تزيه الشريعة المرفوعة: ۲۰۸، ۲۰۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) واعلم ان النهي عن تعليم النساء الكتابة لا ينافي طلب تعلمهن القرآن والعقود والآداب. لان في هذه مصالح عامة من غير حسيه مقاسد تولد عليها بحلاف الكتابه، فانه من كان فيها مصالح إلا ان فيها حشنة مقسد، و درء المقاسد مقدمه على جلب المنصالح. (الفتاوى الحديثية، ص ۱۱۹، مطلب يكره تعليم النساء الكتابة، قديمي)

(و كذا في حجة الله البالغة: ۳۳۲، قديمي)

(۲) "وعن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الدنيا حلوة حميرة، وإن الله مستحقكم فيها، فيظفر كيف تعلمون، فاتقوا الدنيا واتقوا النساء، فإن أول منهى إسرائيل كسب في النساء" رواه مسلم

نیم عریاں لباس اسکول میں لڑکیوں کو تعلیم دینا

سوال [۱۰۵۴]: ہمارے اطراف میں عموماً بے پردہ ہے، جو ان لڑکیاں بے محاسن عریاں ہوں پہن کر سکول میں آتی جاتی رہتی ہیں، بعض خال خال گھرانوں ہی میں کچھ پردہ کا رواج ہے۔ ایسی حالت میں یک عام صاحب نے اسکول میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ موجودہ دور کے تقاضے کے مطابق مسلمان لڑکیوں کو بھی ایس، سی، سی (یعنی سکول کالج میں جو نیم فوجی تربیت دی جاتی ہے) سکھانا جائز ہے۔ ان کا یہ فرمانہ عارست ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ آج کل جو برادران وطن اسکول کالج میں سرسوتی پوجا وغیرہ کرتے ہیں، اس میں مسلمان طلبہ کا چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ مولانا موصوف کی اس تقریر سے دیندار عوام میں شک و تردد پیدا ہو گیا ہے اور غیر دیندار مسلمانوں کے رجحان کی تائید ہوتی ہے جس سے عوام میں کچھ شہتش پیدا ہو گئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو بات انہوں نے فرمائی ہے وہ موجودہ دور کی سیاسی بات ہے شرعی حکم نہیں ہے، شریعت نے تو عورتوں کو بے پردگی اور عریانی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے (۱) بلکہ پردہ کے ساتھ خوشبو کا کرمان سے نکلنے کو بھی منع کیا ہے، س کوڑا کی دعوت دینے والی قرار دیا گیا ہے، یہ حدیث صحاح میں موجود ہے (۲)۔

گر چندہ نہ دینے میں خطہ ہو تو چندہ مانگنے والے کو دینے کی نیت سے دیدیا جائے، پھر وہ جس کام میں چاہیں گے خرچہ کریں گے، وہ ان کا فعل ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

۱۔ قال العلامة علی القاری "وهو تحصیص بعد النعم انارة إلى أنها أصراً ما فی الدنیا اللایا، وقد جاء فی رواية الدیلمی عن معاذ "اتقوا الدنیا واتقوا النساء، فان ابلیس طلاع رصاد، وما هو بشیء من فحوخه بأوثق لصیده فی الانشید من النساء" (مرقاۃ المفاتیح ۶/۲۶۷، کتاب النکاح، الفصل الاول، رتیدہ

(۱) قال الله تعالى: ﴿وَقُرْآنُ فِی بَیوتِکُمْ وَلَا تَرَحُّنَ تَرَحُّ الْحَاهِلِیَّةِ﴾ (سورة الأحزاب: ۳۳)

(۲) "قال رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم: "ایما امرأة استعطرت، فمرت علی قوم لیحدوا من

پردہ نشین لڑکی کے لئے حلیہ کاغذ میں داخلہ

سوال [۵۵۰]: میری ہمیشہ مذہبی خاندان سے نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ عورتوں سے ملنے کا شوق ہے۔
 اور غیہ شادی شدہ خوبصورت اور پردہ نشین بے جوہر عورتوں میں مقیم ہے، پھر یہ اعلیٰ تعلیم کے لئے حلیہ کاغذ اپنتوں میں
 سمیت کے دس میں داخلہ لینا چاہتی ہے۔ حلیہ کاغذ میں کتنے اس تذکرہ میں ورصلہ میں لڑکے اور لڑکیوں
 دونوں تعلیم حاصل کرتے ہیں، لڑکیوں کا اس میں برقعہ اور کڑھائیوں کو تختی نہیں ہے مگر کتاب نہیں اس سکتی، چہرہ
 حلیہ کے ساتھ بعد میں اس میں مریضوں پر عمل تشخیص بھی لکھی جاتی ہے، جہاں مرد مریضوں کا معائنہ کرنا
 نہ لڑکی کو یہ نکتہ یہ دس کا عمل نہ لڑکی سے مختص یہ کہ کافی ہے پردہ ہے اور لڑکی یہ دس حاصل کرنے کے
 لئے مجبور نہیں ہے، مگر صرف لڑکی حاصل کر کے انہی جگہ شادی کرتی ہے، یہ دنیاوی حسن حاصل کرنا ہے۔
 مرد اس کا کاغذ میں داخلہ لینا چاہتے یا نہیں؟ لڑکی کا معائنہ تو وہ قسمتی معائنہ ہے جو صرف خد کے ہاتھ
 میں ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کتاب باب نہ ہو۔

نیز یہ بھی رشاد فرمادیں کہ ورنہ اس کے میدان کاغذ میں جہاں اس تذکرہ اور حلیہ غیر مسلم ہیں اور
 تعلیم منظر ہے وہاں پر سب پردوں کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دوانا چاہئے یا نہیں؟ اور اس کے دیگر لڑکیوں کا جوں
 میں جہاں یہ لڑکیوں کی جاتی ہے لڑکیوں کو تعلیم دوانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

طریقہ مذکورہ پر داخلہ کے لئے تعلیم اور لڑکی حاصل کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے (۱) یہی حکم

= راجح فیہ فیہ = سنن النسائي، رقم الحديث ۲۸۲۲، کتاب النبی، باب ما یکرہ للنساء من
 لفظ قدسی،

و جامع الترمذی، رقم الحديث ۲۰۰۰، کتاب الأدب، باب ما جاء فی کراهیة خروج المرأة
 معطرة معده،

وسنن الدرمی ۳۶۲۲، باب فی النبی عن الطیب اذا حرجت، قدیمی،

۱۔ قل العلامة ان حرج نسکی رحمہ اللہ تعالیٰ "اعلم ان النبی من تعدی لیساء للکبد لا ید فی طب
 تعمیم القرآن و لعدو و لاداب، لأن فی هذه مصالح عامه من غیر حسیة مفسد ننو لہ علیہا و حلالہ
 الکبد، فانه ان کون فیها مصالح الا ان فیها حسیة مفسدة، و درء لیساء مفسد علی حب لمصالح

دیگر میڈیکل کالجوں کا ہے۔ بڑوں اور بڑکیوں کی مخلوط تعلیم اور بے پردہ ملاقات، بدوہاش، مرد اساتذہ کا ان کو تعلیم دینا، ان کا مریض مردوں پر عمل تشخیص کرنا یہ سب چیز غلط ہے، ان سے پورا پرہیز لازم ہے۔ شادی کا معاملہ جس طرح خدا کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ہر معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم، یوبند، ۱۱/۵/۹۰ھ۔

عورتوں کو پردہ میں رکھ کر حیض و نفاس کے مسائل بتانا

سوال [۵۶۰]: اگر کوئی شخص اپنی محمدی غیر محرم عورتوں کو پردہ میں رکھ کر حیض و نفاس کا مسئلہ اور نماز و روزہ و رپائی و نپائی کے بارے میں وعظ و نصیحت سنانا اور بتانا چاہے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ثبوت ثابت ہے، لیکن اُرفقہ کا اندیشہ ہو تو پھر حقیقہ چاہیے، خاص کر حیض و نفاس کے مسائل اپنی محرم عورتوں کو سمجھا دے اور پھر وہ عورتیں دوسری عورتوں کو سمجھا دیں، جیسا کہ زوان مطہر است رضی اللہ تعالیٰ عنہن سمجھا یا کرتی تھیں (۱)، غیر محرم عورتوں کے ساتھ خلوت بہ گزندہ کرے، یہ مردوں کو سمجھا دے اور وہ اپنی عورتوں کو سمجھا دیں، غیر محرم عورتوں کے ساتھ خلوت ممنوع ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

= (الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۱۱۹ مطلب: یکرہ تعلیم النساء الکتابۃ، قدیمی)

(کذا فی حجة الله البالغة: ۲/۳۳۳، قدیمی)

(وکذا فی مرقاة المفاتیح: ۸/۳۶۳، باب الرقی، ممکنہ حقانیہ پشاور)

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت دخلت اسماء على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كيف تعتسل احدا اذا اظهرت من المحيض؟ قال تأخذ سدرها وماءها فتوصا ثم تعتسل رأسها وتدلكه حتى يلبغ الماء، أصول شعرها، ثم تفيض على حدها، ثم تأخذ فرصها فتطهر بها، قالت يا رسول الله كيف تطهر بها؟ قالت عائشة رضي الله تعالى عنها فعرفت الذي مكى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت لئلا تشع بها آثار الدم" (أبو داود، كتاب الطهارة، باب الإعمال من الحيض: ۵۰/۱، إمدادیه)

(۲) "وفي الأشباه والاختلاف ما لا حجية حرام" (الدر المختار كتاب الحظر والإباحة، فصل في -

دنیوی تعلیم کے نتائج

سوال [۱۰۰]: ۱۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بی، اے۔ اے، اے پڑھ کر اکثر بڑے بڑے جات ہیں، یہ ان کے کنبے شریعت اسلامیہ پر توفیق ہے کہ اس اعلیٰ تعلیم نہ دی جائے یا دنیوی تعلیم نہ دی جائے، اگر ان کو اس پر یقین ہے؟

۲۔ اس نازک دور میں، دنیوی تعلیم، لوگوں کو بڑے یا تا جائز؟ ان تمام سوالوں کے جدا جدا جواب دے کر اس کا وہ فیصلہ کیا جائے، خدا تعالیٰ آپ کے عظیم ارادوں کو دائمی قیام رکھے اور عبادتِ دین کی انتہائی ہر طرف سے مدد فرمائے۔ آمین! ان سوالوں کے جواب آسان اردو میں تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً۔

۱۔ ایسی تعلیم دینا جس کے اثرات بڑے بڑے جات میں اور دین سے بے تعلق ہو کر بے دین بن جائیں (عقائد، اخلاق، عمل خراب ہو جائیں) جائز نہیں، یہ ان کے ساتھ خیر خواہی نہیں بلکہ ان کو تباہ و برباد کرنا ہے، اس بگاڑ سے حفاظت کا انتظام ہو جائے تو، دنیوی تعلیم بھی درست ہے (۱)۔ اس عقائد و اخلاق و اعمال شریعہ کی تعلیم دی جائے، بزرگوں کی صحبت میں رکھا جائے، دینی کتب کا مطالعہ ہمیشہ کرتے رہیں تو حفاظت ہو سکتی ہے۔

۲۔ نہ اسے نمبر ۲ کا جواب واضح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد المذنب لہ در علوم، یوبند، ۱۰ ۱۰ ۹۱ھ۔

اجواب صحیح بندہ خدامہ دین غنی عند دارالعلوم دیوبند، ۱۰ ۱۰ ۹۱ھ۔

— لحسن والی الطر ۶ ۳۶۸، سعید

۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: امری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان اتعلم لیسریسہ، وفی روفہ اند امری ان اعلم کتاب یہود، وقال ابی ماس یہود علی کتاب، قل زید بن ثابت، فلبس مری لصف سہر، حتی تعلمت فکان إذا کتب إلی یہود کتبت، وإذا کتبوا إلیہ قرأت لہ کذبہم صحیح البخاری ۲ ۶۸۱، باب ترجمہ الحکامہ، قدیمی،

۱۔ کد فی مدد الفتاویٰ ۶ ۱۸۵، مکسہ دارالعلوم

معممین کے ساتھ معلمات کا تقرر اور سیانے بچے بچیوں کی مخلوط تعلیم

سوال [۱۰۵۸]: ایک اسلامیہ اسکول جس کا سارا انتظام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، اس میں معمول کے ساتھ معلمات کا تقرر درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح دس سال یا زائد عمر کے بچے بچیوں کی کچھائی تعلیم کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسلامیہ اسکول میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو معلمہ کی حیثیت سے مقرر کرنا شرعاً درست نہیں، اسی طرح سیانی لڑکیوں کو لڑکوں کے اسکول میں داخل کرنا جائز نہیں، دس سال کی لڑکی (حسب سوال سائل) کو ہرگز ایسے اسکول میں داخل نہ کیا جائے اس میں سخت فتنہ ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۸/۹۴ھ۔

نرسری اسکول اور عیسائی معلمات

سوال [۱۰۵۹]: محترم جناب مفتی صاحب! سلام مسنون!

سائلہ کی استدعاء ہے کہ امور مندرجہ ذیل میں شریعت حقہ کی روشنی میں رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔
برائے بنات ایک قومی تعلیمی ادارے کی خدمت انتظامیہ ایک نسواں کمیٹی کے سپرد ہے جس کی خدمت سہارت میں انھیں رہ سہا سے انجام دے رہی ہوں اور پورے زمانہ خدمت میں ادارہ کے تمام امور متعلقہ حدود

(۱) قال الشیخ ولی اللہ المحدث الدہلوی: "اعلم انه لما کان الرجال یتیحهم النظر الی النساء علی عشقهن والتوحہ بهن، و یفعل بالنساء مثل ذلک، و کان کثیراً ما یکون ذلک سبباً لأن یتغی قصاء الشهوة منهن عی غیر السہ الراشدة کاتاع من هی فی عصمة غیرہ، أو بلا نکاح، أو غیر اعتار کفائۃ، والدی شوہد من ہذا الباب یعنی عما سطر فی الدفاتر، اقتضت الحکمة أن یسد ہذا الباب" (حجۃ اللہ المآلغۃ: ۲/۳۳۳، ذکر العورات، قدیمی)

"(و تمنع) المرأة الشابة (من كشف الوضوح بین رجال) لا لأنه عورة، بل (لخوف الفتنة) كمنه وإن أمن الشهوة الخ". (الدر المختار: ۱/۴۰۶ باب شروط الصلاة، سعید)
(و كذا فی فتاویٰ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ، ص: ۱۱۹، قدیمی)

شریعت پاک کی روشنی میں ترک و اختیار کرنے کی کوشش کی گئی، ادارہ مذکور سے متعلق شعبہ تربیت گاہ و طفول بھی قائم ہے جس میں ۳ تا ۶ سال کے بچوں کو ابتدائی معومات دین و دنیا کی بابت کھیل ہی کھیل میں ضروری امور ذہن نشین کر دیئے جاتے ہیں۔

نصاب تربیت پوری چھان بین کے بعد سائلہ مرتب کرتی ہے اور روز کا کار خدمت مشہدہ میں رہتے ہیں۔ شعبہ مذکور کی خدمت تربیت کے لئے معلمہ ادارہ مذکور کی تعلیم پائی ہوئی اور دوسری عیسائی لیڈی انجام دے رہی ہے، دوسری مسلم معلمہ باوجود کوشش و کوشش کے میسر نہ ہوئی، جو ہمیں وہ انتہائی آزادیوں، سب پر وہ ہندو دھرم کی سند یافتہ، نتیجہ کار نکالیں تھیں، اس لئے عیسائی معلمہ کو ترجیح دی گئی کہ وہ نسبتاً بہتر اخلاق، پرورش یافتہ سے وقف، بہ نسبت خانہ داری اور سن رسیدہ ہیں۔

مقصود تقرر یہ بھی ہے کہ ادارے کی معلمات دوسرے اداروں میں جا کر صرفیتہ تربیت سیکھنے کے بجائے اپنے ادارے میں رہ کر ضروری باتیں سیکھیں اور کام خود سنبھال سکیں، مختصراً یہ کہ عیسائی قطعاً آزاد نہیں ہیں، بلکہ حدود متعین کے اندر کام کر رہی ہیں۔ ایسی صورت میں احکام شریعت کیا ہیں؟ مطلع فرمائیے یعنی ان سے خدمت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ (سائلہ کا: مصیبت درج نہیں کیا گیا)

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہیکم سلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ اس ادارہ کے تمام امور متعلقہ حدود شریعت پاک کی روشنی میں ترک و اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اور زیادہ پابندی کی توفیق دے۔ معلمہ موصوفہ عیسائی کے تقرر کے وقت بھی تو وہ ایسی کوشش کی گئی ہو، اب کیا وجہ پیش آئی کہ اس کے متعلق استفسار کیا جا رہا ہے، کیا وقت تقرر اس مسئلہ کی تحقیق نہیں کی گئی اور بلا تحقیق معصوم بچوں کی تربیت و تعلیم کو معلمہ موصوفہ کے سپرد کر دیا گیا، مسلم معلمہ جو میں تو وہ بے پردہ، انتہائی آزادیوں ملیں، یہ معلمہ موصوفہ پر ذہن نشین اور پابند خیال ہیں؟

جناب نے معلمہ موصوفہ کے اخلاق کو بہتر فرمایا ہے تو کیا کفر کے ساتھ بہتر اخلاق جمع ہو سکتے ہیں؟ شاید اخلاق سے مراد شرعی اخلاق نہیں بلکہ عرفی اخلاق ہیں، سب سے فاس بول کر ملنا، چکنی چپڑی باتیں بنیاد مادی ہے، ورنہ شریعت مقدسہ میں اخلاق نام ہے اتباع سنت کا یعنی اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی کرنا۔ تو یہ چیز کی غیہ مسلم سے نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہی نہیں تو پیروی کا کیا محمل ہے؟

فطرت کی بات ہے کہ استاد کے جذبات و خیالات شاگردوں کے دلوں پر اثر انداز ہوا کرتے ہیں جیسا کہ ہندو داروں کی سند یافتہ معلمات کے متعلق آپ کو خود شکایت ہے۔ انگریز استاد کے اثرات بھی جو کچھ صلباً، پر پڑتے ہیں وہ آج کی سے مخفی نہیں حتیٰ کہ اُردو ہندو یا عیسائی خالص مذہب اسلام کی تعلیم دے اور اس کو آزار نہ پہنچوڑا جائے، بلکہ اس کے حدود متعین کر دیجائیں جیسا کہ معلمہ موصوفہ کے متعلق ادارہ موصوفہ میں کیا گیا ہے تب بھی اس کے قلبی اور دماغی اثرات ضرور پڑیں گے۔ جن عیسائیوں نے قرآن پاک کی تفسیر یا حدیث شریف کی تشریح کی وہ ان کے اندرونی اثرات سے خالی نہیں، بلکہ جو دشمنی لاکھی اس میں بھی وہ اثرات موجود ہیں۔ بڑے سمجھدار آدمی کو استاد کے جذبات سے متاثر ہونے بغیر بچنا دشوار ہوتا ہے اور یہ کوئی ایسی حقیقت نہیں جس کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی حاجت ہو، بلکہ اس کا مشاہدہ سب کو ہے۔ اپنے دین کی حقیقت سے ناواقفیت یا تاثر سے بچنے کے لئے باطل میں رفقہ رہنے کی بجائے کوئی انکار کرے تو اس سے وہ اصل حقیقت باطل نہیں ہوتی۔

نصاب تربیت اُردو محض اپنی رائے اور بصیرت سے چھان بین کر کے تجویز و متعین کیا جاتا ہے تو اس کے متعلق اتنی گزارش ہے کہ اپنی رائے کو معیار حق نہ بنایا جائے، بلکہ جو حضرات کتاب و سنت کے ماہر ہیں کہ انہوں نے سب طرف سے بحث کر کتاب و سنت ہی کی خدمت کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے وہ ہر حکم کے درجہ کو پہچانتے ہیں اور حدیث پاک کے متن اور شروح پر نظر رکھتے ہیں، قرآن شریف اور اس کی تفسیر سے خوب واقف ہیں اور آثار صریحہ ان کے سامنے ہیں، ائمہ مجتہدین کے ترجیح کردہ مسائل کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور ان کے طرق استنباط و استدلال کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی تمام تر جدوجہد اعتقادی، عملی، اخلاقی، معاشرتی زندگی کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت اصلاح کرنا ہے اور اتباع سنت، مسائل فقہ پر عمل، تزکیہ، اصلاح باطن کی بدولت اللہ پاک نے ان کو وحیہ، تقویٰ، احسان کی دولت سے ماہر فرمایا ہے، ان کے مشورہ سے استفادہ کی بحد ضرورت ہے۔ یہ چند ستور تحریر سے ضمناً متعلق تھیں اب اصل سوال کا جواب عرض ہے

قرآن پاک میں ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ﴾ (۱) ”یٰ اے مومنو! نہ تمہاری دوستیاں بنالیں۔“
 لا تعاشروہم معاشرۃ الاحباب (بعضہم اولیاء بعض) ایماء ای عدا سہی یعنی ”نہم متفقون
 علی خلافکم و اضرارکم، و توانی بعضہم بعضاً لاتحادہم فی دین (ومن یتولیہم مکہ) یعنی
 عدا دین“، وہ سہمہ یعنی کفر و فسق۔ عن عیاض ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما
 موسیٰ لا شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یرفع یدہ ما احدث ما عصى فی اذیہ و حد، و کن بہ
 کاتب صریح، فرغ یدہ دین، فعبث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و قال ”ہے ہد بحفیضہ
 است قاری، نہ کہ۔“ فی مسند حد، من الشام؟“ قد: ہو لا یستطیع ان یدخل المسجد، فل
 عمر: ”أحبب؟“ قال: بل نصرانی، قال: قهرنی، و ضرب فخذی، ثم قال: أخرجه، ثم قرأ
 ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ﴾ أخرجه ابن اسی حاتم و السیثقی فی شعب الیم، و حر
 ان یکون قویہ تعالیٰ۔ ﴿ومن یتولیہم مکہ فانه مہم﴾ منیاً علی التحویر ای من یتولیہم فهو
 فسق، و فسق یشاہ کافر، و عروس مہہ تنسید فی محاسنہم ہ۔ تفسیر مظہری (۲)۔
 ”ہے ہد سہمہ دین، و ضرور عمر تأحدون دیکم ہ۔“ ای نہیں لا یؤحد، لا مس
 و تمس علی دینہ ہ۔ (شرح مسہم) (۳)۔

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ عیسائی کو ولی بنانا جائز نہیں یعنی اس پر اعتماد کرنا اور اس کے ساتھ احباب
 جیسا معاملہ کرنا درست نہیں۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے خط پڑھوانا بھی گوارہ نہیں کیا اور جب تک کسی شخص پر
 دینی اعتماد نہ ہو یعنی شریعت مقدسہ کے نزدیک اس کا دین قابل اعتماد نہ ہو اس سے علم نہیں حاصل کرنا چاہئے، اس

(۱) (المائدہ: ۵۱)

(۲) (التفسیر المظہری، ۱۲۵۳، سورة المائدہ، حافظ کتب خانہ کوئٹہ)

(و تفسیر ابن کثیر ۲/ ۹۶۲، درالسلام ریاض)

(۳) (شرح الکامل لسورۃ علی الصبح لمسلم ۱/ ۱۱۱، باب ان الإسناد من الدین، فدیمی)

سے صاف ظاہر ہے کہ معصوم بچوں کو معلمہ موصوفہ کے سپرد کرنا اس بناء پر کہ وہ تربیت کا سیکھ رہتی ہیں اور بچوں کو صاف ستھرا رہنے اور مکان پر جا کر سب کو جداگانہ سلام کرنے کا طریقہ بتا دیتی ہیں درست نہیں اور یہ چیز بچوں کے حق میں زہر قتل ہے، گو وہ زہر ابھی ہر ایک کو نظر نہیں آتا مگر اس کے جراثیم ابھی سے بچوں میں پیدا ہو کر پرورش پاتے ہیں اور غیہ شعوری طور پر ان کے قلب و دماغ اثر قبول کرتے ہیں۔ پھر جب کہ معلمہ موصوفہ پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے اور وہ ماہر نفسیات بھی ہیں تو اگر وہ اپنے مذہب کی پابند ہیں تو ان کی دوزخ و دھوپ زیادہ سے زیادہ اس لئے ہوگی کہ آہستہ آہستہ بچوں پر جلد تمام ادارے پر اپنا مذہبی رنگ جمائیں۔

اگر وہ اپنے مذہب کی پابند نہیں تو غور کریں کہ جو اپنے مذہب سے آزاد ہے وہ دوسروں کے مذہب کا خیال کیا کرے گی؟ بلکہ وہ تو چاہے گی کہ میری طرح سب ہی آزاد ہو جائیں۔ میڈیکل کالج کی نرسیں بھی بہت سیکھ شعرا اور ماہر نفسیات ہوتی ہیں، مریضوں کو ان کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، وہ بہت ہوشیاری اور اخلاص کے ساتھ مریضوں کی خدمت کرتی ہیں، لیکن کئی سے پہلے کی بات ہے کہ مدھیانہ میڈیکل کالج سے ایک ہزار سے زائد ڈکیاں سیسائی بنا کر فرارِ رادی گئیں کہ ان کے ورثہ، باپ شوبہ وغیرہ ملنے کے لئے گئے تو کہہ دیا کہ وہ تو یہاں سے صحت یاب ہو کر چلی گئیں (اخبارات میں تفصیل آئی تھی)۔ اس لئے لندن معصوم بچوں پر رحم کیجئے۔

فقط و السلام۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

باسمہ و بحمدہ :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم المقام جناب مفتی صاحب !

جواب استفتاء موصول ہوا اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ کی سعادت عطا فرمائے اور ہم سب کو راجح پر چنے کی توفیق و استقامت کے ساتھ آسانیاں بھی عطا فرمائے (آمین) جناب کی حتمی تحریری کے ذیل میں چھ باتیں جواب طلب محسوس ہوئیں اس لئے دوبارہ عرضہ ارسال خدمت کر رہی ہوں، متوقع ہوں کہ آپ اسے گستاخی پر محسوس نہ فرمائیں گے۔

۱ شعبہ تربیت گاہ اطفال قائم کرنے کی ضرورت کا احساس اس وجہ سے ہوا کہ قریبی عزیز و قرب

نیز بیشتر مسلم کھانوں کے بچے عیسائی تربیت گاہوں یا ہندو نرسری اسکولوں میں بھیجے جا رہے تھے، جہاں کا پور
نہ تعلیم و تربیت انہیں کے عقائد اور ذوق کے مطابق ہے، لہذا معاشین کا روزانہ نقصان کی نشاندہی کرتے
ہوئے شعبہ تربیت گاہ اطفال قائم کرنے کی ضرورت پر متوجہ آیا اور آمادگی بھی حاصل ہوئی۔

تقریر معلم کے ذیل میں انتہائی کوشش کی گئی کہ وہ مسلم اور کار منصب کی اہل بھی ہو مگر جو مسلم رئیس ہیں
ان میں اتنی چمک بھی نہ پائی گئی کہ وہ ڈانس، ساز، گانے وغیرہ کا طریقہ بھی چھوڑ دیں اور دوسرے دینی طریقوں
میں ترمیم کریں۔ عیسائی معلم ہماری زیر ہدایت کا خدمت انجام دینے پر آمادہ ہوئیں، گمان ہوا کہ ان کے پیش
نظر حصول زر ہے اور شعبہ تربیت گاہ اطفال کی مسلم معلم کے لئے ایک تجربہ کار مددگار کی ضرورت ہے، لہذا اپنے
اس ادارے میں رہتے ہوئے چھوٹے بچوں پر قابو حاصل کرنے کا طریقہ سیکھ کر آئندہ خود کام سنہیں کریں، اگر
محض ناواقف کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے تو داخلے نہ ہوتے۔ بہر صورت مقصود مسلم بچوں کو دینی اثرات سے بچنا
ہے، اللہ تعالیٰ کو میری نیت کا بخوبی علم ہے۔

سیرت النبی جلد اول زیر عنوان ”مذہبی انتظامات“ کے ذیل میں دیکھا کہ امیران ہدر میں جو لوگ فدیہ
د نہ کر سکے ان کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مدینہ میں رہ کر بچوں کو
کھانا سکھائیں، نیز اس کے اصرار کا حکومت سے یہ مطالبہ بھی پیش نظر تھا کہ غیر دینی تعلیم اور دینی نصاب والی
درگاہوں (جہ یہ تعلیم) میں چھوٹے دینی تعلیم کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

اب میرے علم میں یہ چیز ایسی گئی کہ کسی صاحب کو عیسائی معلم کے تقریر پر دینی اعتراض ہے تو میں نے
استفتا روا نہ خدمت کر دیا، تاکہ احکام حق کی روشنی میں یا تو اپنے خط انتخاب کی اصلاح کر سکیں یا معترض
صاحب کو مطمئن کر سکیں۔

۲۔ نصاب تعلیم مرتب کرنے کی چھان بین سے میری مراد مشہور و معروف امور کے ساتھ وہ اجتہادی
مسائل میں اخذ اور دینی بصیرت رکھنے والے اہل کرام کی تحقیق و تنقیش سے فائدہ اٹھانا ہے، اپنی رائے کو
معیار حق ماننے سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

دینی تحقیق کے سلسلہ میں اللہ جل شانہ کی مرضی کا دریافت کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک کے ذمہ ضروری ہے، اس کو مستحقی پر یوں محسوس کیا جائے۔ تربیت اطفال کی ضرورت بدیہی ہے اور دینی اداروں کی مضرت بھی بالکل واضح ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم معلمہ دینی تربیت کے لئے دستیاب نہیں ہوتی جس کی جناب کو بھی شکایت ہے۔ اس پر بھی تعجب ہے کہ ۱۸ سال سے خدمت صدارت جناب کے سپرد ہے مگر اس مدت میں پوری جدوجہد کے باوجود ایسی دو معلمہ بھی اس ادارہ میں کامیاب نہیں ہو سکیں، جن سے اس ادارہ میں کام کیا جاسکے۔ عدم جواز کی دلیل احقر گذشتہ تحریر میں قرآن پاک و حدیث شریف، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے پیش کر چکا، لہذا اس کے متعلق تو اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ جواز کے لئے گنجائش جناب نے جس دلیل سے نکال ہے اس کا حاصل دو چیزیں ہیں: ایک اسیران بدر کا واقعہ، دوم موجودہ علماء کی سعی اور حکومت سے مطالبہ۔

امراؤں کے متعلق غور کریں کہ اسیران بدر سے جو فدیہ یہ گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا اس کو پسند فرمایا، یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس پر کوئی دوسری چیز ارشاد فرمائی (۱) اور خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا کہ ”عذاب بالکل قریب آگیا تھا، اگر عذاب ہوتا تو عمر کے ملاوہ کوئی اور نہ بچتا“ (۲)، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رائے فدیہ یہینے کی نہ تھی بلکہ قتل مروینے کی تھی (۳)۔ ایسے واقعہ سے استدلال کرنا کہاں تک بر محل تھا؟ نیز وہاں رسم خط سیکھنا تجویز کیا گیا تھا (۴) جیسے اور دوسری صنعتیں نجاری، حدادی وغیرہ نہ کہ

(۱) ”موت پر یہ بیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْضَخَ فِي الْأَرْضِ، تَرْيَدُونَ عَرَصَ الدِّيبِ وَاللَّهُ يَرْيَدُ الْآخِرَةَ، وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“ (سورة الأنفال: ۶۷، ۶۸)

(۲) (زر قانی: ۴۴۲/۱، بحوالہ سيرة مصطفى: ۱۱۴/۲، وزرقانی: ۴۴۲، بحوالہ سيرة مصطفى

۱۱۴/۲، مولانا ادريس كاندھلوی، مکتبہ عثمانیہ لاہور)

(۳) (البدایہ والنہایہ: ۳، ۲۹۷، أبو الفداء ابن کثیر، مکتبہ المعارف بیروت)

(۴) (یہ بھی، طبقات ابن سعد: ۲۲۲)

دینی تربیت معصوم بچوں کی، جن کو رسم الخط سیکھنا تھی وہ اپنا دین براہ راست آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھ کر اتنے پختہ ہو چکے تھے کہ ان پر کسی کے اثر کا خط نہیں تھا بلکہ پچھمدت دینی ماحول میں رو کر ایسا ان بدر خواہ بھی مسلمان ہی ہو گئے تھے۔

یہاں معصوم بچوں کی دینی تربیت ایک دشمن دین کے سپرد ہے وہ بچے خود دین سے ناواقف ہیں ان کے دین کا سنک بنیاد دشمن دین کے قبضہ میں ہے، بچوں کے دلوں میں اس کی دین عزت ہے، سب دروس کی دینی تربیت و واقفیت سے متاثر و معوب ہے، تحصیل زر کے ساتھ اس کے اعزاز و اکرام ترقی پر ہے، بچے سمجھتے ہیں کہ ہم کو دین اس نے سکھایا ہے یہ دین کی بڑی مہم ہے، اخلاق اس نے ہم کو سکھائے ہیں یہ اخلاق کی بڑی مہم ہے حالانکہ وہ دین کی بھی دشمن ہے اور اخلاق کی بھی دشمن ہے، اس کے نتائج جو پچھ ہوں گے وہ نہایت خطرناک اور بچوں کے لئے بلکہ تمام ادارہ کے لئے بڑے مہلک ہوں گے۔

امردوم عامہ کی جدوجہد یہ نہیں ہے کہ مسلمان بچوں کو ہندو دینی تعلیم دیں، بلکہ جب یہ تعلیم کے پیش نظر جب بچے اسکولوں میں داخل ہونے پر مجبور ہیں اور اپنا ادارہ کوئی قابل اطمینان نہیں اور وہاں کا سارا ماحول غیہ ہے تو کوشش کی گئی کہ اس مجموعی لادینی ماحول میں مسلمان بچوں کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ جس قدر بھی مسلمان معلم ان کے دین کی حفاظت کر سکیں نفیست ہے، آپ کے ادارے میں سب پچھمدت دین ہی دین ہے تو وہاں عیسائی معلم کو یا کر دین کی تربیت اس کے سپرد کرنا اور معصوم بچوں کا اس کو دینی استاد بنادینا ان بچوں کے دلوں میں بددینی کی بنیاد قائم کرنا ہے۔ فقط والسلام۔

احقر محمود ثانی عنہ، ۲۳ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ۔

اسکول میں ترانہ

سوال [۱۰۶۰]: اسکولوں میں آج کل شرعی لباس نہیں ہے اور صبح کو پراگتھا میں رہو پتی راہور جب رات کو ترانہ مسلمان، ہندو، سکھ سب مل کر گاتے ہیں، اگر مسلمان بچے اور استاد شریک نہ ہوں تو ان پر ناجائز ظلم کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں مسلمان بچوں اور استادوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شرک اور معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں: ”لا صاعة لمحمود في معصية حده“۔
 نحدت (۱)۔ یہی چیزوں سے بچنے کے لئے آئینی تدابیر اختیار کی جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
 حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱/ ۸۸ھ۔

دوسرے سے سرٹیفکٹ حاصل کرنا

سوال [۱۰۶۱]: اُرایب ٹرک کے ٹیکنیکل کورس یا مگر اس کے پاس سرٹیفکٹ نہیں ہے، تو کہیں سے سرٹیفکٹ سیکرٹری حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں جبکہ وہ ٹرک کا تجربہ کار بھی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ترقنوں سرٹیفکٹ حاصل کرنا ضروری ہے بغیر اس کے ملازمت حاصل کرنا جرم ہے وقنون کی پابندی۔ زمی ہے کہ اس میں جان و مال کی حفاظت بھی ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
 حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۸/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۸/ ۸۷ھ۔



(۱) (فیص القدیر ۱۲/ ۱۳۸۶ ط: مکتبہ نزار مصطفیٰ ریاض)

(و مشکوة المصابیح، کتاب الإمارة والقضاء الفصل الثانی، ص ۳۲۱، قدیمی)

۲، قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَا عَلَيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ أَنْ تُبْغُوا عَلَيْهِمْ سُبُوحًا يُسَمَّوْنَ﴾ (سورة الأَنْفَالِ

ب: ۹، آية: ۲۷)

”طاعة الإمام في غير معصية واحدة“ (رد المحتار، کتاب القضاء، مطلب طاعة الإمام

واحدة ۵، ۲۲۲، سعد)

ما يتعلق بالقرآن الكريم (تفسیر کا بیان)

شرائط تفسیر

سوال [۱۰۶۲]: قرآن پاک کی تفسیر کے لئے کیا شرائط ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

لفظ کو معنی حقیقی یا مجاز متعارف پر حمل کرنا، سیاق و سباق کے خلاف نہ ہونا، شہادت ان وحی کی شہادت سے مؤید ہونا۔ تفسیر فتح العزیز (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تفسیر و تاویل میں فرق

سوال [۱۰۶۳]: تفسیر و تاویل میں کیا فرق ہے؟

(۱) قال الإمام حلال الدين السيوطي رحمه الله تعالى " ومهم من قال يحوز تفسره لمن كان حامداً للعلوم التي يحتاج المفسر إليها، وهي خمسة عشر علماً أحدها النعمة، ثانی البحر، ثالث التصريف، الرابع الاشتقاق، الخامس والسادس والسابع المعاني والبيان والديع، العشر أصول الفقه، الحادی عشر أسباب الروول والقصص، الثانی عشر النسخ والمسخ، الثالث عشر الفقه، الرابع عشر الأحادیث المئیة لتفسير المحمل والمهم، الخامس عشر عمم الموهبة "

قال فیهذه العلوم التي هي كالآلة للمفسر، لا يكون مفسراً إلا بتحصيلها. فمن فسر بدونها كان مفسراً لرأى السبيل عه" ملخصاً (الاتقان ۲ ۳۵۹، النوع الثامن والسبعون في معرفة شروط المفسر و آدابه، دار ذوی القربی)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (الاتقان ۲ ۳۵۱ - ۳۷۰، فی معرفة شروط المفسر، دار ذوی القربی)

(و روح المعانی : ۶/۱، دار احیاء التراث)

(و فتح الباری : ۸/۱۵۵، دار المعرف)

الحواب حامداً ومُسلياً :

اگر جملہ امور مذکورہ بالا (سوال گذشتہ کے تحت) ملحوظ ہوں تو تفسیر ہے، اگر بعض مفقود ہوں تو تاویل ہے۔ تفسیر فتح اعزیز (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ ہیں؟

سوال [۱۰۶۶] زید و بکر کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ زید کا قول ہے کہ متقدمین ع، بھی اس امر کے قائل رہے ہیں کہ قرآن شریف میں بعض منسوخ کلمہ آیات شریفہ موجود ہیں اور ان کی ناسخ آیات شریفہ بھی اور علما، متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے در کثر کتب اہل سنت و جماعت مثلاً بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث میں بھی یہی امر موجود ہے اور کتب تفسیر اہل سنت میں بھی یہی ہے کہ منسوخ کلمہ آیات شریفہ قرآن مجید میں موجود ہیں، ایسی آیات کی تعداد کے متعلق تو ع،

() قال العلامة السيوطي رحمه الله تعالى واحتلف في التفسير والتأويل . فقال أبو عبيد و طائفة همنا بمعنى ، وقد أنكر ذلك قوم ، حتى بالغ ابن حبيب البزازوري ، فقال قد بع في زماننا مفسرون ، لو سئلوا عن الفرق بين التفسير والتأويل ، ما اختلفوا إليه

وقال الراغب: التفسير أعم من التأويل ، وأكثر استعماله في الألفاظ ومفرداتها ، وأكثر استعمال التأويل في المعاني والحمل ، وأكثر ما يستعمل في الكتب الإلهية ، والتفسير يستعمل فيها وفي غيرها

وقال غيره: التفسير بيان لفظ لا بحتمل لأوحيا واحداً . والتأويل بوحيد لفظ منوجه إلى معان مختلفة إلى واحد منها ، بما ظهر من الأدلة

وقال غيره: التفسير يتعلق بالرواية والتأويل يتعلق بالدراية“ لإنسان في علوم القرآن

۳۶۶۲ فی معرفۃ تفسیر و تدوینہ دار دوی القری

تفصیل کے لئے دیکھئے: (الرهان فی علوم القرآن . ۱/۱۳، دارالمعرفة، بیروت)

، و روح المعانی ، ۱/۱۳ دار الفکر

(الفتح الباری : ۸/۱۵۵، دار الفکر)

کرام اہل سنت میں ضرور اختلاف پایا جاتا ہے، کسی نے ان کی تعداد مائتائی ہے کسی نے زیادہ، لیکن ان آیتوں کے موجود فی القرآن ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، علمائے متقدمین و متاخرین سب کا اتفاق ہے، موجود وقت کے علمائے اہل سنت بھی یہی فرماتے ہیں کہ منسوخ احکم آیات شریفہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کتاب مستطاب ائقان میں ایسی آیتوں کی تعداد بیس لکھی ہے اور امام الہند حجتہ اللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی تعداد پانچ سے زیادہ نہیں اور یہ دونوں باتیں تفسیر فوز المبین کے، ص ۱۸، ص ۲۰ میں موجود ہیں۔ غرض چوتھ منسوخ احکم آیات کے قرآن شریف میں موجود ہونے کے حضرت شہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر عالم اہل سنت بھی قائل ہیں اور معتبرہ مسلمہ علماء میں سے ایک ایسا نہیں جو اس امر کا قائل نہ ہو کہ قرآن شریف میں کوئی منسوخ احکم آیت موجود نہیں۔ کتب حدیث بخاری شریف وغیرہ اور کتب تفسیر مسلم اہل سنت و اجماعت میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں ایک آیت بھی منسوخ احکم آیت موجود نہیں۔ برخلاف اس کے بکرماتا ہے کہ قرآن شریف میں ایک آیت بھی منسوخ احکم نہیں اور بکر کے ہم خیالوں میں سے ایک شخص یہ بھی کہتا ہے کہ ہم شاہ ولی اللہ کے پیرو نہیں، ہمارے سامنے ان کے اقوال کا ذکر فضول ہے، ہم تو امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیرو ہیں، ہم کو آنجناب اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف و امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے کس نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں منسوخ احکم آیت موجود ہیں۔

ب ارشاد فرمائیں کہ زید کا قول مطابق مذہب علمائے کرام اہل سنت کے ہے یا بکر کا قول؟ اور بکر کے ہم خیالوں نے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں جو خیال کیا ہے وہ مناسب اہل سنت علماء کرام کے مطابق ہے یا نامناسب اور علماء اہل سنت کے خلاف؟ والسلام مع الاکرام۔

المستفتی: خاکسار عبد اللہ عفا اللہ عنہ از محلہ بہاری پور شہر بریلی

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ نے سوال میں طر فین کے حوالجات کو بہت ہی مجمل و مبہم طور پر ذکر کیا ہے اور خصوصیت سے بکر کا حوالہ تو اکثراً بہنا ہے، اگر کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے یعنی ہر کتاب کی عبارت نقل فرمادیتے کہ زید اس عبارت سے استدلال کرتا ہے اور بکر اس عبارت سے تو پھر بھی آسان ہوتا۔ معصوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک اور طرفین کے نزدیک صرف کتاب کا نام تحریر کرتا اور بہت سے بہت صحنہ کا حوالہ دینا کافی ہوتا ہے، احقر بھی

جواب میں اسی طریق کو اختیار کرے گا۔

تفسیر منہاج الغیب، ۱/۴۴۳ میں اس امر پر اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں نسخ واقع ہوا ہے، صرف ابومسلم بن بحر کی رائے یہ ہے کہ نسخ واقع نہیں ہوا ہے (۱)، جمہور کی طرف سے استدلال میں چند آیات نقل کی ہیں

وَلَمْ يَكُنْ لَكَ سَبْعٌ مِثْلَ مَحْمُودٍ (الأنعام: ۲)

ترجمہ ”ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتے یا اس آیت بن کی مثال لے آتے ہیں، کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شئی پر قدرت رکھتے ہیں۔“ (بین قرآن)

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۖ وَالْأَيُّ (الأنعام: ۳)۔

(المسألة السادسة) اتفقوا على وقوعه (أي السح) في القرآن وقال أبو مسلم بن حر إنه لم يقع، واحتج الجمهور على وقوعه في القرآن بوجود أحد ما هذه الآية، وهي قوله تعالى ﴿مَا سَحَّ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسَّهَا بَأْتٍ حَرِّ مِثْلٍ﴾ الحجة الثانية للقائلين بوقوع السح في القرآن أن الله تعالى أمر المتوفي عنها زوجها بالاعتداء حولاً كاملاً ثم سح ذلك بأربعة أشهر وعشر أمر الله بتقديم الصدقة بين يدي حوى الرسول بقوله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا بَايَعْتُمُ الرُّسُلَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ سَحْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ ثم سح ذلك اهـ (التفسير الكبير (مفاتيح الغيب) ۳/۲۲۹، ۲۳۱، سورة البقرة: ۲۶۰، دار الكتب العلمية طهران)

”واتفقت أهل الشرائع على حوار السح ووقوعه، وحالفت اليهود غير العيسوية في حوار، وقالوا بمتنع عقلاً وأبو مسلم الأصفهاني في وقوعه فقال إنه وإن حار عقلاً لكانه لم يقع“ (روح المعاني: ۱/۳۵۲، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير: ۱/۱۳۴، دار القلم)

(والإتقان في علوم القرآن: ۲/۴۱، ذوی القربی)

(۲) (سورة البقرة: ۱۰۶)

(۳) (سورة الحل: ۱۰۱)

ترجمہ: ”اور جب ہم کی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں اور حال نکہ اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ افتراء کرنے والے ہیں بدہ انہیں میں اکثر لوگ جاہل ہیں۔“ (بیان القرآن)

﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ﴾ (الاية) (۱)۔

ترجمہ: ”خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں سکے پاس ہے۔“ (بیان القرآن) وغیرہ۔

پھر ص ۳۴۳ پر وہ آیات درج کی ہیں جو منسوخ احکم ہیں اور قرآن کریم میں موجود ہیں مثلاً متوفی عنہا زوجہا کی عدت اولاً ایک سال تھی جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے

﴿وَالَّذِينَ يَتوفون منكم ويدرؤن أرواحاً وصبئة لأرواحهم معاً سی
سحور﴾ (۲) (الاية)۔

ترجمہ: ”اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جاویں کریں اپنی بیبیوں کے واسطے ایک سال مشفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ حیرت نکالی نہ جویں، ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارہ میں (تجویز) کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔“ (بیان القرآن) (۳)۔

پھر منسوخ ہو کر چار ماہ دس روز عدت باقی رہ گئی، جیسا کہ اس آیت میں ہے

﴿وَالَّذِينَ يَتوفون منكم ويدرؤن أرواحاً وصبئة لأرواحهم معاً شھر
وعشرة﴾ (۴)۔

ترجمہ: ”اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینہ اور دس دن۔ پھر جب اپنی میعاد ختم کر لیں تو تم کو کچھ گناہ نہیں ہوگا ایسی بات میں کہ وہ

(۱) (سورة الرعد: ۳۹)

(۲) (سورة البقرة: ۲۴۰)

(۳) (بیان القرآن ۱/۴۲۱، میر محمد کراچی)

(۴) (سورة البقرة: ۲۳۴)

عورتیں اپنی ذات کے لئے چھکاروائی کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں۔ (بیان القرآن) (۱)۔

یہی قرآن شریف میں نسخ اور منسوخ دونوں آیتیں موجود ہیں اور ہر دو کی تلاوت ہوتی ہے۔ اسی طرح،

۵۔ اے اللہ! میں رسول، محمدؐ کو اپنی ہدیٰ جو کہ صدقہ ہے۔ لایہ (۲)۔

ترجمہ: ”اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور پاک ہونے کا اچھا ذریعہ ہے، پھر اگر تم کو متذکر نہ ہو تو اللہ غفور رہیم ہے۔“ (بیان القرآن) (۳)۔

یہ آیت بھی، بعد کی آیت سے منسوخ ہے (۴) اسی طرح

۵۔ یکنسکم عسرون حسروا یعسوا ما تنسہ (۵)۔ لایہ بھی ۵۔ لکن حنفیہ

عنکم (۶) الایہ سے منسوخ ہے (۷)۔

(۱) (بیان القرآن ۱۰/۱۳۹، میر محمد کراچی)

(۲) (المجادلة: ۱۲)

(۳) (بیان القرآن: ۱۱۶۲، میر محمد کراچی)

(۴) ”نسح وحب ذنک عنہم۔ وقد فیہ بدلہ بعمل بہدہ الایہ قبل نسحہا سوی عنی رضى اللہ عنہ

وقل لبس علی سلمہ عن محاہد قل علی رضى اللہ عنہ آیۃ فی کتاب اللہ عروحل لم یعمل

بہا احد قلی ولا یعمل بہا احد عدی، کان عدی دیار قصر فتنہ بعشرۃ درہم، فکت ادراجہ

رسول اللہ ﷺ تصدقت بدرہم، فسحت ولم یعمل بہا احد قلی ولا یعمل بہا احد عدی، ثم تلا ہذہ

الایہ ۵۔ یا ایہا الدیس مورا ادا حاجتہ الرسول، فقد مورا ین یدی نحوکم صدقۃ (تفسیر اس کثیر

۴/۱۸، سورۃ المجادلۃ: ۱۲، دار الفحاء دمشق)

(وکذا فی روح المعانی: ۳۱/۲۸، سورۃ المجادلۃ: ۱۲، دار احیاء التراث العربی)

(۵) (الأنفال: ۲۵)

(۶) (الأنفال: ۲۶)

(۷) ”الآن خفف اللہ... أخرجه المحاری وعمرہ عن ابن عباس رضى اللہ عنہما قال: لما نزلت: ﴿إِنْ

یکنسکم عسرون﴾ شق ذلك علی المسلمین إذ فرض علیہم أن لا یفر واحد من عشرۃ، فجاء =

ترجمہ ۱۰- ”اگر تم میں کے میں آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پرنا سب آجائیں گے اور اگر تم میں کے سوا آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کفار پرنا سب آجائیں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔“ (بیان القرآن)۔

۲- ”اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم فرمایا کہ تم میں بہت کمی ہے، سوا اگر تم میں سے سوا آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پرنا سب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پرنا سب آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔“ (بیان القرآن) (۱)۔

”افدۃ الشیوخ“ میں اہل قرآن سے لے کر اخیر تک ہر سورت کے متعلق بحث کی ہے اور نسخ و منسوخ کو شریعاً ہے (۲)۔ تفسیر احکام القرآن میں حافظ ابو بکر نجفی رازی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن شریف میں آیات منسوخ موجود ہیں (۳)۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ حق نے بھی ابو مسلم کے قول کی تردید کر کے آیات منسوخہ کو نیا ہے (۴)۔

= التخفيف . و هل يعد ذلك نسخاً أم لا؟ قولان . و ذهب الجمهور إلى الأول، و قالوا إن

الآية ناسخة“۔ (روح المعانی: ۱۰/۳۲، سورة الأنفال ۶۶۰، دار إحياء التراث العربی)

(۱) (بیان القرآن: ۸۶/۱، میر محمد کراچی)

(۲) (لم أظفر علی هذا الكتاب)

(۳) قال أبو بكر ”رغم بعض المتأخرين من غير أهل الفقه أنه لا نسخ في شريعة نبي محمد ﷺ، و

جميع ما ذكر فيها من السح، فاما المراد به نسخ شرائع الأنبياء المتقدمين فان ذلك هذا لرحل في

الآي المسوحة والناسخة وفي احكامها امور اخرج بها عن اقوال الامة مع تعسف المعنى واستكراهها،

و أكثر طي فيه انه انما أتى به من قلة علمه نقل الباقين لذلك واستعمال رايه فيه من غير معرفة مه“

(احكام القرآن لمخصص، د في نسخ القرآن ناسخة وذكر وجود السح ۱، ۵۹، ۱۰، دار الكتب عربی)

(۴) قال ابن كثير رحمه الله تعالى ”و لمسلمون كلهم متفقون على حوارج السح في احكام الله تعالى لماله في

ذلك من الحكمة السانعة، و كلهم قال بوقوعه، وقال ابو مسلم الاصمهاني المفسر، لم يقع شيء من ذلك في

القرآن، و قوله صعب مردود مردون، وقد تعسف في الاحوال عند وقوع من السح، فمن ذلك قصية لعدة

بأربعة أشهر وعشر بعد الحول لم يحد على ذلك بكلام مقبول (تفسير ابن كثير ۱/۱۳۳، دار الفقه)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (تفسیر القرطبی ۱/۵۵، دار لکب العلمیہ بیروت)

اگر بکر کا ہم خیال کوئی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو تسلیم نہیں کرتا اس بنا پر کہ وہ اس کا اجتہاد اور ذاتی قول ہے اور اس کے پاس ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا صریح جزیہ اس قول کے معارض ہے تب تو اس کو حق ہے کہ یہ کہہ دے کہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا معتقد و مقلد ہوں ان کے مقابلہ میں شاہ صاحب کا قول حجت نہیں لیکن اگر شاہ صاحب امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ نقل کرتے ہوں اور صراحتہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ کرتے ہوں مگر تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ صراحتہ امام صاحب سے یہی منقول ہے یا ان کے صوف پر متفرع ہے، خداف نہیں پھر نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔

آج امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف و محمد و زفر رحمہم اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے موجود نہیں ان میں سے بعض کی تصانیف موجود ہیں، پس زید کے قول کی تردید بکراں صورت میں کر سکتا ہے کہ ان اکابر کی تصانیف سے جزییات یا کلیات و نظائر مقابلہ میں پیش کرے، محض اتنا کہہ دینا کہ میں شاہ ولی اللہ کا پیرو نہیں، کافی نہیں، کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں جو چوتھ فرمایا ہے وہ ان اکابر کے خداف نہیں فرمایا، بلکہ ان حضرات کی تصانیف میں جزییات و کلیات و نظائر سے ہی بیان فرمایا ہے جیسا کہ دیگر کتب سے ہی اتفاق جمہور نقل کیا گیا ہے۔ دیکھئے اصول فقہ کی کتاب ”المنار“ اس کی شرح ”نور الانوار“، ص ۲۱۱ (۱) و ”حسامی“، ص ۸۹ (۲)۔ دوسرے علماء نے مستقل کتابیں اس مسئلہ پر تصنیف فرمائی ہیں (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ۔

(۱) ”وہو حائر عدما یصلی الذی تلونا قبل ذلک“ ہما نسخ من آیۃ او سہاۃ خلافاً للیہود لعہم اللہ، فہم یقولون تردہ مہ سفاہۃ اللہ تعالیٰ والحعل بعواقب الأمور و هو لا یصلح لدلولوہیۃ، و عرصہم من ذلک ان لا تسخ شریعۃ موسیٰ علیہ السلام أحد، و یکون ذیہ مؤیداً و یحق بقول ان اللہ تعالیٰ حکیم معلّم مصالح العباد و حوائجہم، فیحکم کل یوم علی حسب علمہ و مصححہ کالطیب اھـ، نور الانوار علی المنار، بحث أقسام البیان: ۲۰۸، ۲۱۲، رشیدیہ)

(۲) (الحسامی ۱/ ۱۷۶، ۱۸۵، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

(۳) دیکھئے (البرہان فی علوم القرآن للزرکشی: ۳۳/۲، دار المعرفۃ، بیروت)

(والإتقان فی علوم القرآن: ۴/۳۰، ذوی القریٰ)

نیز دیکھئے (النامی شرح الحسامی: ۱۸۳، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

الجواب صحیح جمہور کا مسلک یہی ہے کہ قرآن شریف میں بعض آیات ایسی موجود ہیں جو منسوخ حکم ہیں اگرچہ بعض ماہان کو منسوخ نہیں کہتے اور یہ بحث کتب تفسیر و اصول فقہ میں تفصیل سے مذکور ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے اجماعی حوالہ لکھ دیا ہے۔ فقط۔

سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارن پور۔ صحیح عبداللطیف، ۱۴ شعبان ۱۳۶۰ھ۔

کیا حکم قرآنی حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے؟

سوال [۱۰۶۵]: ایک شخص جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن پاک کے وسط پر نہ سناج نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی حدیث ایسی ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث بھی قرآن مجید کے لئے نہ سناج بن سکتی ہے تو ہم ایسی حدیث کو کسی انسان کا کلام نہیں سمجھیں گے بلکہ ہم اسے شیطان کا کلام سمجھیں گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اہل حق کا ایسے نسخ کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور اگر اس میں اختلاف ہو تو رائج اور مفتی بہ مذہب کیا ہے۔

نیز وہی شخص یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح ان کی وفات ہو چکی ہے اور ان کی روح اٹھائی گئی۔ ایسے شخص کا جس کا مذکورہ بالا عقیدہ ہو شرعاً کیا حکم ہے مومن رہا یا کافر ہو گیا اور عامۃ المسلمین واس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نسخ الکتاب ہا سنہ میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ ”إنما يحوز النسخ بالسنة متفقاً ومختلفاً، فيحوز نسخ الكتاب بالكتاب والسنة، وكذا يحوز نسخ السنة بالكتاب، فهي أربع صور عندنا خلاف نسخ دعوى رحمه الله تعالى هي محض، ولا يحوز عندنا نسخ كتاب بالكتاب والسنة سنة هـ“۔ (۱) اور (۱)

امام فخر الدین رازی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ”جواز نسخ الکتاب ہا سنہ“ جمہور کا قول ہے اور عدم جواز نسخ الکتاب ہا سنہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ پھر طرفین کے دلائل بیان کر کے جمہور کی

طرف سے امام شافعی کے دلائل کا جواب دیا ہے (۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی جمہور کے قول کو رائج سمجھتے ہیں، جو شخص اس نسخ کے انکار میں اس قدر متشدد ہے وہ جاہل بلکہ معاند ہے۔

چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ احادیث شریفہ میں احکام بیان فرماتے ہیں وہ بھی بذریعہ وحی ہوتا ہے، اگر کوئی حکم اجتہاداً فرمایا تو اس کو بھی وحی کے ذریعہ تائید ہوگئی (۲) ورنہ تبدیلی ہوگئی: ﴿وَمَا يَنْطِقُ

(۱) "(المسألة الثالثة) قال الشافعي رضى الله عنه الكتاب لا يسخ بالسه المتواترة، واستدل عليه بهذه الآية من وجوه أحدها: أنه تعالى أخبر أن ما يسخه من الآيات يأت بحير منها، وذلك أنه يأتي بما هو من حسه وإذا ثبت أنه لا بد وأن يكون من حسه فحس القرآن قرآن، وثانيها: أنه قوله تعالى: ﴿يأت بحير منها﴾ يفيد أنه هو المفرد بالإتيان بذلك الحير، وذلك هو القرآن وثالثها: أن قوله: ﴿يأت بخير منها﴾ يفيد أن المأتى به هو حير من الآية والسه لا تكون حيراً من القرآن، ورابعها: أنه قال: ﴿ألم تعلم أن الله على كل شيء قدير﴾ دل على الاتي بذلك الخير هو المختص بالقدرة على جميع الخيرات وذلك هو الله تعالى.

والجواب عن الوجوه الأربعة بأسرها أن قوله تعالى: ﴿يأت بحير منها﴾ ليس فيه أن ذلك الخير يجب أن يكون ناسخاً، بل لا يمتنع أن ذلك الحير شيئاً مغايراً للنسخ، والذي يدل على تحقيق هذا الاحتمال أن هذه الآية صريحة في أن الإتيان بذلك الحير مرتب على نسخ الآية الأولى، فلو كان نسخ الآية الأولى مرتباً على الإتيان بهذا الخير لزم الدور وهو باطل.

ثم احتج الجمهور على نسخ الكتاب بالسه: لأن آية الوصية للأقربين منسوخة بقوله عليه السلام "ألا لا وصية لوارث" وأن آية الحلد مسوخة بحسب الرحمة اهـ (التفسير الكبير للإمام الرازي: ۳/ ۲۳۲، ۲۳۳، سورة البقرة: ۱۰۶، دار الكتب العلمية طهران)

(۲) قال العلامة الألوسي "وإذا جار ذلك فيحوز أن يكون الماسح سه، والمأتى به الذي هو خير أو مثل آية أخرى، وأيضاً السه ممأتى به سبحانه لقوله تعالى ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ وليس المراد بالحيرية والمماثلة في اللفظ حتى لا تكون السه كذلك، بل في النفع والثواب، فيحوز أن يكون ما اشتملت عليه السه خيراً في ذلك"، (روح المعاني: ۱/ ۳۵۳، دار إحياء التراث العربي)

عس یسویٰ بھو، لا وحی یوحیٰ (۱)، اگر حدیث شریف کے ذریعہ کسی حدیث قرآن کو منسوخ کر دینا باطل تھا ہے تو ہم نہ کہ رسول محدود، و ما یناکم عنہ فانتھو (۲) لا (۳) اور (۴) صبیح اللہ، صبیح رسول (۳) لا (۴) ف، کسم نحن من اللہ و تعوی (۴) لا (۴) من صبیح رسول صبح اللہ (۵) وغیرہ آیات میں تخصیص کے بغیر چاروں نہ ہو کا معنی یہ کہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ قابل قبول و واجب العمل ہے جس میں قرآن کریم کی کسی آیت کا منسوخ ہونا نہ بتایا گیا ہو، اگر بتایا گیا ہے تو وہ قابل قبول نہیں، حالانکہ آیات مذکورہ عام ہیں کی جگہ سے تخصیص کا ثبوت نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں، جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح وفات پگئے اور ان کا جسم زمین میں مدفون ہو گیا اور روح آسمان پر اٹھائی گئی وہ شخص خلاف اسلام عقیدہ رکھتا ہے، وہ اسلام سے خارج ہے (۶)۔

(۱) (سورة الحکم : ۳)

(۲) (سورة الحشر : ۷)

(۳) (النساء : ۵۹)

(۴) (آل عمران : ۳۱)

(۵) (النساء : ۸۰)

(۶) ہم قرآن سے ثابت ہے کہ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید نہیں کر سکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھایا۔ قال اللہ تعالیٰ : و ما قتلوه و ما صلیوہ و لکن شہدہم، و ان الدین احتلفوا فیہ لقی شک منہ، ما لہم بہ من عندہ الا اتباع الطغ، و ما قتلوه یقیما بل رفعہ اللہ الیہ، و کان اللہ عزیرا حکیم (النساء : ۱۵۷-۱۵۸)

وقال لعلامة الألوسی السعدادی عن ابن عباس رضى الله تعالى عنها "لما أراد ملك من إسرائيل قتل عيسى عليه السلام، دخل حوكة وفيها كوة، فرفعه حننيل عليه السلام من الكوة إلى السماء، فقال الملك لرجل منهم حيث أدخل عليه فاقله، فدخل الحوكة، فألقى الله تعالى عليه شه عيسى عليه السلام، فخرج إلى أصحابه يحرقهم أنه ليس في البيت، فقتلوه و صلبوه و طروا أنه عيسى فلما صلب شه عيسى وأتى على ذلك سعة أيام، قال الله تعالى لعيسى اهبط عني مریم، ثم لنجمع لك الحواريس و نقيم في الأرض دعاه، فهبط عليها و أشعل الحبل بورا فجمعت له -

اس مسئلہ میں مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں (۱)، دلائل اور تفصیل کی ضرورت ہو تو ان کا مطالعہ کریں۔ یہ عقیدہ رکھنے والے سے تعلق ممنوع ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود ننگوی عن اللہ عن معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۲۶/۶/۵۹ھ۔

جواب صحیح سعید احمد غفرلہ۔ صحیح عبد المظنیف مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور۔

آیت منسوخہ کی تلاوت کا حکم

سوال ۱۰۶۱: کیا کلام مجید میں ایسی آیت بھی ہے جس کا حکم منسوخ ہو چکا ہو مگر صرف تہذیب کی جاتی ہو؟

۲۔ کیا جنس آیات ایسی بھی ہیں جو موجودہ قرآن مجید میں درج نہیں ہیں مگر ان کا حکم جائز و رہا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس مسئلہ میں مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جن میں نسخ کی تعریف، منسوخ کے اقسام، نسخ کی

= الحواریین، فشہم فی الأرض دعاة، ثم رفعہ اللہ سبحانه . و تلک البیلة هی البیلة لتی تدحس فیہا الصاری، فلما أصبح الحواریون، قصد کلّ منهم بلدة من أرسلہ عیسیٰ الیہم " (روح المعانی ۳/۱۷۷، ۱۷۸، دار احیاء التراث العربی)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (صحیح البخاری: ۱/۳۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی)

(والبحر المحيط: ۲/۳۷۲ دار الفکر)

(و تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۱۵، دار الفکر)

(والدر المنثور: ۳/۲۰۷، موسسہ الرسالہ)

(و تفسیر ابن جریر: ۳/۲۰۷، دار المعرفة)

و مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۹۸، دار السلفیہ، بمبئی)

(مشہد حضرت انور شہ شمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف بزبان عربی "عقیدۃ الإسلام فی حیاة عیسیٰ علیہ السلام"۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی کی کتاب (اردو) "حیات عیسیٰ علیہ السلام"۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب کی تصنیف

"حیات مسیح علیہ السلام"۔ اور حضرت شمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی جمع کردہ وہاں دیت کا مجموعہ

"التصريح بما تواتر في نزول المسيح"

اقسام، منسوخ کے احکام درج ہیں (۱) بطور مثال ایک آیت درج کرتا ہوں:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الذِّكْرُ حَقًّا كَمَا نَزَّلْنَا حَقًّا تَوْصِيَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا لِيُتْلُوهُنَّ لِتُبَيِّنَ لَهُنَّ الَّذِي كُنَّ لَا يَفْقَهُنَّ ۚ وَهُنَّ الَّذِي لَمْ يَتْلُواهُنَّ يَتَذَكَّرْنَ ۚ وَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى ۚ﴾ (۲)

پہلے وہ مدین کے حق میں مال کی وصیت کی جاتی تھی پھر وہ وصیت منسوخ ہوئی اور والدین کا حصہ بطور میراث متعین کر دیا گیا اس کے باوجود یہ آیت باعتبار تداوت منسوخ نہیں ہوئی، بلکہ تلاوت باقی ہے۔

۲ (سُحُورُ سَحَابٍ مِّنْ رَّبِّكَ رَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا ۚ لَّا يَذْكُرُهَا الْعَالَمُونَ) (۳) اس آیت کی

تداوت منسوخ ہوئی مگر حکم باقی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ غلام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۸ھ۔

سنخ کی تفصیل اور حکمت

سوال [۱۰۶۷]: (الف) سنخ آیات قرآنی کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے اور اکابرین کا اس کے

بارے میں کیا خیال ہے؟

(ب) کتنی اور کون کونسی آیتیں منسوخ ہیں؟

(ج) کیا سنخ آیات سے حکمت باری تعالیٰ میں نقص یا اس کی حکمت میں کسی قسم کا الزام عائد ہوتا ہے؟

(د) سنخ آیات قرآنی کی تعداد کے بارے میں علماء اسلام بتدریج کمی کی طرف مائل نظر آتے ہیں،

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غالباً پانچ آیتیں منسوخ مانی ہیں۔ آخر یہ کس خیال کے

تحت ایسا ہو رہا ہے؟ اگر چندے یہی رہا تو وہ دن دور نہیں جب کہ سنخ کا مسئلہ ختم ہو جاوے۔

(۱) دیکھئے (تفسیر قرطبی ۲/۵۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۲) انوار لکیر ص ۳۰، ۳۶، قدیمی

(۳) لاتقان فی علوم القرآن ۲/۳۰، ۵۴، دوی القریبی بیروت

(۴) (سورہ النور ۱۸۰)

۳، ۱۰، (نور الأنوار، صحت انقسام الیال ۲۱۲، مکہ حفاہہ علیان)

روکد فی التفسیر لکیر ۳/۲۳۰، سورۃ النور ۱۰۶، دار الکتب العلمیہ، طهران

(و) نسخ کی کتنی صورتیں ہیں اور وہ کیا کیا؟

(و) منکرین نسخ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

الحواب حامداً ومصلیاً :

(الف) نسخ جائز ہے عقلاً، اور واقع ہے سمع بلا اختلاف، صرف ابو مسلم اصفہانی رحمہ اللہ قائل ہے یہ

منقول ہے کہ نسخ واقع نہیں ”انسح حائر عقلاً واقع سمعاً“ خلاف فی ذاتہ من مسلمین۔ لا م

بروت عن شی مسلم لأصفہانی، فہو فی نہ حائر غیر واقع“ (ارشاد الفحول) (۱)۔

(ب) اس میں مختلف اقوال ہیں، اس مختصر تحریر میں تفصیل کی گنجائش نہیں، الفوز الکبیر (۲) وغیرہ (۳)

کا مطالعہ کیجئے۔

(ج) نہیں (۴)۔

(د) ہاں کل مسند نسخ کو ختم کر، نص قرآنی، اجماع امت کے خلاف ہے اس لئے وہ ہرگز قابل قبول

نہیں (۵)۔ تشکیل نسخ کی مصدقہ ظاہر ہے، نفس نسخ کی مصدقہ بتدریج و تمرین و عرف تعلیم احکام ہے۔ کم

(۱) (ارشاد الفحول، الباب التاسع فی السح، ص ۳۱۳، المكتبة التجارية، مكة المكرمة)

(۲) دیکھئے (الفوز الکبیر : ۴۰، ۴۶، قدیمی)

(۳) دیکھئے: (الاتقان فی علوم القرآن : ۲/۴۰، ۵۴، ذوی القربی)

(۴) ”مسند سدید کے نزدیک نسخ، اجماع احکام، وہ یہ میں جائز ہے، فخر الاسلام بزدہی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ”والسح فی

احکام الشرع جائز صحیح عند المسلمین أجمع“، (أصول فخر الإسلام علی هامش كشف الأسرار

۳ ۱۵۷، صدف پبلشرز، کراچی)

وقال اس كثير ”والمسلمون كلهم منعمون علی حوار السح فی احکام اللہ، بما فید من

الحکمة البالغة“ (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۱۰، دار المبحاء دمشق)

(۵) ”الکفر طوائف من المنعمین للإسلام المناحیر حوازی (ای السح) وهم محجوبون باجماع

السلف علی وقوعه فی الشریعة“ (تفسیر القرطبی، ۲/۴۳، سورة البقرة: ۱۰۶، دار الکتب

لعلمة بیروت)

ص ۱۰۸ علامہ ابن رحمہ اللہ عسی فی مضائق عینیہ (۱)۔

(۵)۔ مہنشی نے منار میں یہ صورتیں ذکر کی ہیں۔ ”نفاذ و احکم حمید، حکم دہ

۱۰۸، نفاذ دہ حکم“ (۲)۔

(۶) سب سے پہلے اور سب کے خلاف اصفہانی ہے جس نے نسخ کا انکار کیا ہے۔ امام رازی، بوسحق

شیخ رازی، سیم رازی، ابن دقیق العید وغیرہ نے اس کے انکار کی توجیہ کی ہے (۳) اور امام شوکانی نے لکھا ہے

”وإذا صح هذا عنه فهو دليل على أنه جاهل بهذه الشريعة جهلاً قطعاً“ (۴)۔ فقط و بند

بہی نہ توفی مہم۔

حررہ العبد محمود غفر لہ۔

(۱) لم أحده في المطالب العالية و ذكره التوكانى بلفظ ”فان قلت ما الحكمة في السح“ قلت قال
المحرر الرازى في لمطالب العالية ان الشرائع قسما من منها ما يعرف بفعليها بالعقل في المعاش و للمعد،
ومنها سمعية لا يعرف الانتفاع بها إلا من السمع، فالأول بمنع طروء النسخ عليه كمنع الله و طاعته
أبد والثانى ما يمكن طرياق السح والتبدل عليه، و هو أمور تحصل في كمية الطاعات
الفعلية والعادات الحسنية، و فائدة نسخها: أن الأعمال البدنية إذا تواطأوا عليها حلماً عن سلف
صارت كالعادة عند الحق و قيل الحكمة حفظ مصالح العباد، فإذا كانت المصلحة لهم في
تسديد حكم بحكم و شريعة بشريعة كان التبدل لمراعاة هذه المصلحة اهـ“ (إرشاد الفحول، الباب
التاسع في النسخ، ص: ۳۱۴، مصطفى أحمد الباز مكة المكرمة)

(۲) (المنار، ص: ۲۱۱، مكتبه حقانيہ ملتان)

نیز تفصیل کے لئے، کیجئے: (الإتقان: ۲/۳۸، ذوی القربی)

(۳) ”و قد أول جماعة خلاف انى مسلم الأصفهاني المذكور سابقاً بما يوجب أن يكون لحلاف لفظياً،
قل من وفق المعد نقل عن بعض المصنفين إنكار السح لا بمعنى أن الحكم الثالث لا يرتفع بل بمعنى
أنه يستتبع من دل على تنهائى، فلا يكون سحاً و نقل عنه أبو اسحاق الشيرازى و المحرر الرازى،
وسليم الرازى بما أنكر الحوار و أن خلافه في القرآن خاصة لا كما نقل الأمدى و ابن الحاحب أنه أنكر
لوقوع“ (إرشاد الفحول، الباب التاسع في النسخ، ص: ۳۱۳، المكتبة التجارية مكة المكرمة)
(۴) (إرشاد الفحول، الباب التاسع في النسخ، ص: ۳۱۳، المكتبة التجارية مكة المكرمة)

آیت قطب

سوال [۱۰۶۸]: قرآن پاک میں آیت قطب کونسی آیت ہے، اس کو پڑھنے کا طریقہ اور اس کے

اثرات کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پارہ ۴ میں ۵۰ باب نصیر، لا میں عدد ۱۰۰۰ بحکیمہ (۱) کو آیت قطب کہتے ہیں، ہر نماز

کے بعد سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ اول آخر پڑھنا بعض اکابر سے منقول ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۰/۱۱/۱۳۸۹ھ، ۲۱/۱۲/۸۹ھ۔

سبع آیات

سوال [۱۰۶۹]: سورہ فاتحہ میں سبع آیات تحریر ہیں جن کے معنی سات آیات، مگر سورہ فاتحہ میں شمار

کرنے سے صرف چھ آیات ہیں جیسے سورہ اخلاص پر چار آیات لکھی ہیں اور ”لہ یدلہ“ کے بعد بھی بنا ہے، اگر اس

کو شمار کیا جائے تو پانچ آیات ہیں۔ اگر سورہ فاتحہ کو بسم اللہ کا جز قرار دیا جائے اور بسم اللہ کی آیت کو بھی شمار کیا

جائے، مگر نماز میں اگر بسم اللہ کوئی مصلیٰ نہ پڑھے تو نماز تو ہو جاتی ہے اور اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھے، محض کوئی سورت

پڑھے تو نماز ناقص رہتی ہے۔ قرآن کو دیکھ کر بالتفصیل جواب تحریر فرمائیے کہ سورہ فاتحہ پر ساتھ آیات مکھی ہوئی

ہیں مگر شہر میں صرف چھ آیات ہیں۔ ایسا کیوں اور کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ جزء فاتحہ نہیں بغیر اس کے بھی سات آیات ہیں (۲)۔ سورہ اخلاص میں خود

(۱) (سورۃ آل عمران: ۱۲۶)

(۲) قال لحافظ العیسیٰ "قوله "الحمد لله رب العالمین" هذا صریح فی الدلالة علی ان البسملة لیست

من الفاتحة، قوله "وفی السبع المثانی" أما السبع فلأیها سبع آیات بلا خلاف إلا أن منهم من عد

"أعمت علیہم" دون التسمیة، و منهم من مذهبه علی العکس، قاله الرمحشری. قلت: الأول قول الحنفیة

والعکس قول الشافعیة، فإنهم بعدون التسمیة من الفاتحة ولا يعدون "أعمت علیہم" آیه، و لكل فريق

حجج و براہین". (عمدة القاری ۱/۸۸، باب ما جاء فاتحة الکتاب، إدارة الطاعة المبریة)

ختم ف ہے، بعض پر آیات ہوتے ہیں بعض پانچ۔ کہ فی جلالین (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

آیہ امری کہاں تک ہے؟

سوال ۱۰۰: آیہ امری کہاں تک ہے اور کتنی آیتیں ہیں اپنے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا تو انہوں نے تین آیت فرمائی یعنی ”حسدوں تک۔ اب ایک صاحب فرماتے ہیں کہ صرف ایک آیت ہے اس کے بارے میں فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

”آیہ امر“ ”سعی معصہ“ تک ہے، شرح حصن حصین اور شروح بخاری شریف میں اس کی تصریح ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح بندہ نقی مالدین شفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۸۷ھ۔

= وقال السيوطي "سورة الفاتحة مكية، سبع آيات بالسمة إن كانت معها، والسابعة "صراط لديدس إلى آخرها، وإن لم يكن معها فالسابعة "غير المعصوب" إلى آخره الخ" (تفسير الجلالين، ص: ۲، سورة الفاتحة، دار إحياء التراث العربي بيروت) (وكذا في أحكام القرآن للجصاص: ۳۳/۱، قديمي كراچی)

(۱) "سورة الإخلاص، مكية أو مدنية، وآياتها أربعة أو خمسة" (جلالين، ص ۸۱، سورة الإخلاص، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "روى معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: "لا إكراه في الدين" قيل: إن هذه إلى قوله سبحانه "حسدون" من بقية آية الكرسي، والحق أنها ليست معها، بل هي حملة مستأفة حتى بها اثر بيان دلالة التوحيد الخ" (تفسير روح المعاني: ۱۲/۳، دار إحياء التراث العربي)

(وتفسير ابن كثير: ۴۰۹/۱-۴۱۶، دار الفحاء، دمشق)

(صحيح البخاري، كتاب الوكالة، باب إذا وكل رجلاً فترك الوكيل شيئاً الخ فقرأية

الكرسي (الله لا إله إلا هو الحي القيوم) حتى تحتم الآية الخ: ۳۰۱/۱، قديمي)

دیکھئے (صحيح البخاري ۳۱۰/۱، كتاب الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في الكاح، قديمي)=

پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارے میں ہے؟

سوال ۱۱۰۷: پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارے میں ہے؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز کا حکم کسی پارے میں نہیں۔ براہ کرم جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم میں کوئی بات صاف صاف موجود ہے، کوئی ایسے طریقے پر ہے جس کو ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا بلکہ بڑے علم والے سمجھ سکتے ہیں، اس لئے آپ کو خود تلاش کرنا مشکل ہوگا۔ آپ بہار میں حضرت مولانا منت اللہ صاحب کا خدمت میں جا کر سمجھ لیں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ توفیق فرمادیں گے، وہ آپ سے قریب ہیں۔ پانچ وقت کی نماز قرآن شریف میں ایک جگہ نہیں بلکہ مختلف جگہ ہے مثلاً پندرہویں پارہ میں ہے: ﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا مِثْلَ صَبْرِ النَّبِيِّ﴾ (۱) اور ستائیسویں پارہ میں سورہ واطور کے ختم پر ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۳/۹۵ھ۔

= "قوله: آية الكرسي (الله لا إله إلا هو الحي القيوم) حتى تختتم الآية"

وفي رواية الساني والإسماعيلي "الله لا إله إلا هو الحي القيوم من أولها حتى تختتمها"

(عمدة القاري ۱۲، ۱۴۶، باب وكالة المرأة الإمام في الكاح، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا فتح الباري ۴، ۳۸۸، كتاب الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في الكاح، دار الفكر، بيروت)

(۱) (سورة بنی اسرائیل: ۷۸)

(۲) قال الله تعالى: ﴿يُوسُفُ بِحَمْدِكَ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُحِّهِ وَادْبَارَ الْكَوْمِ﴾ (الطور: ۲۸، ۲۹)

ن کے بعد مندرجہ ذیل آیتوں میں نماز کا ذکر آیا ہے

قال الله تعالى: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ﴾، إن الحسبات يدعس السيات.

ذلك ذكرى للذاكرين (هود: ۱۱۴)

تفصیل کے لئے دیکھئے (روح المعانی: ۱۲/۱۵۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

قال الله تعالى: ﴿فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَلِيلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَلِيلَ الْغُرُوبِ﴾ (الح

(ق: ۳۹، ۴۰)

حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق دو آیتوں میں تعارض

سوال [۱۰۷۲]: خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ﴾، ﴿وَلَا تَقْرَبُوا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ الَّتِي كُتِبَ عَلَيْهَا الضَّلَالَةُ﴾ (۱)۔ لیکن ان دو آیتوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے، وہو ہذا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ الَّتِي كُتِبَ عَلَيْهَا الضَّلَالَةُ﴾ (۲)۔ ﴿وَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ﴾ (۳)۔

نکتہ: ۱۔ حدیث، وف سمعنا، ہی حکماء من الناصحين، رکوع ۹، ۸۰، ۸۱۔ (۳)۔

نکتہ ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم و دونوں باتیں یا تمھیں، کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دو باتیں فرمائی تھیں: ایک یہ کہ اس درخت کے قریب نہ جاؤ، دوسری یہ کہ شیطان تمھارا دشمن ہے۔ اور شیطان نے دونوں باتیں بتا دیں کہ اس درخت کے کھانے سے یہ یہ فوائد ہیں اور دوسرے یہ کہ میں تمھارا دشمن نہیں ہوں بلکہ تمھارا دوست ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ دونوں باتیں یا تمھیں، ان دونوں میں سے بھولے یک بھی نہیں تھے، خدا کو جھوٹ سمجھ اور شیطان کو سچا اور دوست مان کر درخت ممنوعہ چکھ لیا۔ بیوا تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت آدم علیہ السلام کو جس وقت شیطان نے اکل شجر کی ترغیب دی تو اس وقت یہ باتیں دونوں یاد تھیں۔ ممانعت بھی، عداوت شیطان بھی، لہذا اس کے کہنے کو قبول نہیں فرمایا، جس پر شیطان نے وجہ ممانعت

= تفصیل کے لئے، کیئے (روح المعانی ۲۶۰، ۱۹۳، دار احیاء التراث)

(وحالین ۲، ۳۳۱، تفسیر کبیر ۷، ۶۴۵)

وقال الله تعالى ﴿فسبحان الله حين تمسون وحين تصبحون﴾، وله الحمد في السموات

والأرض وعشياً وحين تظهرون﴾ (روم: ۱۷، ۱۸)

ويكف: (حالین: ۲، ۳۳۲، قدیمی)

(روح المعانی: ۲۸/۲۱، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۱) (سورة النساء الآية: ۸۲)

(۲) (سورة طه الآية: ۱۱۵)

(۳) (سورة الاعراف الآية: ۲۱، ۲۰)

اپنی خیر خواہی کو بیان کیا اور قسم کھائی مگر اس کی قسم کی بھی تصدیق نہیں فرمائی حتیٰ کہ زمانہ دراز گزر گیا اور ممانعت و بھول گئے، تنی بات ذہن میں ضرور رہ گئی کہ مدائد کو بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں، مثلاً ہر وقت عبادت میں مناجات کی لذت میں مشغول رہتے ہیں، ضعف و تکان نہیں ہوتا، نوم، مرض، ہرم وغیرہ سے محفوظ ہیں، اس لئے اکل شجر و کامیدان طبیعت میں پیدا ہوا اور اس کو چکھ لیا، چھسنے کے واقعہ کو آیت نمبر (۱) میں بیان فرمایا کہ ایسا بھوں کر کیا در ابتداء ترغیب اور قسم کے واقعہ کو آیت نمبر: ۲ (۲) میں بیان فرمایا۔ ان دونوں کے درمیان ایک مابہ زمانہ ہے، اگر یک ہی وقت کے متعلق دونوں باتیں ہوتیں تو تعارض ہوتا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت صفی اللہ علیہ السلام نے اللہ جل شانہ کی تکذیب نہیں فرمائی کہ یہ معمولی درجہ کے مسلمانوں سے بالکل بعید ہے، ﴿وَمِنْ أَصْدَقِ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (۳) اور اللہ پاک کے مقابلہ میں ابلیس لعین کی تصدیق نہیں کی اور اس کو اپنا خیر خواہ نہیں سمجھا ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (۴) اور قرآن کریم کی دو آیتوں میں تعارض یا اختلاف بھی نہیں کہ اس کا ”من عند غیر اللہ“ ہونے کا زمنا ہے۔ جواب مذکور کی اگر تفصیل مطلوب ہو تو شیخ زاوہ علی البیضاوی دیکھئے ۱/ ۲۷۸ (۵)۔ واللہ اعلم۔

حررہ: عبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ، ۲۶ ۱۱ ۵۹ھ۔

صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح عبد اللطیف۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کی نافرمانی میں فرق

سوال [۱۰۷۳]: آج ایک واعظ صاحب نے یہ کہا کہ ابلیس اور آدم دونوں مرتکب حرام ہیں، دونوں سے غلطی ہوئی ہے۔ میری معلومات یہ ہے کہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں، میں اس کی تشریح چاہتا ہوں۔

(۱) آية سورة طه (۱۱۸)

(۲) (سورة الأعراف: ۲۰، ۲۱)

(۳) (سورة النساء: ۱۲۲)

(۴) (سورة يوسف: ۵)

(۵) حاشیة محی الدین شح (۱۵)، علی تفسیر البیضاوی ۱/ ۵۳۸-۵۳۳، عباس احمد الاز، مکة

الجواب حامداً ومصدداً :

حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا گیا تھا ﴿وَلَا تَقْرَبْ هَذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ (۱) اس درخت کے پاس نہ جانا، مگر اس کی پابندی نہ ہو سکی، بھول ہوئی۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تکبر کیا، خدا کے پاک کا مقابلہ کیا ﴿إِنِّي وَاسْتَكْبَرْتُ﴾ (۲) ﴿قَالَ إِنَّا خَيْرٌ مِّنْ هَٰؤُلَاءِ حَقَنَّهُمْ عَنْ صَيْبٍ﴾ (۳) اس لئے ابلیس اس تکبر اور مقابلہ کی وجہ سے کافر ہوا اور توبہ کی توفیق ہی سبب ہو گئی، بخلاف آدم علیہ السلام کے کہ وہ اپنی بھول پر ساری عمر روئے اور توبہ فرماتے رہے:

﴿رَبِّهِمْ صَمٌّ نَفْسًا وَهِيَ تَعْتَرِيهِمْ وَنَحْمًا سَكُونًا مِّنْ حَامِسِينَ﴾ (۴)۔

اور ابلیس کا مثل اس کے مقابلہ میں یہ ہوا

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ، ثُمَّ لَأَنبِيَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ، وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ (۵)۔ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو مغفرت سے نوازا گیا اور ابلیس کی سرکشی پر لعنت اور جہنم کی وعید ہے۔ ﴿فَقِيلَ اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی حالت

سوال [۱۰۷۴]: قصص الانبیاء (اردو) میں حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم انہ میں کیڑے ہو جانے کا واقعہ درج ہے، حالانکہ تفسیر بیضاوی، جلالین، مدارک اور شاف اور دیگر مستند تفسیر میں اس قسم کے واقعہ کا ذکر نہیں۔ اکابر علماء حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ مد حصہ ہو

(۱) (سورۃ البقرۃ ۳۵)

(۲) (البقرۃ ۳۶)

(۳) (سورہ ص ۷۶)

(۴) (الاعراف ۲۳)

(۵) (الاعراف: ۱۷)

ترجمہ قرآن پاک حضرت شیخ الہند و فوائد از شیخ الہند اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص: ۵۹۲
 ۵۹۲ ذکر عبد یوب یدادی رہ نہ الخ (۱)۔

فائدہ (تنبیہ) ”واضح رہے کہ قصہ گو یوں نے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیماری کے متعلق جو افسانے بیان کئے ہیں اس میں مبالغہ بہت ہے، ایسا مرض جو عام طور پر لوگوں کے حق میں تنفر اور ستقد رکا موجب ہو، انبیاء علیہم السلام کے منصب کے منافی ہے، کما فی اللہ تعالیٰ ۵۹۲ لا تکون کذلک
 اذ واموسیٰ فرأه الخ (۲) (سورہ احزاب) (۳) لہذا اسی قدر بیان قبول کرنا چاہئے جو منصب نبوت کے منافی نہ ہو۔ آیت مبارکہ کے فوائد میں اسی ترجمہ کے ص: ۵۵۳-۵۵۴، میں یوں ارشاد فرمایا ہے ”بہذا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کی قوم نے برص وغیرہ جسمانی مرض کا عیب لگایا تھا، اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عادت ظاہر کر دیا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جسمانی طور پر بے عیب ہیں۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام کو جسمانی اور روحانی عیوب سے پاک ثابت کرنے کا اس قدر اہتمام ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی طرف سے تنفر و استخفاف کے جذبات پیدا ہو کر قبول حق میں رکاوٹ نہ ہو“ (۴)۔ اسی طرح حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس میں کیڑے پڑنے کی تردید حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب نے بھی کی ہے۔ مدحہ ہوان کی کتاب قصص القرآن، و حال ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام (۵)۔ ایسی صورتوں میں قصص الانبیاء وغیرہ معمولی کتاب کے بیان کو من جملہ خرافات اور انہی سمجھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قصص الانبیاء، اردو میں دیر سے ہندوستان میں چھپی ہوئی موجود ہے اور عوام کے سے کافی جذب

(۱) (سورہ ص: ۴۱)

(۲) (تفسیر عثمانی، ص: ۶، ۷، حاشیہ: ۲، پ: ۲۳ حاشیہ: ۲)

(۳) (سورہ احزاب: ۶۹)

(۴) (تفسیر عثمانی، ص: ۵۶۹، حاشیہ: ۲، سورۃ الاحزاب)

(۵) (قصص القرآن لحفظ الرحمن سبزوہاری، سنۃ ایوب علیہ السلام سورۃ آل عمران: ۲-۸-۱۸-۵۰)

کتاب ہے، بعض جگہ مجلس منعقد کر کے اس کتاب کو پڑھا اور سنا جاتا ہے، مگر سند اور حجت کے اعتبار سے یہ اس پایہ تک نہیں کہ اس پر کئی حوالہ دیا جائے، اس میں بہت سی غلطیاں، ضعیف، مرجوح روایتیں موجود ہیں۔ ہند موضوع اور صریح غلط باتیں بھی درج ہیں، اسے انیلیات بھی درج ہیں۔ مباحثہ عام ہی اسکی صحیح، اور غلط بات کا پتہ چلا سکتا ہے عوام کو پتہ نہیں چل سکتا، اس میں بہت سی باتیں صحیح اور کارآمد بھی ہیں۔

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیمار ہونے کے متعلق بعض کتابوں میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، الہدایہ والنہایہ میں کیڑے پڑنے کا تذکرہ نہیں اور دوسری حالت اس سے زیادہ موحش تھی ہے (۱)۔ چچک کا نکلنا بھی بعض کتب میں مذکور ہے، بعض کتب میں لکھا ہے کہ سر اور تمام جسم میں زخم ہو گئے تھے۔ مستند چیز تو وہی ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہو اور جس چیز کی قرآن و سنت میں نئی کردی گئی ہو وہ قابل اعتبار نہیں بلکہ قابل رد ہے۔ نبیاء علیہم السلام کو حق تعالیٰ شانہ، متفرق اشیاء سے یقیناً محفوظ رکھتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعظم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۹/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۸۷ھ۔

استخلاف فی الارض کا وعدہ

سوال [۱۰۷]: سورہ نور میں ”استخلاف فی الارض“ کا وعدہ ہے، یہ وعدہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو احکام خداوندی کو پورا پورا بجالاتے ہیں، ان کے ساتھ ہے یا کوئی بھی امت ہو جو احکام خداوندی کو پورا پورا بجاتے ہوں ان کے ساتھ رہا ہے، یعنی یہ آیت تعمیم کا حکم رکھتی ہے یا مقید کا اس شرط کے ساتھ جو قوم رائج الوقت احکام خداوندی کو پورا پورا بجالائیں گی اس کو تمکن فی الارض حاصل ہوگا، یا صرف امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟

(۱) ”وکان له اولاد واهلون كثير، فسلب من ذلك جميعه، وابتلى في حسده بأنواع البلاء، ولم يبق منه عصور ستم سوى قومه ولسانه وطن مرضه حتى غافه الحلبس، وأوحش منه الابس، وأحرج من بلده، والقي على مرسلة خارجها، وانقطع عنه الناس الخ“ (المداد والنبذ لاس كثير ۲۲۱، مكتبة رياض الحديث)

(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۵۲/۲، دارالسلام ریاض)

الجواب حامداً ومصلحاً:

اس آیت میں جو مخصوص وعدہ ہے (۱) وہ اکثر مفسرین کے قول کے موافق شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں پورا ہو چکا (۲) جیسا کہ خطب ”مسک“ اس پر شاہد ہے اور ”کم استحلف الیہم“ سے اشارہ ہے اس طرف کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو بھی استخلاف فی الارض، جبارین کے مقابلہ میں حاصل ہوا تھا (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود شنبی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ بذا، ۱۹/ شعبان/ ۱۴۵۲ھ۔

(۱) قال الله تعالى: ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ، وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ﴾ (سورة النور: ۵۵)

(۲) ”ف استخلف الله ابا بكر وعمر (رضي الله عنهما)، وانحر وعده حين قاتل ابو بكر بني حنيفة ومن ارتد من العرب، وفتح الشام في خلافة عمر حين عراه في السنة التاسعة من عمدة الروم الذي كان يوم الحديبية في سنة ست من الهجرة، وكون الوعد مسحوراً في خلافة عمر مروى عن علي (رضي الله عنه) حين استشار عمر اصحاب النبي ﷺ في المسير إلى العراق للجهاد، فأشار عني بالجهاد متمسكاً بهذه الآية هـ“ (التفسير المظهر ۶/ ۵۵۱، سورة النور: ۵۵، حافظ كتب حاد كونه)

(وبمعناه في تفسير ابن كثير: ۳/ ۴۰۲، ۴۰۳، سورة النور: ۵۵، دار الفحاء بيروت)

(وكذا في روح المعاني: ۱۸/ ۲۰۱، ۲۰۲، سورة النور: ۵۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في معارف القرآن للمفتي محمد شفيع رحمه الله تعالى ۶/ ۴۴، سورة النور: ۵۵، ادارة المعارف)

(۳) ”(كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ) وَهُمْ بَنُو إِسْرَائِيلَ اسْتَخْلَفَهُمُ اللَّهُ عُرُوحًا فِي الشَّامِ بَعْدَ إِهْلَاكِ الْحَارَةِ، وَكَذَا فِي مِصْرَ عَنَى مَا قَبِلَ مِنْ أَنْهَا صَارَتْ تَحْتَ تَصَرُّفِهِمْ بَعْدَ إِهْلَاكِ فِرْعَوْنَ وَإِنْ لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ أَوْ هُمُ وَمِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ الْمُؤْمِنَةِ الَّذِينَ أَسْكَنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِهْلَاكِ أَعْدَائِهِمْ مِنَ الْكُفَرَةِ الظَّالِمِينَ“ (روح المعاني ۱۸/ ۴۰۳، سورة النور: ۵۵، دار إحياء التراث العربى بيروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير: ۳/ ۴۰۲، ۴۰۳، سورة النور: ۵۵، دار الفحاء)

وعید کی آیتیں زیادہ ہیں یا وعدہ کی بشارتیں؟

سوال ۱۰۱: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے قہر کا ذکر زیادہ فرمایا ہے یا رحمت کا؟ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اپنے غصہ و غضب کا ذکر زیادہ فرمایا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا نہیں ہے، بلکہ رحمت کے وعدے اور بشارتیں زیادہ ہیں، عذاب و غضب کے لئے تو نافرمان کی قید ہے اور ثواب و رحمت کے لئے اعمال صالحہ کی قید نہیں، مثلاً: معصوم بچے کچھ کئے بغیر ہی بخشے جائیں گے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۹۰ھ۔

جواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۹۰ھ۔

”أطيعوا الله وأطيعوا الرسول“ کا مطلب

سوال ۱۰۲: ”أطيعوا الله وأطيعوا الرسول“ کا کیا مطلب ہے؟ اور رُوئی شخص اس پر عمل نہ کرے تو وہ کیا کہلاتا ہے؟

(۱) عن عیسیٰ بن اسی ضالب رضى الله عنه فى تفسير قوله تعالى: "كل نفس بما كسبت رهية" إلا أصحاب اليمين (سورة المدثر: ۳۸) قال: هم أطفال المسلمين" راد الترمذی "لم يكتسبوا فیرتھبوا بکسبھم" وروى بقية بن الوليد عن محمد بن يزيد الألمعاني قال سمعت عبد الله بن قيس يقول سمعت عائشة رضى الله تعالى عنها، سألت رسول الله ﷺ عن درارى المسلمين فقال "هم مع آدئهم" قلت فلا عمل قال "والله أعلم بما كانوا عاملين" الحديث (المتذكرة فى أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص ۵۹۱، ۵۹۲، باب ما جاء فى أطفال المسلمين والمشركين، مكتبة أسامة الإسلامية)

”ومنها الآية الآتية حيث أفادت أن لا تعدب قبل التكليف، ولا تتوجه على المولد انكسيف، ويمزجه قول الرسول عليه السلام حتى يبلغ“، (روح المعاني: ۳۶/۱۵، تحت قوله تعالى: "ولا تزر وازرة وزر أخرى" اهـ)، دار احیاء التراث العربی،

الجواب حامداً ومصلياً :

مَدَّ تَعَالَى اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے (۱) اور ہر ایک کی اطاعت پر مقدم ہے۔ جس آیت کا مطلب دریافت کرنا ہو اس وقت قرآن کریم میں دیکھ کر صحیح لکھیں اور سورت کا حوالہ دیں، سو اس میں آیت صحیح نہیں لکھی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۹۲ھ۔

”اسجدوا لادم“ کا خطاب کیا شیطان کو بھی ہے؟

سوال [۱۰۷۸]: جب ابلیس مطابق آیت ﴿وَإِذْ خَلَقْنَا مِنْ نَفْسِهِ نَجْفًى﴾ میں سے قوم جن سے ہوا تو ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ﴾ کا مخاطب ہو کر کیسے خاصی بنا؟

الجواب حامداً ومصلياً :

اس آیت کی متعدد تفسیریں ہیں اور ابلیس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ ابلیس قوم جن سے ہے، پھر خاٹی کیوں ہوا؟ جواب یہ ہے کہ بعد کا حکم جنات کو بھی تھا اور ملائکہ کی تخصیص خطاب میں شرافت کی وجہ سے تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کی تعظیم کے لئے حکم آیا جاتا ہے تو بڑوں کو خطاب کیا جاتا ہے اور چھوٹے سب سے داخل ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو تعظیم کے سنے بڑوں کا خود بخود، مور بکھتے ہیں کرچہ خصوصیت سے چھوٹوں کو خطاب نہ کیا جاتا ہے جیسا کہ ﴿قُمُوا صِدْقَةً﴾ (۱) وغیرہ مذکور کے صیغے ہیں جن کا حکم عورتوں کو بھی ہے۔ بیناوی مطبوعہ انڈیا، ج ۱، ص ۲۰۱۔ اگر وہ ملائکہ میں سے ہے تو

(۱) قل العلامة الانوسى العدادى "قل أطيعوا الله والرسول" أى فى جمع الأوامر والبراهى، ويدخل فى ذلك الأمر السابق دحولا اوليا، وإيثار الإظهار على الإصمار بطريق الالتفات لعبس حشة الإطاعة والإشعار بعلتها الح. (روح المعانى: ۱۳۰/۳، دار احياء التراث العربى)

(و كذا فى عمدة القارى: ۱۷۶/۱۸ المطبعة الميرييه بيروت)

(وتفسير كبير: ۱۴۸/۱۰ مكتبة الاعلام الإسلامية ايران)

(وأحكام القرآن لابن العربى: ۱/۴۵۱، دار المعرفة بيروت)

(۱) (الفرقة ۴۳)

(۲) قل العلامة البصاوى "وان ابليس كان من الملائكة والاله ساوله أمرهم، ولم يصح استاؤه

”واسجدوا“ کا مخاطب ہونا ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔
 صحیح: عبدالمطیف، عبدالرحمان، ۱۸/۱/۵۲ھ۔

”یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض“ کی تفسیر

سوال [۰۷۹]: قرآن پاک کی آیت: ﴿یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض﴾ (۱) ہے اور اس (ارض) کے اندریوں و برازی بھی ہے، تو کیا یہ بھی تسبیح کرتے ہیں؟ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان کی تسبیح ان کی شان کے مناسبت ہے، تو بہرحال تسبیح کی نسبت ان کی طرف کرنا ذرا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سور (خنزیر) بھی تسبیح کرتا ہے یا نہیں؟ اس کی طرف تسبیح کی نسبت کرنے کے متعلق کیا خیال ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحیہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۳/۹۵ھ۔

= مہم ولا یرد علی ذلک قولہ تعالیٰ: ﴿إِلا إبليس كان من الجن﴾ لحوار ان یقال: إنه من الجن فعلاً و من الملائكة نوعاً، ولأن ابن عباس روی أن من الملائكة ضرباً يتولدون يتوالدون یقال لهم الجن، و مہم إسیس. ومن زعم أنه لم یکن من الملائكة أن یقول: إنه كان جنياً مشأبیس أظهر الملائكة، وکان معموراً بالأنوف مہم فعلوا علیہ، أو الجن ایضاً کانوا مأمورین مع الملائكة، لکہ استعفی بدکر الملائكة عن ذکرہم، فإہ إذا علم أن الأكابر مأمورون بالتذلل لأحد والتوسل بہ، علم أن الأصغر ایضاً مأمورون بہ. (بیضاوی: ۶۴/۱، نور محمد کراچی)

(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۴۳/۴، مہیل اکیڈمی لاہور)

(وامداد الفتاوی: ۱۲/۵، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(و تفسیر معارف القرآن کاندھلوی: ۹۲/۱، عثمانیہ لاہور)

(۱) (سورة الجمعة، آية، ۱)

(۲) قال ابن کثیر فی تفسیر ہدہ الآیة ”یحبر تعالیٰ أنه یسبح له ما فی السموات وما فی الارض ای من جمیع المخلوقات بطریقہا و حمدہا، کما قال تعالیٰ ﴿وان من شیء الا یسبح بحمده﴾ (تفسیر ابن کثیر: ۴۳/۴)

”من لم يحكم بما أنزل الله“ کی تشریح

سوال [۱۰۸۰]: اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ فرماتا ہے کہ جو اس کے اتارے ہوئے کلام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے وہ کافر ہے، ظالم ہے، فسق ہے۔ قرآن پاک میں ”کافروں، صدموں، فسقوں“ کی عام طور سے کافر کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا کا قرآن کی روشنی میں منکر ہوتا ہے، راست کا منکر ہوتا ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ کے احکام کے تابع نہیں رہیں گے۔ مگر جو ایمان لائے ہیں اور وہ خدا کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتے ہیں تو وہ ظالم اور فسق ضرور ہیں، جو ایمان ہی نہیں لایا وہ احکام خداوندی کے تابع کیونکر ہوگا، اس کے لئے قیامت کے دن عذاب ہے جس کا وعدہ ہے۔ بات یہاں اس لئے میرے نزدیک دشوار ہو گئی ہے کہ جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے کیا وہ بھی کافر ہے؟

امید ہے کہ آپ مجھے خط کے ذریعہ روشنی بخشیں گے۔ جہاں تک میں نے قرآن کے مطالعہ سے سیکھا ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر وہ احکام خداوندی اور طریقہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت ہے نہیں تو پھر اس کا شمار کافروں، فسقوں، ظالموں میں ہی ہونا چاہئے، پھر بھی اپنے علم کی کمی کی بنا پر مجھے یہ جرأت نہیں ہوتی کہ ایسے شخص کو کافر کہوں۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اللہ تعالیٰ نے کتنی جگہ پر فرمایا ہے کہ جو اس کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے وہ کافر ہے، اس آیت کو اصل الفاظ میں لکھیں، اگر آپ کی مراد ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ ہے (۱) تو اس کا مطلب مفسرین نے متعدد طریقہ پر بیان کیا ہے (۲)، ایک مطلب یہ ہے کہ جو

= ۴۶۵، ۴۶۶، دار السلام، ریاض)

(کذا فی روح المعانی: ۱۵ / ۸۴، دار إحياء التراث العربی)

(۱) (المائدة: ۴۴)

(۲) قال ابن كثير عن الحسن الصوري وغيرهم ”نزلت في أهل الكتاب، راد الحسن الصوري، وهي عليا واجبة... وعن علقمة و مسروق أنهما سألا ابن مسعود عن الرشوة، فقال من السحت =

(۱) ﴿فَإِنْ سَأَلْتَهُمْ فِيمَا شَاءَ، فَرَدُّهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۱)۔

(۲) ﴿وَلَا يَرْسُكُ إِلَّا مِمَّنْ حَتَّى يَحْكُمُوا فِيهِمْ سَحَرٌ بَيْنَهُمْ﴾ (۲)۔

(۳) ﴿مَنْ يَحْكُمْ بِمَا تُرَىٰ إِلَيْهِ، وَأَوْشَكَ هُمُ النَّاصِحُونَ﴾ (۳)۔

(۴) ﴿إِنَّ الْحَكْمَ لِلَّهِ﴾ (۴)۔

(۵) ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا﴾ (۵)۔

سائل منیر احمد مدرسہ عربیہ بین العظماء ندوۃ ضلع فیض آباد، یوپی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ اس آیت میں ﴿فَرَدُّهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ ہے ”وَرَسُولِهِ“ نہیں، پوری آیت اس صرح ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْبِعُوا يَدَيْكُمْ وَأَصْبِعُوا رَسُولَ اللَّهِ وَأَمْرُكُمْ﴾، میں نہایت عظمیٰ شئی فردوہ، یعنی اللہ و رسولوں پر کسمہ توڑیوں، واللہ والیوم الآخر، ذلک خیر وأحسن تدویر (۶)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا، نوا اور رسول کا کہنا، نوا اور جو تم میں اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

۲۔ ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے ”پھر قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو، اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں۔ پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔“

شبہ: ظہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کی طرف اس کو باطل سمجھ کر رجوع

(۱) (سورة النساء : ۵۹)

(۲) (سورة النساء : ۶۵)

(۳) (سورة المائدة : ۴۵)

(۴) (سورة يوسف : ۴۰)

(۵) (سورة المائدة : ۵۰)

(۶) (سورة النساء : ۵۹)

کرے وہ مسلمان نہیں، حالانکہ حرام کا مرتکب جب کہ اعتقادِ حلت نہ رکھا ہو، مومن ہے گوفاق ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے دس میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہیں ہونا چاہیے، حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں ہے اور غیر اختیارات کی تکلیف نہیں۔ اسی طرح اگر اس فیصلہ پر کوئی عمل نہ کرے تو یہ عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نہیں رہتا، حالانکہ ترکِ عمل سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج و تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے۔

مقتدا سے یہ کہ قانونِ شریعت کو حق اور موضوعِ محکمہ جانتا ہے اور اس میں مرتبہ عقل میں ضیق نہیں اور اس مرتبہ اس کو تسلیم کرتا ہے۔ اور زبان سے یہ کہ ان امور کا اقرار کرتا ہے کہ حق اس طرح ہے۔ عمل سے یہ کہ مقدمہ لے بھی جاتا ہے اور طبعی ضیق بھی نہیں اور اس فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کر لی۔

سوال مرتبہ تصدیق و ایمان ہے، اس کا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے اور منافقین میں خود اس کی کمی تھی، چنانچہ تنگی کے ساتھ غلط انکار اس کی توضیح کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہے، اس کا نہ ہونا عند انسان کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ تقویٰ و اصلاح کا ہے، اس کا نہ ہونا فسق ہے اور ضعیفی تنگی معاف ہے۔

پس آیت میں بقدرینہ ذکر منفقین مرتبہ اولیٰ مراد ہے۔ اب کوئی اشکال نہیں رہا (۱)۔

۳ جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے موافق حکم نہ کرے بلکہ غیر حکم شرعی کو قصد حکم شرعی بتلا کر اس کے موافق حکم کرے، ایسے لوگ بالکل ستم ڈھارے ہیں۔

۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ”اے قید خانہ کے رفیقو! متفرق معبود عبادت کے واسطے اچھے ہیں یا ایک معبود برحق جو رب ہے، زبردست ہے وہ اچھا ہے؟ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو، جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے آپ ہی ٹھہرایا ہے، خدا تعالیٰ نے تو ان کے معبود ہونے کا کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں بھیجی اور حکم دینے کا اختیار صرف خدا ہی کا ہے اور اس نے یہ حکم دیا کہ بغیر اس کے کسی اور کی عبادت مت کرو۔ پس اس حکم پر عمل کرنا چاہیے، یہی وحید اور عبادت میں حق تعالیٰ کی تخصیص سیدھا طریقہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“ (۲)۔

(۱) تحکیم، عدم حرج اور تسلیم کے تینوں درجات کے لئے ملاحظہ کیجئے (بیان القرآن لمتقونی ص ۱۳۰، ۱۳۱، میر محمد کتب خانہ)

(۲) قال الله تعالى: يا صاحبي السجن، أرباب متفرقون حبراً أو الله الواحد القهار، ماتعدون من دونه لا

۵ یہ آیت بھی آیت نمبر ۳ کے ساتھ مسلسل و مربوط ہے اور اس کے مضمون کو اگر رہی ہے، جیسا کہ ﴿فحکمہ سعادۃ سعون﴾ سے مستفاد ہے۔ مزید تفسیر و تشریح مطلوب ہو تو روح المعانی (۱)، مظہری (۲)، مفاتیح الغیب (۳) وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۸/۹۳ھ۔

تفسیر ”استوی“

سوال [۱۰۱۲]: عرض می دارم کہ در معنی ”استوی“ اختلاف شدید واقع شدہ است۔ ﴿یرحمہن علی عرشہ سوی﴾ (۱) جمہور علماء می گویند کہ استوی بمعنی علیہ و قدرت باشد، و ملا عبد الکریم می گویند کہ استوی بمعنی سکونت باشد، یعنی - عود باللہ - معنی آیت مذکورہ بقرار ذیل می کند کہ خداوند تعالیٰ بر عرش مبارک ششستہ باشد۔ فلہذا جمہور علماء بر ملا عبد الکریم فتویٰ کفر کردند، از جماعت خود او را خارج نمودند۔ فی الحال از علمائے دارالعلوم دیوبند درخواست است کہ اصل معنی استوی مدلل بحوالہ کتب بیان کنند۔ بینوا توجروا
الجواب حامداً و مصلياً:

تفسیر استوی باستیلاء بر کردہ شدہ است، و لکن درین مسئلہ مسلک اہل
= ’سماء سمیتہا اتمہ و اباؤکم، ما أنزل اللہ فیہا من سلطان، إن الحکمہ الا للہ، أمر الا تعدوا الا اللہ،
ذلک الدین القيم، ولكن اکثر الناس لا یعلمون﴾ (سورۃ یوسف: ۱۲-۲۰)
(۱) ﴿فحکمہ الجاہلیۃ یغفون﴾ انکار و تعجب من حالہم و بویح لہم ای ایتولون عن قول
حکمک ما أنزل الیک، فیغفون حکم الجاہلیۃ (ومن أحسن من اللہ حکمنا انکار لان یکون
أخذ حکمہ احسن من حکم اللہ تعالیٰ او فساو لہ۔ کما بدل علیہ الاستعمال اہل) (روح المعانی
۳/۲۲۸، ۲۲۹، دارالکفر، بیروت)

(۲) (التفسیر المظہری: ۳/۱۲۵، حافظ کتب خانہ)

(۳) (تفسیر القرطبی (مفاتیح الغیب): ۳/۱۳۹، ۱۴۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(۴) (سورۃ طہ: ۵۰)

حق ایسی است کہ استوی حق است، و ایمان بر آن لازم است، و کیفیت ان غیر معلوم است، و سوال و تفتیش آن بدعت است، و انکار ان گمراہی است کدافی تفاسیر الایۃ (۱) و کتب العقائد و (۲) صرح بہ الإمام مالک و غیرہ (۳) فقط واللہ اعلم۔

۶۔ روا عبد الحمید بن عوف، ۱۱۱، علوم، یونین، ۲۹، ۹، ۹۱ ج۔

تشریح ”اقرأ“

سوال [۰۸۳: ۱] ”قرآن مجید کے ۳۰ ویں پارے سے کیا ہے، ان کی تشریح کیجئے، کس سمت تعلق رکھتا ہے؟

۲ ”قرآن“ یہ فرض مین ہے یا فرض کنایہ ہے، جو بھی سورت ہو، اس کی آواز اس کو بند کرنی چاہئے اور اس کا انتظام کس کو کرنا چاہئے، اقرأ کا اہم اور مقتدی سے کیا تعلق ہے؟

(۱) ”حکى الاستاذ أبو بكر بن فورك عن بعضهم أن (استوى) بمعنى علا . . . إذا حكى العبر المسافة و التميز و لكون في الإمكان ممك فيه، و لكن يراد معنى بضح سته . . . سبحانه و هو على حد من صفات لذات، و كلمة (ثم) تعقت بالمستوى عليه لا بالاستواء، أو أنها للتفاوت في المرتبة و هو قول متين و يستلزم أن المشهور من مذهب السلف في مثل ذلك تفريص لمراد منه إلى الله تعالى، فهم يقولون استوى على العرش على الوجه الذي عناه سبحانه منزهاً عن الاستقرار و التمكن، وأن تفسير الاستواء بالاستيلاء نفسير مردون، إذ القائل به لا يسعه أن يقول كاستيلاءنا، بل لابد أن يقول هو استيلاء لائق به عرواح، فبقول من أول الأمر هو استواء لائق به حل و علا . . . (تفسير روح المعاني ۸/ ۱۳۶، دار إحياء التراث العربي)

(و کدافی معارف القرآن: ۵۰۲، سورۃ یونس، إدارة المعارف)

(۲) ”الاستواء معبود و نکتہ محجول، و السؤال عنه بدعة، و الإیمان بہ واجب، و هذه طريقة لسلف، و هي اسم، والله أعلم“ (شرح الفقہ الأکبر لملا علی القاری، ص ۳۸۰، قدیمی)

(۳) ”و هذا كما روي عن مالك رحمه الله تعالى ان رجلاً سأل عن قوله تعالى ۵ لم يحس على العرش المستوي ۶، طه ۵، قل مالك الاستواء عبر محجول، و الكيف عبر معقول، و الإیمان بہ واجب، و السؤال عنه بدعة، و أرك رجل سوء“ (تفسير القرطبي ۱/ ۱۷۶، سورة القرة الایۃ: ۲۹، دار الكتب العلمية بيروت)

۳ ”فر“ کے جزوی انکار کرنے والے کو یا مکمل انکار کرنے والے کو یہ نہیں کہ؟

۴ اگر امام ”فر“ یعنی ”پڑھو“ کو اپنی ذمہ داری نہیں لیتا یا اس کی مدد با مکمل نہیں کرتا اور منی غت م یا زیادہ کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس کی ذمہ داری نہ لینے کی وجہ سے پورے قسب کی حمایت اس کو نہیں ملتی جس کی وجہ سے چندہ بخوبی وصول نہیں ہوتا اور ترکوں کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی۔ اس امام پر یہ فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ سب سے پہلے جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی خداوندی لیکر آئے اس وقت مخصوص طور پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا ”قرا“ اس پر ارشاد فرمایا ”ما اُنْزِلَ عَلَیْکَ مِنْ شَیْءٍ فَاقْرَأْ“ پھر حکم الہی تدبیر کی جس سے وحی الہی کے پڑھنے پر قدرت حاصل ہوگئی (۱)۔

۲ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ نمبر ایس نزر، اس کا تعلق امام یا مقتدی سے نہیں، نہ اس سے نماز کی قرأت مراد ہے (۲)۔

۳ جو شخص یہ کہے کہ یہ ”سورۃ فر“ قرآن پاک کی سورت نہیں، اللہ پاک نے نازل نہیں فرمائی تو وہ غلط کہتا ہے جیسا کہ نمبر ایس مذکور ہے (۳)۔

۴ اگر امام اپنے مقتدیوں کو یہ کہتا ہے کہ تم لوگ امام کے پیچھے قرأت مت کرو بدھ خ موش رہو تو یہ امام ”اقرأ“ کا منکر و منی غت نہیں دیکھتا راستہ پر ہے۔ خود مسلم شریف کی حدیث میں ہے

(۱) ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أُنْزِلَتْ أَوَّلَ مَا نَزَلَتْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّوْيَا لِمَا لَحِقَ فِي الْوَحْيِ (إِلَى قَوْلِهِ) حَتَّىٰ حَاءَ هِ الْحَقِّ وَهُوَ فِي غَارٍ حَرَاءٍ، فَحَاءَ هِ الْمَكِّ فَقَالَ اقْرَأْ؟ فَقَالَ: ”فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ“ قَالَ ”فَأَخَذَنِي، فَعَضَّنِي حَتَّىٰ بَلَغَ مِنِّي الْحَنِيدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ“ قَالَ فَأَخَذَنِي فَعَضَّنِي الثَّلَاثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ“ اقْرَأْ وَرَبُّكَ لَا كَرَمَ“ الْح (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ، مَا بَكَفَ كَانَ بِدَوْنِ لُوحِي نَبِيِّ رَسُولٍ مَعَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْح ۲/۱، قَدِيمِي)

(۲، ۳) (راجع صحيح البخاري المصدر السابق)

”فأصتوا“ (۱) جب امام قرأت کرے تو اس کے پیچھے مقتدی خاموش رہیں۔ کی خارجی رعایت سے حدیث شریف کی مخالفت کرنا جائز نہیں، اگر امام کا مطلب کچھ اور ہے تو واضح کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تفسیر ”لا یمسہ إلا المطہرون“

سوال [۱۰۸۲]: زید کا کہنا ہے آیت کریمہ ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ کبریٰ، فی کتب مکبوں، لا یمسہ إلا مطہرون، نثریں میں رب لعنہم میں جملہ ”لا یمسہ“ کے متعلق مفسرین کے اقوال ہیں۔ پہلا قول جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جملہ لا یمسہ، کتب مکبوں کی صفت ہے اور کتب مکبوں سے مراد لوح محفوظ ہے اور مصہروں سے مراد ملائکہ ہیں۔ یہی تفسیر حضرت انس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، ضحاک، جابر بن زید، عبد الرحمن ابن زید ابونہیک ابوانعایہ، قتادہ وغیرہم سے منقول ہے۔ اس تاویل کا حاصل یہ ہے کہ لوح محفوظ کو سوائے ملائکہ کے اور کوئی نہیں چھوتے، اس تفسیر و تاویل کے خلاف سے مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والا بغیر غلاف چھونے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ فقہائے حنبلیہ سی تفسیر و تاویل کو اختیار کر کے کہتے ہیں کہ مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کو بغیر غلاف کے چھونا جائز ہے۔

دوسرا قول جو عطاء، طاؤس، سالم، قاسم رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جملہ لا یمسہ قرآن کریم کی صفت ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف مجید ہے اور مطہروں سے مراد وہ مومنین ہیں جو بوضو غسل ہوں۔ اس

(۱) ”وفی حدیث حریر عن سلیمان عن قتادہ من الریادة. ”واذا قرأ فاصتوا“ فحدیث اسی ہریرۃ فقال هو صحیح یعنی ”واذا قرأ فاصتوا“ فقال هو عدی صحیح، فقال لم لم تصعدہا ہا“ قال لیس کل شیء عدی صحیح و صعدہا ہا، إسا وضعت ہا ہا ما أجمعوا علیہ“ (الصحیح لمسلم، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلاۃ: ۱/۱۷۴، قدیمی)

قال اللہ تعالیٰ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ لعلکم ترحمون ﴿﴾ (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴ پارہ ۹)

”وعن أبی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: علما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ”إذا قمتہ الی الصلاۃ، فلیؤمکم أحدکم، وإذا قرأ الإمام فاصتوا“ رواہ أحمد ومسلم، وهو حدث صحیح“ (تاریخ السنن، باب فی ترک القراءة خلف الإمام فی الجہریۃ الخ، ص: ۱۰۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

تفسیر و تاویل کے لحاظ سے مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کے لئے بغیر غلاف چھونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ فقہائے حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اسی تفسیر و تاویل کو اختیار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کو چھونا بغیر غلاف جائز نہیں صحیح ہے، یا نہیں؟ بحوالہ تفسیر معتبر و بیان فرمادیں۔

حاجی قاضی محمد زماں قاضی ایف۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس آیت کی تفسیر میں، اقوال ہیں۔ اول یہ کہ ضمیر منسوب ”لا یمسہ“ میں راجع ہے ”کتاب مکوں“ کی جانب اور ”مطہروں“ سے مراد ملائکہ ہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر منسوب قرآن کریم کی طرف راجع ہے اور ”مطہروں“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو باغسل اور باوضو ہوں (۱) تفسیر مدارک التزیل میں ہے:

﴿لا یمسہ إلا المطہرون﴾ من جمیع الأدناس أدناس الذنوب و غیرہا إن جعلت لحملة صفة ”الكتاب مکوں“ و هو النوح، و إن جعلتها صفة بقر۔ فمعنی لا یسعی لیمسہ، لا من هو عی صہارة من ساس اہـ“ (۲)۔

تفسیر بیضاوی، میں: ﴿لا یمسہ إلا المطہرون﴾ لا یصع عی نوح، لا لمطہرون من لکدورات الحسمانیة و هم الملائکة، أو لا یمس القرآن إلا لمطہرون من لأحداث، فیکون نفياً بمعنى النهی اہـ“ (۳)۔

(۱) ”وقال العوفي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ”لا یمسہ إلا المطہرون“ یعنی الملائکة، وعن قتادة ”لا یمسہ إلا المطہرون“ قال لا یمسہ عبد الله إلا المطہرون الحج، وقال ابن زيد رعمت كفار قريش ان هذا القرآن برئت به الشياطين، فاحذر الله تعالى أنه لا یمسہ إلا المطہرون وقال لأحرون: ”لا یمسہ إلا المطہرون“ أي من الحاة والحدث“ (تفسیر اس کثیر ۲۹۸، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) دیکھئے: (مدارک التزیل: ۲/۲۴۲، قدیمی)

(۳) دیکھئے: (تفسیر بیضاوی: ۳۴۵، نور محمد کتب خانہ کراچی)

(و کذا روح المعانی: ۲۷/۱۵۴، دار احیاء التراث العربی)

اثر کا قول یہ ہے کہ ضمیر منصوب قرآن کریم کی طرف راجع ہے

”وَصَمِيرٌ فِي “لَا يَسْأَلُ” بِإِنْ عَادَ، هِيَ “كَلِمَاتٌ مُكْمَلَةٌ” كُنْ مَعْنَى لَا يَسْأَلُ كَلِمَاتٌ مُكْمَلَةٌ فِي مَجْزَعٍ مَحْفُوظٍ، لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا مَصْنُوعَةٌ مِنْ لَدُنْهِ وَكَذَلِكَ فِي عَدَدٍ مِنْ كَلِمَاتٍ كُنْ مَعْنَى لَا يَسْأَلُ غَيْرِ، لَا يَصْطَرِحُونَ فِي الْأَحَادِيثِ (بِسْمِ اللَّهِ) وَتَقْصِدُونَ بِهَا “لَا يَسْأَلُ” لَا يَصْطَرِحُونَ فِي كُنْ حَتَّى مَعْنَى وَتَدْرِكُ صَدْرَ جَدِيدٍ وَكُنْ لَا كُنْ عَلَى أَنَّهُ مَعْنَى نَهَى، وَنَحْنُ نَصْمِيرُ مَصْنُوعٌ رَجَعَ إِلَى غَيْرِ، وَأَنْ صَمِيرَةٌ هِيَ صَمِيرَةٌ وَهِيَ الْأَحَادِيثُ كُنْ لَا يَسْأَلُ غَيْرِ، لَا يَصْطَرِحُونَ فِي الْأَحَادِيثِ، وَلَا يَسْأَلُ مَسْأَلَةً وَحَدَّثَ وَحَدَّثَ وَلَا يَسْأَلُ وَلَا يَسْأَلُ، وَقَدْ شَتَّهِ فِي كَلِمَاتٍ حَقِيقَةٍ لَا يَحْجُورُ مَسْأَلَةً وَحَدَّثَ وَنَفْسًا، مِنْ الْمَصْحُوفِ إِلَّا بِعِلَافٍ مُتَحَافٍ مُنْصَلٍ عَنْهُ، وَأَمَّا قَوْلُهُ يَحْجُورُ مَسْأَلَةً فَقَدْ هُنَّ كُنْ حَافِظٌ لَا يَحْجُورُ، وَهِيَ كُنْ حَافِظٌ لِقَوْلِهِ مَسْأَلَةً، لَا يَدْرِي لَأَوَّلُ وَنَفْسُهُ وَسُكُنُهَا مَعْنَى نَكْرَهَةً، هَكَذَا فِي نَفْسِهِ وَذِكْرُهَا فِي نَحْوِهَا: أَنْ شَدَّعِي وَمَدَّتْ لَا يَحْجُورُ مَسْأَلَةً كَوْرِي، وَلَا حَمْدَهُ، وَنَحْنُ نَدْرِكُهَا بِحُجُورِهَا حَمْدَهُ مَسْأَلَةً وَحَدَّثَ دُونَ حَدَّثَ وَنَفْسًا، وَأَنْ حَقِيقَةً لَا يَحْجُورُ مَسْأَلَةً نَمْدُ كَوْرِي، إِلَّا بِعِلَافٍ مُتَحَافٍ، وَعَنْ سِوَا غَيْرِ صَحِيحٌ يَنْتَعِي عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ أَحَبُّ إِلَيْنَا لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، لَا يَصْطَرِحُونَ، وَقَدْ قِيلَ، لَا يَسْأَلُ نِي لَا يَسْأَلُ، (تفسيرات أحمدية) (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید شہیدی، ۱۸/۱۱/۵۳ھ۔

شیخ: عبداللطیف مظاہر علوم، ۱۹/ذی قعدہ، ۵۳ھ۔

”ليس للانسان الا ما سعى“ الآية

سوال [۱۰۱۵]: قولہ تعالیٰ ”ليس للانسان الا ما سعى“ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ

جس کام میں انسان کی سعی نہ ہو اس کا ثواب نہیں پہنچتا۔ کیا یہ آیت منسوخ ہے یا کسی حدیث سے تحقیق کی گئی ہے؟

(۱) (التفسيرات الاحمدية، ص ۶۸۳، سورة الواقعة، المطبع الكريمي الواقع في بمبئی)

الجواب حامداً ومصلحاً:

معتزلہ کا مذہب یہی ہے اور وہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں (۱)۔ حافظ مینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح ہدایہ میں اس کے آٹھ جوابات لکھے ہیں (۲) اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الروح میں بہت تنصیص سے معتزلہ پر رد کیا ہے (۳)۔ اموات کو احیاء کے افعال: دعاء، صوم، صلوة، صدقہ وغیرہ سے نفع پہنچنا، خود قرآن

(۱) ویعلم من مجموع ما تقدم أن استدلال المعتزلة بالآية على أن العبد إذا جعل ثواب عمله أي عس
 كن لغيره لا يحسن و يلعو جعله غير تام (روح المعاني ۲۷ ۶۷ دار احياء التراث العربي)
 (۲) "وأما الجواب عن الآية فثمانية أوجه الأول أنها مسوغة بقوله تعالى "والذين آمنوا و عملوا
 الصالحات هم خير من الذين آمنوا و عملوا الصالحات" قاله ابن عباس رضي الله عنهما الثاني خاصة بقوله
 "و أولئك هم الذين آمنوا و عملوا الصالحات" يعني في صحف إبراهيم و موسى عليهما السلام "أن لا تور
 و ارة و رر أخرى، و أن ليس للإنسان إلا ما سعى" للعطف، فهذا في صحيحهما محض بهما، و قد
 هذه الآية فقدمت و ما سعى لها غيرها، قاله عكرمة الثالث، أن المراد بالإنسان الكافر، و قد
 المؤمن فله ما سعى و ما سعى له، قاله الرابع من أسس الرابع (أن ليس للإنسان إلا ما سعى) من طريق
 العدل، و أما من طريق الفصل فحار أن يريد الله تعالى من فصله ما يشاء، قاله الخامس من الفصل
 الخامس أن معنى ما سعى ما سعى، قاله أبو بكر الرازي السادس أن ليس للإنسان الكافر من الخير
 إلا ما عمله في الدنيا حتى لا يبقى له في الآخرة خير أئمة، ذكره الأستاذ أبو اسحق التميمي السابع
 اللام بسعي "على" أي ليس على الإنسان إلا ما سعى كقوله تعالى "وإن أسأتم فلها" أي فعلها، و
 كقوله تعالى "و أولهم النعمة" أي عليهم الثامن ليس له إلا سعيه، غير أن الأسس محتجة، فتارة
 يكون سعيه في تحصيل الشيء نفسه، و تارة لتحصيل سبه كسعيه في تحصيل ولد أو صديق يستعمر
 الله، و تارة سعيه في خدمة الدين و العبادة، فيكسب منه أهل الدين و الصلاح، فيكون ذلك سببا حصل
 سعيه اهـ، السابعة في شرح الهداية للحافظ العيني، كتاب الحج، باب الحج عن العمر، مسند
 يصل الثواب للأحياء و الأموات: ۳۹۶/۵، مكتبه حقايقه ملتان)

(۳) "ما قوله تعالى "و أن ليس للإنسان إلا ما سعى"، فقد اختلف طرق الدس في المراد بالإنسان،
 فقدلت طائفة المراد بالإنسان ها هنا الكافر، و أما المؤمن فله ما سعى و ما سعى له بالأدلة ذكرها
 و قلت طائفة في الآية احراز بشرع من قبله و قد دل شرعا على أن له ما سعى و ما سعى له

فرماتے ہیں کہ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ سے منسوخ ہے ()۔ فقط
واند سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

”ضربت عليهم الذلة والمسكنة“ کا مطلب

سوال [۱۰۸۶]: قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿ضربت عليهم الذلة والمسكنة﴾

= أجمعوا على وصول الدعاء وقضاء الدين بالصوص الواردة (الصحيح لمسلم مع شرحه لسووي .

كتاب الزكاة، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه : ۳۲۴/۱، قديمي)

قال العلامة الكاساني رحمه الله تعالى ”فإن من صام أو تصدق أو صلى و جعل ثوابه لغيره من
لأموات أو الأحياء، جاز، و يصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة، و قد صح عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم أنه ضحى بكشين أملحين أحدهما عن نفسه والآخر عن أمته ممن آمن بوحديّة الله تعالى و
برسالته صلى الله عليه وسلم، و روى أن سعيد بن أبي وقصاص رضى الله عنه سأل رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال: يا رسول الله ! إن أمي كانت تحب الصدقة أفأتصدق عنها؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم
”تصدق“ و عليه عمل المسلمين من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى يوم هذا من ريادة القبور و
قراءة القرآن عليها و التكفيم، و الصدقات، و الصوم، و الصلوة، و جعل ثوابها للأموات“ (بدنع لصانع
، كتاب الحج، فصل : الحج عن الغير : ۳/۲۷۰، ۲۷۱، دار الكتب العلمية بيروت)

قال الحصكفي رحمه الله ”كت يهيتكم عن ريادة القبور أفروروها“ ويقول السلاط
عليكم دار قوم مؤمنين، و إنا إن شاء الله بكم لاحقون، و يقرأيس . وفي الحديث ”من قرأ الإحلاص
أحد عشرة مرة، ثم وهب أجرها للأموات، أعطى من الأجر بعدد الأموات“ قال الشامي رحمه الله
”صرح علمانا في باب الحج عن الغير بأن الإنسان أن يجعل ثواب عمه لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة
أو غيرها الأفضل لمن يتصدق به لأن يوى لجميع المؤمنين والمؤمنات، لأنها تصل إليهم، و لا
ينقص من أجره شيء، هو مذهب أهل السنة والجماعة اهـ“ (رد المحتار على الدر المختار، كتاب
الحائز، مطلب في القراءة للميت و إهداء ثوابها له : ۲/۲۴۲، ۲۴۳، سعيد)

(۱) قال العلامة الألوسي رحمه الله تعالى ”و عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أن الآية مسووحة

بقوله تعالى : (والذين آمنوا واتبعهم ذرّيتهم)“ (روح المعاني ۲۷۶، دار إحياء التراث العربي)

(و كذا في تفسر ابن كثير : ۴/۳۳۰، دار الفحاء دمشق)

— صحیح یہود کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں گے ان کو کبھی اقتدار حاصل نہیں ہوگا۔ میرا ایمان یہی ہے اور یقین بھی ہے، لیکن آج جب کہ ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ جناب والا ان کی آج حکومت ہے، فلسطین پر قابض ہیں، عرب مسلمان پریشان ہیں۔ یہ اعتراض سن کر میں تو بغض جھانکنے کا اور پسینہ آ گیا۔ میں مطمئن ہوں، پتہ چل رہا ہے کہ یہ سب فسادات نہیں، یہ فسادات نما ہوں، یہ جواب دیتا ہوں، یہی سبق کاٹنا ہو ایک جواب کہ ان کی حکومت مستقل نہیں ہوگی۔ امریکہ کے رومہ کرم پر ہے اور یہاں بالذات حکومت کوئی ہے۔ یمن جیسا کہ معتزل نے کہا کہ یہ بتائیے کہ حکومت کوئی مستقل ہے، سب ایک دوسرے کے تعاون سے چلتی ہیں، کوئی بھی بالذات نہیں، آج پاکستان کا ساتھ امریکہ، چین، روس، ایران، سعودی عرب، مصر، اردن وغیرہ جتنی حکومتیں ہیں سب پر یک دوسرے کا سایہ ہے، اسی طرح کا تعاون امریکہ بھی اسرائیلیوں کا کر رہا ہے۔ اسے اپنی نمائندہ عامی میلنگ میں موجود ہوتا ہے ان کو سب تسلیم کر رہے ہیں، آخر یہ بھی انسان ہیں، ان کا بھی حق ہے، یہ بھی اپنے لئے کوئی مستقل جائے قیام چاہتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے اپنی پرانی جگہ توڑ دی اور عربوں کو بھگا کر فلسطین پر قابض ہو گئے، آج ان کی حکومت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا قرآن کی پیشین گوئی درست ثابت نہیں ہوئی۔ برائے مہربانی جلد جواب سے نوازیں تاکہ ان معترض صاحب کو بتایا جاسکے اور مسلمانوں کو اطمینان دلایا جاسکے؟

نجم الرحمن قاسمی چدکانہ سہارنپور

الجواب حامداً ومصلیاً :

حضرت علیہم الذلۃ والمسکۃ الخ (۱) میں سلطنت کی نفی کہاں ہے کہ موجودہ حالات سے معارضہ کیا جائے، جب تک کسی آیت یا قوی روایت سے سلطنت یہودی ہمیشہ کے لئے نفی ثابت نہ ہو قرآن و حدیث کی تکذیب نہیں کی جاسکتی (۲)۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں جو یہودی تھے ان

(۱) (سورۃ الفرقہ ۶۱)

(۲) تفسیر جبریل میں ہے "الدلۃ الدل، والہوان والمسکۃ ای اثر الفقر، من السکون، والحرى، فہی

لارمہ لہم وان کذبوا عیاء لورود الدرہم المصروب لکھ" (حلالین ۱، قدیمی کراچی،

تفسیر ابن کثیر میں ہے "لا یزالون مستذلین، من وحدهم اسذلہم و صرب علیہم الصغار"۔

ان کو معاہدہ میں شریک کیا گیا، مگر ان کی کمینہ حرکات ختم نہ ہوئیں۔ دو قبیلے: بنو نضیم، بنو قریظہ تھے، ان میں آپس میں بھی سخت اختلاف تھا، ایک قبیلہ خزرج کا سہارا لیتا تھا اور دوسرا اوس کا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرنے کے باوجود چپے چپے قریش مکہ سے ساز باز کی اور ان کو مدینہ حبیبہ پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور اپنے مسلک کے بالکل خلاف بعض یہود نے مکہ معظمہ پہنچ کر مشرکین کا اعتقاد حاصل کرنے کے لئے بت کو سجدہ بھی کیا (۱)۔ اوسرعب بن اشرف نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی (۲)۔ نیز بورافع

= (تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۴۶، المكتبة دار الفیحاء دمشق)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اخیر میں جو بات دریافت فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ کچھ یہودیوں کا ہمیں تھوڑا بہت فائدہ حاصل ہو جائے پوری قوم یہود پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوپی ہوئی دائمی ذلت کے منافی نہیں جیسا کہ حضرت دریافت فرماتے ہیں ”یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہود و نصاریٰ در مسلمانوں میں سب سے پہلے یہود ہیں، ان کی شریعت ان کی تہذیب سب سے پہلی ہے، سرپوری دنیا میں فلسطین کے ایک چھوٹے سے قصبے پر ان کا تسلط کی طرح ہو چکی ہے تو پوری دنیا میں یہ حصہ ایک نقطہ سے زیادہ بونی حیثیت نہیں رکھتا ہے، اس کے بالمقابل نصاریٰ کی سلطنتیں اور مسلمانوں کے اور تنزلات کے باوجود ان کی سلطنتیں بت پرستوں کی سلطنتیں، مذہبیوں کی حکومتیں جو جگہ جگہ مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں ان کے متبعے میں فلسطین اور وہ بھی آئے اور اس پر بھی امریکہ و برطانیہ کے زیر سایہ کوئی تسلط یہودیوں کا ہو جانے تو کیا اس سے پوری قوم یہود پر اللہ کی طرف سے لگائی ہوئی دائمی ذلت کا کوئی جواب بن سکتا ہے۔“ (تفسیر معارف القرآن: ۱/۱۸۴، ادارة المعارف کراچی)

(وکدا فی التفریر الحاوی فی حل تفسیر البضاوی ۴/۱۴۴، ادارة تالیفات اشرفیہ)

(۱) ن ترمذی کے لئے دیکھئے ”وہم قبيلة من یهود المدینة، وکان بیہم ویس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقدوا دعة الح“ (عمدة القاری، کتاب المعاری، باب حدیث بنی النضیر ۱۶۸/۱۷-۱۷۰، رقم الحدیث: ۴۰۲۸، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۲) ”فخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إلى بنی النضیر مستعباً بہم فی دبة القیس فقالوا: انکم لن تحذروا الرجل (یعنون بالرجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) علی مثل حالہ ہذا، ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إلى حب حدار من بیوتہم قاعد، فص رجل یعلم علی ہذا البیت فینقی علیہ صحرة فیرحبا مہ و ہذا معنی قولہ ”وما أرادوا“ ای وہی بیان ما أراد بنو النضیر من العذر برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھ۔“ (عمدة القاری، کتاب المعاری، باب حدیث بنی النضیر ۱۶۸/۱۷، ۱۶۹، دارالکتب العلمیہ)

نے بہت ہی مہینہ حرکات کیں، نتیجہ یہ ہوا کہ کعب بن اشرف قتل ہوا، ابورافع قتل ہوا (۱)۔

اوس و خزرج کی نگاہوں سے بھی ٹر گئے، عہد شکنی کی بنا پر بنو قریظہ قتل کئے گئے، بنو نضیر کو جد وطن کیا گیا۔ سورہ حشر میں ان کے حالات پڑھیں اس طرح اپنے گھروں کو اجڑ کر نکلے ہیں، یہ ان کی ذمت و مسکنت سب کی نظروں میں تھی (۲)، ہو سکتا ہے آیت مذکورہ میں اسی کو بیان کیا گیا ہو (۳) نہ کہ آنندو کے حالات و جیسا کہ مکرمہ و (و د عیسر دی ر ر ع) قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت کو میکروہاں تشریف لائے اس وقت اس مقام پر یہی حال تھا، آج وہاں بامات، درخت، سب چیز موجود ہے جو کہ آیت کے منافی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

(۱) "فلما استمكن منه، قل ذوبكم، فقتلوه، ثم اتوا السي صلى الله تعالى عليه وسلم، فاحرقوه"

(صحيح البخارى، كتاب المعازى، باب قتل كعب بن اشرف: ۵۷۷/۲، قديمي)

"عن البراء بن عازب قال "بعث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رهطاً الى ابي رافع،

فدخل عليه عبد الله بن عتيك بيته ليلاً وهو نائم، فقتله (صحيح البخارى، باب قتل ابي رافع: ۵۷۷ ۲)

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: روح المعانی: ۳۹/۲۸، ۴۰، ۴۱، ۴۲، دار احیاء التراث العربی)

(و کذا فی تفسیر اس کثیر ۴۲۴، دار الفیحاء بیروت)

(۳) یہودی کی موجودہ حالت اور نہ انہی حکومت کا قیام، یہ بھی نہ صرف قرآن کریم کے قطعی ارشادات کے منافی نہیں بلکہ قرآن

کریم کے قطعی ارشادات کے عین مطابق ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: "ضررت علیہم الدلة ایں ما

ثقفوا الا بحل من الله و حل من الناس بح الح" (سورة آل عمران ۱۱۲)

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "بہت سے حضرات مفسرین نے

اس کو استثنائے منقطع قرار دیا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنی ذات اور اپنی قومی حیثیت سے تو ذلیل و خوار رہیں گے، مگر قانون

ہی کی وسعت میں آکر ان کے بعض افراد اس سے محفوظ ہو جائیں گے، یا دوسرے لوگوں کے سہارا سے ذات و خوارگی پر پردہ

ڈالیں۔" معارف القرآن ۱/۱۸۶، ادارۃ المعارف)

تفصیل کے لئے دیکھئے (تفسیر اس کثیر ۵۲۶، دار الفیحاء دمشق)

و کذا فی تفسیر روح المعانی ۴۱۹، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(و کذا فی تفسیر حلالی ص ۵۹، قديمي)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵۰، ۳۶۸، مادہ "ف، فلسطین" دانش گاہ لاہور)

”ان الذين امنوا والذين هادوا والنصارى“ پر اشکال اور اس کا جواب

سوال [۱۰۸]: مومن ہونے کے لئے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول دونوں ضروری ہیں، اللہ و رسول میں سے اگر کسی ایک پر بھی ایمان نہ لائے تو مومن نہیں ہو سکتا لیکن آیت: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمِنْهُمْ مَنْ يَرْجُو عَذَابَ اللَّهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُوَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ﴾ (سورہ النور: ۱۳۲) میں ایمان بالرسول کا کہیں ذکر تک نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بالرسول ضروری نہیں، اگر ضروری ہے تو عدم ذکر کی وجہ تحریر فرمائی جائے؟

الجواب حامداً ومصلحاً:

ایمان بالرسول کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتاب بھی ضروری ہے، نیز ایمان بالقدر بھی ضروری ہے (۱) لیکن ہر آیت میں تمام چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا، موقع اور مقام کے لحاظ سے کہیں تمام چیزوں کا ذکر کر دیا گیا، کہیں بعض کا، اسی طرح یہاں بھی بعض کے بیان پر استغناء کیا گیا جس کی حکمت بیان کی جاسکتی ہے، مثلاً یہ کہ جتنے فرقے اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ سب ایمان بالرسول رکھتے تھے، یہود و نصاریٰ کا حال تو ظاہر ہے، صائبین کے متعلق بھی ایک قول یہی ہے (۲)۔ جس طرح عدم ذکر سے ایمان بالکتاب، ایمان بالملائکہ، ایمان بالقدر کی ضرورت کی نفی صحیح نہیں اسی طرح ایمان بالرسول کی ضرورت کی نفی بھی درست نہیں۔ ایک کلیہ یاد رکھئے کہ عدم ذکر، ذکر عدم مستلزم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) وفي حديث جبريل "قال فاحسبني عن الإيمان قال أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره". (المشکوۃ: ۱/۱۱، کتاب الإيمان، قدیمی کراچی)

(و کذا فی الصحيح لمسلم: ۲۷/۱، کتاب الإيمان، قدیمی)

(و کذا فی سنن أبی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر: ۲/۲۹۷، امدادیہ ملتان)

(۲) قال العلامة الآلوسی "الإمام أبو حنیفۃ رضى الله تعالى عنه يقول إِيْمَانُ الصَّائِبِ (الصَّائِبِ) لَيْسَ بِعِدَّةٍ وَثْنٍ وَبِمَا يَعْتَمِدُونَ الْحُودَ كَمَا تَعْتَمِدُ الْكَعْبَةُ، وَقِيلَ هُمْ قَوْمٌ مَوْحِدُونَ يَعْتَمِدُونَ تَأْثِيرَ الْحُودِ وَيَقْرُونَ بِعَصِ الْأَسَاءِ كَبَحِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقِيلَ إِيْمَانُ بَقَرُونَ بِاللَّهِ تَعَالَى، وَيَقْرُونَ الرُّبُورَ، وَيَعْدُونَ الْمَلَائِكَةَ، وَيَصَلُّونَ إِلَى الْكَعْبَةِ وَفِي حَوَارِ مَا كُنْهُمْ وَأَكْلَ مَا كُنْهُمْ كَلَامٌ لِلنَّقِيَّةِ" (روح المعاني: ۲۷۹، دار إحياء التراث العربی)

(والفقه الإسلامي وأدلته: ۸/۶۴۲۰، رشیدیہ)

﴿جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ﴾ کی تفسیر

سوال [۱۰۸۸]: ﴿جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ﴾ میں کفر و کفریہ کی قوم غیمرہ میں
 "سید سعد" سے مراد تقریباً سارے مفسرین نے عیسائی اور مسلمان سنے ہیں، لیکن آج کل قرآن کی یہ
 حقیقت اپنی صداقت کو ٹیٹھی سے اور سیاق و سباق میں "سید کفر" سے اسرائیل بنی کی تخصیص کر دیا ہے۔
 اگر کافرین سے مطلق مراد لیا جائے تو عالمگیری پیمانہ پر مسلمانوں کی پستی مسلمہ ہے نہیں تو بعد از تخصیص اسرائیل سے
 مسلمانوں کی پستی واضح ہے۔ مفسرین "سید کفر" سے عیسائی بھی مراد لیتے ہیں۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی ہے
 کہ آج کل عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کیسے قمع مانے جاسکتے ہیں جب کہ وہ تثلیث پرستی اور مختلف
 گمراہ کن نظریات و عقائد کی دنیا میں گم نظر آتے ہیں تو پھر مفسرین کا یہ خیال کیسے صحیح مانا جاسکتا ہے؟

فوق سے یہ مراد ہے؟ اور حکومت کے معاملہ میں یا کسی اور چیز میں آیت مذکورہ "سید کفر" سے
 مسلمان مراد سنے جائیں تو "حسن من عندہ و حسن من عندہ" کی آیت اس کے سنے مانع مانی جاسکتی ہے
 یا نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر مفسرین کی کبھی ہوئی کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے یا آپ کی معلومات پر منطبق نہ ہو تو اس سے
 یہ نتیجہ نکالنا کہ "آج کل قرآن کی حقیقت اپنی صداقت کو ٹیٹھی ہے" کہاں تک درست ہے اور آپ غور کریں کہ
 اس سے ایک مؤمن کا ایمان کس حد تک مجروح ہو جاتا ہے، قرآنی صداقت جس قلب سے کھوجائے گیا، وہ قلب
 بھی مسلمان ایمان رہے گا؟ ایسے کلمات کے کہنے اور کہنے سے کلی اجتناب لازم ہے، یہود و نصاریٰ کے واقعات کی
 خاطر اپنے ایمان و ضابطہ نہ بیا جائے، تحقیق کے لئے دوسرا عنوان بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔

اتباع ایک حقیقی ہوتا ہے، ایک ادعائی ہوتا ہے یعنی دعویٰ یہ ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے قمع ہیں اگرچہ اعتقاد و عقائد سب شہرامور میں مخالفت کرتے ہیں، مگر ادعاء سب ہی نصرانی ہیں جیسے کہ اسلام
 کے مدعی بھی دونوں قسم کے ہیں۔ اگر یہاں یہ مراد ہو کہ جو لوگ نصرانی ہونے کے مدعی ہیں، ان کو نصب ہوگا اس
 جماعت پر جو ان پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ ان کا منکر ہے یعنی یہود پر تو آپ کا اشکال ختم ہو جانے کا، یہ قول بھی تفسیر

مظہری، ص: ۵۷ میں موجود ہے (۱) و قس "ارادہ ہم مستمریٰ فہم فوق یهودی" جو
 سبب " (۲) - اور فوق کی تفسیر ہے - باجہ و السیف فی غالب الاحوال - اب "حال من اللہ حال من
 - سر" (۳) - تعرض کی بھی حاجت نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد نزول شہادتیں کریں گے۔ "فیسروح بعد سروں و بودہ، و سکت
 أربع سنہ، ثم یوفیٰ" بنی احمرہ (۴) - عقیدۃ الاسلام (۵) - عازمہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ
 ہے جس میں نبیوں نے اتباع کی مذکورہ دونوں صورتیں بیان کی ہیں جن کا خلاصہ فتح البیان میں بھی ہے (۶)۔

(۱) "(و حاعل الدیس تبعوک) الخ یعی یعلوہم بالحجۃ و السیف فی غالب الاحوال و منعوہ
 الحواریوں، و من کان من بسی اسرائیل علی دیہ الحق قبل معث السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و المسلمون من أمة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدین صدقوہ و اتبعوا دیہ فی التوحید، و وصیتہ
 باتباع السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث قال (و مشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد) و قبل
 ارادہم الصاری، فہم فوق الیہود الی یوم القيامة الی الآن، لم یسمع علیہ الیہود عینہم" (التفسیر
 المظہری: ۲/ ۵۷، حافظ کتب خانہ کوئٹہ)

(۲) (التفسیر المظہری: ۲/ ۵۷)

(۳) (سورة ال عمران: ۱۰۳)

(۴) "عن عبد اللہ بن عمرو رسی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "یرسل
 عیسیٰ بن مریم الی الأرض فیتروح، و یولد لہ، و یمکث حمسا و اربعین سنۃ، ثم یموت فیدفن معی فی
 قبری، فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحدین ابی بکر و عمر" رواہ ابن الحوری فی "کتب
 الوفاء" (مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۸۰، کتاب الفتن، باب رسول عسی، قدیمی کراچی)

(۵) (عقیدۃ الاسلام لشیخ ابورشاہ الکاشمیری، ص: ۴۵، ۴۶، ادارۃ القرآن)

(۶) "و عسی کل حال فعلة الصاری لطائفہ الکفار أو لكل طوائف الکفار لا یافی کونہم مقہورین
 معذوبین لطوائف المسلمین۔ کما یقید الآیات الكثيرة بأن هذه الملة الإسلامية ضاهرة علی کل لمدن،
 فہر فہا، مستعلیہ علیہا تم بعد العتہ المحمدیہ لا شک أن المسلمین هم المتعولون لعسی
 لإقرارہ لسورة محمد ﷺ و تشییرہ بہا کما فی القرآن الکریم و الإنجیل، بل فی الإنجیل: الأمر لاتباع
 عیسیٰ باتباع محمد ﷺ۔"

حافظ ابن حجر (۱) بن کثیر (۲) بن تیمیہ (۳)، علامہ آلوسی (۴) وغیرہ کی کتابوں میں یہ حاصل بحث موجود ہے۔
حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا بھی ایک مضمون متصل رسالہ دارالعلوم میں اسی سال شائع ہوا ہے، فقط واللہ ہی نہ
تعاون عمر۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۹/۸۹ھ۔

= فالمتنعون لعيسى بعد البعثة المحمدية هم المسلمون في أمر الدين، ومن بقى على
لصراية بعد البعثة المحمدية، فهو وإن لم يكن متعاً لعيسى في أمر الدين و معظمة، لكنه متع له
في الصورة، وفي الإسم، وفي الحريات من أجزاء الشريعة العيسوية، فقد صدق عليهم أنهم متنعون
له في الصورة وفي الإسم وفي شيء مما جاء به وإن كانوا على ضلال و وبال و كفر، فذلك لا
يوجب حروجه عن العموم المذكور في القرآن الكريم و الأولون هم الأتباع حقيقة،
وغيرهم الأتباع في الصورة" (تفسير فتح البیان ۲۰/۶۸، سورة آل عمران: ۵۵، مطبعة العاصمة،
شارع الفلکی بالقاهرة)

(۱) دیکھئے (التلخیص الحیر للناظر ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۳۰۹، دار بشر الکتب الاسلامیہ
لاہور)

(۲) دیکھئے (تفسیر ابن کثیر ۱۰/۳۸۷، ۳۹۳، دار المیحاء دمشق)

(و الطقات الکبریٰ للشعرانی: ۱/۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۳) "و أما قوله تعالى يا عيسى ابني مريم و حائل الدين اتعوك فوق الدين كفروا إلى
يوم القيمة فهو حق كما أحر الله تعالى به، فمن اتع المسيح عليه، جعله الله فوق الدين كفروا إلى يوم
القيامة، و كان الذين اتعوه على دينه الذي لم يبدل قد جعلهم الله فوق اليهود، و أيضاً فالصاري فوق
اليهود الذين كفروا به إلى يوم القيمة، و أما المسلمون فهم مؤمنون به ليسوا كافرين به، بل لما بدل
الصاري دينه و بعث الله محمداً ﷺ بدين الله الذي بدل به المسيح و غيره من الأنبياء جعل الله محمد
(ﷺ) و أمته فوق الصاري إلى يوم القيمة اهـ" (التفسير الكبير لابن تيمية، فصل موقف الأمم من
الرسول ۸۸۳، ۱۹۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۴) (روح المعانی ۱/۵۹۵ و ۲/۱۸۳، دار إحياء التراث العربی)

و کبر العدل ۳/۶۱۸، مکتبہ التراث الاسلامی حیدرآباد

(و تفسیر الحارثی لعن بن محمد حیدر ۱/۲۳۶، دار المعرفہ بیروت)

﴿إن الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر﴾ کا مطلب

سوال [۱۰۹]: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ صح اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز منع کرتی ہے تب تو وہی شکاں نہیں، اگر یہ ہے کہ روک دیتی ہے تو کیا اس سے مقبول نماز مراد ہے؟
الجواب حامداً ومصلياً:

تر پورے خشوع سے اس کے اوپر ثواب کا تصور کرتے ہوئے اور تاثیرات کا استحضار کر کے پڑھی جائے تو روک بھی دیتی ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

﴿وما تشائون إلا أن يشاء الله﴾ کا مطلب

سوال [۱۰۵۰]: ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ کا کیا مطلب ہے (۲)؟ اور پھر یہ بھی ارشاد ہے ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ﴾ الآية (۳) پھر جزاء و سزا کیوں مرتب ہوتی ہے؟ جب کہ سب کچھ مشیت ایزدی ہی سے ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

یہ مسد تقدیر ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے، بحث و تفتیش کی اجازت نہیں (۱) کہ دامن تر ممکن

(۱) وقال ابن كثير أسي العلية في قوله تعالى (إن الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر) ، قل نـ
لصلاة فيها ثلاث حصل ، فكل صلاة لا يكون فيها شيء من هذه الحصان فليست بصلاة الاحلاص
والحشية و ذكر الله ، فالاحلاص يأمره بالمعروف ، والحشية تنهى عن المنكر ، و ذكر الله القرون يأمره و
ينهاه ، (تفسير ابن كثير : ۳ ، ۵۵۰ ، ۵۵۱ ، المكتبة الميحاء دمشق)

(و كذا في روح المعاني : ۲۰ / ۱۶۳ ، دار إحياء التراث العربی)

حدث وكيع أحرما الأعمش قل أحرما أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قل
”حء رحل إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال إن فلانا يصلي بالليل ، فإذا أصبح سرق ، فقال له
سبيهاه ما تقول“ . (مسند الإمام أحمد : ۱۹۸۳ ، رقم الحديث : ۹۳۸۶ ، المكتبة الإسلامية بيروت)

(۲) (الدهر : ۳۰) (۳) (الكيف : ۲۹)

(۳) قل في شرح لسة الايمان بالقدر عرض لارواح (مرفقة ، كتاب الإيمان ، باب لايمان بالقدر

ہفتیہ پانچویں، ۱۴۱۰ھ

حررہ عبدالمجید بنی منہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸۰۰ھ۔

الجواب صحیح بندہ محمد بن عبدالمجید بنی منہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸۰۰ھ۔

﴿لئن شکرتم لأزیدنکم﴾ کا مطلب

سوال [۱۰۹۱]: قرآن پاک کی آیت "لئن شکرتم لأزیدنکم" ہے اور آدمی کو جب تکلیف دینے سے روکتا ہے، لیکن یہ نعمت خداوندی ہے، اس لیے اس سے اندر زیدتی ہوگی، حالانکہ انسان یہ نہیں چاہتا کہ اس نعمت سے زیادہ ہو، اس لیے اس آیت شریفہ کا یہ مطلب ہوگا؟
الجواب حامداً ومصلیاً۔

اس نعمت اجر و ثواب سے تکلیف دینے، مرض، مستحبات پر عمل کرنے کی ذلت، راحت، صحت، شرف و رفائی، عافیت پر شکر کرنا، یہ سب نعمتیں ہیں، لیکن ان سے زیادہ دینے پر تیار رہنا، یہاں تک کہ ایک مقصد تک پہنچنے کا راستہ ہو، ان کی آسمان و براۓ اشارہ، ثواب و جزا، ان سے تیار رہنا مذموم نہیں (۱)۔

= عن انس بن مالک عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن سارع في بقدر فغضب حتى احمر وجهه حتى كأنما فُقي في وجته حب الرمان، فقال: "أبهلدا أمرتم، أم بهلدا رست نيككم، بما هلك من كان فلكم حس سارع فيه" رواه الترمذي، وروى ابن ماجة نحوه عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، مسند المصنف، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، ص: ۲۲، قديمی

"وأصل القدر سر الله تعالى في خلقه، لم يطلع على ذلك ملك مقرّب ولا نبي مرسل، ونعمته وكرمه في ذلك أربعة أحوال: ۱۔ درجۃ الطعیان، فالحدو كل الحدو من ذلك سبب، ۲۔ درجۃ الخیر، ۳۔ درجۃ الخیر، ۴۔ درجۃ الخیر، أصل القدر سر الله، ص: ۱۸۰-۱۹۴، مکملہ عربیہ، ج: ۱، ص: ۱۸۰

(۱) قال الله تعالى: ﴿لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ بَعْدَ الْإِسْمَاءِ﴾ (النور: ۲۸۶)

قال العلامة الآلوسی فی شرحہ: "(الوسع) ما تسعه قدرة الإنسان أو ما يسهل عليه من المقدور، =

ہذا تکلیف کا علاج بھی مشروع بلکہ مسنون ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۴/۳/۹۵ھ۔

حضرت مسیح کی فضیلت ”کلمتہ“ اور ”روح منہ“ سے

سوال [۱۰۹۲]: قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿يَسْمَاُ الْمَسِيحَ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ﴾ اور رسول

ﷺ، و کلمتہ اللہ بنی مریم، و روح منہ ﷺ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ایک تو ”کلمہ“ کہا گیا ہے یہ تو اس معنی کر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ”کس“ کہہ کر پیدا فرمایا ہے اور ”کس“ اللہ تعالیٰ کا کلمہ تخلیقی ہے، دوسری بات یہ کہ آپ کے بارے میں یہ ”روح منہ“ فرمایا گیا ہے۔ اس جملہ سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں: یک تو یہ کہ روح بدن کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے شایان شان بدن فرض کر کے اس سے روح کو اگر ہٹا جائے تو شاید یہ -نعوذ باللہ- حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی انبیت کی طرف مشیر ہوگا اور یہ بولا بھی جاتا ہے اردو میں بیٹے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ میری روح رواں ہے یا پھر حد درجہ قریب والے کے لئے کہتے ہیں جیسے بیوی کو کہتے ہیں میری روح، میری روح کی تسکین وغیرہ۔

= وهو مادون مدى طاقتہ. أي سته تعالیٰ أنه "لا يكلف نفساً" عن النفوس إلا ما تطيق وإلا ما هو دون ذلك كما في سائر ما كلفنا به من الصلاة والصيام مثلاً، فإنه كلفنا خمس صلوات و لطاقة تسع سنين زيادة، و كلفنا صوم رمضان والطاقة تسع شعبان معه، و فعل ذلك فضلاً منه و رحمةً بالعباد أو كرامةً و منةً على هذه الأمة خاصة" (روح المعاني ۳/۶۹، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۵۷، دار الفیحاء دمشق)

(۱) "عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال "ما أنزل الله داءً، إلا أنزل له شفاءً" قال العلامة العيسى "تحتہ" وفيه إباحة التداءى وجواز الطب" (عمدة القارى، كتاب الطب، باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً: ۳۴۲، رقم الحديث ۵۶۷۸، دار الكتب العلمية بیروت)

"وعن حابر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لكل داء دواء، فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله". قال القارى رحمه الله تعالى تحتہ: "فيه إشارة إلى استحباب الدواء، و هو مذهب السلف وعامة الخلف و حاصله أن رعاية الأساب بالتدأوى لا ينافى التوكل" مرفقة

المفاتيح، كتاب الطب والرقى، الفصل الأول: ۸۰، ۲۸۹، رقم الحديث: ۳۵۱۵، رشیدیہ،

دوسری بات یہ ہے کہ روایت ہے: ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو تمام ارواح کی آپ کو صلب میں ڈال دیا اور پھر آپ کی صلب سے تمام ارواح پیدا ہو گئیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح اللہ تعالیٰ نے الگ رکھ لی تھی، جو کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلب سے نہیں نکالی گئی۔“ اس معنی کو یہ کہا جائے گا کہ آپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے پیدا شدہ ہیں، اللہ کی روح سے ہیں یا روح ہیں۔

بہر صورت اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و اللہ تعالیٰ سے خاص بہ اجزاء کا ساگ و اور ساتھ ہے، تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے، غیہ انسان پر تو انسان کو فضیلت ہے، غیہ انسان چاہے فرشتہ ہی یوں نہ ہو اور پھر جب کہ انسان نبی اور جلیل القدر نبی ہو تو اس کی فضیلت میں کیا شک ہے، لیکن یہاں سے یہ آگ سکتی ہوئی آقا کے مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی پہنچتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی فضیلت ہے، کیونکہ آپ نے اپنی فضیلت ابن آدم پہ بتائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن آدم نہیں، اس لئے اس طرح تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ ثابت نہیں ہوتی ہے۔

اب رہ جاتی ہے یہ حدیث قدسی کہ آپ باعث تخلیق کون و مکان ہیں تو اس سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے کیونکہ ایسا ہوا کرتا ہے کہ جیسے ہم نے کوئی کارخانہ لگایا اور وہ اپنے دوست کی وجہ سے لگایا یعنی اسے اس کا منیجر یا نگران بنانے کے لئے تاکہ اس کی عزت اس طرح دوہرا ہو اور دوست کا خرچ پانی بھی نکلتا رہے، لیکن اس کی تمام آمدنی اس کے لئے ہے، بیٹے کے لئے ہے، تو قرب زیادہ بیٹے کو ہوگا اور محبت بھی اس سے زیادہ ہوگی اور فضیلت بھی زیادہ بیٹے ہی کو ہونی چاہئے، تو اس معنی کو لے کر خاص گاہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روح ہونے کے ناطے مانا جائے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا نگران، یا منیجر ہونے کے ناطے سے اوروں پر فضیلت کہی جاسکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاءات کا بھی حق حاصل ہوگا، اس صرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت حاصل ہے تو اس کو یوں سمجھئے کہ جب دوست کا رخانہ منیجر ہے تو کسی کو مدد کرے یا اس کا ملک کسی سے ناراض ہے تو اس کی سفارش مینا یا بیوی یا اور کوئی خاص فرشتہ دار تو کرنے سے رہا، یہ کام منیجر ہی کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی چونکہ کارخانہ میں فضیلت کے اعتبار سے آقا کے مدنی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بڑے ہوئے ہیں، اس لئے آپ گناہ گاروں کی سفارش کریں گے کارخانہ کے منیجر کی حیثیت سے، لیکن جو منشاء مبنی فضیلت، بڑائی، اشرافیت کا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ غرض کہ آیت مذکورہ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت پر طرح طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ براہ کرم جلد جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

اگر یہ تقریر عیسائی معتقدوں کی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم و حدیث شریف کو بھی مانتا ہے، پھر اس نے مجتہد نہ استنباط سے اشکال کیا ہے تو اس کو چاہئے کہ قرآن کریم کی جو تفصیل و تشریح حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور حضرت نبی اکرم کے افضل الرسل ہونے کی جو روایات حدیث میں موجود ہے (۱) ان سب کے موافق ہونے پر استنباط و اجتہاد سے کام نہ لے، کیونکہ نص صریح کے مقابلہ میں اجتہاد کی گنجائش نہیں (۲)۔ یہ بات کسی روایت میں ہے کہ صلب آدم میں ارواح ڈالتے و نکالتے وقت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح عیسیٰ علیہ السلام کی روح محفوظ خانہ میں رکھ لی تھی۔

(۱) "عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "انا سيد ولد آدم يوم القيامة، وأول من يشفع عنه القبر، وأول شافع، وأول مشفع" (الصحيح لمسلم ۲/۲۵۵، كتاب الفضائل، قديمي كراچی)

"قوله: "انا سيد ولد آدم يوم القيامة" قال النووي رحمه الله تعالى: "قال الهروي: السيد هو الذي يتوق قومه في الحبر وأما قوله صلى الله تعالى عليه وسلم "يوم القيامة" مع أنه سيدهم في الدنيا والآخرة الح" (تكملة فتح الملهم: ۴/۴۷۳، دار العلوم كراچی)

و كذا في شرح مسلم للنووي عني هدمي مسلم ۲/۲۵۵، كتاب الفضائل، قديمي كراچی، (وفیص الباری: ۱۹۸/۴، خضر راہ بكديو ديوبند)

(۲) "أما ما لا يحوز الاجتهاد فيه: فهو الأحكام المعلومه من الدين بالضرورة و لند هذا، و لى نسب بدليل قطعي الثبوت، قطعي الدلالة، من وجوب الصلوة الخمس و الصيام و الركاة و الحج و غيره لا محل للاحتياط فيه، أصول الفقه الإسلامی، المسحوب الثالث محل الاحتياط (۲/۵۲۰، رشيد)

معراج میں جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو وہاں بیت المقدس میں تمام انبیاء کو نماز کس نے پڑھائی (۱)، کیا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھائی اور حدیث میں ہے: ”آدم مس دو سہ حب و غی“ (۲)۔

نیز بغیر باپ کے پیدا ہونے پر اشکال کیا گیا تھا تو اس کا قرآن کریم میں جواب دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر باپ کے پیدا کیا گیا، مگر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر ماں باپ کے پیدا کئے (۳)۔ نیز عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بشارت دی: ”مشرک برسوں سائی مس سعدی سمہ احمد“ (۴) اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت نبی اکرم کے منقب و فضائل معلوم ہونے پر درخواست کی کہ یہ اللہ مجھے نئی امت میں بندے مگر چونکہ وہ نبی تھے امتی کا درجہ نبی سے کم ہوتا ہے، اس لئے ان کو یہ اعزاز بخش گیا کہ زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور زمانہ اخیر میں بطور مہمان آسمان سے نازل ہوں گے کہ ان کی

(۱) قال الحافظ ابن كثير: ”عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: ”لما كان ليلة أسرى برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إلى بيت المقدس، أتاه جبريل بدابة فوق الحمار دور العلى، حملة حبرين عليها يستهى خفها حيث يستهى طرفها، فلما بلغ بيت المقدس وبلغ المكان الذي يقال له: باب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، أتى إلى الحجر الذي ثمة ثم انصرفت فلم البث إلا يسيراً حتى اجتمع ناس كثير، ثم أذن مؤذن وأقيمت الصلاة، قال: فقما صفوفاً مستطراً من يؤمنا، فأحديدي حبرين عليه الصلاة والسلام، فقدمي فصليت بهم، فلما انصرفت، قال: جبريل: يا محمد! أتدرى من صلى خلفك؟ قال: ”قلت لا، قال صلى خلفك كل سبي بعثه الله عز وجل“ (تفسير ابن كثير ۳، ۱، ۱، سورة الإسراء، مكنه دار الفيحاء دمشق)

(۲) (مسند الإمام أحمد ۱، ۴۶۳، ۴۶۴، رقم الحديث ۴۵۴۲، دار إحياء التراث العربی بیروت)
(۳) قال الشيخ محمد أنور شاه الكشميري رحمه الله تعالى ”وإن قالوا خلق عيسى عليه الصلاة والسلام من غير ذكر، فقد حلق آدم من تراب بتلك القدرة من غير أنثى ولا ذكر، فكان كما كان عيسى لحماً ودماً وشعراً وبشراً، فليس خلق عيسى من غير ذكر بأعجب من هذا“ (عقيدة الإسلام ۱۳۶، إدارة القرآن کراچی)

وقل الله تعالى ”إن منل عيسى عبد الله كمثل آدم خلقه من تراب، ثم قال له كن فيكون“ (آل عمران ۵۹)
(۴) (سورة الصف: ۶)

خواہش بھی ایک معنی کو لے کر پوری ہو جائے گی کہ وہ امت میں آ کر شامل ہو جائیں گے اور ان کی نبوت بھی برقرار رہے گی، اس کو ان سے سب نہیں کیا جائے گا اور جس حدیث میں ان کے نزدل من اسماء کی بشارت ہے، اس میں یہ بھی ہے ”إمامکم مکم“ کہ ان کے آنے کے باوجود امامت کی فہمیت ان امتوں میں ہوگی (۱)۔

اس سب کے علاوہ غور و خصلت یہ بات ہے کہ جس عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے، عیسائی تو اس کے قتل ہی نہیں، ان کو جانتے ہی نہیں بلکہ وہ تو عیسیٰ کو الہ مانتے ہیں، ”ان الله ماتے ہیں، ایسے عیسیٰ کا تذکرہ تو قرآن و حدیث میں نہیں بلکہ اس کی پوری پوری تردید موجود ہے جس عیسیٰ کو ”الہ“ اور ”ابن اللہ“ کہا جاتا ہے ان کا جب وجود ہی نہیں تو اس کی فہمیت کیا سواس، ان مہر یوں کا تو ایمان ہی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور جس عیسیٰ پر ایمان ہے اس کا وجود نہ بھی ہوا ہے نہ ہوتا۔ فقط واللہ ہی نہ تعین العلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

”قال ہی عصای“ کی عجیب تشریح و تفسیر

سوال [۱۰۹۳]: واعظ زید نے ومنہ کرتے ہوئے حسب ذیل آیت جو مابعد بیسیٹ یہ
موسیٰ، قال ہی عصای، اُنوکا عیسیٰ، وأهش یعیسیٰ عیسیٰ، وونی فیہا مارب تحریر کیا۔
سیرتہ لا ونی (طہ) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک جلیل القدر نبی کے ساتھ ناشائستہ لفظوں کو منسوب کر دیا

(۱) ذکر الملا عیسیٰ لقاری فی المرقاة عن اسی مریۃ رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ”والله لیسر لیس اس مریم حکماً عادلاً، فلیکسرون الفسب، ولتفضل الحزیر، ولیضع الحزیر، ولیترک القلاص فلا یسعی عیسیٰ احد۔ رواد مسند، وہی وہ وہ لیس۔ قال کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم وإمامکم مکم؟“

قال القاری فی شرحہ ”وإمامکم مکم“ اسی میں اہل دیکم۔ دیکم میں شریک و ہوا لیسندی والحاصل ان امامکم واحد مکم دون عیسیٰ۔ فانہ لیسر لیس الحلفہ و یحصل ان یکون معی ”إمامکم مکم“ کف حالکم وانتم مکرمون عند الله تعالى، والحال ان عیسیٰ برل فیکم وإمامکم مکم و عیسیٰ یقتدی بإمامکم تکرمة لیدیکم، و یشهد له الحدیث الاتی الحج (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ

المصابیح : ۴۴۰/۹، کتاب الفتن، حقانیہ پشاور)

(وایتنا فی عقیدۃ الإسلام لشیخ نور شاد الکشمیری ۸۲، ۸۳، إدارة القرآن کراچی)

الجواب حامداً ومصلحاً :

سات زمین ہونا حدیث سے صراحتاً ثابت ہے (۱) اور قرآن کریم میں ہی سورہ صدق کے آخر میں ہے ﴿وَلِلّٰهِ سِدِّي حَمْدٌ سَبْعُ سَمَوٰتٍ وَمِنْ دَارِ الْمَسْجُوْدِ﴾ (۲)، اس کی تفسیر جلالین شریف میں ہے ”سبع ارضیں“ سات اجزاء نہیں بلکہ سات جہت بحق آسمانوں کی طرح ہیں (۳)۔

بعض روایات میں زمین کے چھ حصات بھی مذکور ہیں، کہ فی ستم ارض (۴)،

(۱) قال الإمام أحمد: ”حدثنا عبد الله، حدثني أبي، ثنا يحيى بن هشام وابن ميمون، ثنا هشام، حدثني أبي عن سعيد بن زيد بن عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بن ميمون سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ”من أحد شرا من الأرض طمنا، طوقه يوم القيامة إلى سبع ارضين“ (مسند الإمام أحمد : ۱/۱۸۸ دار إحياء التراث العربی، بیروت)

(۲) (سورة الطلاق : ۱۲)

(۳) (جلالین، ص : ۴۶۳)

”وعلى الهامش قوله يعنى سبع ارضين اعلم أن العلماء أجمعوا على أن السموات سبع طبق بعضها فوق بعض. و أما الأرضون فالجمهور على أنها سبع كالسموات بعضها فوق بعض، وفي كل أرض سكان من خلق الله، و عليه فدعوة الإسلام بأهل الأرض العليا. لأنه الثابت والمقول، ولم يثبت أنه صلى الله تعالى عليه وسلم ولا أحد من بعده نزل إلى الأرض النائية ولا غيرها من باقى الأرضين و بينهم الدعوة“، (هامش الجلالین، ص : ۴۶۳، قديمی)

(۴) یہ کتاب نہیں ملى البتہ روح المعانی وغیرہ میں ایسی روایات موجود ہیں

”ای و خلق من الأرض مثلین و المثلیة تصدق بالاشتراك فى بعض الأوصاف، فقال لجمهور هي ههنا في كونها سعة و كونها طاقا بعضها فوق بعض بن كل أرض و أرض مسافة كما بين السموات والأرض، و فى كل أرض سكان من خلق الله عز وجل، لا يعلم حقیقتهم إلا الله تعالى و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انهم إما ملائكة أو حق، و أخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم

انہ قال فی الآیہ سبع ارضیں، فی کل أرض بنی کسیکم، و اده کاده، و نوح کوح، و ابراهیم کبراہیم، و عبسی کعبسی و أخرج ابن ابی حاتم و الحاکم و صححه عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مرفوعاً ”ان بین کل أرض و النبی تلبیها خمس مائة عام، و العلینا منها علی ظهر حوب قد المني طرفه فی

وبدئ مع اصهور (۱) ومجموعة الفتاوى (۲)۔

= السماء، و لحوث على صحرة، والصحرة بيد منك، والثانية سحر الريح، والثالثة فيه حجارة، والرابعة فيها كبريتها، والحامسة فيها حياتها، والسادسة فيها غارها، والسابعة فيها صقر وفيها ابن مصر بالحديد، يد أممه ويد حلقه، يطلقه الله تعالى لمن يساء له، (روح المعاني ۲۸ ۱۴۲، ۱۴۳، سورة الطلاق ۱۲، دار احياء التراث)

(وكذا في تفسير ابن كثير: ۴، ۳۹۳، ۳۹۵، سورة الطلاق ۱۲، دار الفحاء)

(۱) "قال وهب بن مسهر لما فلق الله الأرض وجعلها سبعاً كان اسم الطبقة الأولى أديماً، ولثانية سبط، ولثالثة ثقيل، والرابعة بطيخ، والحامسة حيا، والسادسة مسكة، والسابعة لثري، وفي بعض الروايات تختلف اسمائها قال الثعلبي إن الأرض الثانية تحرج منها الريح، وسكانها أمه يقال لهم نطمس، وطعامهم من لحومهم، وشرابهم من دمانهم، والطبقة الثالثة سكانها أمه وحوهم كوجوه بني آدم، وأفواههم كافواه الكلاب، وأيديهم كأيدي بني آدم، وأرجلهم كأرجل البقر، وآذانهم كأذان البقر، وعلى أذانهم شعر كصوف العم وهو مبيج ثياب ويقال: إن ليلنا بنهارهم وبنهارهم ليلنا، والطبقة الرابعة سكانها أمه يقال لهم الحنياء، وليس لهم أعين ولا أقدام، بل لهم أجنحة مثل أجنحة القط، والطبقة الخامسة بها أمه يقال لهم الحشن وهم كأمثال العال، ولهم أذنان كل ذنب حور ثمانية ذراع، وفي هذه الأرض حيات كأمثال الخيل الطوال، ولهم أنياب مثل الحمال، والطبقة السادسة بها أمه يقال لهم الحثوم وهو سود الأبدان، ولهم محالب كمحالب الساع، ويقال إن لله تعالى يسلطهم على يأحوح ومأحوح حين يحرجون على الناس اهـ" (بدائع الزهور في وقائع الدهور، ذكر مبدأ خلق الأرض، ص ۸۰، مكتبة السامية ميزان ماركيت كوثه)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه في قوله تعالى ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَيْنِ﴾ قال سبع أرضين في كل أرض بي كسبك، و آدم كأدمك، ونوح كروح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى". هذا حديث صحيح الإسناد

وفي الدر المنثور: "أخرجه ابن أبي حاتم سبع أرضين وفي أجوبة الأسئلة

لدرر قاني السؤال الخامس والسادس والأربعون هل الأرض سبع طبقات كالسما، وهل فيها حق لله" الجواب قال الله (ومن الأرض ميتين) وقال في آية أخرى (الم نروا كيف خلق الله سبع سموات طاقاً) فأفاد أن طاقاً في الآية الأولى مراد وإن لم يذكر، فيكون المثلة في الأرض كذلك وكذا الحديث الآخر "ما السموات السبع وما فيها وما بينهن في الكورسي الا كحلقة متقاة =

جمع کا لفظ ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لفظ فصیح نہیں اور قرآن کریم میں اعلیٰ درجہ کے فصیح الفاظ آئے ہیں، غیر فصیح نہیں آئے (۱)۔ نیز لفظ ارض اسم جنس ہے، قلیل کثیر سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے (۲) اور بعض کا قول ہے کہ لفظ ارض خود جمع ہے جس کا واحد نہیں آتا ہے، کذا فی مستہی الأرب (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

= "أرض فلاة" و فی تفسیر محمد بن علی الشوکانی المسمى "فتح القدير" (الله الذي خلق سبع سموات و من لأرض مثلهن) ای و خلق من الأرض مثلهن یعنی سماء و قد اختلف فی کثیة طبقات الأرض، قال القرطبی فی تفسیره اختلف فیہن علی قولین أحدهما وهو الجمهور علی سبع أراضین طباقاً، بعضهم فوق بعض، بین کل أرض مسافة کما بین السماء والأرض، و فی کل أرض سکن خلق الله اهـ" (مجموعۃ رسائل النکوی، زحر الناس علی انکار اثر اس عباس، الباب الاول فیمن تکلم علی الأثر: ۱/۳۹۷، ۴۰۰)

(أحكام القرآن لقرطبی ۱۸ ۱۱۵، سورة الطلاق ۱۲، دار الکتب العلمیة بیروت)
() "وقال الإمام فخر الدین، وحه الإعجاز الفصاحة و عراة الأسلوب والسلامة من جميع العيوب و مثال ابن عطية الصحيح والذي عليه الجمهور والحدائق في وجه إعجازه أنه بظمه و صحة معانيه و توالی فصاحة ألفاظه، و ذلك أن الله أحاط بكل شيء علماً و قال حارث في مباح البداء وحه الإعجاز في القرآن من حيث استمرت الفصاحة والبلاغة فيه من جميع أحوالها في جميعه استمراراً لا يوحده له فترة اهـ" (الإتقان في علوم القرآن، النوع الرابع والستون في إعجاز القرآن ۲/۲۳۲، دار ذوی القربی)

(و کذا فی مہاہل العرفان فی علوم القرآن، الخامس إعجاز القرآن و بلاغة السي ۱/۲۸۹، ۲۹۰، دار إحياء التراث العربی)

(۲) "أرض" اسم حسن، قاله الجوهری (تاج العروس، مادة "أرض" ۱۸ ۲۲۳، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(ولسان العرب: ۱۱۰/۷، نشر أدب الحوزة)

(۳) "أرض" بالفتح ر میس و مؤنث است، واسم حسن یا جمع بدون واحد (مستہی الأرب ۲۲،

مادة: "أرض" مطبع اسلامي لاہور)

﴿یوم ندعو کل أناس بإمامهم﴾ کی تفسیر

سوال [۴۵۰]: ”یوم ندعو کل أناس بإمامهم“ کی جمع بتل کر یک ”امام صاحب ترمہ میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنی رائے کے نام سے پکارے جائیں۔ کیا ”م“ کی جمع بھی بہن درست ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

”م“ کی جمع امہات آتی ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ہے: ”وحرمت علیکم امہاتکم“ (۱) لایۃ (۱) بعض وگ اس کی جمع ”امات“ بغیر باء بھی بولتے ہیں۔ ”قام جمع، فاکر بعد علی امہات، و مسہم من علی۔“ ”امات“ لسان العرب (۲)۔ امام راغب اصفہانی نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ جو نوروں کے حق میں ”امات“ اور انسانوں کے حق میں ”امہات“

”والمقبول حصہ امہات یوجب امہات و امیہ، وقیل حصہ من جمع غف یوجب امات و امیہ۔“
”فصل بعصمہ ککرم یفعل امات فی سہائم و جودہ، و امہات فی ہاسان۔“ (مفردات فی مداب
نہن) (۳)۔

تفسیر و شروح حدیث، لغت، محاورات ادب میں ام کی جمع امام آئی ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے: ”یوم ندعو کل أناس بإمامهم“ (۴) میں لفظ امام سے مراد نبی ہیں، یا وہ کتاب ہے جو ان پر نازل ہوئی، یا نامہ اعمال کی کتاب ہے، یا ہر جماعت کا مقتدی ہے۔

یہ سب اقوال محدث کبیر حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں (۵)۔

(۱) (النساء ۲۳)

(۲) (لسان العرب: ۱۲/۳۰، مادة ”امہ“، نشر أدب الحوزة)

(۳) (مفردات القرآن: ۴۲، اہل حدیث اکیڈمی لاہور)

(۴) (سورة بی اسرائیل: ۷۱)

(۵) (یوم ندعو کل أناس بإمامهم) الحج بحر نبارک و تعالیٰ عن یوم القیامة نہ بحسب کل امة بإمامهم، و قد اختلفوا فی دلک فقال محاهد و قتادہ بیہم و ہذا کقولہ تعالیٰ (و لکل امة رسول فإذا جاء رسولہم فاعلوا بحکمہ) و قال بعض السلف ہذا اکبر شرف لأصحاب الحدیث، لأن مامہم المسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و قال ابن زید: لکتابہم الذی أنزل علی سبہم من التشریع۔

امام سے والدہ مراد لینا اور ماں کی طرف منسوب کر کے، یا جاننا کس تفسیر میں ہے اور اس کا، خدا کیا ہے؟ وہ دریافت کر کے آپ ہمیں بھی مطلع کریں، بلا دلیل ایسی بات کہنا قرآن کریم کا ترجمہ یا تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے جس پر سخت وعید ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۹۲ھ۔

اجواب صحیح بندہ فقہ مدینہ عثمانی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۶/۹۲ھ۔

اللہ کو وکیل کیسے بنایا جائے؟

سوال [۱۰۹۱]: ہزت مشرق و نمغرب لاہند، لاہور، وتحدہ و کدلا۔ یہ بتائیے کہ کس

کو وکیل کیسے بنایا جائے؟ اس کی کچھ تشریح فرمائیں، غالباً صرف زبان سے تو کہنا کافی نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے اور دل سے پورا بھروسہ رکھے کہ میرا حقیقی کارساز وہی ہے

جس طرح چاہے وہ کام بنا دے (۲)، ظاہری اسباب مؤثر حقیقی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

= و حترہ بن حریر عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما في قوله (يؤد مدعو كل ائس بامامهم) اى
كتب أعمالهم ويحتمل أن المراد بامامهم اى كل قوم بمن يأمرون به الخ (تفسير ابن
كثير: ۳، ۴، دار الفحاء دمشق)

وقال العلامة الألوسى "وأخرج ابن مردويه عن علي كرم الله وجهه قال قال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم في الآية "بدعى كل قوم بامامهم، وكتاب دينهم، وسنة سيهم" وأخرج
ابن أبي شيبة وابن المصنف وغيرهما عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه أنه قال إمام هدى وإمام
ضلالة" (روح المعاني: ۱۵/۱۲۰، دار إحياء التراث العربى بيروت)

"عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من قال فى
القرآن بغير علم، فليسوا مقعده من النار" (مسند الإمام أحمد ۱/۳۸۵، رقم الحديث ۴۰۰، دار
إحياء التراث العربى بيروت)

۲. قال لعامة الألوسى (فأحدده وكيلاً) لترتيب الأمور وموحه على احصاء الألوهية ولربوبية -

کیا مغفرت فتح سے مربوط ہے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟

سوال [۱۰۹۷]: سورہ فتحنا میں ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ کو ﴿لِيُعْرِضَ لَكَ﴾ لایۃ (۱) کے ساتھ یہ ربط ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مغفرت اس فتح کی وجہ سے ہوئی؟ اور سورہ مزمل میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾ (۲) میں کس امر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

اس ربط کو امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مفتاح الغیب: ۳۸۲/۷ میں چار طرح بیان کیا ہے: "اول"، "ثانی"، "ثالث"، "رابع"۔
ثانی: "بفتح لا یجوز سبباً لمغفرة وحدها، بل هو سبب لاجتماع الأمور المدكورة، وهي مغفرة وثناء نعمة ولهداية ونصرة كأنه تعالى قال: ليعرض لك الله ویتيم نعمته ويهديك وينصرك، ولا شك أن لاجتماع لم يثبت إلا بالفتح، فإن النعمة به تمت، والنصرة بعده قد عمت" (۳)۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور فرعون کی تکذیب پھر اس کے ہذاک کا قصہ اہل علم کے نزدیک مشہور و مسلم تھا، اسی بنا پر فرمایا کہ اسی طرح رسول برحق کو تمہاری طرف بھیجا جا رہا ہے، اگر تم تکذیب کرو گے تو عذاب کے منتظر رہو۔ مکدا فی حاشیۃ الحلالین (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمد وغفرلہ۔

= عزوجل، وکیل فعل بمعنی مفعول۔ اسی موقوف الیہ، والمراد من إتخاذہ سبحانه وکیلاً أن يعتمد علیہ سبحانه، ویفوض کل أمر إلیہ عزوجل" (روح المعانی ۲۹، ۱۰۶، ۱۰۷، دار احیاء التراث العربی)
(و کذا فی تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ: ۵۲۳/۴، دار السلام ریاض)

(۱) (پارہ: ۲۶، آیت: ۲، ۱)

(۲) (پارہ: ۲۹، آیت: ۱۵۰)

(۳) (مفتاح الغیب: الموسوم بالتفسیر الکبیر، (سورۃ الفتح: ۲): ۷۸/۲۸)

۴. "قولہ (کما أرسلنا إلی فرعون) حص موسیٰ وفرعون بالذکر۔ لأن قصتهما مشهورۃ عند أهل مکة" (حاشیۃ الحلالین، ص: ۴۷۸، مطبوعہ قدیمی)

(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۵۲۳/۴، دار السلام، ریاض)

حیات طیبہ کون سی زندگی ہے؟

سوال [۱۰۹۸]: دنیاوی زندگی سے پہلے کی حالت موت سے تعبیر کی گئی ہے جس کے بعد یہ زندگی مٹی ہے، پھر موت آئے گی پھر اس کے بعد دوسری زندگی ملے گی جس کے لئے موت نہیں، یہ زندگی حشر کے دن ملے گی۔ اب یہ بات کہ جو زندگی عالم برزخی میں مل رہی ہے، یہ تیسری زندگی کہلائے گی، یہ تیسری زندگی ہم لوگ تسلیم کریں گے تو کیا قرآن کے خلاف ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم کی ایک آیت میں عمل صالحاً من ذکر أو أنسی وهو مؤمن، فسحبہ حیاة صیۃ لایۃ میں حیات طیبہ کا مصداق حیات برزخی بھی ہے، جیسا کہ تفسیر مفتح الغیب میں مذکور ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۵/۹۱ھ۔

وقت شام سے کیا مراد ہے؟

سوال [۱۰۹۹]: قرآن شریف میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے صبح، شام اپنی تسبیح و تحمید کا حکم دیا ہے تو شام سے کونسا وقت مراد ہے؟ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت یا غروب کے بعد کا وقت؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عصر کے بعد غروب سے پہلے کا وقت مراد ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱/۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱/۹۳ھ۔

(۱) "والقول الثاني) وهو قول السدي إن هذه الحياة الطيبة إما تحصل في القر" (التفسير الكور،

الجزء: ۲۰، ص: ۱۱۳، دارالكتب العلمية، طهرات)

(۲) "المساء وهو إقبال الليل بظلامه، وعد الصبح وهو إسماعيل النهار عن ضيائه" (اس كبير ۳ ۵۶۱،

الجزء الحادي والعشرون، مكتبة دارالسلام)

(وكذا في (روح المعاني: ۳/۱۵۲، دار احياء التراث)

قرآن پاک میں نبیوں کے لئے جو الفاظ آئے ہیں ان کا مفہوم

سوال [۱۱۰۰]: کیا ان آیات مقدسہ میں اللہ عزوجل نے جو الفاظ فرمائے ہیں وہ واقعی عظمت رسالت کی سبب ساری، عصمت نبوت کی درماندگی، یا انبیاء علیہم السلام کی کفار و مشرکین کے ساتھ اہانت، پامالی اور بے وزنی کا برسر کرنے کے لئے فرمائے گئے ہیں، یا پھر ان ہی لفظوں کو بطور اظہار کے عظمت رسالت و نبوت فرما کر مرعین کے صادق المصدق و مقت محمود میں ہونے کی شہادت کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ شَرَكُوا حَقَّ عِيسَى مَكَوْنَهُ عَمِيں ۝ (۱) ۝ وَوَقَفُوا عَلَىٰ عَمِيں عَمِيں ۝ لَا حَقَّ مَعَهُ عَمِيں ۝ لَا حَقَّ مَعَهُ عَمِيں ۝ لَا حَقَّ مَعَهُ عَمِيں ۝ (۲) (اسی طرح دیگر آیات مقدسہ)

دعا کے الفاظ والی صفات کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تھیں؟ (نعوذ باللہ)

سوال [۱۱۰۱]: کیا ان دعاؤں میں ذات اقدس ﷺ نے جو الفاظ ادا فرمائے ہیں اور جن جن باتوں سے بچنے اور جس جس نیکی کی زیادتی کے لئے فرمایا ہے، کیا نعوذ باللہ ذات رسالت مآب ﷺ میں حقیقی ان باتوں کی بیشی تھی؟ پھر جیسے ”نہی دیں“ وغیرہ فرمایا ہے تو کیا حقیقی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہی ذات مقدسہ کو ماحضہ ان الفاظ سے متصف تصور فرما کر بطور شہادت ان کا اظہار فرمایا ہے؟ یا ہم تنہا روں کو دعا کرنے کے طور پر طریقے اور سیاقے سمجھ لائے؟ ”سہم ایسی عودت من عذاب نکمہ و فقیر، ومن عذاب فقیر“ (۳) ”سہم ایسی صعیف فقوی، وہی دلیل و عری، وہی فقیر و زرقی“ (۴)۔ ”ایک رنی فحینی، وفي نفسی لث فذلنی، وفي أعین الناس فعظمتی، ومن سئی الأخلاق فجنتی“ (۵)۔

(١) (الأحكام: ٨٨)

(٢) (الحافة: ٢٢ - ٢٣)

(٣) (عمل ليوم واليلة، باب مايقول في دبر صلاة الصبح، رقم ١١١، ص ١٠٠، مكتبه الشيخ)

(٣) رواه الطبراني في الأوسط، وفيه أبو داود الأعمى وهو ضعيف جداً (مجمع الزوائد، ١١)

الاجتهاد في الدعاء: ١٠/١٤٩، ١٨٢، دار الفكر

٥. 'عيسى لال في مكره الأخلاق، وسده صغيت' (كز العمال ٢١١٢، رقم ٥٠١٤، مكتبه

”اللہم اجعلنی صوراً، واجعلنی شکوراً، واجعلنی فی عسی صعیراً، فی عس ساس کبیراً“ (۱)۔ اسی قبیل کی دیگر دعائیں۔

ہم نے بامعنی قرآن مجید سے اس آیت مقدسہ کا مطلب و مفہوم یہی سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اعتراض اور شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لئے اور اپنے مرسلین کی عظمت و رفعت کی شہادت کے طور پر فرماتے ہیں کہ ہمارے یہ نبی مہن و عن تمہارے رب کی باتیں تمہیں سناتے ہیں، اس میں ذرہ برابر بہر پھیر نہیں کرتے، نہ وہ غبی ہیں نہ خائن کہ کئی بیشی کرتے، اس لئے تم ان کی ہر بات کو وحی سمجھو، یقین رکھو کہ یہ تمہارے رب ہی کی طرف سے ہے وہ اس لئے کہ ہمارا خیال ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ اس میں لفظ ”اگر“ شرط ہے اگر ایسا کرتے تو ہم ایسا کرتے، مگر نہ نبی نے ایسا کیا، نہ کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ہمارے قریب ان کا وہ مقام ہے جس کو ہم ہی جانتے ہیں اور اس لفظ شرط ”اگر“ نے ہمارے نفس خیال کے تحت اس آیت کی بڑی وضاحت کے ہمراہ تشریح و تفصیل خاصہ کر دی ہے کیونکہ شرط کے ٹوٹنے پر مشروط کا مقام بھی بدل جاتا ہے، جیسے جرم ثابت ہو تو سزا واجب ہے ورنہ با عزت بری ہے یا پھر جیسے فریضہ کس صوم حیوانیہ میں ظلوم و جہول ہی تحسین و تعریف کے مظہر و ضامن بن کر رہ گئے ہیں یعنی بار امانت اٹھانے پر بطور سرزنش، تادیب و اظہار ناراضگی کے ظلوم و جہول نہیں فرمایا گیا بلکہ بڑائی اور حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ اس کی نادانی و نا سمجھی نے بھی اتنا بڑا کام کیا کہ جس بار امانت کو زمین و آسمان نہ اٹھ سکے اس نادان و کمزور نے اٹھا لیا۔

مزید دعائیں ان دعائوں کے سلسلہ میں ہم آج بھی اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ شرک، کفر، فسق، فجور، گناہ، کبر، نخوت، غرور، خود رائی، بے صبری، ناشکری وغیرہم قسم کی مقبورانہ خصلتیں، معنوبانہ عادتیں ایسی ہیں جن کے معونانہ و مردودانہ جراثیم ہم ہی میں پیدا ہو سکتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ ان معذوبانہ و مغضوبانہ خباثت سے ہمیشہ منزہ و مبرا رہی ہے اور ایسی کہ سہو، بھی اس کا سایہ اسوہ مرسلین پر نہ پڑ سکا، نہ پڑ سکتا تھا، اس لئے ہی ہمیں اس بات پر یقین ہے، نہ صرف یہ کہ نبی معصوم ہوتا ہے بلکہ معصوم صرف نبی ہی ہوتا ہے، پھر یہ کہ حالات

(۱) (مجمع الروائد لفظ: ”اللہم اجعلنی شکوراً واجعلنی صوراً“ الحدیث رواہ البزار، وفیہ عقیۃ

بن عبد اللہ الاصبم وهو ضعیف، وحسن البزار حدیثہ۔ باب الاجتہاد فی الدعاء: ۱۸۱/۱)

ہمارے ہی مویہ نظر آ رہے ہیں یعنی حضور آرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ اس قدر اور بے اندازہ عطا فرمایا تھا کہ پوری دنیا بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی بعض امتیوں کو جنت کی بشارت دیدی گئی، فتوحات کے دروازے کھول دیئے گئے، تخت و تاج قدموں پر آ کر گرے۔

پھر اس صورت حال کے پیش نظر عذاب قبر، کفر، فقر، ذلت وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہذا ان دعوائوں کے الفاظ کا صحیح رخ پر براہ راست رسالت و نبوت کے منصب و مقام کی طرف کس طرح ہو سکتا ہے، اس سے بالیقین رب ارحم الراحمین نے ہمیں اپنے نبی کے ذریعہ دعائے نکلے کے طریقے سکھائے تاکہ ہماری تمام تر ذلتوں اور روسیاہیوں کے بعد بھی ہم پر بفضل، برکت، بخشش، بخشش و درگزر کے باب کھل سکیں، لیکن ہمارے بعض بزرگ ہمارے خیال کی قطعی نفی کر رہے ہیں اور اس امر پر مصر و ہند ہیں کہ ان آیات کا رخ براہ راست مقام رسالت کی طرف اس انداز و احوال سے ہے جس سے اہانت، نفی و اظہار واضح اور ظاہر ہے۔ بیو تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلحاً:

خدائے جل و علا نے جس مادے سے انسان کے اعضاء کو پیدا کیا اس کے قلب و اس سے لطیف مادے سے پیدا کیا، اس وجہ سے قلب میں لطافت زیادہ ہوتی ہے اور جس مادے سے عامہ مومنین کے قلوب بنائے جاتے ہیں خواص و اولیاء کے اجسام اس مادے سے بنتے ہیں تو ان کے قلوب اور زیادہ لطیف مادے سے بنتے ہیں جن میں الہامات و معارف کے برداشت کی قابلیت ہوتی ہے۔ اور جس مادے سے خواص و اولیاء کے قلوب بنتے ہیں اس مادے سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام ضعیف بنتے ہیں تو ان کے قلوب و زیادہ لطیف ہوتے ہیں جن میں وحی الہی اور نزول ملائکہ کی برداشت ہوتی ہے اور جس مادے سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب بنے اس مادے سے سید الانبیاء مرکز نبوت امام المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر تیار ہوا تو آپ کا جسد اطہر اور زیادہ لطیف مادے سے بنا جس میں معراج، اوادنی، وقاب قوسین اور رویت کے برداشت کی طاقت تھی، وہاں حیات طیبہ نورانی نور ہے، شک و وہم معصیت کی قلمت کی مجال نہیں کہ وہاں تک پہنچ سکے۔

نبی آرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دعا پڑھی یا مقبلاً "اللہم ما من علی دینک" (۱) وغیرہ

(۱) "أم سلمة تحدث: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يكثر في عداائه أن يقول "اللهم مقبلاً"

القلوب أثبت قلبي على دينك". قالت: قلت: يا رسول الله! أو أن القلوب لتتقلب؟ قال: "نعم، ما من"

تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کو ہم پر پچھڑے بدل جانے کا؟ جس کا حاصل یہ ہے کہ سچی بات کو مرضی اللہ عنہم نے خود بھی ان دعوائوں کا محمل یہی قرار دیا کہ تعلیمات امت کے لئے ہیں۔ جہاں جہاں ”شس سرکت“ وغیرہ ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دوسرے آدمیوں کو خطاب ہے، نیز نہ ماننے والوں کو تہدید ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ آیات قرآنیہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخودنا رہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں، یہ بات نہیں کیوں کہ جو شخص ایسا کرے گا پھر خدا حد سے جس پر نیر منطقی قہر سے مقدم اور تان کے درمیان تان کا تحقق لازم نہیں صرف ملامت بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر فلاں چیز ہو تو اس پر فلاں چیز مرتب ہوگی جیسے ﴿لَنُؤْتِيَنَّكَ مِنْهَا شَئًا كَثِيرًا سَلَامًا﴾ (۱) تاکہ اگر تعدواں ہوگا تو اس پر فلاں مرتب ہوگا حالانکہ نفس الامر میں تعدد الہیہ محال ہے، نیز تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل صادق پر مغرور نہ ہو بلکہ ہر شخص اپنے آپ کو اللہ جل جلالہ کے سامنے حقیر اور ذلیل سمجھے، حدیث قدسی میں ہے: ”الکسریاء ردئی“ (۲)۔ نیز دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ ”جس کے دل میں ذرا برابر تکبر ہوگا اس کو جہنم کی آگ میں جہر کر جب تک کہ رات بھر ختم نہیں کر دیا جائے گا وہ جنت میں جانے کا اہل نہیں ہوگا“ (۳)۔ امید ہے کہ آپ کے اشکالات کی تشریح کے لئے یہ مضمون کافی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امداد العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۲/۱۳۹۹ھ۔

= حقیق اللہ من سی آدم من بشر إلا أن قلبه بین أصبعین من أصابع اللہ“ الحدیث (مسند الإمام احمد رقم الحدیث: ۴۲۸، دار احیاء التراث العربی)

”وعن أنس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر أن یقول: یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دیک“، فقلت یا سی اللہ! فهل تحاٹ علیا؟ قال: ”نعم، إن القلوب بین أصبعین من أصابع اللہ یقلبها کیف شاء“، رواه الترمذی وابن ماجہ“ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الإیمان بالقدر، الفصل الثانی، ص: ۲۲، قدیمی)

(۱) (الأنبیاء: ۲۲)

(۲) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب العصب والکبر، الفصل الاول، ص: ۳۳، قدیمی)

(۳) ”ولا یدخل الجنة أحد فی قلبه منقال حنة من حردل من کبر“ رواه مسلم“ (مشکوٰۃ المصابیح، المصدر السابق)

کیا ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ کو سنا ہے؟

سوال [۱۱۰۲]: سورۃ لہب کے اندر اللہ تعالیٰ نے ابو لہب کو کوسا ہے اور کوسا وہ ہے جس کو سزا دینے پر قدرت نہ ہو جیسے کہ ”تیرا بیڑا غرق ہو، تیرا ناس ہو“ وغیرہ۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ سزا دینے پر قادر ہے تو اس کو کوسنے کی یوں ضرورت پیش آتی، سزا دیدیتا۔ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ﴾ (۱) نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو بدیا، اہل خاندان جمع ہو گئے، اہل اپنے صدق کا اقرار ان سے یہ پھر عذاب خداوندی سے ان کو ڈرایا، اس پر ابو لہب نے کہا تھا: ”تَسْأَلُكَ سَائِرُ الْيَوْمِ، الْهَذَا حَمْعَتَا“، اس کے اس مقولہ کا جواب اللہ پاک نے دیا ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ یہ کوسنا نہیں بلکہ اس کی سخت بات کا جواب ہے (۲) اور اس کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے کر دکھایا کہ اس کو اور اس کی بیوی کو کس طرح ہلاک کیا اور: ﴿يَارَ أَذَىٰ لَهَبٍ﴾ آخرت کے لئے ہے، اس کا وہاں عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۳/۹۱ھ۔

(۱) (الشعراء: ۲۱۵)

(۲) قال الإمام أحمد ”عن اس عباس رضي الله تعالى عنهما قال: ”لما أنزل الله عرواحل ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قال: أتى السی صلی الله تعالى علیه وسلم الصفا، فصعد علیه، ثم نادى ”يا صفا“ فجمع الناس إليه بين رجل يحيى إليه، وبين رجل يبعث رسوله، فقال رسول الله صلی الله تعالى علیه وسلم ”يا بی عبد المطلب! یا بی فہر! یا سی لوی!“ أرايتم لو أحررتکم أن حیلاً یسمع هذا الحبل ترید أن تعیر علیکم، صدقتمونی“ قالوا نعم قال ”فإنی بدیر لکم میں یدی عذاب شدید“ فقال أبو لهب تالک سائر الیوم، أما دعوتنا إلا لہب“ قال رسول الله عرواحل (تبت یدای لہب و تب)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۰۷/۱، دار إحياء التراث العربی)

(و کذا فی تفسیر روح المعانی: ۲۶۰/۳۰، دار إحياء التراث العربی)

و تفسیر ابن کثیر: ۴۳۱/۳، دار الفیحاء دمشق)

قرآن کریم میں تحریف کی علامات اور دلائل

سوال [۱۱۰۳]: عام طور سے مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن میں کوئی تحریف واقع نہیں ہے، مگر ہم ذیل میں وہ اسباب درج کرتے ہیں جس سے شروع زمانہ میں قرآن میں تحریف واقع ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم جو سورہ نمل کی تیسویں آیت کا جز اور وحی ہے، قرآن کی ترتیب دینے میں یہ سورہ (سوئے سورہ توبہ کے) شروع میں اضافہ تحریر کیا گیا ہے تاکہ قرآن مجید خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے، ورنہ وہ نہ وحی ہے، نہ کسی سورت کی آیت ہے اور نہ قراءۃ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔

۲۔۔۔۔۔ ”یصط“ (۲۴۵-۲)، ”بسطۃ“ (۶۹-۷)، ”ہم المصیطرون“ (۳۷-۵۲)، ”نمصر“ (۲۲-۸۸) ان الفاظ کا صحیح املا ”س“ سے ہونا چاہئے۔ اور قرأت نماز میں ”س“ ہی کا تلفظ صحیح ہے، مگر کاتبان وحی نے ان کو ”ص“ سے لکھا۔

۳۔ قرآن کے وہ ۲۵ متواتر جن میں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے، اگلے صفحہ میں نقشہ میں ملاحظہ

فرمادیں:

بسم اللہ	ملانہ	لشائ	ثمودا	بسم الاسم
۳-۱۹۲	۷-۱۰۳	۱۸-۲۳	۲۹-۳۸	۴۹-۱۱
افان مات	لا او صعوا	لکما هو اللہ	لیروافی	ثمودا
۳-۱۴۴	۹-۴۷	۱۸-۳۸	۳-۳۹	۵۳-۵۱
لا الی اللہ	ان ثمودا	افان مات	لا الی الحیہ	لا انتم
۳-۱۵۸	۱۱-۶۸	۴۱-۳۴	۳۷-۶۸	۵۹-۱۳
ان تنوا	امہ لتلوا	ثمودا	لیلوا	سلسلا
۵-۲۹	۱۳-۳	۲۵-۳۸	۴۷-۴	۷۶-۴
من فبائی	لن بدعوا	لا ادعہ	سلوا	قواربرا
۶-۳۴	۱۸-۱۴	۲۲-۲۱	۴۷-۳۱	۷۶-۱۵

ان مقامات میں کاتبان وحی نے الف کو بے ضرورت زیادہ لکھ کر وحی میں تحریف واقع ہونے کا

موقع دیا۔

۴ "سحی سؤمس" کو قرآن میں اس طرح لکھا ہوا ہے: "نبح المؤمنین" (۸۸-۱۲)

یہاں اخیر کی یہ حذف رائی تھی ہے۔

۵ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ۵۰ لایستوی سفعدوں میں سحی میں
و مسحہوں ۵۰ ناز ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس کے کہنے کا حکم دیا۔ پھر اس کے درمیان
میں ۵۰ عمر نوی صبر ۵۰ کا اضافہ فرمایا۔

۶ یہ قوت نے مجھرا ہمدان میں لکھا ہے کہ قریش عقبہ کا خوف کرتے ہوئے یہ غلط کہتے تھے
"وہ ت ابو لغری و مدہ سہ لآخری، ہؤڈا، عربیو معی، وں سفد عنہں سہ تحی" () بعد
میں اس عبارت کے اندر تحریف واقع ہوئی۔ آخر کے حصہ کو مطلق نکال دیا گیا اور بقیہ عبارت کے غلط کو بدل کر
۵۰ جو دو قرآن کی آیات (۱۹-۵۳) اور (۲۰-۵۳) کی شکل میں بدل دیا گیا۔

۷ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۰ غیر المغضوب علیہ ولا غضین ۵۰ و
"غیر المعصوب علیہ و غیر الضالین" پڑھا ہے۔

۸ ۵۰، حنفی حسن و حسن، ذابعدوں ۵۰ (۸-۱۰۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عنہ نے "سجبدون" کو "یعر فون" پڑھا ہے، کیا قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے؟

۹ ... جو حضرات قرآنی آیتوں کی منسوخیت کے قائل ہیں وہ منسوخیت پر ذیل کی آیات سے استدلال
کرتے ہیں مگر یہ صریحاً غلط ہے، یہاں صرف اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی کتابوں کے احکام منسوخ ہوئے نہ کہ
قرآن کی آیات ان کے احکام، نسخ کے معنی زائل، یا رفع کرنے کے ہیں یعنی ایک آیت کی غلط فہمی کو دوسری
آیت نسخ (زائل) یا رفع کر دیتی ہے، یا اگر ایک آیت کے معنی پوشیدہ ہوں اور وضاحت کے ساتھ نہ ہوں تو
۱۰ دوسری آیت اس معنی وضاحت کر دیتی ہے، یا اگر ایک آیت کے معنی عام ہوں تو دوسری آیت اس معنی کو
خاص کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نسخ کے یہی معنی ہیں۔ صحاح فہمائیں کیا نسخ کے یہ معنی صحیح ہیں؟

۱۰ فقہ المذہب کے اعتبار سے نہ کسی دوسرے لفظ کا مخرج و مشتق ہے، نہ دو کلموں کا مرکب ہے، نہ
اس کی تفسیر و تانیث ہے، نہ اس کی جمع ہے۔ جیسا کہ اس کا نام ہے۔ یہ اسم ذات ہے نہ صفت فرمائیے۔

۱۱ قرآن کے مطمحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر چکے، ان کی وفات کے

بارے میں جو آیات صاف صاف دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۳-۵۵) (۵-۱۴) (۵-۱۱۷) اور (۱۹-۳۳) اور جو آیات ان کی وفات کے بارے میں کنیۃ

دست کرتی ہیں وہ یہ ہیں (۳-۱۹۹) اور (۵-۷۵) اور (۱۵-۲۱)۔ ہاں صلیب پر ان کی وفات کی نفی قرآن

میں موجود ہے (۹-۱۵۹)، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ان پر سب سے طبعی موت واقع نہیں ہوئی، اوپر کی آیات

کے تحت ان پر طبعی موت، حق ہوتی ہے، اسی طرح حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام انتقال کر چکے۔

آیت (۱۶-۵۷) میں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مرتبہ نبوت پر فائز کرنا مراد ہے نہ

کہ زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائیں یا اٹھانے سے مراد ان کی معراج ہو جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھائے

گئے معراج میں، ہاں قرآن اور حدیث صحیحہ میں موجود ہے کہ مہمور پر کل انبیاء کرام اور شہداء کرام طبعی موت

کے بعد بھی اس عالم میں زندہ و ر حیات ہیں مگر اس حیات کا علم صرف خدا کو ہے (۲-۱۵۹)۔

ہر ذی حیات اپنی طبعی موت کے بعد اس عالم میں توفائی ہو جاتا ہے مگر دوسرے عالم میں زندہ رہتا ہے،

مگر انبیاء کرام اور شہداء کرام اس عالم اور اس عالم دونوں میں زندہ رہتے ہیں تو ان دونوں عالم میں انبیاء کی

اس حیات کا منکر ہوں کہ ان کی پیدائش سے لے کر اب تک بدون طبعی موت کے زندہ ہیں، میں اس حیات کا

قائل ہوں کہ وہ پیدا ہوئے زندہ رہے، طبعی موت واقع ہوئی، اس کے بعد بھی دنیا و آخرت دونوں میں زندہ ہیں

جیسے کل انبیاء کرام، شہداء کرام زندہ ہیں، صحیح عقیدہ ہے مطلق فرماویں۔

۱۲ فرعون غرق ہوتا ہوا ایمان لاتا ہے اور با ایمان غرق ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی لاش کو دریا

میں ختم ہونے کے بجائے دریا سے نکال دیتا (۹۲-۹۱) (۹۰-۱۰)۔ چونکہ وہ آخری وقت پر ایمان لائے شہید ہوا

ہے، اس لئے اس کی لاش جوں کے توں ایک نشانی کے لئے اب تک محفوظ ہے اور وہی ایک (mummy)

(مسالہ لگا کر محفوظ رکھی ہوئی شے) ہے۔ یا یہ صحیح ہے؟

۱۳ ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ (۹۰-۱۸) اور (۱۹-۱۸)۔ کیا ان آیات کے تحت قرآن

کریم بھی رسول کا کلام ہے؟

۱۴ ﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِمْ﴾ (۱۰۸-۱۰)۔ کیا بحکم قرآن رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شائع روز جزا شیعہ المذنبین ہیں؟

۱۵ "ہر موجودت ہوئے یہ حدیث کس نے روایت فرمائی ہے؟ مطلع فرمادیں۔

(یادداشت) تمام سوالات میں جو ہند سے مندرج ہیں ان میں پہلا ہند سے (دائیں سے) قرآن

پاک قی سورہ اور اس کے بعد کے ہند سے اس سورہ کی آیات مراد ہیں۔

الحواب: حامداً ومصلیاً:

۱ سورہ نمل میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پوری آیت نہیں بلکہ آیت کا جز ہے اور سورہ کے

شروع میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پوری آیت ہے اور بعض ائمہ نے اس کو سورہ کا جز قرار دیا ہے،

اس کی تفصیل "احکام القرآن للجصاص" (۱) اور "احکام مفسرہ فی احکام سمسہ" (مورخ عبدالحی

لکھنوی) میں ہے (۲)، یہ تحریف نہیں ہے۔

۲ ان الفاظ کا رسم الخط دونوں طرح ہے اور تلفظ بھی دونوں طرح ہے، ایک کو رائج اور دوسرے کو

مروج تو کہا جاسکتا ہے، مگر غلط نہیں کہا جاسکتا (۳)، یہ تحریف نہیں۔

(۱) قال أبو بکر "لا خلاف بین المسلمین أن (بسم الله الرحمن الرحيم) من القرآن في قوله تعالى

(بسمه من سليمان و بسمه الله الرحمن الرحيم) ثم اختلف في أنها من فاتحة الكتاب أم لا،

فعدوها قراء الكوفيين آية منها، ولم يعدوها قراء الصريين . . . قال الشافعي: هي آية منها . . . ثم

اختلف في أنها آية من أوائل السور أو ليست بآية منها . . . من مذهب أصحابنا أنها ليست بآية من

أوائل السور . . . ورعه الشافعي أنها آية من كل سورة . . . (أحكام القرآن للجصاص،

۱، ۱۲، قديمی)

(۲) (وتخصيصه في احكام القطر في احكام البسملة للعلامة اللكوي، الباب الأول، هل البسملة من

القرآن: ۱/۱۷، ۱۹، إدارة القرآن کراچی)

(۳) "والأصل في السكوب أن يكون موافقاً تماماً الموافقة للمطوق من غير زيادة ولا نقص ولا تعديل

ولا تعبير، لكن المصاحف العثمانية قد أهمل فيها هذا الأصل، فوجدت بها حروف كثيرة حاء رسمها

محدلاً لاداء الطق، وذلك لأعراس شريفة . . . وقد عني العلماء . . . وحصر الكلمات التي

حاء خطها على غير مقاس لنظماً . . . وللمصاحف العثمانية قواعد في خطه و رسمه، حصرها علماء . . .

۳ "حضان لا یقتضی: حظ بعروض وحظ لقرآن"۔ خط قرآن کو دوسرے خط پر قیاس کرنا درست نہیں، یہ تو قیاسی ہے (۱) اور اس کو تحریف کہنا غلط ہے۔

۴۔ الف في ست قواعد وهي الحذف، والزيادة، والهمز، والبدل، والفصل والوصل، وما فيه قراءتان فقريء على أحدهما قاعدة الحذف خلاصتها أن الألف تحذف من بناء البداء نحو يأبىها الدس وتحذف الواو إذا وقعت مع واو أخرى في نحو (لا يستورون) قاعدة الزيادة قاعدة ما فيه قراءتان خلاصتها أن الكلمة إذا قرئت على وجهين، تكتب برسم أحدهما، كما رسمت الكسرات لآية دلائف في المصحف وفي (مالك يوم الدين) الح القاعدة الأولى الدلالة في القراءات لتسوية في الكلمة والواحدة بقدر الإمكان، وذلك أن قاعدة الرسم لو حظ فيها أن الكلمة إذا كان فيها قراءتان أو أكثر كتبت بصورة تحتل هاتين القراءتين أو الأكثر، فإن كان الحرف الواحد لا يحتمل ذلك بأن كانت صورة الحرف تختلف باختلاف القراءات جاء الرسم على الحرف الذي هو خلاف الأصل، وذلك ليعلم حوار القراء به وبالحرف الذي هو الأصل، وإذا لم يكن في الكلمة إلا قراءة واحدة بحرف الأصل رسمت به الح (ماهل العرفان في علوم القرآن ۱۰/ ۳۶۲، ۳۶۶، دار إحياء التراث العربي)

(وقال السهقي في شعب الإيمان من يكتب مصحفا فيسعى أن يحافظ على النهج الذي كتب به هذا المصحف ولا يحالفهم فيه، ولا يعبر مما كتبه شيئا فإنهم كانوا أكثر علما وأدق قسما ولسان وأعظم أمانة ما فلا ينبغي أن تظن بأنفسنا استدلالا عليهم، الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسعون في مرسوم الحظ: ۲/ ۳۲۸، ۳۳۸، منشورات ذوي القربى)

(وكذا في مناهل العرفان: ۱/ ۳۷۱، دار إحياء التراث العربي)

() "هل رسم المصحف توقيفي" الرأي الأول، أنه توقيفي لا تحوز مخالفته، وذلك مذهب الجمهور، واستدلوا بأن النبي ﷺ كان له كتاب يكتبون الوحي، وقد كتبوا القرآن فعلا بهذا الرسم، وأقرهم الرسول على كتابتهم الح (ماهل العرفان في علوم القرآن ۱/ ۳۷۰، دار إحياء التراث العربي) "إن السخط توقيفي لقوله تعالى (علم بالقلم، علم الإنسان ما لم يعلم) سورة العلق ۵، ۴، (ن والقلم وما يسطرون) (سورة القلم ۱)، وإن هذه الحروف داخلية في الأسماء التي علم الله آدم الح (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسعون: ۲/ ۳۲۸، ذوي القربى)

وفي مناهل العرفان "إنه توقيفي، لا تحوز مخالفته، وذلك مذهب الجمهور" (مسحط هل رسم المصحف توقيفي؟ ۱/ ۳۷۰، دار إحياء التراث العربي)

۴ مثل ۳ نمبر ہے۔

۵ حضور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”عبر اُوسی صبر“ بذریعہ وحی فرمایا ہے، اپنی طرف سے بدوحی کے نہیں فرمایا ہے (۱) پس اس کو تحریف کہنا غلطی ہے۔

۶ .. علامہ آلوسی (۲)، علامہ بغوی، امام رازی (۳)، حافظ ابن کثیر (۴)، حافظ مینی (۵) رحمہم اللہ

(۱) ”الصرور“ المرض والعلل التي لا سبل معها إلى الجهاد، .. وقد نزلت الآية وليس فيها عسر ولا عسر ولا عسر، ثم سئل بعد: قال يزيد بن ثابت: كنت أكتب بين يدي لسي سكتة في كتف لا يستوي القاعدون من المؤمنين والمجاهدون، واسم مكتوب عبد السي سكتة فقال يا رسول الله قد نزل به تعالى في فصل الجهاد ما نزل وانا رجل صريع، فيل لي من رحمة؟ فقال السي سكتة لا أدري“ قال زيد وقسمي رطب ما حلف حتى عشي السي سكتة الوحى، ووقع فحده على فحدي حتى كادت تدق من ثقل الوحى، ثم حلى عه، فقال لي: ”أكتب يا زيد: (غير أولى الصرور)“، (تفسير روح المعاني، سورة نساء ۵، ۱۲، دار الفكر)

و کہ تفسیر سن کثیر ۱، ۱۸۱، دار السلام ریاض

قال الامام ابن كثير ”عن السراء، قال لما نزلنا: (لا يستوي القاعدون من المؤمنين) دعار رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، زيدا فكتبت: فحاء اس ام مكتوب فشكا ضرارته، فأنزل الله (غير أولى الصرور)“، (تفسير ابن كثير ۱، ۱۸۱، دار السلام، ریاض)

(۲) ”وقد أنكر كثير من المحققين هذه القصة وقال القاضي عياض في الشفاء يكفيك في توهين هذا الحديث انه لم يحوجه احد من أهل الصحة هدم من وضع الربادقة“، (روح المعاني ۱، ۲۶۲، ۲۶۳، دار الفكر)

(۳) ما أهل التحقيق فقد قلوا هذه الرواية باطلة موضوعة واحتجوا عليه بالقرآن ولغة والمعقول الح“، (التفسير الكبير للرازي: ۱۳، ۵۰، دار الكتب العلمية)

(۴) ”قد ذكر كثير من المفسرين هنا قصة العرائق و لكنها من طرق كلها مرسله، ولم أرها مسنده من وجه صحيح وقد ساقها المعوى في تفسيره ثم سأل فيها سؤالا كتب وقع مل هذا مع العصمة المصنوعة من الله تعالى الح“ (تفسير ابن كثير ۳، ۹۹، دار العلم)

۵ ”وفان ابن العربی ذکر الطبری فی ذلك روایات کثیره باطله لا اصل لها، وقال عدا هذا۔

توں نے اس کی تردید کی ہے۔

۸،۷ یہ تفسیر ہے، تحریف نہیں (۱)۔

۹ نسخ کے معنی مذکور بیان کرنے سے اگر یہ مقصد ہے کہ کسی آیت کے الفاظ منسوخ نہیں ہوئے تو یہ غلط ہے، کتب حدیث اور تفسیر میں منسوخ شدہ الفاظ بھی سند کے ساتھ منقول ہیں (۲)۔

= الحديث لم يخرج أحد من أهل الصحة، ولا رواه ثقة بسند سليم متصل مع ضعف نقله و اضطراب رواياته وانقطاع إسناده . قلت : الذي ذكره هو اللائق بحالة قدر السي ... ، فإنه قد قامت الصحة واجتمعت الأمة على عصمته ... ونراه عن مثل هذه الردية الح ... (عمدة القارى لمعى، كتاب تفسير القرآن، سورة الحج: ۹۵/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(و كذا فى فتح البارى لابن حجر، كتاب التفسير: ۵۶۱/۸، ۵۶۲، قديمى)

(۱) قال الحافظ ابن كثير "عن الأسود عن عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه أنه كان يقرأ غير المعصوم عليهم وغير الضالين) وكذلك حكى عن أبي س كعب أنه قرأ كذلك، وهو محمول على أنه صدر منهما على وجه التفسير". (تفسير ابن كثير: ۵۳، ۵۴، دار السلام)

﴿وَمَا خَلَقْتُ الذِّنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ... وقال مجاهد: "إن معنى (ليعبدون) ليعرفون، وهو محذر مرسىل هي المعرفة الحاصلة بعادته تعالى لا ما يحصل بغيره كعرفه بعلامته" (روح المعاني: ۲۷/۲۰، ۲۱، دار احياء التراث العربى)

(۲) "والسحر فى أحكام الشرع حائز صحيح عند المسلمين أجمع" (أصول فخر الإسلام على هدمش كشف لأسرار ۱۵۷۳، صدف پلشر)

وفى هذا النوع مسائل الأولى يرد السحر بمعنى الإزالة، ومنه قوله: فيسح به مابقى الشيطان ثم يحكم الله أماته. وسعى التدبيل، ومنه: وإذا بذل به مكن به، وسعى

التحويل وسعى لنقل من موضع إلى موضع وقد اجمع المسلمون على حورده لسبعة السحر فى القرآن على ثلاثة أصرب أحدها ما سحر تلاوة وحكمه مع نصرت لثانى ما سحر حكمه دون تلاوته الصرب الثالث ما سحر تلاوته دون حكمه اه لا نقاش فى علوم القرآن، النوع السابع والأربعون فى ما سحره ومسوحه: ۲، ۴۰-۴۷، ذوى القربى)

و كذا فى فوز الكبير، ص: ۴۰-۴۶، قديمى)

۱۰۔ قول رنج یہی ہے، دوسرے اقوال بھی ہیں جو کہ تفسیر بیضاوی میں مذکور ہیں (۱)۔

۱۱۔ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ - یہ اسلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے، وہ پھر اس دنیا میں تشریف لے ویں گے اور کافی مدت قیام کریں گے، اس کے بعد ان پر موت جاری ہوگی "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" (۲) میں اس پر نہایت قوی دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

۲۔ موت کو، عیسائی ایمان ان معتبر نہیں، قرآن پاک اور حدیث شریف اور فقہ سے یہ بھی ثابت ہے، فرعون کا ایمان بھی معتبر نہیں ہے۔ اس کی شہادہت نکال کر چھینک دینا اس واسطے تھا کہ دنیا دیکھے کہ یہی ہے جو خدا کی کا دعویٰ کرتا تھا، اس کا جسم میرا ہے، اور جس و حرکت پر ابواب ہے، اور آج بھی وہ ہجرت کا ذریعہ ہے، تاکہ وہی ذاتی مثل اس قسم کا دعویٰ نہ کرے (۲)۔

(۱) (تفسیر البیضاوی، ص: ۴، ۵، میر محمد کتب خانہ)

"(اللہ) غلبہ علی الرب تبارک وتعالیٰ، یقال: إله الإسم الأعظم، لأنه یوصف بجمع الصفات وقد اختار الرازی أنه إسم غیر مشتق أئمة، قال وهو قول الحلیل و سیونہ و اکثر الأصولیین و یقفہ ۱۰۰ (تفسیر ابن کثیر ۱، ۲۰، ۱۹، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) عقیدۃ الإسلام لشیخ أنور الکشمیری، ص ۴۵، ۴۶، من مجموعۃ رسائل الکشمیری، المحلہ لأول، إدارة القرآن)

(و کذا فی التفسیر المطہری: ۲/ ۵۷، حافظ کتب خانہ)

(و التلخیص الحیر للحافظ ابن حجر، ص ۳۱۹، دارمشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

"اسی متوفیک ورافک الی، فقال فتادة وعمره هدام من السقدم والمؤخر، تقدیر "اسی رافعک الی ومتوفیک بعد ذلک" وقال الاکثرون المراد بالوفاء ههنا اليوم" (تفسیر ابن کثیر ۳۶۶، سہیل اکیڈمی)

۳۔ ونراکمت الامیرح فوق فرعون، وعسینہ سکرات الموت، فقال وهو کذاک: "آمنت أنه لا إله إلا الذی آمنت به بنو اسرائیل، وأنا من المسلمین" فآمن حیث لا یقعہ الإیمان ﴿لتکون لمن حلفک إبه﴾ لی لکون لسی اسرائیل دللاً علی موتک و هلاکک، وأن الله هو القادر الذی ناصبه کل دابة سده، وانه لا یقوم بعصیه شیء" (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۵۶۶، ۵۶۷، دارالسلام ریاض)

۱۳..... قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی کتاب ہے، اس نے نازل فرمائی ہے، حضور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو لوگوں کو سنایا، سمجھایا اور اس پر عمل کیا۔ قرآن پاک میں اس کی جگہ تھرت ہے، اپنی طرف سے بنا کر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا (۱)۔ ایسا کرتے تو سخت رقت میں آجاتے، یہ بھی صراحت مذکور ہے (۲)۔

۱۴..... روز جزاء میں شفاعت قرآن پاک (۳) اور حدیثوں سے ثابت ہے (۴)۔

۱۵..... آپ نے اس کا حدیث ہونا کہاں سے معلوم کیا ہے؟ یہ حدیث نہیں ہے۔

تنبیہ: قرآن پاک کا بغیر استاذ عالم، ماہر کے از خود مطالعہ کرنے اور ترجمہ دیکھنے سے نیز بغیر دین

(۱) ”(وما یسطق عن الہوی) ای ما یقول قولاً عن ہوی وغرض (ان ہو الاوحی یوحی) ای انما یقول ما امر بہ یبلعہ الی الناس کملأ موفوراً من غیر زیادة ولا نقصان“ (تفسیر ابن کثیر ۴/۳۱۵، دار السلام ریاض)
(کذا فی مسند احمد: ۲/۱۶۲، دار احیاء التراث العربی.)

وقولہ تعالیٰ ”انہ لقول رسول کریم“ یعنی ان ہذا القرآن لتلیع رسول کریم ای ملک شریف حسن الحق بھی النظر، وهو حبریل علیہ الصلاۃ والسلام، کذا فی مسند الإمام احمد“، (تفسیر ابن کثیر: ۴/۶۱۷، دار السلام ریاض)

(۲) قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰ بَعْضِ الْأَقَاوِلِ ۖ اٰیَ مُحَمَّدٌ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَوْ کَانَ کَمَا یُرْعَمُونَ مَقْتَرِبًا عَلٰیہَا، فَرَادَ فِی الرِّسَالَةِ اَوْ بَقِصَ فِیہَا، اَوْ قَالَ شَیْئًا مِّنْ عَدُوِّہِ فَنَسَبَہُ اِلَیہَا وَلَیْسَ کَذٰلِکَ لَعَدُوِّہَا بِالْعُقُوْبَةِ، لَہٰذَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿لَا تُحَدِّثْہَا بِالْمِیثَاقِ ۚ قُلْ مَعَدٰہُ لَا تُنْقِمُہٗ مِمَّہٗ بِالْمِیثَاقِ ۚ لَا بِہَا اُشْہَدُ فِی الْبَطْشِ“، (تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۳۷، دار السلام)

(۳) قال اللہ تعالیٰ ﴿یَوْمَئِذٍ لَا تُنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَن اٰذَنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضٰی لَہُ قَوْلًا“ (سورۃ طہ ۷۰)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿فَمَا تَفْعِلُہُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ﴾ (المدثر: ۴۸)

(۴) ”عن انس أن السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ”شفاعتی لأهل الکائنات من امتی“ ای شفاعتی الی نسی الہالکین محتصة بأهل الکائنات، وقد جاء الامار الذی بلغت مجموعہا لتواتر لصحة الشفاعۃ فی الآخرۃ، وأجمع السلف الصالحون ومن بعدهم من أهل السلف والجماعۃ“ (مرقۃ المفہم شرح مشکاة المصابیح: ۹/۵۶۴، رشیدیہ)

اسلام میں مہارت حاصل کئے اہل باطن کی کتابیں مطالعہ کرنے سے اس قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں، اس لئے اس سے پوری احتیاط کی ضرورت ہے کہ اس کے نتائج مثبت خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین! فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۸/۴/۱۴۰۸ھ۔

اجوبہ صحیح بندہ ونحوہ امجدین عثمانی۔

تفسیر قرآن ذاتی مطالعہ سے

سوال (۶۰) : کیا تعلیم یافتہ مسلمان مرد جس، اردو انگریزی، ہندی تھوڑا بہت عربی سے تعلق ہو وہ قرآنی تفسیر قرآن کو بیان کر سکتا ہے یا نہیں؟ جیسے بین القرآن یا ابن اثیر، مظہری وغیرہ کا، یعنی دیکھ کر اپنے اہل وعیال کو یا مسجد میں چند آدمیوں کو پڑھ کر سنا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح درس قرآن وغیرہ اس کے پڑھنے کے لئے کیا مہونا شرط ہے، یا تعلیم یافتہ مرد بھی کر سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن پاک کا ترجمہ یا تفسیر وہ شخص بیان کرے جس نے ترجمہ یا تفسیر استاد سے حاصل کیا ہو، محض اپنے ذاتی مطالعہ سے قرآن کریم کی تفسیر کو حاصل کرنا اور پھر بیان کرنا مناسب نہیں (۱)۔ قرآن کریم کو دیگر کتب کی طرح نہ سمجھیں اس کی شان بہت بلند ہے، اس کے لئے بہت عوم کی ضرورت ہے (۲)۔ جو حضرات ذاتی مطالعہ سے اس کو سمجھتے ہیں اور سمجھاتے ہیں وہ بہت غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو بہتہ کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دار عبدالمجید غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۸/۴/۱۴۰۸ھ۔

قال العلامة السيوطي رحمه الله تعالى "أحلف الناس في تفسير القرآن هل يحوز لكل حد
خصوص فيه" فقال فوه لا يحوز لاحد ان يعطى تفسير شي من القرآن وإن كان عالماً بما منعه في
معرفة لادله ونفقه والسحر والاحبار والادب ونيس له الا ان يستفي الى ما روى عن النبي صلى الله عليه
عليه وسلم في ذلك " لا تفسر القرآن " ۲ ۳۵۹. دوی القری

۲ (نقد و ترجمہ بحث عنوان "تفسیر")

مزید تفسیر کے لئے ایک روح المعانی ۱۳۱. ص ۸۱۵۵

شرح جامی پڑھنے والے کا تفسیر بیان کرنا

سوال [۱۱۰۵]: کوئی طالب علم شرح جامی و کنز الدقائق وغیرہ پڑھتا ہے، بیان کے لئے یہ جائز ہے کہ قرآن مجید تلاوت کرتے وقت قرآن کا ترجمہ کرنا خود سمجھتا ہے اور دوسروں کو سمجھاتا ہے، اگر یہ مروج ہو تو اس تقدیر پر حرام ہے یا مکروہ؟

مولوی ولی اللہ احمد ادرکائی فرماتے ہیں یہ امر جائز ہے اور وہ فرماتے ہیں اگر قرآن مجید کے معنی سمجھتا ہو تو میرے خیال میں عدم جواز نہ ہوگا، کیونکہ تفسیر پڑھنے کی غرض قرآن کے معنی سمجھنا ہے، جب اس شخص کو تفصیل خود سمجھنے کی توفیق ہے، ولا حرج، اسی مفسر۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون سی تفسیر پڑھتے ہوئے تھے، وہ حضرات کیا قرآن کا ترجمہ کر کے تبلیغ دین نہیں فرماتے تھے۔

عبدالحمید اس امر کو ناجائز سمجھتا ہے اور کہتا ہے ہزار بیغ فصیح کیوں نہ ہو جب تک تفسیر نہیں پڑھی ہو، یہ امر کبھی جائز نہیں ہو سکتا، یہ صاحب عام معنی سمجھتا ہے تسبیح کرتا ہوں، لیکن ضمن غائب ہے کہ خط سمجھ ہو، اس لئے قرآن شریف میں اکثر جگہ مجز پر حمل کر لیا ہے، مجز مراد ہے، خاصہ ہی معنی مراد نہیں۔

بتائے اس صاحب علم کو کیا خبر، کہاں معنی مجز پر محمول ہے، کہاں معنی حقیقی پر، اور قرآن شریف میں کی شے ہے بد لغت، فصاحت سے پر ہے، طاقت بشریہ سے خارج ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

لغوی معنی، صرف فی صیغہ، نحوی ترکیب اپنی معنومات کے مطابق بیان کرنا جائز ہے، لیکن مراد خداوندی کو بیان کرنا حرام ہے، کیونکہ اس کا مدار بہت سے صوم پر ہے۔ شرح جامی اور کنز پڑھنے والے عامۃ صوم سے وقف نہیں ہوتے۔ تفسیر اتقان ۲۸۰ پر ان صوم کو شمار کیا ہے (۱)۔ اپنی رائے سے قرآن شریف کی تفسیر کرنے

(۱) (رومنہ من قال: يحوز تفسيره لمن كان حاملاً للعلوم التي يحتاج المفسر إليها، وهي خمسة عشر

علماً: أحدهما: اللغة . الثاني: النحو . الثالث: التصريف . الرابع: الاشتقاق

لخامس: والسادس: المعاني والبيان والبدیع . السبع: علم القراءات . الثامن: علم أصول الدين

العاشر: أصول الفقه . الحادي عشر: اسباب السور والقصص . الثاني عشر: السبب

الساكن: والمسوح . الثالث عشر: الفقه . الرابع عشر: الاحاديث لسبب تفسير .

وے کے متعلق صحیح میں بہت سخت امید کی ہے (۱)۔ اس لئے اس سے اجتناب واجب ہے۔

صحیح بہ راء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب و اذہان کی مثالیں آج موجود نہیں وہ حضرات اہل لسان ہونے کی وجہ سے مستغنی تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت سے ان پر جو مہر و فیاض ہوتے تھے، باریں ہمہ و حضرات مراد خداوندی کو اپنی رائے سے نہیں بیان فرماتے تھے، بدیہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر کے ورنہ بیان فرماتے تھے۔ ان آیات کا شان نزول، قصہ کا محمل، مطلب سب کچھ معلوم تھا۔

صحیح بہ راء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر مطلب بیان فرمایا ہے (۲)۔ نیز حدیث سے ثابت ہے وہی مراد خداوندی ہے، آج کل شروح جاتی، نسخہ پڑھتے والوں کو قرآن شریف پڑھنا بھی صحیح نہیں آتا، اگر اعراب موجود نہ ہو تو خدا جانے کس عبارت میں کس قدر غلطیاں کریں، پھر اپنے آپ کو

= المحمل والمہم = الخامس عشر علم الموهبة الخ (الإتقان فی علوم القرآن

۲ ۳۵۹-۳۶۱، مطبع ذوی القربی)

(۱) "عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من قال في

القرآن بعير علمه، فليتبوأ مقعده من النار". أخرجه الترمذی فی مسند، وقال هذا حديث حسن صحيح"

(جامع الترمذی ۲ ۱۲۳، أبواب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الہدی بفسر القرآن برأیه، سعید)

(ومشکوۃ المصابیح: ۱/ ۳۵، کتاب العلم، الفصل الثانی، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد: ۲/ ۱۵۸، کتاب العلم، باب الکلام فی کتاب اللہ باعلم، امدادیہ)

(۲) فی الإتقان فی علوم القرآن: "وقال ابن تیمیة فی کتاب اللہ فی هذا النوع "یحب أن یعلم ان

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکن لأصحابہ معانی القرآن، كما بین لہم الفاطہ، فقولہ تعالیٰ: ﴿لَئِیسَ

لِلنَّاسِ مِرَاقِبٌ لِّیَہِمُّہُ﴾ (الحل ۶۴) تناول ہدا و ہدا، وقد قال أبو عبد الرحمن السلمی حدثنا الدین

کانوا یقرؤون القرآن کعثمان بن عثمان وعبد اللہ بن مسعود وعبرہما رضى اللہ تعالیٰ عنہم أبہم کذباً

تعلّموا من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشر آیات، لم یجاوزہا حتی یعلموا ما فیہا من العلم

والعین، قالوا فعلموا القرآن والعلم والعمل جمیعاً، ولہذا کانوا یقرؤون مدۃ فی حفظ السورۃ وقال

أنس رضى اللہ تعالیٰ عنہ کان الرجل إذا قرأ الثورۃ وال عمران حدّ فی أعین" رواہ أحمد فی

مسندہ، (۲/ ۳۵۲، فی معرفۃ شروط المفسر و أدابہ، ذوی القربی)

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قیاس کرنا انتہائی جسارت ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس سے محض عبارت کلام اللہ شریف پڑھ کر تفسیر کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۸/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲۱/شعبان/۵۸ھ۔

ہجر جمیل کیا ہے؟

سوال [۱۱۰۶]: ﴿وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا حَمِيلاً﴾ کا کیا مطلب ہے، یا رہبانیت ہے؟ اگر یہ

اختیار کرتے ہیں تو پھر تبلیغ دین و فرائض رسالت کیسے ادا ہو سکتے ہیں؟ کیا اس آیت کے دوسرے دُک بھی مصداق ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اپنے حقوق کے مطالبہ نہ کرنے، درگزر کرنے، انتقام نہ لینے سے اس پر بخوبی عمل ہو جائے گا (۱)

۔ ایسے موقع پر اپنے معاملات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور دل سے پورا بھروسہ رکھے کہ میرا حقیقی کارساز وہی (ذات وحدہ لا شریک لہ) ہی ہے جس طرح چاہے وہ کام بنادے، ظاہری اسباب مؤثر حقیقی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وغلمہ اتموا مل۔

حررہ العبد محمود سنوہی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مومنین کے ساتھ قرب معیت ایک آیت کی تفسیر بالرائے

سوال [۱۱۰۷]: ایک واعظ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب معیت نیک بندوں کے ساتھ جو مدلل

ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ رحمۃ اللہ ہیں اور کلام مجید میں ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ہے، اللہ اللہ اوسط گرا کر منطق کی شکل اول سے یہ ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسنین سے قریب ہیں۔ یہ استدلال کیسے ہے؟ فقط

(۱) قال العلامة الألوسی ﴿وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا حَمِيلاً﴾ بأن تحانبهم وتداربهم، ولا تکافئهم، وتکل

أمورهم إلى ربهم۔ (روح المعانی: ۲۹/۱۰۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۴، ۵۶۳، دار السلام ریاض)

الجواب حامداً ومصلحاً:

بارش بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، یہ اس کو بھی قرب معیت نیک بندوں کے ساتھ ثابت ہوگا، یہ اس آیت میں رحمت اللہ کا مصداق نبی ارم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ جب تک اس کا ثبوت پیش نہ کیا جائے، یہ تنسیہ بارش کی ہوگی جس پر بہت بہت سخت وعید ہے (۱)۔ آیت شریعہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوف (قہر) اور طمع (رحم) کے ساتھ پکارتے رہو، اس کی رحمت نیک بندوں کے قریب ہے، وہ دعا کو قبول کرے گا۔ فقط۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالموہب غفرلہ۔

کفار پر غصہ زیادہ ہے یا مسلمان پر؟

سوال ۱۱۰۸: اللہ تعالیٰ نے نافرمان مسلمان سے کتنے غصے کا اظہار فرمایا ہے اور کفار سے کتنے؟

الجواب حامداً ومصلحاً:

کفار پر اتنا غصہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے، ان کے عذاب میں تخفیف بھی نہیں ہوگی (۲)،

(۱) "عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قال في القرآن برأيه، فليتبوأ مقعده من النار" وفي رواية: "من قال في القرآن بغير علم، فستأ مقعده من النار" (رواه الترمذی)

"وعن حنبل رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قال في القرآن برأيه فإصاب، فقد أخطأ" رواه الترمذی وأبو داود (مشکوۃ المصابیح مع المرقاة، کتاب العلم، الفصل الناسی، رقم الحديث: ۲۳۴، ۲۳۵، ۳۸۹/۱، ۳۹۱، رشیدیہ، کوئٹہ)

"إن التفسير علم بغير خطر، لا يلقى بكل أحد أن ينكلم فيه، ولا أن يحوص فيه الخ" (فتاویٰ احداثیہ، باب الأحکام المتعینہ بالقراءان، مطلب هل يجوز لأحد أن يفسر شيئاً من القرآن؟، ص ۳۰۱، قدیمی)

(۲) قال الله تعالى: "إِنَّ الدِّينَ كُفِّرُوا وَامَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ، أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ، خَالِدِينَ فِيهَا، لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ" (سورة البقرة ۱۶۱، ۱۶۲).

وقال الله تعالى: "مَنْ كَسَبَ سَيئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خِطْبَتُهُ، فَأُولَئِكَ صَحَابُ النَّارِ، هُمْ فِيهَا

خالدون" (البقرة ۸)

مسلم گنہگاروں پر اتنا غصہ نہیں وہ شفاعت کے ذریعہ بھی بخشے جائیں گے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۲/۹۰ھ۔

الجواب صحیح بندہ نحمدہ مدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

تفسیر مودودی و تفسیر حقانی اور قرآن فہمی کے لئے مفید تفسیر

[۱۱۰۹] استفتاء: مولانا مودودی صاحب کی تفسیر میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے قرآن کی

تفسیر سمجھائی گئی ہے، اسی طرح تفسیر حقانی میں بھی یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے حوالوں سے قرآن کی تفسیر سمجھائی گئی

ہے۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ اور قرآن کو سمجھنے کے لئے کون سی تفسیر مفید ہے؟ یہود و نصاریٰ کے احوال و

اقوال اور ان کی کتابوں کے بغیر قرآن کی ہر آیت کی اچھی طرح شریعت کے مطابق کون سے اشخاص تفسیر کرتے

ہیں؟ ان کی تفسیر کا نام پیش کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں جو چیزیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں، ان کو تفسیر قرآن کے لئے بطور

تائید پیش کرنا درست نہیں، بلکہ گمراہی ہے اور جو چیزیں خلاف نہیں ہیں ان کو پیش کرنے میں مضائقہ نہیں (۲)۔ اس

تفصیل کے بعد فرق کا سمجھ لینا آسان ہوگا۔ اگر کسی معتبر تفسیر میں بھی استدلال کے لئے کوئی غیر معتبر بات

(۱) قال اللہ تعالیٰ: "یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن له الرحمن و رسی له قولاً" (سورۃ طہ ۱۰۷)

"وعن أنس رسی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "شفاعتی لأهل

الکتاب من امتی" وقال العلامة علی القاری فی شرحہ: "وقد جاء الآثار الدی بعت

محمود علیہا التور لصلحۃ لشفاعۃ فی الآخرۃ، وأجمع السلف الصالحون ومن بعدهم من أهل السیۃ

والجماعۃ" (مرقۃ المفاتیح: ۹، ۵۶۴، رشیدیہ)

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو أن السی صلی اللہ علیہ وسلم قال "بلغوا عسی ولو آية، وحدثوا عن سبی

إسرائیل ولا حرج"۔ الحدیث

قال الحافظ "وقال مالک المراد حوار التحدث عنہم بما کان من أمر حسن، أما ما عنہم

کذبہ فلا، وقیل المعنی حدثوا عنہم بمثل ماورد فی القرآن والحدیث الصحیح الخ" (فتح الباری،

کتاب الأنساء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۶/۶۱۷ - ۶۱۸، قدیمی)

آجائے تو وہ بات بہر حال غیہ معتبر ہے۔ اگر کسی تفسیر میں غیہ معتبر چیزیں کثرت سے ہوں تو اس کی ہر چیز کو پرکھنے کی ضرورت ہوگی، البتہ یہ کہ مصنف ان کو رد کر دے، مجموعی حیثیت سے اس پر معتبر ہونے کا حکم نہیں ہوگا۔ تفسیر بیان القرآن، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی معتبر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے گندی چیز منگانا اسرائیلیات میں سے ہے

سوال [۱۱۰]: دریافت طلب یہ امر ہے کہ میں نے چند مسلمانوں کی زبانی یہ سنا کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر حکم ہوا تھا کہ تم دنیا میں جاؤ جو سب سے گندی چیز ہے اس کو لاؤ، وہ دنیا میں آئے، ایک کتاب لے کر آئے جس میں سے زیادہ تین تفسیریں آ رہی تھیں، اس کو اٹھ کر لے گئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آئی۔ آپ مہربانی فرما کر اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ اس کے علاوہ مع حوالہ تحریر ہو کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ واقعہ قرآن شریف یا اور کسی دینی معتبر کتاب میں موجود نہیں، حدیث شریف کی بھی کسی معتبر کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہیں آیا اور عقل سے بھی یہ فیصلہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گندی چیز سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ تو پاک صاف اچھے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے تو شاید یہ اسرائیلیات یعنی یہود اور نصاریٰ کی کتابوں سے نقل کیا گیا ہوگا اور ان کی کتابیں جھوٹ اور بہتان سے بھری ہوئی ہیں، جب تک ہماری شریعت ان کی تصدیق نہ کرے وہ قابل اعتماد نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۸/۴/۵۸ھ



تجوید اور ترتیب قرآنی کا بیان

قرآءاتِ سبعہ بھی منقول ہیں محدث نہیں

سوال [۱۱۱]: ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن میں ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں ہوا، جیسا اور جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا تھا وہی آج بھی بین الدنین موجود ہے۔ قرآء سبعہ کی روایت میں زیر، زبر، پیش کا حتیٰ کہ الفاظ کا بھی فرق پایا جاتا ہے۔ کیا اس سے عقیدہ پر زدن نہیں پڑتی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قرآء سبعہ کی قرأتیں بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، ان کی خود کی ایجاد نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حسن قرأت کی محفلوں کا حکم

سوال [۱۱۲]: یہاں دہلی میں ایک اجتماعِ قرآء کا قرار پایا ہے جس میں نامور اور مشہور قاری حضرات تشریف لاویں گے، وزراء اور اُمراء بھی شرکت کریں گے، مختلف قاری جو سننے کے لئے تجویز کئے جائیں گے ان کی قرأت سن کر ان کو انعام بھی قرأت کے موافق دیا جائے گا۔ ایسے اجتماع میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قرآن پاک کو خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنے کی حدیث شریف میں تاکید آئی ہے اور اس پر بڑی

(۱) قال السيوطي عن الزركشي "فالقرآن هو الوحي المرسول على محمد صلى الله تعالى عليه وسلم للبيان والإعجاز، والقراءات اختلاف ألفاظ الوحي المذكور في الحروف أو كیفيتها، من تحفیف وشدید و غیرهما، والقراءات السبع متواترة عند الجمهور، وقيل بل مشهورة، قال الزركشي والتحقيق أنها متواترة عن الأئمة السبعة" (الإتقان ۱/ ۱۶۰، النوع الثاني، لى السماع والعشرون معرفة المتواتر والمشهور دار دوى القرى)

(و کذا فی مآهل العرفان للزرقانی : ۱/ ۳۱۰، دار احیاء التراث العربی)

بشارت ہے، اس کی تشریح محدثین نے اس طرح فرمائی ہے کہ قرآن پاک کی عظمت سے قلب بھرا ہوا ہو، خوف و خشیت جاری ہو، بیت الہی سے کانپتے ہوئے، اس کی وحیدوں اور بشارتوں کا استحضار کرے، اس تصور سے تمام ترے کہ اللہ پاک کو سہرا ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوں، ایسی تلاوت میں بڑی کشش ہوتی ہے، اللہ پاک اس سے بہت خوش ہوتے ہیں (۱)۔ صحابہ کرام میں بھی یہ طریقہ جاری تھا کہ ایک نے تلاوت کی، بقیہ سب سنتے اور ایمان و تازہ کرتے رہتے (۲)۔

پیرمہ نایا اپنی تعریف و شہرت پر گزشتہ صفحہ (۳) پر قرآن پاک کی تلاوت و خدا نخواستہ روپیہ کمانے کا ذریعہ بنایا جو اے خواہ وہ اصل قبور و ثواب پہنچانے کی شکل میں ہو، یا منبر پر بیٹھ کر جسوں کی زیارت بڑھانے کی صورت میں ہو، یا دوسرے قاریوں سے متبادل کرے انہما حاصل کرنے کی صورت میں ہو، یا اپنی تعریف و شہرت حاصل کرنے کے لئے پڑھا جوے، یا موسیقی (راگ) کے قواعد کے طور پر شیب و فراز اور

۱۔ "عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ربو القرآن بأصواتکم"۔ (مسند الإمام أحمد : ۲۸۳/۴، دار إحياء التراث العربی)

"وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً: "أحسن الناس قراءة من قرأ القرآن يتحزن به" وقال الشيخ طهر أحمد العثماني رحمه الله تعالى في شرحه قوله: "عن ابن عباس" "لح، قلت فيه استحباب التحزن بالقرآن، ومعاذ أن يقرأ بحيث يظهر من تلاوته حزن قدہ دون أن يعتمد في تحزين الصوت فقط"۔ (إعلاء السنن : ۱۵۵/۴، أبواب القراءة، إدارة القرآن)

(وایضا سیاتی تحت عنوان : "کیا ایچہ کیلئے حرام ہے")

(وکذا فی کتاب الآثار، للإمام محمد، ص: ۵۵، إدارة القرآن)

۲۔ "وكان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول لأبي موسى الأشعري: "أنا موسى الذكور ربنا، فيقرأ وهم يسمعون ويكونون، وكان أصحاب محمد ﷺ إذا اجتمعوا، أمروا واحدا منهم أن يقرأ القرآن والباقي يستمعون، وقد ثبت في الصحيح: أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بأبي موسى الأشعري وهو يقرأ، فجعل يستمع لقراءته اهـ" (مجموع الفتاوى للإمام تيمية د ۵۱، مكة لعبدن، سروت

۳۔ "فإن لم يسمع سمع الله به، وإن لم يسمع سمع الله به، وإن لم يسمع سمع الله به" (مشکوٰۃ المصابيح، کتاب لرفاق، باب لربنا والسمعة، رقم الحديث ۵۳۱۶، ۲-۲۶، دار الكتب العلمية)

زیر و بم کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کی ہر اجازت نہیں، اس پر سخت وعید ہے (۱)۔ حدیث شریف میں تین آدمیوں کا ذکر ہے جن کو سب سے پہلے دوزخ میں ڈال جائے گا اور دوزخ کو ان سے دھونکا جائے گا۔ ان میں سے ایک قاری کو بھی شمار کیا گیا ہے جو اس لئے تلاوت کرتا ہے تا کہ لوگ اس کی تعریف کریں کہ بہت اچھا قاری ہے (۲)۔ اب آپ خود ہی منطبق کر لیں کہ آپ کے یہاں کے اجتماع کی شان کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کیا لہجہ سیکھنا حرام ہے؟

— زان [۱۱۱۳]: ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ جو آج کل قاری وک پڑھتے پڑھاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، لہجہ سیکھنے اور اس کے مطابق پڑھنے کو حرام کہتے ہیں۔ سورۃ بنف میں لفظ ”عوجہ“ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ کیا لہجہ سیکھنا اور اس کے مطابق پڑھنا غلط ہے؟

”قَرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْهُ، وَلَا تَحْمِلُوْا مِنْهُ، وَلَا تَعْبُوا فِيْهِ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا مِنْهُ“ عن عدۃ من الصّٰمِت رضى الله عنه قال علّمنا باسم أهل الصّفة القرآن فاهدى إلى فضل ان أردت أن يطوّقك الله طوق من بر فاقبها“ وقال ”من قرأ القرآن يأكل به لباس، جاء يوم القيامة وروحہ عظمۃ ليس عیہ لحم“ ”قَرَأُوا الْقُرْآنَ وَسَلُّوا اللَّهَ بِهِ، فَإِنْ مِنْكُمْ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ“ (رسالة شفاء العلیل و بل العلیل فی حکم الوصیۃ بالاحتمات اہ، فی صمن رسائل بن عابدین: ۱/۱۵۴، سہیل اکیڈمی لاہور)

”والشعسی۔ القرآن لا یحور علی الإصلاق بل هو مقید بقید عدم إخراج القرآن من العربیۃ اسی غیرھا“۔ (إعلاء السنن، أبواب القراءة: ۱/۱۵۵، إدارة القرآن کراچی)

(۲) ”قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن أول الناس يقضى عليه يوم القيامة رجلٌ تعلم العلم وعلمه، وقرأ القرآن، فأتى به، فعرفه بعينه، فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت العلم وعلمته، وقرأت فيك القرآن، قال: كذبت و لكك تعلمت العلم ليقول إنيك علم و قرأت القرآن ليقول هو قارىء، فقد قبل له مره، فسحب على وجهه حتى اتقى في الدار اهد“ لمرعب و شريه، في إحصاء الصیة فی الجهاد: ۲/۲۹۶، دار إحياء التراث العربی)

الجواب حامداً ومصلیاً :

قرآن شریف جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اسی طرح آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سکھایا، پھر اسی طرح بعد کے لوگوں کو سکھایا گیا۔ اصل وجہ حدیث پاک سے ثابت ہے (۱)۔ ایک صحابی بالکل اسی اوجہ میں دوسروں کو پڑھ کر بتاتے ہیں جس طرح سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا ہے، آپ کی اور صحابہ کرام کی تلاوت قواعد کے مطابق ہوتی تھی۔ اس وقت تک قواعد کتابی صورت میں نہیں تھے، بعد کے حضرات نے ان کو لکھا ہے اور یہ سب قواعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت سے ہی بنائے گئے ہیں۔

فن تجوید ایک مستقل فن ہے جو بغیر استاد کے سیکھنا حاصل نہیں ہو سکتا۔ کسی چیز کو حرام کہنا جب تک اس کے حرام ہونے کی دلیل نہ ہو جائز نہیں ہے، اور جو چیز حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہو اس کو حرام کہنا تو انتہائی جسارت ہے (۲)۔ بعض لوگ جو حقیقتاً قواعد تجوید سے واقف نہیں، قواعد

(۱) قال الله تعالى ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ أي اقرأه على تمهل فإنه يكون عبداً عبي فهم للقرآن و تدبره وقد قدمنا في أول التفسير الأحاديث الدالة على استحباب الترتيل وتحسين الصوت بالقراءة. (تفسير ابن كثير: ۳/۵۵۹، دار السلام)

”قالت عائشة رضى الله تعالى عنها: “كان يقرأ السورة، فيرتلها حتى تكون أطول من أطول معها“ ”عن أنس رضى الله تعالى عنه أنه سئل عن قراءة رسول الله ﷺ فقال كانت مداً ثم قرأ (بسم الرحمن الرحيم) بسم الله، وبسم الرحمن، وبسم الرحيم“ ”حاء في الحديث “زيوا القرآن بأصواتكم“، و ”ليس منا من لم يتغن بالقرآن“

”و عن اس مسعود رضى الله تعالى عنه أنه قال لا تشروه بتر الرمل، ولا تهدوه هد لتعمر، فعرو عنه عحابه، و حرّكوا به القلوب الخ“ (تفسير ابن كثير: ۳/۵۵۹، دار السلام)

(۲) وقال السيوطي ”عن الحرري القراءات السبع من إدارة معلومة من الدين بالضرورة، و كل حرف انفرد به واحد من العشرة معلومة من الدين بالضرورة أنه من علي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، لا يكابر في شيء من ذلك إلا جاهل“ (الإتقان: ۱/۲۳، معرفة المتواتر والمشهور، دار دوى القرني)

”عن الرء رضى الله تعالى عنه مرفوعاً: ”زيوا القرآن بأصواتكم، فإن الصوت الحسن يزيد“

موسیقی کے مطابق سُرا کر پڑھتے ہیں جس سے بعض حروف کو زیادہ دراز کرتے ہیں، حالانکہ وہ مد نہیں، بعض کو جلدی سے پڑھ جاتے ہیں حالانکہ وہ مد ہے۔ اور بھی اسی طرح متعدد قسم کے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں جیسے کہ راء کانے میں ہوتا ہے، اس طرح پڑھنا یقیناً ناجائز ہے، اس سے معنی میں کافی تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور الفاظ بھی مسخ ہو جاتے ہیں (۱)۔

سورہ ہف میں ”عو حاً“ دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ سکتہ سے جی اور بغیر سکتہ کے بھی، جب سکتہ سے پڑھیں گے تو اس پر تنوین نہ ہوگی اور بغیر سکتہ کے اگر پڑھیں گے تو اس پر تنوین پڑھیں گے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

وقفِ غفران کا مطلب

سوال [۱۱۱۴]: قرآن مجید کے حاشیہ پر جا بجا وقفِ غفران لکھا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مطلب ہے کہ اس مقام پر وقف کرنا بھی درست ہے اور نہ کرنا بھی درست ہے۔ دونوں میں کسی بات پر مواخذہ نہیں بلکہ دونوں فعل مغفور ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۶/۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲۵/۲/۱۳۶۱ھ۔

= القرآن حسناً“ رواہ الحاکم فی مستدرکہ“، وقال الحافظ فی الفتح “فإن لم يكن حسن الصوت، فليحسبه ما استطاع“ (فتح الباری لاس ححر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، کتاب فصائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن: ۲/۹، دارالمعرفة)

(وکذا فی إعلاء السنن: ۱۵۳/۴، أبواب القراءة، إدارة القرآن)

(۱) قال العلامة طهر أحمد العثماني رحمه الله تعالى: “دَلَّ الحديث على أن المعنى بالقرآن لا يحور على الإطلاق، بل هو مقيد بفيد عدم إخراج القرآن من العربية إلى غيرها بأن يفرط في المد، وفي شبع الحركات حتى يتولد من الفتحة ألف وحوها، والصحيح أن الإفراط على الوحد المدكور حرام، يفسق به القاري، ويأثم المستمع“، (إعلاء السنن: ۱۵۵/۴، أبواب القراءة، إدارة القرآن)

کیا ہر آیت پر وقف کیا جائے؟

سوال [۱۱۱۵]: قرآن شریف میں جو گول آیت (oo) جگہ جگہ بنی ہوئی ہیں، اس گول آیت پر کسی جگہ "غ" کسی جگہ "میم" کسی پر "حیر" کسی پر وصل۔ تو اس صورت میں جس جگہ دل چاہے ٹھہر جائے اور جس جگہ دل نہ چاہے نہ ٹھہرے۔ جیسے "ج"۔ زید کا فرماتا ہے کہ ہر گول آیت پر ٹھہرنا ضروری ہے کیونکہ ان گول آیتوں میں ترمیم نہیں ہوتی، یہ بکھنڈہ ہوتی کے ساتھ نازل ہوئی ہیں اور جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکھنڈہ ترتیب دیا ہے اور بکھنڈہ ایسے ہی نازل ہوئیں۔ کیا ہر گول آیت پر ٹھہرے یا جہاں جیسی حمایت حروف کی ہو ویسا عمل کرے جیسے "ط، ج، ص، ق، ال، و، ہ، و غیرہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتہاء کے نزدیک ان میں سے کسی مقام پر ٹھہرنا واجب نہیں، یہ قراء کی اصطلاحات ہیں، ان کی رعایت محض مستحب ہے، واجب نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سورہ قدر میں "امر" یا "سلام" پر وقف

سوال [۱۱۱۶]: سورہ قدر میں امر پر ٹھہرے یا سلام پر یا دونوں جگہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں جگہ میں اختیار ہے، جہاں چاہے وقف کرے۔ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمجید وغیرہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/۱۴۵۵ھ

(۱) قل یتعالیٰ (ورتل القرآن ترتیلاً) ای اقراء علی تمہیل، فہو یکون عوناً علی فہم القرآن وتسدہ وقد قد ما فی أول التفسیر الأحادیث الدالة علی استحباب الترتیل وتحسین الصوت بالقراءة لح (تفسیر من کثر ۵۵۹، دارالاسلام)

(۲) قال فی الہدایۃ "إذا وقف فی غیر موضع الوقف أو استاء فی غیر موضع الإبتداء لم یتعیر المعنی بغير فحش بحر أن یقرأ إن الدین اموا وعملوا الصالحات" ووقف تم ابتداء بقوله "اولک هم حیر اسرۃ لا یفسد الإجماع بین علمائہ، ہکذا فی المحيط" (الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری: ۸۱/۱، رشیدیہ)

تکثیف ضد

سوال [۱۱۱]۔ اکثر لوگ حرف شاو کو "وال" پر "یا" یا "ح" پر کی آواز پڑھتے ہیں اور بعض حضرات وجہ یہ کہتے ہیں کہ اسی طرح سے پڑھنا چاہئے، عربی میں "وال" ایسی پڑھا جاتا ہے اور اردو میں "شاو" پڑھا جاتا ہے، مگر جب دوا کا ثبوت کسی معتبر کتاب کا ان سے مانگا جاتا ہے تو چپ ہو جاتا ہے اور کچھ جو ب نہیں دیتے حالانکہ تجوید کی کتاب میں لکھا ہے کہ ضد و اس کے مخرج سے یعنی حافظہ لسان اور متصل کی واڑھوں سے نکالنا چاہئے خواہ بائیں جانب سے یا دائیں جانب سے اور بندہ اسی طرح ادا کرتا ہے کہ بندہ عالم یا قاری نہیں ہے اور نہ حافظ ہے، مگر علمائے دین کے تصدیق میں تجوید سے کسی قدر واقف ہے۔ بندہ کے پاس رفع، تصد، فیض، عزیز، ہدیۃ، توحید، تہاس، القرآن، تجوید القرآن، جزری، مقدمۃ الجزری، فتویٰ ضد، تبیین الضاد، فوائد مکیہ وغیرہ موجود ہیں، لہذا یہ کتابیں غلط ہیں یا غلط تھیں اور ضد کو اس کے مخرج سے مع اس کی صفات کے پڑا کرنا چاہئے یا بصورت اس؟ مستند اور معتبر کتب مع نام کتب تحریر کیا جائے۔

اور مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی اپنے رسالہ تبیین اشیاء (۱) میں فرماتے ہیں کہ ضد و دوسرے پر یہ طاء پڑھنا غلط ہے، ایسا پڑھنے والا گمراہ اور گنہگار ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی اپنے فتویٰ میں مرقوم فرماتے ہیں کہ جو شخص مرقہ و قاری ہو اور مخارج و صفات سے واقف ہو اگر وہ غمدا اس یا نہ پڑھے تو اس کی نماز فی سہ ہے، قاری اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ اور اگر صفات و مخارج سے واقف نہ ہو، اگر وہ بد قصد ال یا نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائیگی اور قاری اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے (۲)۔

= وکد فی کتاب الصلاۃ، الفرائض، الفصل الخامس فی التوقف والوصل والانداء

۱، ۳۸۹، درۃ القرآن

(وکد فی فتاویٰ فاضلی حان، فصل فی فرائد القرآن خطأ وفي الاحکام المستعقده بالقرآن ۱، ۵۵۰،

رشیدیہ)

(۱) (تبیین الضاد، ص: ۳۸، میر محمد کتب خانہ)

(۲) (فتاویٰ رشیدیہ (از تالیفات رشیدیہ)، ص: ۱۸۸۰، ۲۸۹، کمن امور سے نماز فی سہ ہوتی ہے اور کمن سے نہیں؟

ادارہ اسلامیات لاہور)

مورنا عبد الوحید صاحب بدیۃ الوحید (۱)، میں مولانا اشرف علی صاحب جمال القرآن (۲) میں فرماتے ہیں کہ ضاد کو دال یا خا پڑھنا غلط ہے اس سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوتا ہے۔

سنایا ہے کہ قصبہ تھور ضلع ریتھک میں کوئی قری صاحب مدینہ شریف کے آئے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں ضاد کا پڑھنا غلط ہے دوا پڑھنا چاہئے، عربی زبان میں ضا نہیں پڑھا جاتا ہے، لہذا کیا قری صاحب کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے اور فتویٰ ضاد (۳) میں جو حدیث مرقوم ہے کہ ”میں د حرفاً فی قرآن أو نقص منه، أو من حروف سحر متعمد، فقد کفر“ (۴)، یہ دونوں حدیث صحیح ہیں یا غلط؟ اول تو حدیث اور فقہاء کی عبارت تو مدعی قری کی کھٹی ہے مگر صحیح ہے یا غلط؟ رفع الضاد میں مرقوم ہے (۵) کہ ”جو شخص مخی رن و صفات سے وقف نہیں ہے، اگر دال یا خا پڑھتا ہے تو اس صحیح ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جب تک وہ کوشش کرتا رہے گا

(۱) (ہدیۃ الوحید، ص ۱۸، آیہوان محرج صاد معجمہ، رقم الحاشیۃ ۳۶، و ص ۲۸، صفحہ استطاعت، رقم ۱۷، قرأت اکیڈمی لاہور)

(۲) (جمال القرآن، ص: ۸، دوسرا المعہ، مکتبہ حمادیہ گوالمنڈی لاہور)

(۳) ”استفتاء من علماء الحرمین الشریفین الحواب من شیخ القراء بالمدينة المنورة أن بیاة القول فی الصاد هو أنها أقرب إلى الطاء فقط كما فی الرعاية وحُهد المقل وغيرهما، فقراءة الفرقة الثلاثة المسئلة فی الاستفتاء صحیح، و أما كون الصاد شیهة بالدال أو العین، فما سمعنا به قط، ولا وُحد فی کتاب، فمن صلی حلف الإمام یعتقد ذلك فصلاهما باطله والله عی ما یقول وکیل الجواب من علماء المکة المکرمه . . . فقول إن الذي استقر علیه رأى جميع أهل الأداء من كتبهم أن الضاد والطاء اتفقتا فی الاستعلاء والإطاق والتفحيم والحير والرخاوة، واحتلفتا فی المسحرج، وانفردت الضاد بالاستطالة، فإذا أعطيت للصاد ههما من محرجهما و صفاتها، فقد أنیت بالثواب الذي لا محید عنه عند علماء القراءة المدقّلین، وحينئذ يكون بها أثر شهه لطاء فی التلفظ كما فی بیاة القول المفید، و أما كون الضاد قریة من الدال أو العین فی التلصظ فبعد عن الحق، والله أعلم“ (رسالہ إعلال العباد بحقیقة الطق بالصاد مع استفتاء علماء الحرمین الشریفین ونظم الصاد، ص ۲۷، ۲۸، مذهبی کتب خانہ پشاور)

(۴) (لم أحد کتابه)

(۵) (رفع النضاد فی أحكام الضاد للمفتی محمد شفیع، ص: ۱۱، دار الاشاعت دیوبند)

تب تک اس کی نماز جائز قرار دی جائیگی اور جب وشش کرنا چھوڑ دیا تب اس کی نماز فی سد ضرر قرار دی جائیگی۔ یہ مضمون صحیح ہے یا غلط؟ جہاں تک ہو سکے معتبر اور مستند کتب کے موافق اس کا جواب تحریر کیا جائے اور ان کتب کا نام بھی تحریر کیا جائے کہ جن کے مطابق جواب سمجھا جائے یا علماء دین خود یہاں تشریف لائے یہاں کے جہوں کو سمجھائیں۔

بند و تودوسال سے سمجھا رہا ہے مگر میرا کہنا سب سمجھتے ہیں، جو شخص باوجود لاعلم ہونے فقہ اور حدیث کے ورتجوید کے اگر توجیہات رائیہ بیان کرے اور حدیث و فقہ کا منکر ہو اور کہے کہ نماز نہ میں ایسی بات ہوتی ہے تو ہم کیوں نہ کریں اور حدیث و فقہ کا کسی طرح قائل نہ ہو حالانکہ وہ جانتا ہے کہ فحش چیز شرعاً حرام ہے اور ناجائز ہے، مگر اتباع نفس سے اس کو حلال اور جائز قرار دے تو اس کو مولانا عبدالعزیز صاحب اپنے فتویٰ جلد اوں میں کافر کہتے ہیں تو جب وہ کافر ہوا تو شرعاً اس کی عورت بھی نکاح سے خارج ہوگی (۱)۔ فقہ و سلام مقبول احمد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ضاد، ضاء، واں تینوں صیغہ و صیغہ مستقل حروف ہیں، ضاد اور ضاء اکثر صفات میں شریک ہونے کی وجہ سے مشابہ ہیں، تاہم دونوں کا مخرج علیحدہ ہے اور ضاد میں صفت استطالت زائد ہے جو ضاء میں نہیں: "ومسہم من یحعب ضاء، یح ہد نیس معحب شوت، ششاه وعسر، عسر یسہم، فہہ بشرک ضاء، فی صفاتہ کنب، ورید عیب، اسفہ، فہو لا اختلاف محرجین ولا استفادۃ فی تضاد لکنت ضاء، ہ" حید نقی (۲)۔

داعی قرنی شارح جزیریہ اس شعر کے تحت

من و ضاد - سفاۃ و محرج منیر عن الضاء کلہا تحسی

(۱) (فتاویٰ عربیہ، ص ۳۸۵، باب العقائد، استحلال الحرام و استحرام الحلال، حدیث کی رائے تاویات)

(۲) (الإتقان فی علوم القرآن للسیوطی، فصل من المهمات، تحوید القرآن، ۱۰۱، سہیل اکیڈمی لاہور)

تحریر فرماتے ہیں ”تم کہ حبرہ عن نضام مشکلاً بالنسبة إلى عبرہ أمر الناطقہ ممبرہ
صفت۔ جب کہ باوجود اس کثیر تشابہ کے دونوں میں نیز کرنا اور طاء کے جہد ضاد یا اس کے عکس قصد پڑھنا درست
نہیں (۱) تو چہ ضاد کے جہد والے پڑھنا یا ضاد کو مشابہ والے پڑھنا کیسے درست ہوگا (۲)، کیونکہ دونوں کی کثرت صفت
مستند و مستند ہاں ممتاز ہیں، جہد ضاد و اس کے مخرج سے مع جمع صفات کے حسب الحاقیتا کرنا نہ وری ہے، اہتہ
کرادائیگی پر قدرت نہ ہو تو معذوری ہے (۳)، تاہم اس سے بہتر امانت کا اہل ادا کی پرقدر موجود ہو تو اس
وہم بنانا چاہئے۔ تب مذکورہ فی اسوال مجموعی حیثیت سے معتبر ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ میں جو چھوٹا کھا ہے وہ
درست ہے۔ شرح فقہ اکبر میں عبارت مندرجہ فی اسوال فقہ سے نہیں مذکور، اہتہ یہ عبارت موجود ہے ”سنن
لام مخصی عن غیر صد۔ سعید مکن صد سعید، و یقرأ (أصحاب حجة) مکن
(أصحاب دار) و عی عکس، و قد لا حور، مامد، و یو تعدد کثر فت۔ م کون تعدد
کثر و ک م وہ ذالک یکن فیہ لغتان، ففی (ضیین الخلاف) (سامی)، و اما تبدیل الطاء مکن
صد فنیہ تمصیب، و کذا تبدیل: (أصحاب حجة) فی موضع (أصحاب الدار) و عکسہ، ففیہ
خلاف و بحث صوبیہ“ (۴)۔

حدیث ”من رد حروف“ صحیح کا مضمون درست ہے۔

ورنہ زنی صحت و فساد کے متعلق رفع الطاء میں صحیح لکھا ہے، یہ مادہ فی التصحیح و تصحیح

(”وان کان لا یسکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة كالطاء مع الصاد، قل اکثرهم لا یفسد صلاتہ،
ومن لا یعرف بعض الحروف یسعی أن یحید ولا یعد فی ذلک“ (الفتاویٰ العالیسیکیۃ، الدب
الحامس فی زلة القاری: ۷۹/۱، رشیدیہ)

(۲) فی ”الفتاویٰ الحدیثہ“ للشیخ احمد المکی ”لو بدل الصاد بعیر طاء لم یصح قرآنہ قطعاً، فعلم
م ہذا انہ لم یقع خلاف فی ادالہا دالا کما وقع فی الطاء، فالنطق ینادی لا، لم یقل احد بصحتہ
(ص: ۲۰۹، مصر)

(۳) ”مادہ فی التصحیح والتعلم ولم یقدر علیہ فصلاۃ حائزہ، وان ترکہ حیدہ فصلاۃ فسدہ، کذا فی
المحیط“، (رد المحتار، مطلب فی الاثع ۱: ۵۸۲، سعد)

(۴) (شرح الفقہ الاکبر، ص ۱۶۷، قدیمی کتب خانہ)

عند فصلاته حائره، ورس برے حیدر فصلاته فاسدہ“ رد المحتار (۱)۔

حدیث وفتنہ کا نکار کرنا جہالت اور سخت خطرناک ہے۔ اندیشہ کفر ہے، توبہ کرنا ضروری ہے، حر مطلق بعینہ و حدال قطعاً بہن بھی کفر ہے، لہذا توبہ کرنا فرض ہے اور احتیاطاً تجدید نکاح و تجدید ایمان بھی کرنا واجب ہے (۲)۔ ایسے لوگوں کے لیے ہونا اس طرح پرک۔ وہ حدیث کا نکار کر رہے ہیں مناسبت نہیں، بدعت نونری اور حقیقت سے سمجھنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود گنگوہی رحمہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار پنور

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم بہار پنور، ۱۰/ شوال/ ۱۳۵۳ھ۔

”نون قطنی“ کے ساتھ نماز

سوان ۱۱۱۸: امام صاحب نے مغرب کی نماز میں سورہ اخلاص کی پہلی آیت نون قطنی کے ساتھ دوسری آیت سے ملا کر پڑھا یعنی وصل کیا، نماز کے بعد بعض لوگوں نے آپس میں کہا کہ آج امام صاحب نے ایسا کیوں پڑھا؟ بعض لوگوں نے کہا کہ امام صاحب نے صحیح پڑھا ہے کیونکہ امام صاحب قاری اور مودعی ہیں۔ غرض نائب متون کے پاس یہ بات پہونچی، نائب متولی صاحب نے امام صاحب کو اپنے گھر پر بلوایا کہ آپ اس طرح قرآن شریف کیوں پڑھتے ہیں جو مستندی کی سمجھ میں نہیں آتا اور گمراہ ہوتی ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ سورہ اخلاص کی پہلی آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، کیونکہ یہ قاعدہ کے مطابق ہے۔ پھر بعض لوگوں نے متولی صاحب سے کہا کہ آپ اس پر فتویٰ منکائیے، متون صاحب نے کہا کہ فتویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور امام صاحب سے کہا کہ اس طرح قرآن شریف پڑھیں جس طرح تمہا ہے اور جس طرح وہ سمجھ سکیں۔

(۱) (رد المحتار، مطلب فی الاثغ: ۱/ ۵۸۲، سعید)

(۲) ”ماکان فی کونہ کفر“ اختلاف، فإن قالہ یؤمر بتحدید الکاح و بالتوبۃ و لرجوع عن دلک بطریق

الاحتياط“ الفتاویٰ العالمگیریہ ۲/ ۲۸۳، الباب السابع فی احکام المرتدین، مہا ما يتعلق بلفظ

الکفر والأمر بالارتداد، رشیدیہ

الجواب حامداً ومصلياً:

۱۔ صاحب نے یہ قواعد تجوید کے موافق پڑھا ہے، کتب تجوید میں یہ مسئلہ صراحۃً موجود ہے (۱)۔ فقط

واللہ سبحیٰ نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

معروف و مجہول کا تلفظ

سوال [۱۱۱۹]: ایک مدرسہ میں بچوں کو ”بہ“ کے بجائے ”بے“ پڑھاتے ہیں اور دوسرے

مدرسہ میں ”بہ“ کے بجائے ”سی“ پڑھاتے ہیں۔ اب دونوں میں سے کون سے الفاظ صحیح ہیں کیوں کہ

دونوں کے الفاظ الگ الگ ہیں، اصل میں کس طرح پڑھایا جائے، دونوں الفاظ میں کیا فرق ہے؟ اور معنی میں

کچھ فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

دونوں طرح پڑھانے سے معنی میں کوئی فرق نہیں آتا (۲)، البتہ عربی تلفظ ”ب“ معروف ہے مثلاً:

”ب“ اور ”بی“ کو ملا کر پڑھیں گے تو ”بی“ پڑھیں گے، ”بے“ نہیں پڑھیں گے، یہ چیز تحریر سے سمجھانی مشکل

ہے، تلفظ سے زبانی سمجھ میں جلد آئے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۴/۹۴ھ۔

(۱) تین فقہاء نے اس کو خلافِ اولیٰ لکھا ہے تاکہ عوام اور جبلا میں انتشار پیدا نہ ہو۔

قال الحصكفي رحمه الله تعالى "لكن الأولى أن لا يقرأ أحد العوام صيانةً لديهم" وقال ابن

عبدیس "أى بالروايات الغريبة والإمالات، لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون، فيقعون في

الإثم". (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب السنة تكون سنة: ۵۴۱/۱، سعيد)

(وكذا في الحلى الكبير، ص: ۴۹۵، سهيل اكيذمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الرابع في القراءة: ۷۹/۱، رشيدية)

(۲) "ويحور بالروايات السبع، بل يحور بالعشرة أيضاً كما نص عليه أهل الأصول" (الدر المختار مع

رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب السنة: ۵۴۱/۱، سعيد كراچی)

بعض آیات میں وارد ہمزات پڑھنے کا طریقہ

سوال [۱۱۲۰] ۱۔ سورہ بقرہ رکوع نمبر ۱۴ میں ہے ﴿لَا تُصْرِدْهُ﴾ (۱) بعض ہمزہ کو حذف

کر کے میم کو نہ سے ملا کر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے اور بعض ہمزہ کو ثابت کر کے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون سا صحیح ہے؟

۲۔ سورہ مدثر رکوع نمبر ۱۴ میں ہے ﴿لَا تُصْحِدْ﴾ (۲) میں بعض ہمزہ کو حذف اور

بعض ثابت کر کے پڑھتے ہیں، کونسا صحیح ہے؟

۳۔ سورہ مائدہ رکوع نمبر ۲ میں: ﴿أَنْ لَا تَعْدِلُوا﴾ (۳) میں بعض حالت وصل میں

”اعدلوا“ اور بعض وقف کر کے ”اعدلوا“ پڑھتے ہیں۔ کونسا صحیح ہے اور کونسا غلط ہے؟

۴۔ سورہ قہر رکوع نمبر ۴ میں: ﴿يَوْمَ حَسِبْ إِذْ أَعْحَضَكُمْ﴾ (۴) میں بعض ہمزہ کو حذف کر کے

نون کو ذال سے ملا کر پڑھتے ہیں اور بعض وقف کر کے ہمزہ کو ثابت رکھ کر پڑھتے ہیں۔ کونسا صحیح ہے، کونسا غلط ہے؟

۵۔ سورہ طہ رکوع نمبر ۱۰ میں: ﴿مِنْ آيَاتِنَا الْكُورَىٰ إِذْ هَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ﴾ (۵) میں بعض ہمزہ کو

حذف کر کے نون قطنی لگا کر پڑھتے ہیں اور بعض ہمزہ کو ثابت رکھ کر پڑھتے ہیں، آیا کونسا صحیح ہے؟

۶۔ سورہ حج رکوع نمبر ۹ میں: ﴿يَذْكُرْكَ﴾ (۶) میں بعض وقف کر کے پڑھتے ہیں، اور بعض

﴿يَذْكُرْكَ﴾ پڑھتے ہیں، کونسا جائز ہے؟

مزید عرض ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے اسی طرح پڑھنا چاہئے یا اپنی رائے کے

مطابق محض اپنے کو قاری مشہور کرنے کی غرض سے بالاقانون کہیں حذف، نہیں اثبات، کہیں ادغام، نہیں وصل،

(۱) (آیت ۱۲۶)

(۲) (آیت ۱۰۳)

(۳) (آیت ۸)

(۴) (آیت ۲۵)

(۵) (آیت ۲۳، ۲۴)

(۶) (آیت ۷۲)

نہیں تغیر پڑھنا ہو تو جائز ہے؟ اور ایسے قاری کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی جوابات مع امیل وحوالہ سب مرحمت فرمائیں، بے حد ممنون ہوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

- ۱۔ یہ ہمزہ وصل نہیں بلکہ واحد متکلم کا ہے، اس لئے یہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ ثابت رہے گا۔
 - ۲۔ یہ ہمزہ باب افعال کا ہے جو کہ قطعی ہے وصلی نہیں، اس لئے یہ بھی ثابت رہے گا۔
 - ۳۔ وقف ترک ”رعدہ“ پر تنہا چاہئے، وقف نہ کرنا ہو تو ”سار“ کا ہمزہ وصل ساقط ہو جائے گا۔
 - ۴۔ یہ ہمزہ وصل نہیں ہوگا، باقی رہے گا۔
 - ۵۔ نون قطنی و تنوین کی حاست میں ”تاب وہ یہاں“ جو نہیں ہے، اس سے نون قطنی تو یہاں نہ ہے، اس کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اگر ”سکری“ پر وقف لیا جائے تو ”دھب“ کا ہمزہ پڑھ جائے گا، وصل کی حاست میں ساقط ہو جائے گا۔
 - ۶۔ یہاں وصل بھی صحیح ہے اس صورت میں ”سار“ کا ہمزہ وصل ہو جائے گا اور ”دھبہ“ کے میم پر ضمہ آئے گا۔ وقف کرنا زیادہ اچھا ہے، اس صورت میں ”دھبہ“ میں میم پر سکون ہوگا اور ”سار“ کا ہمزہ پڑھ جائے گا۔
- قرآن کریم کو قواعد کے موافق پڑھنا چاہئے، اپنی طرف سے اس میں کچھ نہ کیا جائے، یہ خطرناک ہے (۱)۔ فقط وندت علی اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹۵۹ھ۔

زیر، زیر، پیش

سوال (۱۰۲): زیر کیا معنی ہیں اور زیر اور پیش۔ یا میں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زیر یک حرکت ہے جس کے کھینچنے سے ”الف“ پیدا ہوتا ہے۔ یہ حرکت ہے جس کے کھینچنے سے

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”من قرأ فی القرآن بعد علمہ، فلیتوا مقعدہ من النار“ (مسند الإمام أحمد ۱/۳۹۵، رقم الحدیث ۵۰۰-۲، دار احیاء التراث العربی، روکد فی مرقۃ المفاتیح، کتاب العلم ۱/۳۹۵، رقم الحدیث ۲۳۶، رسلہ)

”یا“ پیدا ہوتی ہے، پیش یک حرکت ہے جس کے کھینچنے سے ”واو“ پیدا ہوتا ہے۔ فقہ والتدقیق العمر۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۶/۹۲ھ۔

اجواب صحیح: بندہ محمد الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۲ھ۔

غیر قرآن و قرأت کے ساتھ پڑھنا

سوال [۲۲]: غیر قرآن و قرأت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قواعد عبادت کی رعایت سے پڑھے تو ٹھیک ہے، بلکہ قرآن کے ساتھ غیر قرآن مکتبہس نہ ہو۔ فقہ والتدقیق العمر۔

تقدیر العمر۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۶/۹۰ھ۔

اجواب صحیح: بندہ محمد الدین غفرلہ، ۲۸/۶/۹۰ھ۔

قرآن پاک میں اعراب اور کتب حدیث و فقہ کی تدوین

سوال [۱۲۳]: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ کلام اللہ اس طرح میں آوے، ہی

آخرہ اوراق میں لکھا ہوا تھا، نہ اس زمانے میں زبر، زیر، جزم اور تشدید ایجاد ہوئے تھے، نہ کتب احادیث یوں

تصنیف ہوئیں، نہ تدوین کتب فقہ، اصول فقہ، تفسیر کا دستور تھا۔ (یہ عبارت سوال قاسمی ۲/۲۵، ص ۱ ہے)

الجواب حامداً ومصلیاً:

سوال قاسمی تو میرے پاس نہیں ہے، لیکن واقعہ یہ صحیح ہے، اس پر آپ کو کیا دریافت کرنا مقصود ہے۔ فقہ

والندبی نہ تقدیر العمر۔

حررہ عبد محمود غفرلہ عنہ۔

اجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۹/۸۵ھ۔

حرکات و نقاط قرآن میں کب سے ہیں؟

سوال [۱۲۴]: قرآن کریم میں زبر، زیر، پیش اور نقطے عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے

زہد میں تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو اب اس میں یہ نقطے اور احزاب لگانا بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن مشہود ہے باخیر میں حفاظت قرآن پاک کے لئے یہ سب کچھ کر دیا گیا تاکہ لوگ غلط نہ پڑھیں اور تحریف نہ ہو جائے۔ یہ بدعت نہیں، بدعت کتب ہیں، احداث فی الدین کو اور یہ تمام دین کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے۔ (۱)۔ فقیر، بدعتوں سے قائل نہیں۔

تدبر اور بلا تدبر تلاوت میں فرق

سوال [۲۵] ۱۰۰۰ میں ایک ناظر، قرآن شریف پڑھتے والا، ایک مآدنی ہے جس نے عربی تعلیم صرف و نحو کے ساتھ پڑھنے سے متعلق باتوں کا ناظر پڑھنے والے وہیں نیلیں ایک حرف پر، یہ کر ترجمہ ایک ساتھ پڑھے تو ایک حرف پر لٹنی نیکیاں میں کی؟ دوسرے وہ شخص جو مسموع سے اب تلاوت کرنے پر کتب و اب ہے ہر حرف پر؟ اگر ترجمہ کو خیال و تہر میں لے لے اور اگر نہ لے لے اور انہوں نے صریح تہر رفتاری کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور خیر کہیں، رہے تو کتنا ثواب ملے گا، کیا پہلی صرف و نحو کی کتاب کا مسموع؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص جس قدر زیادہ تدبر کے ساتھ عظمت قرآن کریم کا لحاظ کرتے ہوئے تلاوت کرے گا اسی قدر زیادہ ثواب پائے گا۔ تدبر کے لئے صرف فی سیغوں اور نحو کی ترکیبوں کا ذہن میں آنا ضروری نہیں، بلکہ کلام اور متکلم کی جدت شن اور آیات رحمت و آیات عذاب پر رجاء و خود اور اوامر و نواہی پر عزم عمل و اجتناب وغیرہ اثرات کا پیدا ہونا تدبر کا ثمرہ ہے۔ بڑا زبردست عالم بھی اگر بے دھیانی سے تلاوت کرتا ہے تو وہ ان ثمرات

(۱) قال العلماء، ویسحب بقط المصحف وشكله، فإنه صياحه من البحر فيه، وما كرهه الشعبي و لبحه بقط، فاستكرهه في ذلك الزمان حرافس النعير فيه، وقد أمس ذلك اليوم فلا يسمع من ذلك لكونه محدثاً، فإنه من استحدث الحسد، فلا يسمع منه كظنهم، مثل تصفيف العلم وساء المدارس وغير ذلك

(ماہل العرفان: ۱۰/۳۰۲، حکم بقط المصحف وشكله، دار احیاء التراث العربی)

(و کذا فی التفسیر القرطبی، مقدمة المؤلف: ۱/۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(والإتقان ۱۰/۳۶۵، التبیوطی، دار ذوالقرنی)

سے خاں رہتا ہے۔ صرف ونحو سے ناواقف آدمی اُردھیان سے تلاوت کرتا ہے تو اس کے قلب میں بھی رقت پیدا ہوتی ہے اور ایمان قوی ہوتا ہے۔ اُردھیان سے کام لے تو اس کے لئے زیادہ موقع ہے اس کا درجہ ہی بند ہے۔ پھر یہ اور اس کا حساب بھی مام حساب ہے، ورنہ خزانہ غیب سے سب شایاں حساب ملتا ہے۔ فقط وندقدن عمر۔

حررہ العبد محمد غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۲/۹۲ھ۔

اجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۲/۹۲ھ۔

جواب امر بھی مجزوم ہوتا ہے

سوال [۱۱۲۶]: سورہ ملک میں لفظ ”نسف“ کی ”ب“ پر جزم کیوں آیا ہے جبکہ عل جزم نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جواب امر ہے جو کہ امر کی طرح مجزوم ہوتا ہے (۱)۔

حررہ العبد محمد غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۷/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۷/۸۷ھ۔

قرآن کریم کی سند

سوال [۱۲۷]: قرآن کریم کے لئے صرف تواتر طبعی ہے یا تواتر اندی ہے؟ اگر تواتر اندی

ہے تو سند کیا ہے؟ بطریق ”عن عن“ یا کسی اور طریقے سے ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً:

تواتر طبعی تو ظاہر ہے، اسی کی وجہ سے ہر شخص نے اپنی سند کو ”عن عن“ سے پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔

(۱) ”یحرم الفعل المصارع اذا كان حوالاً للطلب (سمن الطلب الأمر) لہی و دعاء“ بحوالہ ”صہ

عن القیح نسکرم“ (موسوعة السحو والصرف والإعراب، مسحت الفعل

المصارع، ص: ۵۰۲-۵۰۳، دارالعلم للملایین، بیروت)

، کدافی أوضح المسالک إلى ألفیة ابن مالک، فصل حارہ الفعل نوعان ۳ ۱۵، د: احیاء التراث

العربی بیروت)

نہ ضرورت تھی۔ حضرت مراد اس اہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقلاً تدریس قرآن کریم فرمایا کرتے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں ایک وقت میں سوال سوا طلبہ تھے۔ اور بعض حضرات نے اپنی عمر تدریس قرآن کریم میں صرف مروی، کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: ”حیر کہ من علمہ قرآن و علمہ“ (۱)۔ فقہ اللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفر۔ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱/۱۹۵۰ء۔

قرآن کریم کی ترتیب عثمانی

سوال (۲۸) : ایک عزیز نے ایک مولوی صاحب کے غلط میں سنا کہ قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب بحوالہ ائقان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو حضرت سیدنا محمد تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کس طرح سورتیں پڑھی جاتی تھیں؟ مجھے یہ معلوم تھا کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور یا کرتے تھے۔ کیا یہ بھی صحیح ہے یا نہیں؟ آخر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیشہ سورتوں کی یہ ترتیب تھی؟ کیا ائقان معتبر کتاب ہے، اور غلط صاحب کا بیان صحیح ہے؟

مکلف خدمت بابرکت شاہ حبیب اللہ، ازخاندان انپور ضلع پرتاپ گڑھ، ۱۳ رجب ۱۳۵۷ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ائقان، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے، معتبر ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ترتیب سے قرآن کریم کو جمع فرمایا ہے، ترتیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ور شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی یہ تھی لیکن یکجا لکھا ہوا عام طور پر نہ تھا، بلکہ صرف مختلف لغات میں کہ ابتداء، سہولت کے لئے عرب کی کئی لغات میں پڑھنے کی اجازت تھی، کسی کے پاس کچھ لکھا ہوا تھا، کسی کے پاس کچھ باقی ذہنوں میں ترتیب یہی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو یکجا لغت قریش میں لکھا دیا اور اس ترتیب سے لکھا جس ترتیب سے اب موجود ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقت نزول فرمایا کرتے

(۱) (مشکوۃ المصابیح: ۱/۱۸۳، کتاب فضائل القرآن، قدیمی)

(والمسند الإمام أحمد بن حنبل: ۱/۹۳، رقم الحدیث: ۴۱۴، دار احیاء التراث العربی)

تھے کہ ”اس آیت کو فداں سورت میں فلاں جگہ رکھو“۔ لکھنے کا رواج کم تھا، زیادہ تر حافظ پر مدار تھا اور عام رواج لکھائی کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۷/۵۷ھ۔

الجواب صحیح، سعید حمد غفرلہ، صحیح عبدالمطیف، ۲۴ رجب، ۵۷ھ۔

پارہ عم کی طباعت خلاف ترتیب

سوال [۱۱۲۹]: ہندوستان میں پارہ عم (تیسواں پارہ) جو قرآن سے الگ طبع کر یا جاتا ہے وہ قرآن پاک کی ترتیب کے خلاف طبع ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور یہ طریق عمل سب سے جاری ہوا اور کس نے جاری کیا؟ کیا قرآن پاک کی طباعت مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو پارہ عم کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کیوں عملاً جائز قرار دی جاتی ہے؟ یہ فرما، مطمئن نہ فرما، میں کہ بچوں کی آسانی کے لئے ایسا کیا گیا، یہ آسانی مصحف عثمانی کی ترتیب کو باقی رکھ کر بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

اجواب حامداً ومصلیاً:

صریح جزئیہ کتب فقہ میں نہیں ملا، اوائیہ عاجز چند عبارات نقل کرتا ہے، اس کے بعد جو کچھ اس سے مستفاد ہے صراحۃً یا اشارۃً یا دلالتاً یا نزوماً وہ عرض کرے گا، ان کا ن صواباً فمن اللہ فالحمد للہ علی

(۱) وقال لبحاکمہ فی المستدرک: جمع القرآن ثلاث مرات: إحداهما بحضرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الثانیة بحضرة أمی مکر رضى اللہ تعالیٰ عنہ الجمع الثالث هو ترتیب سور فی
رسم عثمان رضى اللہ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنزل علیہ السور دوات العدد،
فکان إذا نزل علیہ الشئ دعا بعض من کان یکتب، فیکول ”صعوا هؤلاء الآیات فی السورة التي یدکر
فیہا کذا وکذا الخ“ (الإتقان فی علوم القرآن للسوطی ۱/۱۶۱، النوع الثامن عشر فی جمعه و
ترتیبہ، دار ذوی القربی)

(و کذا فی مآهل العرفان فی علوم القرآن للزرقانی ۱/۲۴۸، جمع القرآن علی عهد عثمان رضى اللہ

تعالیٰ عنہ، دار إحياء التراث العربی)

(و تفسیر القرطبی، مقدمة المؤلف: ۱/۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت)

بحصول سرفق مع شریعی ماروی عن من مسعود "حرد" وقرآن کن فی رمہم، وکہ
من شیء بحذف اختلاف بر من و مکان کما سقہ لریعی و غیرہ قوہ، و عنی ہدائی عنی
عبار حصول سرفق قوہ، وحوہا کہ سجدہ و رموز نحوہ ہ و کمرہ تصعیر مصحف
و کتہہ سقہ رقیوئی تصعیر حجم، و سعی لریعی بکسہ احسن حصہ و تیبہ عنی احسن ورق،
و تیبہ بأفحم قلم و أیرق مداد، و یفرج السطور، و یفخم الحروف، و یفخم المتصحف اه، قیہ،
ص ۱۵۶، در محار و شامی ۵/ ۲۴۷ (۱)۔

"(و تعشیر مصحف و نقطہ)، لآن لقرأ ذوالای توفیقیہ، یس لمرأی فیہا مدخل،
فالتعشیر حفظ لای، و لا یلفظ حفظ الإعراب، و کذا احسن، و لآن محمی مدی لا یلفظ
سقرآن لا یقدر عنی لقرأ ذوالای لفظ و کذا حسہ، و ماروی عن من مسعود رسی لہ تعنی
عہ لہ قس "حردو" سقرآن، و کذا فی رمہم، لآنہم کذا یقتویہ عن سسی صبی لہ عہ
و سہم کم لرس، و کذا سقر، ذہنہ علیہم، و کذا یروون لفظ محلا حفظ الإعراب،
و تعشیر حفظ لای، و لا کذا محمی فی رمہم، فیسنحس بحر محمی عن سعیمہ
لا، و عنی ہدائی لاس کتہہ اسمی سور و عذ لای فیوون کن محدث فسنحس، و کہ
من شیء بحذف اختلاف بر من و مکان اه، ربیع سرج کمر ۶۰/ ۶۰ (۲)۔

"قر فی شرح صحاوی لاسی کمر لری فی کتاب کمر ہتہ و کس شیح لری محس
لریو لا بکرہ و کتب فی تراجم السور حسب ما حرت بہ لعدوہ لآن فی ذلک، و عنی
سور ذ، و هو مبرہ کتہہ نسیمہ فی حراکھا لفظ اه، حاشیہ نسیمی عنی تیبہ مدعی
ہ ۶۰/ ۳ (۳)۔

عبارات منقوۃ سے چند امور مستند ہوئے۔ ۱۔ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب واجب ہے، اس کے

(۱) (رد المحتار، فصل فی البیع: ۳۸۶/۶، سعید)

(۲) (تبيين الحقائق: ۶۶/۷، کتاب الکراہیۃ، دار الکتب العلمیۃ)

(۳) (حاشیۃ الشلی عن التبین: ۶۶/۷، کتاب الکراہیۃ، دار الکتب)

خلاف پڑھنا نہ ہے، سورتوں اور آیتوں کی موجودہ ترتیب کے خلاف نماز میں پڑھنا مکروہ ہے، فقہاء کی بڑی جماعت نے وافل میں خلاف ترتیب قراءت کو راجح سے مستثنیٰ کیا ہے۔

۲۔ نچ کتابت میں چند تغیرات ہونے اور اب، نقطے، سورتوں کے نام، سورتوں کے کئی ومدنی ہونے کی تعیین، تعدد آیات، ہر آیت پر حد، امامت، وقف، سجدہ، تلاوت، رموز، تہوید۔

۳۔ بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ فقہاء نے ان کو مکروہ لکھا ہے، مثلاً ہر ایک قلم سے قرآن پاک کو لکھنا، جملہ وچھوٹا کرنا، ہائے فقہاء کی تاکید کے موافق قلم سے بڑے بڑے حروف میں شد و کش، وسطوں کو کھینچ کر بڑا کیا جائے، مگر یہ چیزیں بالکلیہ شائع ہیں، ہند میں بھی اور یہ ان ہند میں بھی، چنانچہ نہایت خوشنما ہر ایک حروف میں لکھے ہوئے جہاں سے بھی چھوٹے چھوٹے قرآن شریف مطبع سے چھپ کر رہے ہیں، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چھوٹے حروف میں لکھنا خلاف احترام تھا، اس سے تحفظ کے لئے فقہاء نے تاکید کی تھی اور اب یہ چیز نہیں، پس علت راجح باقی نہیں رہی۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد ہے کہ ”حررو سقر“ یعنی نچ کتابت کے جو تغیرات منتوں ہوئے، ان سب کی فقہاء نے اجازت دی ہے بلکہ مستحسن لکھا ہے، اس لئے کہ پہلے ان کی ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ خیال غلط تھے پھر ان کی حاجت پیش آئی اور یہ معین حفظ قرار پائے (۱)۔

۵۔ ترتیب واجب ہونے کے باوجود بچوں کی سہولت کی خاطر خلاف ترتیب تعلیم دینا درست ہے، یہ امر ظاہر ہے کہ یہ نقوش منز من اللہ نہیں البتہ منز من اللہ پر وال ہیں۔ یہ بھی مسلم ہے کہ موجودہ ترتیب اور ہے اور نزولی ترتیب اور نزول کے وقت جس طرز پر کتابت کرائی گئی تھی اب کلی طور پر وہ طرز باقی نہیں، لیکن

وتعشیر السصحف ونقطه بعسی يحور لأن القراءة والآية بوقيفية، ليس للرأى فيها مدخل.
والسصحف حفظ لأدب، واللفظ حفظ الإعراب، فكانا حسن، ولأن العجمي الذي لا يحفظ القرآن لا يقدر على الفرق لا بالنقط فكان حسا، وما روى عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه من قوله: ”حرروا سقر“
سقر ن اشدك في رماهم، لا يهم كذا بقلوبه عن النبي صلى الله عليه وسلم كما أنزل، وعسى هذا لا
ساق بكلمة اسمي السور وعد الأي، وإن كان محروفا فهو حسن، وكم من شيء يحذف بحالاف الرمان
والمكان البحر لريق ۱-۳-۴، كتاب الكراهية، مكتبة الرشديه

الفاظ وہی ہیں، ان میں سرمنہ فرق نہیں اور یہ سب سب مکروہ ہے۔ یہ سب قصور ہے (۱) کا وہ بد ہوا نکل صاف ہے۔

۶۔ جب الفاظ کو خالص ترتیب سہولت کی خاطر تعلیم دینا حسب تصریح فقہاء درست ہے، لہذا الفاظ منہ من اللہ ہیں اور موجودہ اور میں تعلیم اطفال کو یا کہ موقوف ہے نقوش کی شناخت پر۔ تو جو نقوش خود منہ من اللہ نہیں بلکہ منہ من اللہ پر ہاں ہیں تو ان کا اس سہولت اور توقف کی خاطر پارہ عموم وجہ طریقہ پر صیغ کرنا بھی بظاہر درست ہوگا، البتہ اس کا ہر ضروری ہے کہ بچے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اصلی ترتیب یہی ہے، بلکہ ذہن نشین کرادیا جائے کہ تم کو خالص ترتیب پر حایا جا رہا ہے، اصلی ترتیب وہ ہے جو قرآن پاک میں ہے، پارہ عموم کے بعد حاجت باقی نہیں رہتی، بلکہ عامہ اتنی شناخت ہو جاتی ہے کہ سہولت شروع سے پڑھتے چلے جاتے ہیں۔
ہاں ہمہ ترتیب کے ساتھ پڑھنا اور صیغ کرنا اصل کے مطابق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ جامع العلوم کا پیور۔

سورتوں کی ترتیب تو قینی ہے

سوال [۱۱۳۰]: قرآن حکیم کی ترتیب آیات اور سورتوں کی ترتیب قطعی ہے یا غنی؟ اس ترتیب موجودہ کا منکر کا فر ہوگا یا نہیں؟ مینوا تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ ترتیب تو قینی ہے، بعض جہد اختلاف بھی ہے، اس کا منکر کا فر نہیں، منہ کار ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوہی غفرلہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۹/۶۴ھ۔

الجواب صحیح سعید حمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

(۱) (سورة الححر: ۹)

(۲) "العقد اجماع الامة على ان ترتيب آيات القرآن الكريم على هذا السط الذي يراه الجمهور

المصحف، كان توقيف من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن الله تعالى به لا محال لدراى ولا حنياء

فيه". (ماهل العرفان فى علوم القرآن: ۳۳۹/۱، ترتيب آيات القرآن، دار إحياء التراث العربى) =

کیا قرآن کے چالیس پارے ہیں؟

سوال [۱۰۳۱]: اگرزید کہے کہ قرآن پاک تو مولوی لوگوں کے لئے ۳۰ پارے ہیں، حاکمہ
صل قرآن پاک ۴۰ پارہ کا ہے، پوچھنے پر پیس نے جواب دیا کہ ۱۰ پارے پیس کے قلب میں ہیں۔ تو یہ اعتقاد
رکھنے والا شخص کیسا ہے؟

الحواب حامداً و مصیباً:

یہ غتیدہ رحمہ تخت م ای اور بدوینی ہے (۱)۔ فقط والتعوی اعلم۔

حرره عبدالمود غفر لہ و رعمومہ یوبند، ۲۵ ۱۹۹۵ھ۔

قرآن کریم کے چالیس پارے ماننے والے کا حکم

سوال [۱۰۳۲]: یہ قرآن کریم فرقان حمید کے مکمل تیس پارے ہیں، مگر ایک فرقہ کہتا ہے کہ قرآن
کریم کل چالیس پاروں میں اترتا ہے، ظاہر تیس پارے اور مشائخ کے سینہ میں پوشیدہ دس پارے سینہ سینہ چسے
آ رہے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے، یہ غلط ہے تو اس جمعہ و عمت کو کیا کہنا چاہئے؟

= "وقال السيوطي ما نصه الذي يشرح له الصدر ما ذهب إليه البيهقي، وهو أن جميع
السور ترتيباً توقيفياً لإبراءة والأبطال". (ماهل العرفان : ۳۵۰/۱، ترتيب السور، دار إحياء
التراث العربی)

(و كذا في الإتقان : ۱/۱۱۶، ۱۳۰، النوع الثامن عشر، دار دري القري)

(ومرفقة المفاتيح : ۲/۲۲۷، ۲۳۰، كتاب فصائل القرآن، رشيدیه)

۱) اعلم أن من استحلف بالقرآن أو المصحف أو شيء منه أو سبهما، أو ححده أو حرفاً منه أو آية، أو
كذب به أو بشيء منه، أو كذب بشيء مما صرح به من حكم أو خبر، أو أثبت ما نفاه أو نفى ما أثبتته على
عده، منه بذلك، أو شك في شيء من ذلك، فهو كافر عند أهل العلم بإجماع، قال الله تعالى ﴿ لا
يأتية الباطل من سن يديه ولا من خلفه، تنزيل من حكيم حميد ﴾. (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى،
الفصل التاسع، الحكم بالسنة للقرآن : ۲/۲۹۲، دار الأرقم)

الجواب حامداً ومصلياً :

یہ فرقہ قرآن کریم کو مخرف مانتا ہے، اس کا ایمان قرآن پر نہیں (۱)، جب پورا قرآن بھی اس کے پاس نہیں تو یہ اہل کتاب بھی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المذنب غفرلہ ۲۳/ ۹/ ۱۴۰۰ھ۔

سورہ فاتحہ کس پارہ کا جز ہے؟

سوال [۱۱۳۳]: سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورہ ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سے پارہ کی سورہ ہے؟ نیز یہ کہ صرف سورہ فاتحہ پڑھنے سے نماز میں تو کوئی قصور واقع نہیں ہوتا؟ نیز شان نزول وغیرہ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلياً :

سورہ فاتحہ (حمد شریف) بالیقین کتاب اللہ قرآن شریف کی سورت ہے، مصحف عثمانی میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے، اس کے بعد سورہ بقرہ ہے، بچوں کی تعلیم میں سہولت کی خاطر پارہ عم میں خلف ترتیب سورتیں کاھی گئی ہیں۔ سورہ فاتحہ نماز میں (امام، مفرد کے لئے) پڑھنا واجب ہے، اور اس کے ساتھ سورت یا تین آیات کی مقدار پڑھنا بھی واجب ہے (۲) اور نفس قرأت فرض ہے، اگر صرف فاتحہ پر کفایت کی تو نفس قرأت کا فریضہ و سورہ فاتحہ کا وجوب تو ادا ہو گیا (۳) مگر ضم سورہ کا وجوب ادا نہیں ہوا۔ اگر بھولے سے واجب ترک ہو جائے تو سجدہ سہولاً لازم ہوتا ہے، نعم اہ واجب ترک کرنے سے اعادہ نماز واجب ہوتا ہے (۴)۔ شان نزول اور مزید معصومات

(۱) ”جواب این مظعن راجع تعالیٰ خود متغزل شد، جے کہ فرمودہ: یا ایہا الذکر و یا لہ لحافظون“ چہرہ سمیت و کلمات الہی باشد بشرایچہ امکان کہ در ان نفس کسی را رادہ بد (یعنی) تحمیل اثنا عشریہ، باب دوم در مکاتیب شیعہ، طریق ضلالت و تمییس، سید سید و ہم، ص ۳۸، سبیل سیدنی، لاہور)

(۲) ”تحت قراءة الفاتحة و ضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار أو آية طويلة في الأوليين بعد المسح، كما في النهر النقي“ (الفتاوى العالمکیرية، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی واحیات الصلاة: ۱/ ۱، رشیدیہ)

(۳) ”المصل الأول فی فرائض الصلاة و منها القراءة، و فرضها عند الی حبیعة رحمہ اللہ تعالیٰ بتأدی بآية واحدة الخ“ (الفتاوى العالمکیرية، کتاب الصلاة: ۱/ ۶۹، رشیدیہ)

(۴) ”الأسل فی هذا المتروک ثلاثة أنواع: فرض و سعة و واجب و فی الثالث إن ترک =

”باب منتقن“، ”الدر المنثور“ (۱)، ”مفتاح الغیب“ (۲) وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ فقہ والہ قدس سرہ۔
ترجمہ عبدالموہب بن عمر، ۱۰۱۰، دارالعلوم، یوبند، ۲۲۳، ۹۰ھ۔

کتب کاویہ کی زبان

مسئلہ [۳۸] | قرات، زبور، انجیل، سہیف ابراہیم و موسیٰ کس زبان میں تھیں، عربی یا سریانی؟
سوائے تاریخ کے قرآن و حدیث سے ان کتابوں کی زبان کی تحقیق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو تحریر
فرمایا، اگر صرف تاریخ ہی سے پتہ چلتا ہے تو بحوالہ کتب تحریر فرمائیے، جو حضرت عیسیٰ و موسیٰ و حضرت ابراہیم
علیہم السلام پر مبنی ہوئی تھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نزول ہر کتاب کا عربی زبان میں ہوا پھر ہر رسول نے اس کتاب کا اپنی قوم کی زبان میں ترجمہ کیا اور
اس کو سمجھا یا، قیمت و سب کی زبان سریانی ہوئی پھر ہر ایک جنت میں داخل ہوں گے، ان کی زبان عربی ہو جائے
گی، سفیان ثوری سے ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے، کدافی تفسیر میں کثیر: ۳، ۴۷۷ (۳)۔ شیخ

= صاحب بحر بسندنی السہو، وإن ترک عامداً، لا یحب السہو فی العمد، وإنما تحب
لإعادة حصر القصص، کدافی البحر الرائق وإدا ترک الفاتحة فی الأولیٰ أو إحداهما یلزمه
السہو“، (الفتاویٰ العالمگیریہ: ۱/۱۲۶، رشیدیہ)

(۱) (الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورة الفاتحة: ۱/۳، ۵، مؤسسة الرسالة، بیروت)

وکذا راجع لتفصیل الإلتقان لسیوطی، السلسلة الحامسة لنزول الآیة أسبابا متعددة الح
لإتقان، النوع التاسع معرفة سبب النزول ۱، ۲۶، دوی القربی،

(۲) تفسیر لکبر ۶-۲۱۹، اشراط الفاتحة فی الصلاة، دار الکتب العلمیة، طہران)

(وکد فی الحسی لکبر، ص ۶۹۵ تنسیخات فیما یکرہ من القرآن، سہیل اکیدمی)

(والفتاویٰ العالمگیریہ: الباب الخامس فی آداب المسجد والمصحف: ۵/۳۲۳، رشیدیہ)

(۳) وقال سفيان بن عيينة لم يزل وحى إلا بالعربية، ثم ترجمه كل من نزل به، واللسان يوم القيمة
بالسريانية، فمن دحل لحنه تكلم بالعربية رواه ابن أبي حاتم“، (تفسير ابن كثير: ۳، ۳۶۳، الشعراء،

سحب قوله تعالى: “اللسان عرسي حينئذ” وفي الآية ۱۹۵، دار السلام، رياض)

عبدالوہاب شعرانی نے جو فہرست و نسخہ ہر ۹۴۱ میں لکھا ہے کہ قرآن، تورات، انجیل، سب کلام اللہ ہیں، ول عربی میں، ثانی عبرانی میں، ثالث سریانی میں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبد محمود غفرلہ۔

غیر عربی میں قرآن لکھنا

استفتاء سوال [۱۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مشائخ متین اس بارے میں کہ مقامی ایک نیم عالم صاحب نے قرآن حکیم کو بنگلہ خط میں اور ترجمہ میں لکھا ہے، جس کے شروع میں کہتے ہیں ”کہ یہ حروف بنگالیوں کے سے ہیں“۔ غلط بنگالی کی تشریح نہیں کی، آیا بنگالی مسلمانوں کے سے ہے یا ور کی کے سے ہے۔ یہ تو سرخی ہوئی، دوسرے صفحہ پر انھوں نے لکھا ”کو (لفظ) اس شکل میں لکھا ہے، لوگوں نے دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ یہ ہماری چیز تھی جو ہندوؤں نے لے لی، نیز ”مذہب اسلام کیا ہے“ اور ”مسلمان کسے کہتے ہیں“ عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ”مسلمان اسے کہتے ہیں جو موسیٰ، عیسیٰ، محمد، رشن جی پر ایمان رکھتے ہیں، ان کو نبی مانتے ہیں اور حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”ہاکر“ یعنی ڈاکیر، ہر کارے بتلایا ہے، حضور ارم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تکریم کے مناسبت الفاظ بھی اپنی دانست میں مناسب نہ سمجھا۔ اب دریافت طلب مر یہ ہے کہ بنگلہ خط میں قرآن حکیم نہ لکھا کیسے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

”فمن تنہب رحمہ اللہ تعالیٰ، من مائت ہر یک کتاب مصحف علی ما احدثہ الناس من سجع، فقل: لا، لا علی نکتۃ الأولى، رواء اندر سی فی شفعہ سے قل، ولا مصحف سے من عمماء الأمة، وقال الإمام أحمد: یحرم مخالفة خط مصحف عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ورواؤہ، وألف أو غیر دیک۔ وقال نسيفی فی شعب الإیمان من یکتب مصحف سعي أو یحرف علی تصحیف، منی کتبہ نہ نہیک مصاحف، ولا یحافظہ، ولا یعیرہم کسہ، سئلوا فیہم کما کثر عینا وأصدق قسداً وسداً وأعظم أمانة مد، ولا یسعی أن یفسد ما یسجد منہم کما حسبہم“

(۱) ”فہرست الحواہر لمشعرانی، ص ۹۴، حکمہ عباس بن عبد السلام، مصر“

$\rightarrow (1)^{1/2} = \sqrt{1}$

“فصريح محرم كذا” - محمداً في غنوى كبرى: ٣٨/١ (٢): وفي بعض النسخ
غيره: “مسند أبي مالك” لأنه مسنون عن مسنده، ويرد لأفهم مذهب الأئمة الأربعة، وفي
سنة مسنده، ولا محذور في ذلك من عدمه، لأنه وفي بعض النسخ: “وأي ذهب إليه مالك هو
حق” لأنه من جهة الأولى، أي أن يعمد لأحرون، وفي حاشية نعيم حر لامة أؤيه ورد
وقع لإحصاء كذا ترى على مع ما أحدث من أيوم من مثل كتابة ربو - لأن مع أنه موافق
نفسه بحد، فمع ما من من حسن بحد، أؤي، ورغم أنه كذا - محمداً فيها سهوة متعمد
كذلك محقق بلواقع والمشااهدة، ولا يلتفت لذلك على أنه لو سلم صدقه، لم يكن مبيح
لإخراج أفاضل من عما كتبت عليه وأجمع عليه السلف والخلف اهـ - والمسئلة المذكورة في
أكم الفوائد أيضاً، ص: ٢٤ (٣) -

عبارات منقولہ بالا سے معلوم ہوا کہ مصحف عثمانی کے رسم خط کی رعایت و متابعت لازم و ضروری ہے اور اس کے خلاف لکھنا اگرچہ وہ عربی رسم خط میں ہی کیوں نہ ہو، ناجائز اور حرام ہے اور اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے بلکہ عدائے امت میں سے کسی کا اختلاف نہیں تو یہ اجماعی مسئلہ ہوا، پھر غیر عربی بنگلہ وغیرہ رسم خط میں لکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے، اس میں تو جواز کا کوئی احتمال ہی نہیں۔ لہذا صورت مسئلہ بالاجماع ناجائز ہے، بعض حروف عربی کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے طاء، حاء، ش، ظ، وغیرہ، یہ حروف دوسری زبان میں استعمال ہی نہیں ہوتے، ان کے سنے ان زبانوں میں نہ صوت ہے، نہ شکل و صورت ہے تو محالہ ان کی جگہ دوسرے حروف لکھے جائیں گے جو کہ بنگلہ میں مستعمل ہیں اور یہ عمدہ تحریر و تغیر ہے جو کہ حرام ہے۔ البتہ اگر متن قرآن کریم تو

(۱) (۱) لاتقان فی علوم القرآن ۲/ ۳۲۸، النوع السادس والسبعون، فی مرسوم الخط و آداب كتابته،
(دار ذوی القربی)

(٢) (الفتاوى الكبرى الفقهية: ١/ ٣٨٨، باب الحاسة، المكتبة الإسلامية، تركيا)

(٣) (آكام الفرائض، ص: ٥٣، في ضمن رسائل الكوي: ٣/٣٨٥، ادارة القرآن)

(وڪا في الانتقد في عبود القرآن، للسبوحى ۱۱۶۱-۱۲۹، الموع الثامن عشر في جمعه وترتيبه، دار دوى القرى)

عربی اصل رسم خط میں ہو، وراس کا ترجمہ تفسیر بظہر زبان میں تو شرعاً مانعاً تقدیر نہیں۔ فقط و بند ہی نہ توں رسم۔
حررہ العبد محمود شہابی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم۔

اجوبہ صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ۔

صحیح عبد مطیف نانکہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، نیم جمادی الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

اجوبہ صحیح: بندہ منظور احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سلف صحت کا اتباع اور پیروی ضروری ہے اور اسی میں ہماری فلاح اور سعادت ہے۔ فقہ۔ زیر قیادت

اجوبہ صحیح: بندہ ضہور الحق غفرلہ مدرسہ بڈا۔ بڈا الجواب بوالائق و بالاتباع الحق، امیر احمد کاندھلوی کان اللہ

الجواب صحیح: عبد الرحمن غفرلہ۔ احقر عظیم اللہ مظاہری عفا اللہ عنہ۔

اردو میں قرآن پاک پڑھنا

سوال (۱۳۶): آج کل وہ اردو کا قرآن پاک پڑھ رہے ہیں، ایسے قرآن شریف پڑھنا

خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

محض اردو میں قرآن پاک لکھنا اور چھپنا اور فروخت کرنا اور خریدنا درست نہیں، اصل عربی کے ساتھ
ترجمہ بھی ہو تو درست ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود شہابی غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳ ۱۱ ۱۴۰۵ھ۔

جواب صحیح: بندہ خادم بن غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳ ۱۱ ۱۴۰۵ھ۔

قال المحقق بن همام "وفي الكافي ان اعطاء القرآن بالفارسية او اردو ان يكتب مصحف بن

يسمع، فان فعل آية او آيتين لا، فان كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته حاز له "فتح مفسر

باب صفة الصلاة: ۱/ ۲۸۶، مصطفى النابى الحلبي مصر)

(وكذا في رد المحتار: ۱/ ۳۸۶، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، سعيد)

(وكذا في ماهل العرفان: ۲/ ۳۸، دار احياء التراث العربی)

ترجمہ قرآن بغیر عربی عبارت کے

سوال [۱۱۳۷]: قرآن شریف کو بغیر عربی کے صرف اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپنا کیسا ہے اور اس کو خریدنا اور پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بغیر عربی کے محض اردو یا کسی بھی زبان میں قرآن شریف کو لکھنا چھاپنا منع ہے، اتقان میں اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل ہے (۱)۔

قال علامة شامی "فی الفتح عن الکافی بن اعتد القراءۃ - مدرسیۃ و اردن یکب مصحفاً نہ یصح احده"۔ شامی ۱۰/۳۲۶ (۲)۔

اس سے خریدنے اور بیچنے کی بھی ممانعت معلوم ہوگئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود سنوبی غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

قرآن کریم ہندی میں لکھنا

سوال [۱۱۳۸]: ہندی میں جو قرآن کریم جماعت اسلامی ہند نے شائع کیا ہے اس کو پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور عربی رسم الخط عربی قرآن جو ہے، اس کو تلاوت کرتے ہیں تو ان میں افضل کون ہے، عربی رسم الخط یا ہندی، کس کی تلاوت کا ثواب زیادہ ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

الخط قرآن کو عربی رسم الخط میں لکھنا ضروری ہے، ہندی یا کسی اور رسم الخط میں لکھنا اجازت نہیں (۳)۔ اتقان

(۱) (الابتقان فی علوم القرآن، النوع السادس والسعون فی مرسوم الخط الح ۲/۳۲۸، ذوی القربی)

(۲) (رد المحتار: ۱/۴۸۶، مطلب فی بیان المتواتر والشاذ، سعید)

(کذا فی فتح القدیر، باب صفة الصلاة: ۱/۴۸۶، مصطفى البابی الحلبي، مصر)

(ومسائل العرفان: ۲/۳۸، دار إحياء التراث العربی)

(۳) وفي الکافی بن اعتاد القرآن بالعاریسیة. أو أراد أن یکب مصحفاً بها بمع، فإن فعل ایہ أو یتین لا، فإن

کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمته حار الخ " (فتح القدیر، باب صفة الصلاة ۲/۴۸۶، مصر)

میں اس پر مدار جہاں اتفاق نقل یا ہے (۱)۔ ہندی رسم خط میں لکھنے سے بابت شکیبہ، بابتی، ج، ہ، مارش، و، میں نمایاں فرق نہیں رہتا، سب کی صورت میں ایک، اصل متحرک و سفارت سے نوا نہیں یا ہے۔
استعلاء، اطباق، استطالت، سب کچھ ضائع کر دینے کے رفتہ رفتہ اندھون احمد۔

حررہ عبدالمجید عثمانی حیدرآباد العلوم دیوبند، ۲۶، ۹۰ء۔

اثریہ زبان میں قرآن وحدیث کا لکھنا

سوال (۳۹)۔ ا۔ ہر کے علاقے میں اپنی صوبائی زبان اثریہ زبان کے مدد کی اور زبان کو منظور کرتے نہیں جاتے، شاک و دہش کی زبان سے باطل ہی نہ اکتف ہیں، خاص صورت پر عربی اور اردو زبان کے باطل نہ ہوتے، ہذا احکام سے سیکھنے کے مشتق ہونے کے باوجود سیکھ نہیں سکتے۔ اس سے ان کو ان خوشی ہے کہ احکام اور رکات سورہ ورتہ مضمری مسائل اثریہ زبان میں شائع کر دیں اور اس سے فائدہ میں، ہذا کیا اس مجبوری کی صورت میں مندرجہ ذیل مسائل و احکامات اثریہ زبان میں سیکھ سکتے ہیں؟

۱۔ کیا کلام اللہ کی چھائی چھوٹی سورتیں جو نماز کے لئے ضروری ہیں اس کو اثریہ زبان میں لکھ سکتے ہیں؟

۲۔ کیا کلام اللہ کی سورہ ورتہ احکام کی فہمیت و انی آیتیں اور احکام میں بھی لکھ سکتے ہیں؟

۳۔ کیا حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فضائل و احکامات سے متعلق ہیں، نیز دوسری احادیث کو بھی لکھ سکتے ہیں؟

۴۔ کیا اس مجبوری کے تحت کلام اللہ کی تفسیر و ترجمہ اس متعلقہ زبان میں کر سکتے ہیں؟ ہر وہ ممبر مندرجہ بالا سوالات کے جوابات مع دلائل و حوالہ کتب و مذاہب کے ساتھ بیان فرما کر شہریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

۱۔ وکذا فی رد المحتار ۱/۱۶۱، مطلب فی سائر السوایر والشاد، سعید

(وقال شهاب سئل ما نك هل نكتب لمصنف على ما احده الناس من لهجاء فقال لا، لا

عسی مكنة لأولی وقال الإمام احمد بحرہ مخالفة حظ مصحف عثمان رضى الله عنه فى واو،

أوباء أو ألف أو غير ذلك، (الإتقان فى علوم القرآن النوع السادس ولسعور، فى مرسود لحظ و

آداب كنبه: ۲/۳۲۸، دار ذوی القربی)

(وكذا فى مناهل العرفان فى علوم القرآن: ۲/۳۹۲، دار احیاء التراث العربی)

فقط

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم اور احادیث کی دعائیں اصل عربی رسم الخط میں لکھ کر ان کا ترجمہ اور تفسیر اور تشریح اپنی اڑیہ زبان میں کر سکتے ہیں۔ فتح القدیر اور دیگر کتب فقہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے (۱)۔ محض اڑیہ یا کسی اور زبان میں (عربی کے علاوہ) قرآن پاک کو لکھنا بالاجماع ناجائز ہے، کذا فی الإقتان (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۸۹ھ۔



-
- (۱) قال المحقق اس همام رحمه الله تعالى "وفي الكافي إن اعتاد القرآن بالفارسية، أو أراد أن يكتب مصحفاً بها يجمع، فإن فعل آية أو آيتين، لا، فإن كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته حازلح". (فتح القدیر، باب صفة الصلاة: ۲۸۶/۱، مصطفی البابی الحلبي مصر)
- (و کذا فی رد المحتار: ۳۸۶/۱، مطلب فی بیان المتواتر والشاذ، سعید)
- (۲) "وقال أشهب سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الیهاء، فقال لا، لا على الكسة الأولى" وقال الإمام أحمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان رضي الله عنه (بح الإقتان: ۳۲۸، ۲ النوع السادس والسبعون، في مرسوم الخط واداب كتابته، دار دوى القربى، و کذا فی مآهل العرفان فی علوم القرآن: ۳۸/۲، دار إحياء التراث العربی)

حفظ قرآن کا بیان

حفظ قرآن اور ختم فرض ہے یا سنت؟

سوال [۱۱۴۰]: مفلوکہ رحمکم اللہ تعالیٰ فی ندیہ والأحرارہ ہر شخص پر عمر بھر میں ایک ختم قرآن شریف پڑھنا یا سننا فرض میں ہے یا سنت ماکدہ؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

حفظ قرآن کرنا فرض میں نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے (۱)، تراویح میں ہر سال پڑھنا یا سننا سنت ماکدہ ہے اور ہر چار برس روز میں ایک مرتبہ ختم کرنا مستحب ہے، کذا فی الدر المختار: ۱/۷۲۹ (۲)، والہدیہ: ۱/۳۱۷ (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۱۱/۶۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۸/ذیقعدہ/۶۰ھ۔

صحیح عبدالحق طیف، مدرسہ مظاہر علوم ۲۹ ذیقعدہ ۶۰ھ۔

کیا قرآن کریم حفظ کرنا مفید نہیں مضر ہے؟

سوال [۱۱۴۱]: بکبریت ہے کہ کل کلام پاک کا حفظ کرنا۔ نعوذ باللہ۔ ایسا ہے کہ جیسے ندی نالی میں

(۱) "قوله وحفظ جميع القرآن الح أقول لا مانع من أن يقال جميع القرآن من حيث هو يسمى فرض كفاية وإن كان بعضه فرض عين وبعضه واحداً" (رد المحتار ۱/۵۳۸، مطلب فی الفروع من فرض العين وفرض الكفاية، سعید)

(و کذا فی الحلی الکبیر: ص: ۴۹۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) "یسعی لحفظ القرآن فی کل أربعين يوماً أن يحتم مرة" (الدر المختار ۶/۵۷۷، مسائل شتی

عقب کتاب الفرائض، سعید)

(۳) (الفتاویٰ العالمکریۃ، فصل فی التراویح: ۱/۱۱۷، رشیدیہ)

”نہ کا چھتر“ نہ بعد حفظ نہ کلام پاک کا احتیاج کیا جاتا ہے نہ یہ رخصت جاتا ہے جس کی ذمہ داری استاذ پر ہے، ممکن ہے۔ قیامت میں تان پڑے۔

تم، پڑھتے کہ ایک پختہ زمانے میں مسلمانوں کو کلام پاک کا حفظ نہ انتہائی ضروری ہے تاکہ نپتارین سے قنف۔ ہیں، اور کلام پاک سے دنیا میں ان کا اپنا فعل ہے، استاذ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ تاہم حفظ کا مپ آمان ورتا، امامد، راس کی ہے، اور سزا، اور کلام پاک کے مستحق ہوں گے۔ اس کا قول صحیح ہے۔
نحو اب حامد و مصلیا:

نہ کا نام، رست ہے ()۔ فتا و امدت حق عمربا جواب۔

حررہ عبد المتواشلی مدہ و رعموم، یوبند۔

جس کو کلام پاک چاہیو، یا وہ بھی بخشش کرانے گا؟

سوال (۱۰۲)۔ ایک آدمی نے حفظ کرنا شروع کیا اور پڑا کر لیا، ایسا کیا کہ جو پارہ استاذ کو سننا ہوا، ورنہ یہ مکرر سننے وقت دسیوں غصیوں ہوئیں اور بھی غلطیوں کی وجہ سے بھگا، یا کہ جو یاد کرو، بھی یاد نہیں ہے، یہی تو آن شریف تھے ہوئے اور رمضان میں بھی تو آن شریف (تراویح) پڑائیں کیا، اس دو چار پارے سنایا اور حفظ وغیرہ کی پڑی وغیرہ پیش نہیں بندھی۔ ایسے شخص کو حفظ مانا جائے گا یا نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ حفظ دس آدمیوں کو بخشو نے کا حقدار ہے یا نہیں؟ یہ حفظ بہت بیمار رہتا ہے یعنی زکام و رنوب ہو جانے کا بہت بڑا مرض ہے، کا تا اس مرض میں مبتلا ہے، اس کے دماغ کی کمزوری بہت رہتی ہے، صحیح یا نہیں ہوتا، چھوٹی چھوٹی سورتیں تک نہیں جاتا ہے۔ قیامت وہ یہ حافظ اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھا تو نہیں اٹھایا جائے گا؟ تو آن شریف، کچھ روز نہ پڑھتا ہے ایک پارہ، ناخوش کرتا، بچ وقت نماز پڑھتا ہے، اہم بھی ہے۔

() حفظ نہ تھا، اس نے قرآن مجید حفظ کرنے کا غرض نہ تھا، قال العلامة التمرتاشی ”حفظ جمع

لقرآن فرص کفہ“، لدر المحذر ۱۱، ۵۳۸، مطلب فی الفرق بین فرص العین و فرص الکفہ، سعد،

او کد فی لحمی الکبر ۳۹۵، سنیل اکیدمی،

وفتادی فاصی حد علی ہامش العالمکبرہ ۲۳۸، فصل فی مقدار القراء فی الترویح، مکسہ

سببہ، کوبہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب وہ روزانہ دیکھ کر تلاوت کرتا رہتا ہے اور دماغ کی کمزوری کی وجہ سے محنت کے باوجود یاد نہیں ہوا تو وہ اندھ نہیں اٹھایا جائے گا (۱) اور اس محنت کا پورا اجر ملے گا (۲) اور امید ہے کہ وہ بخشش بھی کرا دے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

اجواب صحیح بندہ فی الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا حافظ کو غیر حافظ پر فوقیت ہے؟

سوال [۱۱۴۳]: زید کہتا ہے کہ حانی مقتدی پر حافظ قرآن کا مرتبہ زیادہ ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

غیر حافظ پر حافظ کو فوقیت حاصل ہے، امام کو مقتدیوں پر فوقیت ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۱۱/ ۹۵ھ۔

(۱) اندھا ٹھائے جانے کی وعید ایسے شخص کے حق میں ہے کہ جو قرآن کریم، کچھ پڑھنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو، ورنہ تو یہ وعید نہیں "وَلِسَّيَانٌ عِندَنَا أَنْ لَا يَقْدِرَ أَنْ يَقْرَأَ بِالطَّرِيقِ" کذا فی شرح شریعة الاسلام " (بذل المحجود فی حل اسی داؤد: ۲۶۶/۱، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) "عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قالت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال "الماهر بالقراّن مع السفرة الکرام البررة، والدی یقرأ القراّن، ویستمتع فیہ، وهو علیہ شاق، له اجران" (الصحيح لسحاری، کتاب فضائل القراّن، رقم الحدیث ۴۹۳۷، دار السلام، ریاض)

(۳) "الأولی بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة فإن تساؤرا فأقرؤهم أي أعلمهم بعلم القراءة". (الفتاویٰ العالمگیریة، الباب الخامس فی الإمامة: ۸۳/۱، رشیدیہ)

(وکذا فی رد المحتار، باب الإمامة: ۵۴۷/۱، سعید)

وقال علیه الصلاة والسلام "یوم القوہ أقرؤهم لکتاب اللہ، فإن کذبوا فی القراءة سواء الح"

(الحلی الکبیر، فصل فی الإمامة، ص: ۵۱۲، سہیل اکیڈمی لاہور)

ہستی میں کوئی حافظہ نہیں

سوال [۱۱۰۶]: ہماری ہستی میں کوئی حافظہ نہیں ہے، مزید بہتر ہے کہ حفظ کرنا فرض کفایہ ہے، اس ہستی کے سبب تکلیفیں ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بڑی محرمی بات ہے کہ وہاں پر کوئی حافظہ نہیں، کوشش کر کے حفظ کی طرف توجہ دینی چاہیے (۱)۔ فقط و الحمد للہ

حررہ العبد المذنب، دارالعلوم، پونہ ۱۱۶۰ھ۔ ۹۵۵ھ۔

قرآن شریف بھول جانے پر وعید

سوال [۱۱۰۷]: ایک شخص نے قرآن شریف کو حفظ کیا تھا لیکن غفلت سے بھول گیا، اب ضعیفی میں اس کو نہیں ہوا، لیکن یا نہیں ہوتا، اگر اس کے بجائے نفل نمازوں کی کثرت کرے تو کیا اس وعید سے بچ سکتا ہے جو یاد کر کے بخود دینے پر ہے یا یاد کرنے میں لگا رہنا بہتر ہے، خواہ یاد ہو یا نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ وعید اس وقت ہے کہ یاد کر پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو، اس صحیح د ۱۰۷۶ (۲)۔ فقط و الحمد للہ۔
حررہ العبد المذنب، دارالعلوم، پونہ۔

(۱) قال العلامة النمر تاشی "و حفظ جميع القرآن فرض كفاية" وقال ابن عديم "فرض الكفاية" معناه فرض ذو كفاية أي بكتفي بحصوله من أي فاعل كان (رد المحتار، مطلب في الفرق بين فرض نفس وفرض لكفاية ۵۳۱، سعيد)

(۲) وكذا في الحاشية الكبر ۵۹۵، سنن الكبدی

۲ "و ليس بان عسداً لا يقدر ان يقرأ لظرف كذا في شرعة الاسلام" (بدل السجود في حل ابي
درد ۲۶۶، سبب فصل كس المسجد، مكتبة امداديه ملتان)

وفي الحاشية لكبر و ليس بان لا يمكنه القراءة من المصحف ص ۵۹۱، سبب فصل
مكره من ثمرات سبعين كبدی

قرآن پاک حفظ کر کے بھول جانا

سوال [۱۱۴۶]: جو شخص حافظ ہے قرآن مجید بھول گیا، کیا حافظ ہونے کا مستحق ہے یا نہیں؟ جنوں
بانیوا گئے گا رہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن مجید وی دُرّ کبیرا، یہ بہت بڑی طاقتوری ہے اور ایک نعمتِ عظمیٰ کی ناشکری ہے اور ناشکری پر
وعید آئی ہے۔ "وَلَنَسْأَلَنَّ عَنْ أَمْرِهِمْ هَٰذَا يَوْمًا هَلْ يَسْمَعُونَ" (نملہ) (۱)۔
ایک شخص کو خود حافظ ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے، اگر لوگ اس اعتبار سے حافظ ہیں کہ اس نے حفظ
کیا تھا تو گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدالمودّٰی شادی معین مفتی مدرسہ منہجہ علوم سہارنپور، ۱۰ شوال / ۱۴۱۷ھ۔

اجوبہ صحیح، سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲ شوال / ۱۴۱۷ھ۔

درجہ حفظ سے انگریزی تعلیم میں جانا

سوال [۱۱۴۷]: معبود مدرسہ عرصہ دراز سے بغرض ترویج امور دینیہ قائم ہے، حفظ قرآن کی تعلیم
تھی، اس کے ساتھ ساتھ بغیر درجہ بندی اور کسی بھی تعلیم ہوتی تھی مگر حفظ قرآن کو غلبہ رہا۔ اسی درجہ میں صبر کی
کثرت رہی اور بحمد اللہ حفظ کا اچھا خاصہ کام ہو رہا تھا، یہ کاری بندی وغیرہ کے پرائمری سکول تھے جو خاص
دنیوی و دینی تعلیم تھے، ایسی صورت میں مسلم بچوں کا کتنی عقیدہ خراب ہوتا تھا ناگفتہ بہ ہے۔ حالت کی
نزاکت کا خیال کرتے ہوئے سرپرستان مدرسہ نے معبود مدرسہ کے اندر باقاعدہ درجہ بندی کرائے پرائمری کا

(۱)۔ سورۃ برہیم (۷)

قال الحافظ ابن کثیر " (ولیس کفرتم) ای کفرتم العلم و سترتموها و ححدثتموها (ان عدائی
لشدید) و دلک سئلنا عنہم و عنہ ایاہم علی کفرہا (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۹۰، دار السلام ریاض)
یٰٰن قرآن کریم، میں نے کامعیریہ ہے کہ قرآن کریم، میں نے بھی نہ پڑھ سکے " (إذا حفظ الإنسان القرآن، ثم
سہ، فہ بائم، و تفسیر لسان أن لا یسکد القراءة من المصحف الح . لتاوی العالم کبریتہ
د ۷ ۳، السب الرابع فی التلاوة والنسخ وفراد القرآن . رسدہ

نسب قنم کرایا اور انجمن سے احق کرایا تاکہ لڑکے پرائمری تک اس میں تعلیم حاصل کریں عقائد کی درستگی کے ساتھ، پھر آگے انگریزی میں داخل ہونا چاہیں تو احق ہونے کے ناطے اسی سرٹیفکٹ سے بارکاوٹ داخلہ لے میں تاکہ کم از کم ابتدائی تعلیم تو ایسی رہے کہ ان کے اندر اسلامی دانش نیل پڑی رہے۔ خاص ہے اس نظریہ کے فوائد سے منف نظر نہیں کیا جاسکتا، مگر یہ سارے اخراجات کی تکمیل انہیں رقوم سے کی گئی جو ان قرآن کی تعلیم و دینیات کے لئے آتی رہیں۔ اور پرائمری تعلیم کے لئے یہ تصنیف انہیں طلباء کے اندر کی گئی جو عابد صوفیہ پر حفظ قرآن کے لئے رہتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درجہ پرائمری کو عروج و فروغ ہوا اور عوام بھی کسی حد تک زمانے کے ساتھ بوجہ جانے کے باعث مطمئن ہو گئے اور پرائمری کے وجود سے صبر کی تعداد میں بھی غیر متوقع اضافہ ہوا، گو کہ یہاں سے نکل کر انگریزی مدرسہ میں داخل ہوجانے کے بعد نہ تو اس کی زہریلی فضا سے وہ بچ سکے اور نہ خود اپنی بنیادی سادگی جس پر انہیں چند سال تک باقی رکھا گیا تھا محفوظ رہ سکے، اس طرح درجہ پرائمری کے وجود کا دین مقصد تقریباً فوت ہو گیا۔

اس کے برعکس درجہ حفظ و دینیات پر یہ اثر پڑا کہ اس درجہ میں طلبہ انتہائی قلیل و محدود رہ گئے، جہاں سب میں نئی جدید طلبہ داخل ہوتے رہے وہ درجہ بندی کی زد میں آ گئے اور جو پرائمری سے نکلے وہ انگریزی کے پیچھے دوڑ پڑے، اس کے لئے گویا کہ مدرسہ نے ہی راستہ ہموار کیا۔ مزید غضب یہ ہوا کہ طلباء قدیم ماحول نہ پا کر نیز درجہ کا شیرازہ بکھر جانے کے باعث خود درجہ حفظ والے بھی چھٹنے لگے اور مدرسہ کے غیر تجربہ کار اراکین کا موبہم ارتقا کی فلسفہ قیام مدرسہ کے اولین مقصد عظیم کے لئے ناسور بن گیا۔ طرفہ تماشہ یہ کہ نہ تو انہیں اس کا حساس ہے نہ اس پہلو سے وہ سوچنے کے عادی ہیں۔ ایسی صورت میں مدرسہ کا موجودہ طریقہ تعلیم باقی رکھ کر حفظ قرآن کی زیاں کاری برداشت کی جائے، یا سابق طریقہ تعلیم کو مکرر معرض وجود میں لایا جائے؟ حضرات مفتیان کرام آراء عالیہ سے بہرہ ور فرمائیں۔ تفصیل پر مجموعی حیثیت سے روشنی ڈالیں اور مفہوم کا اجمال درج ذیل ہے

۱۔ قرآن پاک اور عربی تعلیم کے طلبہ کے لئے آنے والی زکوٰۃ و صدقات کی رقموں سے پرائمری درجوں کو چلانا اگر مآل کے اعتبار سے وہ انگریزی کا زینہ نہیں تو کیا حکم ہے؟

۲۔ درجہ پرائمری کے قیام سے جو وہ مصلحتیں ہی ہو اور عامۃ المسلمین کے اصرار و خواہش کے مطابق ہی ہو مگر درجہ حفظ کی تعلیم پر غیر معمولی اثر نہ پڑے تو کیا حکم ہے؟

۳۔ مدرسہ کا ایسا عمدہ جس میں فسق و فجار غالب ہوں اور مدرسہ کے تعلیمی و تربیتی شوق کے حقیقتوں سے بے خبر نہ واقف ہوں، ان کی عہدہ داری کیا حیثیت رکھتی ہے؟

نہج المظاہر کی مدرسہ باب العلوم، قصبہ پوچھ، پرتاب، ج ۱۔

الجواب حامداً و مصیباً :

مذاہب سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اس کے متعلق سوال کر کے ملی جواب حاصل کیا ہے، اگر یہاں تو بہتر ہوتا کہ وہ سوال و جواب بھی ہمیشہ ارسال فرمایا جاتا، نوعیت سوال کے پیش نظر جواب ہر برس جانا چھوڑنا نہیں۔ موجودہ سوال کا جواب نمبر و تحریر یہ:

۱۔ جائز نہیں (۱)۔

۲۔ اجازت ہے (۲)۔

۳۔ مضر و ممنوع ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم، یو بند، ۲۶، ۳، ۹۴ھ۔

جواب صحیح بندہ انصاف الدین غفرلہ عنہ دارالعلوم، یو بند، ۲۶، ۳، ۹۴ھ۔

(۱) قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورة المائدة: ۲)

قال الحافظ ابن كثير في تفسير هذه الآية: "يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل التحيرات ونبهاهم عن التناصر على الماثل والتعاون على المأثم والمحرم الخ" (تفسير ابن كثير: ۱۰/۲، سورة المائدة، مكتبة دار السلام، رياض)

(وكذا في أحكام القرآن: ۴/۲۹۱، قديمي)

(۲) "وإن عرس للمسجد لا يحور صرفها إلا إلى مصالح المسجد" (الاهم فلاهم كسبر الوقوف، (البحر الرائق: ۵/۳۴۲، كتاب الوقف، رشيدية)

(۳) "إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة" (مرواة المعانيخ: ۹/۳۳۶، كتاب الفتن، رشيدية)

"في الإسعاف: لا يؤلى إلا أمن قادر نفسه أو سده أو يستوى فيه الذكر ولاسى له"

(الفتاوى العالمكيرة: ۲/۴۰۸، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق: ۵/۳۷۸، كتاب الوقف، رشيدية)

آداب قرآن کا بیان

قرآن پاک کو بوضو چھونا کیسا ہے؟

سوال (۱۶۸) : قرآن کو بوضو چھونا کیسا ہے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ لا یمسہ لا یسبرہ ۵ ہے بوضو چھونے کا حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ”مسبرہ“ سے فرشتے مراد ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ بحوالہ تفسیر احادیث تخریفات میں۔

الحوب حامداً ومصلیاً :

۵ لا یمسہ ۵ کو اترخ مانا جائے تو ”مسبرہ“ سے مراد ملنگہ ہیں اور ضمیر مفعول راجع ہوں ۵ کہ مکوں ۵ کی طرف جس سے مراد وہی مٹھو ہے۔ اگر اس کو نبی مانا جائے تو اس سے مقصد یہ ہوگا کہ قرآن پاک کو بدظہارت کے مس نہ کیا جائے (۱)۔ حافظ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ نے اس کو اولیٰ قرر دیا ہے، حدیث ثمر بن حزام و سندس میں پیش کیا ہے

”کتاب فی کتبہ عسروں حرم ولا یمس القرآن“، فاحذر“، فرحب ان یکون ینہد دلت لا یمسہ“۔ احکام القرآن (۲)۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

معلم معذور کا قرآن کریم کو بلا وضو ہاتھ لگانا

سوال (۱۶۹) : اگر کوئی معلم قرآن شریف پیٹ کا مریض ہو، اس کا وضو یا دودھ تک نہ رہتا ہو،

۱۔ وقال العوفي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: (لا يمسها الا المطهرون) يعني الملائكة. وعن قتادة (لا يمسها الا المطهرون) قال: لا يمسها عبد الله الا المطهرون الخ. وقال ابن زيد: زعمت كفار فريسيين هددوا نزلت به السباطين. فأحضر الله تعالى أنه لا يمسها الا المطهرون وقال الاחרون لا يمسها الا لمطهرون اي من الحدة والحدث“، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۹۹، سیبل اکدمی لاہور،

۲، احکام القرآن ۳/ ۶۲۱، قدسی،

کد فی رد المحتار ۱۹، مطلب فی عبارات المركب اللہ، سعید،

س کے بغیر وضو کے یا تیمم سے قرآن شریف چھو نے میں کچھ گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شخص روم ہاتھ میں لے کر اس سے چھو لیا کر۔ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المحمود، غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

طلبہ کا بے وضو قرآن پڑھنا

سوال [۱۱۵۰]: طلبہ کو قرآن شریف وضو سے پڑھنا چاہئے یا بے وضو، اگر پانی کا صلبہ کے سے

انتظام نہ ہو تو شرعاً کیا تم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو صلبہ باغ ہوں ان کو قرآن شریف ہاتھ میں لیکر با وضو پڑھنا چاہئے (۲) اور جو نابالغ ہوں ان کو بے

وضو بھی ہاتھ میں لیکر پڑھنا درست ہے (۳)، بالغ طلبہ کو اگر پانی کا انتظام دشوار ہو تو بلا وضو قرآن شریف کو ہاتھ

نہیں لگانا چاہئے، بدھ پڑے یا قلم وغیرہ سے ورق الٹنا چاہئے (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المحمود، غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیپور، ۱۴/۷/۵۲ھ۔

صحیح عبدالمطیف، ۱۶ رجب المرجب ۵۲ھ۔

(۱) فی مجمع الزہر "لا يجوز لمحدث من مصحف إلا بغلافه المفصل لا المتصل في الصحيح"

(۱/۴۲، کتاب الطہارۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(و کذا فی رد المحتار: ۱/۱۷۳، کتاب الطہارۃ، سعید)

(و کذا فی النہر الفائق: ۱/۱۳۴، کتاب الطہارۃ، امدادیہ ملتان)

(۲) "و يحرمه تلاوة القرآن بقصده" و منه بالأكبر وبالاصغر من المصحف، لا بغلاف

متحاف غیر مشرذ أو بصرة، به یفتی، (الدر المختار: ۱/۱۷۲، ۱۷۳، کتاب الطہارۃ، سعید)

(و کذا فی الضحطوی، ص: ۱۴۳، قدیمی)

(و کذا فی الفتاوی العالمگیریہ: ۱/۳۸، رشیدیہ)

(۳) "و لا يكره من صلى لمصحف و لوح، و لا بأس بدفعه إليه و طلبه منه للصورة. إيد لحفظ في

الصغر كالنقش في الحجر". (الدر المختار: ۱/۱۷۴، کتاب الطہارۃ، سعید)

(۴) "ولا يجوز لمحدث من مصحف إلا بغلافه المفصل لا المتصل في الصحيح، كالحريضة ونحوها"

بہ وضو پچوں کو قرآن کریم دینا

سوال [۱۱۱] : ... باغ بچے جو پیشاب کرنے کے بعد پانی استعمال نہیں کرتے ان

تہذیب پڑنے کے دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نباش ہے (۱) مکران و تہارت کی ہدایت کی جائے اور حاجی بنایا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ العزیز۔

ریا قی مریش کے لئے قرآن کا چھونا

سوال [۱۱۲] : زید نے قرآن پاک حفظ کر لیا ہے اب وہ پکارنا چاہتا ہے، چونکہ اسے تہارت کی

غرض سے شستن کرنا پڑتا ہے وہ ریاقی مریش بھی ہے کہ اش ریاق خارج ہوتی رہتی ہے تو اس صورت میں

کیا وہ وایت مرتبہ وضو کر بار بار قرآن چھو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورت مسئلہ میں وہ شرعی معذور نہیں، اس کو چاہئے کہ وہ اس یا قلیہ ساتھ رکھے اس سے قرآن کریم کو

پیرے، بد وضو ہاتھ نہ لگے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدہما تفریہ دار معلوم، یوبندہ

= مجمع لأبیر مع مستقی لأبحر، کتاب الطہارۃ ۲/۲۰۲، مکنہ عفارہ کونہ

وکد فی رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطہارۃ ۱/۲۰۱، ۱/۳۰۱، سعید

فی الدر، ولا یکرہ، مس صلی لمصحف و لوح) ولا یاس بدفعہ الیہ و طنہ مہ لضرورۃ، اد

لحفظ فی لصغر کالقش فی لبحر، (الدر المختار ۱/۴۰۱ - کتاب طہارۃ، سعید)

وکد فی صحطوی علی مرقی الفلاح ۱/۱۴۰، فدیسی

وکد فی احلی الکبیر ص ۵۹، مطب فی أصح القولین، سہیل اکدمی

وکد فی ندوی لعلمکبرہ ۳۹، لتصل الرابع فی احکام الحبس والنفس رشیدہ

۲ "لابحور لمحدث مس مصحف إلا بعلافة المنصل لا المنصل فی الصحیح" (مجمع لأبیر،

کتاب نصیرہ ۲۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت،

کد فی د مختار ۳۰۱، کتاب الطہارۃ، سعید

بلا وضو قرآن کریم لکھنا

سوال [۱۱۵۳]: بلا وضو قرآن مجید لکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

اگر کاغذ ہاتھ میں لے کر لکھتا ہے تو ناجائز ہے، اگر کاغذ ہاتھ نہیں لگا تا بہد کاغذ کی چیز پر لکھا ہوا اور اس پر صرف قلم چلتا ہو تو مکروہ ہے۔ طحاوی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمودغفر۔

بلا وضو کتب تفسیر کو ہاتھ لگانا

سوال [۱۱۵۴]: قرآن پاک کی تفسیر جس میں اکثر اردو ہے اور ہمیں نہیں قرآن کریم کی آیتیں مکتوب ہیں، ایسی کتاب بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز ہوگا یا نہیں؟
الجواب حامداً ومصلیاً :

ایسی کتاب بغیر وضو ہاتھ لگانا درست ہے لیکن جہاں قرآن پاک لکھا ہو اس کو ہاتھ نہ لگائے، خفی جہد جازت ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمودغفر لہ دارالعلوم دیوبند۔

= (وکذا فی الہر الفائق: ۱/۱۳۴، کتاب الطہارۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۱) "و ان کتبہ القرآن فلا یاس بنا اذ کات الصحیفۃ علی الارض عند انبی یوسف لانه لیس حامل للصحیفۃ، و کرہ ذلک محمد، و بہ أحد مشایخ بحاری الحج" (حاشیۃ الطحطاوی، ص ۱۰۰، قدیمی)
(وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریۃ: ۱/۳۹، الفصل الرابع فی احکام الحيض، رشیدیہ)
(وکذا فی رد المحتار: ۱/۱۷۵، مطلب يطلق الدعاء کتاب الطہارۃ، سعید)

(۲) "وقد حور بعض اصحابنا من كتب التفسیر للمحدث لا بحور من موضوع القرآن منها، وله أن یمس غیرها بخلاف المصحف الحج" (حاشیۃ الطحطاوی، ص: ۱۳۴، قدیمی)
(وکذا فی رد المحتار: ۱/۱۷۷، کتاب الطہارۃ، سعید)
(وکذا فی الحلی الکبیر، ص: ۵۹، سہیل اکیڈمی لاہور)

کتاب تفسیر کو بلا وضو مس کرنا

سوال [۵۵]: قاضی، مفتی، جلدیہ خصوصاً کتب تفسیر و حدیث پڑھنے والے اگر صحتِ احزاب ہوں تو ان کتابوں کا مس کرنا بد امر ثابت جائز ہے یا نہیں، اگر مکروہ ہے تو اس درجہ کا، مکروہ نہیں تو کیوں، جو بھی متعین ہوں گے مرتب پر شریعاً کیا حکم ہے؟ تصریح احزاب موصوفہ کے رات و دن اکثر اوقات میں مہرست و مزہمت تب مذکور ہوتی رہتی ہیں مشرب وقت مطالعہ و تکرار سبق جاریہ اس کے مشرب مطالعہ کر رہا ہے شائق سے فائدہ کئی دوبارہ وضو کیا، کچھ ثانیہ و ثانیہ اس قسم کا واقعہ پیش آتا رہا۔

فرض کیجئے اگر متاثر وضو نہ ہو اور موصوفہ کی بھی ہو اور ان اوقات میں اگر وضو کے پابند ہوں گے تو مذکورہ امور میں سخت نقصان واقع ہوتا ہے اور ان پر غنی نہ رہے کہ احزاب مسطورہ ہوتے ہوئے تہمید کرینا کافی ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں گے۔

الحواب حامداً و مصلیاً:

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزاعاً یک صورت مسئلہ میں مس کرنا مکروہ نہیں

”وکرہ یضاحیحدت وجودہ من تفسیر قرآن و کتب عقد و کد کتب مس، لایح
لا تحبوا عن ایات، و هذا لتعلیل يمنع من شروح اسحو یضاح، و فی احصاء و کد کتب
لا حدیث عقد عہدہ، و لأصح کہ لا یکد عہدہ فی حنفیہ رحمہ اللہ عہدہ سہی، و وجہ قول
فی حنفیہ رحمہ اللہ عہدہ لا سہی و ما یقرآن، لایہ ما فیہ من سرانہ یضاح، و کد کتب
توسد حرجہ من مصحف و کتب عقودہ فی تفسیر و کتب عقد کتبہ لا
سہی، لایہ صبرہ و شکرہ حرجہ ہی حرجہ، و ذہبی حرجہ ہی حرجہ، مصحف، لای
سہی، حرجہ فی عہد حرجہ تفسیر و عقد، و حرجہ حرجہ حرجہ حرجہ حرجہ حرجہ حرجہ
کرہ من قرآن، کہہ عہدہ مسسبی حرجہ (۱)۔ فقہر و اندہ بن نہ قول الامم۔

حررہ امجد محمد، عثمانہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم بہار پور، ۱۹/۱۲/۵۸ھ۔

اجوبہ صحیح سعید احمد غفرلہ، حجت عبدالمطین۔

بے وضو و غسل کتابیں پڑھنا

سوال [۱۵۶]: وہ کتاب جس میں قرآن وحدیث لکھی ہوئی ہو، وہ فقہ واصول کے مشد نحو کی کتاب ہو تو یہی کتاب کو ب وضو پڑھنا کیسا ہے؟ اور وہ کتاب جس میں بجز سملہ کے اور قرآن وحدیث لکھی ہوئی نہ ہو مثلاً منطق کی کتاب ہے تو ایسی کتاب کو چھٹی پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ نیز مفسرین کو ب وضو چھوٹا کیسا ہے؟ فقط۔
الجواب حامداً ومصنياً:

ایسی نحو کی کتاب کو بغیر وضو پڑھنا درست ہے، ایسی کتاب جب پڑھ سکتا ہے، بروقت ضرورت چاہے مگر بہتر نہیں (۱) اور جب چھوٹے تو جس جگہ قرآن شریف لکھا ہے اس جگہ پر ہاتھ نہ لگائے (۲)۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود شگوبی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبدالمطیف، مدرسہ مظاہر العلوم، ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔

بے وضو قرآن پاک چھونے اور بے غسل مسجد میں جانے کی توبہ سے معافی

سوال [۱۱۵]: ایک آدمی نے بے وضو قرآن پاک اکٹھا چھوا ہے اور بغیر غسل مسجد میں داخل ہوا ہے اور اکٹھا ایما حیض میں اپنی بیوی سے ہمبستہ ہوا ہے، لہذا اب وہ نادم ہے، ڈرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ تو اس کا گناہ توبہ سے معاف ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر معاف ہونے کی کوئی اور صورت ہو تو جواب عنایت ہو، جو صورت اس کے لئے مفید ہو حکم فرمایا جائے تاکہ مذاب سے چھوٹے۔

= (وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۱۴۳، قدیمی)

(وکذا فی رد المحتار: ۱/۱۷۷، کتاب الطہارۃ، سعد)

(۱) "ومندوب فی یف وثلاثین موضعاً" وفي الرد فمیا عند دراسة علم ومس کتب شرعیة نعظیم لہا " (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۸۹، کتاب الطہارۃ، سعید)

(وکذا فی مداد الفلاح، ص: ۸۹، کتاب الطہارۃ، فصل فی صفة الوضوء، احیاء التراث العربی)

(۲) "وفي السراج عن الإیصاح إن کتب التفسیر لا یحور من موضع القرآن مہا، ولہ۔ بمس غیرہ وکذا کتب الفقہ إذا کان فیہا شی من القرآن" (رد المحتار، کتاب الطہارۃ: ۱/۱۷۶، سعد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

خدا کے سامنے روئے، عاجزی کرے اور سچی توبہ کرے، اللہ تعالیٰ تو اب رؤف رحیم ہیں، موف فرمادیں گے (۱)۔ حسب وسعت کچھ صدقہ بھی دیدے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۲۶/ ذی الحجہ/ ۱۴۱۷ھ۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہار نیور، ۲۹ ذی الحجہ، ۱۴۱۷ھ۔

حمائل شریف لئے ہوئے بیت الخلاء جانا

سوال [۱۱۵۸]: کسی شخص کے پاس حمائل شریف ہے اور بڑے استنجے کی حاجت درپیش ہے، اب وہ کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حمائل شریف کو اپنے سے الگ کر کے ادب واحترام کے ساتھ کہیں۔ ہڈ دے، پھر فراغت حاصل کر لے۔ نہیں جگہ نہ ہو اور حمائل شریف جیب میں ہو اور جنگل میں صاف جگہ بیٹھ کر ضرورت پورن کر لے تب بھی گناہ نہ ہوگا۔

”إذا كان عليه خاتم، وعليه شئ من القرآن مكتوب، أو كتب عليه اسم الله، فدخل لمحرّج معه يكره، وإن اتحد لنفسه ما لا صاهرأ في مكان طاهر لا يكره، كدف في

(۱) قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ (التحريم ۸)

وقال الله تعالى: ﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ، إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ﴾ (هود، ۹۰)

(۲) ”(ويستحب أن يتصدق بدينار إن كان) الجماع (في أول الحيص وبعده إن كان في آخره) أو وسطه كذا قال بعضهم، وقبل إن كان الدم أحمر فدينار، أو أصفر فصعفه سراح“ (مجموعة رسائل ابن عابدس ۱، ۱۱۳، الرسالة الرابعة، مهمل الواردين من بحار الفبص على دحر المأصدين في مسائل الحيص، مكتبة قاسميه)

”ثم هو كبيرة لو عامداً محناراً عالماً بالحرمة، لا جاهلاً أو مكرهاً أو ناسياً، فتلزمه التوبة،

ويستحب تصدقه بدينار وبعده“ (الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الحيص ۱، ۲۹۸، سعيد)

محیط" (عبدگنی ۴: ۵۲) (۱) - فقط و اندام -

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۵ ۱۲ ۹۲ھ -

قرآن شریف کی طرف پشت کرنا

سوال [۱۱۵۹]: کمرہ کے دروازے کے سامنے اندر الماری میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے، نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہو جاتی ہے تو کیا یہ خلاف ادب ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر وہ ادب و احترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے تو اس طرح نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہو جانا خلاف ادب نہیں (۲) فقط -

قرآن شریف کی طرف پاؤں پھیلا نا

سوال [۱۶۰]: قرآن کریم اونچی اماری یا دیوار کے طاق پر رکھا ہے تو چارپائی پر بی کمرہ میں اس کی طرف پیر کر کے لیٹنا کیا ہے؟

(۱) ، الفتاویٰ لعلمکبریۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقنۃ والمصحف وما کتب فیہ شی من القرآن نحو الدراهم والقرطاس: ۳۲۳/۱، رشیدیہ

"رقیۃ فی غلاف متحاف لم یکرہ دخول الحلابۃ، والإحتراز أفضل"، (الدرالمختار)

وفی ردالمحتار "قولہ رقیۃ؛ والظاهر ان المراد بها ما یسمو بہ الآن بالہیکل والحمد للہ لم یستعمل علی الآیات لقراءۃ الخ" (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الطہارۃ قبل رب المیاء: ۱/۸۷، سعید)

(۲) قال العلامة لحصکتی "کرہ مدّ رجلہ فی نود أو غیرہ الیہا أو الی مصحف أو شیء من لکب الشرعۃ، لأن یكون علی موضع مرتفع عن المحاذاة، فلا یکرہ" (الدرالمختار ۱/۲۵۶، مطب فی احکام المسجد، سعید)

وکذا فی الفتاویٰ العلمکبریۃ ۵/۳۲۲، الباب الخامس فی آداب المسجد والقنۃ والمصحف، رشیدیہ
وقال ابن حجر المکی: "والأولی أن لا یستدرہ ولا یتخطاہ ولا یرمیہ بالأرض"، (الفتاویٰ الحدیثیہ: ۳۰۷، مطب: حکم مد الرجل للمصحف، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلياً :

اگر قرآن شریف پیروں کی سیدھ میں نہیں بلکہ بلند ہے تو اس میں گنجائش ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

جس کمرہ میں قرآن پاک ہو اس میں بیوی سے ہمبستری کرنا

سوال [۱۱۶۱]: جس کمرہ میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے، ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس کمرہ میں

بیوی سے ہم بسترنہ ہونا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً :

اگر قرآن شریف طاق یا ناری میں اونچی جگہ حفاظت سے رکھا ہوا ہے تو اس کمرے میں بیوی سے ہمبستری میں کوئی مضائقہ نہیں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

ایک شخص چار پائی پر بیٹھے اور دوسرا شخص نیچے قرآن پاک کی تلاوت کرے

سوال [۱۱۶۲]: ایک شخص چار پائی پر بیٹھا ہے اور نیچے اسی کمرہ میں ایک شخص قرآن پاک کی

تلاوت کر رہا ہے تو کیا یہ درست ہے یا اس شخص کو چار پائی سے نیچے بیٹھنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلياً :

چار پائی پر ایک شخص بیٹھے اس طرح کہ قریب ہی نیچے ایک آدمی قرآن پاک لے کر تلاوت کر رہا ہے تو

(۱) "مد الرحلیں الی حاب المصحف ان لم یکر بعدانہ لا یکرہ، وکذا لو کان المصحف، معقاً فی

الوتد و هو قد مد الرجل الی ذلک الحانب، لا یکرہ، کذا فی العرائف" (الفتاویٰ العالمکیریۃ

۳۲۲/۵، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف، رشیدیہ)

(و کذا فی رد المحتار: ۱/۶۵۵، مطلب فی احکام المسجد، سعید)

(و الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۳۰۷، مطلب حکم مد الرجل للمصحف، قدیمی کراچی)

(۲) "یحور قربان المرأة فی بیت فیہ مصحف مستور، کذا فی القیۃ" (الفتاویٰ العالمکیریۃ

۳۲۲/۵، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف، رشیدیہ)

(و کذا فی الدر المختار: ۱/۱۷۸، کتاب الطہارۃ، سعید)

(و الفقہ الإسلامی و أدلتہ: ۱/۳۵۱، رشیدیہ)

ہمارے عرف میں یہ چیز خلاف ادب سمجھی جاتی ہے (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱/۹۴ھ۔

زینہ کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا

سوال [۱۱۶۳]: زید مسجد کے فرش پر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہتا ہے اس کے قریب چار پانچ

گز کے فاصلہ پر ایک بڑا اور زینہ ہے اور زینہ مسجد کی حدود میں ہے، آیا اس صورت میں جب کہ اس زینہ سے

اترتے چڑھتے رہتے ہیں اور زید نے قرآن شریف پر کپڑا ڈال دیا ہے قرآن شریف کی بے ادبی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی حالت میں زینے پر اترنا چڑھنا درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرآن شریف دور بیٹھ کر

پڑھے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گشتوی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۷/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح عبداللطیف۔

کرسی پر بیٹھنا جب کہ قرآن نیچے رکھا ہو

سوال [۱۱۶۴]: اگر نیچے قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو اور کوئی شخص کرسی پر یا چار پائی پر بیٹھنا

چاہے تو کتنی دور ہو کر بیٹھنا ضروری ہے؟

(۱) "ولا تقعدوا علی مکان ارفع مما علیہ القرآن" (حیوة المسلمین لحکیم الأمة، ص ۵۴، ادارہ

اسلامیات لاہور)

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں "اگر ایک ہی مکان اور ایک ہی جگہ ایسی صورت ہو تو عرف

عام میں اس کو بے ادبی قرار دیا جاتا ہے....." کتب فقہ میں تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں لی مگر عرفی بے ادبی

کا مدار عرف عام پر ہے۔ (کنایت المفتی، ۱/۲۶، کتاب العقائد، دارالاشاعت راجی)

(۲) (راجع رقم الحاشیہ: ۱)

وفی الفتاویٰ العالمکیبۃ "لا یلقى فی موضع یحل بالتعظیم" (۵/۳۲۴، الباب الخامس فی

آداب المسجد والقرآن، رشیدیہ)

الجواب حامداً ومصلحاً:

جتنی دورست وہ امر ہے، شروع ہوا اور قرآن شریف کی سب ادبی نہ ہو (۱)۔ فقط واللہ سبحی نہ
تقن، تم۔

حررہ احمد محمود منوی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم۔

جوبہدیش عیدالغفران، صحیح عبداللطیف، ۲۶ رجب ۱۴۱۶ھ۔

کرسی پر بیٹھ کر تعلیم قرآن کریم

سوال [۱۱۶۱]: صاحب ایک دینی مدرسہ میں کرسی پر بیٹھ کر تعلیم دیتے ہیں جہاں پر قرآن
شریف پڑھا جاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلحاً:

اس طرح کرسی پر بیٹھ کر تعلیم دینا کہ قرآن پاک نیچے رہے، احکام کے خلاف ہے (۲) اس طریق کو
ترک کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحی نہ تقن، تم۔

حررہ احمد محمود وغفرہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷ ۱۲ ۱۴۱۶ھ۔

استاذ کرسی پر بیٹھے اور بچے ناٹ پر، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال [۱۱۶۲]: ہمارے یہاں ایک دینی مدرسہ ہے اس میں مولوی صاحب تو کرسی پر بیٹھتے ہیں
اور ان کے سامنے بچے قعدہ بغدادی اور قرآن شریف وغیرہ لے کر نیچے ناٹ پر بیٹھتے ہیں، یہ طریقہ تعلیم خلاف
شرع ہے یا نہیں؟ بچے آتے ہیں اور کھڑے ہو کر میز پر قرآن شریف رکھ کر سبق لے کر چلے جاتے ہیں۔ قرآن

(۱) اراجعہ رقم ۱۲

(۲) "ولا تقعدوا عسی مکن ارفع ما عنہ القرآن"۔ (حیوۃ المسلمین لحکیم الامہ: ۵۴، ادارہ

سلامت لاہور)

وفی المناوی العالمکبریہ "لا یلغی فی موضع یحل بالتعظیم"۔ (۵ ۳۲۴، الباب الخامس فی

دب المسجد والقرآن، رسدیدیہ)

وکد فی کفایت سننی ۱۲۶۱، کتب العقائد، دارالاشاعت کراچی)

عظیم کی بے حرمتی کرنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

تعلیم کا یہ طریقہ کہ قرآن کریم لے کر بچے ٹاٹ پر یا فرش پر بیٹھیں اور استاذ وہیں کرسی پر تشریف رکھیں خلاف سنت ہے اور احترام قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے اس کی اجازت نہیں (۱) ایسی حالت میں استاذ محترم کو چاہئے کہ کرسی و باں سے ہٹا دیں اور نیچے ہی بیٹھ کر تعلیم دیا کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۶/۹۰ھ۔

ٹیچران کا کرسی پر بیٹھنا جب کہ کتب و دینیہ نیچے ہوں

سوال [۱۱۶۷]: کچھ مدارس دینیہ جن میں دینیات کی بھی تعلیم ہوتی ہے اور دنیاوی بھی اور ٹیچران کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور دینیات کی کتابیں نیچے رکھی ہوتی ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ ادب و احترام کے خلاف ہے، اس کی اصلاح کی جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۹۵ھ۔

(۱) "ولا تقعدوا علی مکان أرفع مما علیہ القرآن". (حیوۃ المسلمین لحکیم الامۃ، ۵۴، ادارہ اسلامیات لاہور)

وفی الفتاوی العالمگیریۃ: "لا یلقی فی موضع یحل بالتعظیم" (۵، ۳۲۳، الباب الخامس فی

أدب المسجد والقبلۃ والقرآن، رشیدیہ)

(و کذا فی کفایت المفتی: ۱/۱۲۶، کتاب العقائد، دار الاشاعت کراچی)

(۲) مذکورہ طریقہ ادب و احترام کے خلاف اس لئے ہے کہ اس میں دینی کتابوں کی تعظیم مفقود ہے، جب کہ دینی کتابوں کی تعظیم واجب ہے۔

"رحل أراد أن یقرأ القرآن، فینفی أن یکون علی أحسن أحوالہ: یلس صالِح ثیابہ، یتعمم

ویستقل القلۃ، لأن تعظیم القرآن والعقہ واجب، کذا فی فتاوی قاضی حار" الفتاوی العالمگیریۃ

(۵، ۳۱۶، رشیدیہ)

قرآن پاک وچومن

سوال [۱۸۱]: قرآن شریف پڑھتے وقت رطل پر جب قرآن شریف وچومن یعنی بوسہ دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن شریف وچومن برکت اور تعظیم کی غرض سے درست ہے لیکن انھارچومن چاہئے، رطل پر رکھے ہوئے جب نہیں چومن چاہئے۔

”وہی عن عبد رضى الله تعالى عنه أنه كان يأخذ مصحف كى عده ويقبله، ويقول: عهد رضى، ومشهد رضى عرواحل وكن عمن رضى الله تعالى عنه يقبل مصحفه، يسجد على وجهه هـ“ در مختار هامش رد المحتار (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود سنوبی مفتی محمد سعید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/شوال/۱۴۱۶ھ۔

جواب صحیح سعید حمد غفرلہ، صحیح عبد المظیف۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۶/۱۲/۵۶ھ۔

تقبیل قرآن کریم

سوال [۱۱۶۹]: قرآن مجید کو بوسہ دینا اور بوسہ لے کر ماتھے یا آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن مجید کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور ماتھے سے لگانا درست ہے، جیسا کہ در مختار میں ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۷/۸۷ھ۔

جواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۷/۸۷ھ۔

(۱) (الدر المختار: ۳۸۳/۶، کتاب الحظر والاباحۃ، سعید)

وکنہ فی حاسۃ لطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی صفۃ الأدکار، ص ۳۲۰، قدیمی

(وکنہ فی نفع المفتی والسائل للکوی، ص ۱۷۶، فی ضمن مجموعۃ رسائل اللکوی: ۴، ادارۃ القرآن)

۲۔ ”تقبیل المصحف قبل بدعۃ، لکن روی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه کان يأخذ المصحف کى عده و یقبله، ویقول: ”عهد رضى و مشهور رضى عزوجل۔“ و کان عثمان رضى اللہ تعالیٰ عنہ یقبل۔

تقبیل مصحف

سوال [۱۰-۱۱]: اکثر تلاوت شروع کرنے سے قبل عوام قرآن کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تبرکات یہ کرتے ہیں اور بعض صحابہ سے بھی منقول ہے۔ کذا فی الدر المختار (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

قرآن کریم کو بغیر تلاوت کے چومنا

سوال [۱۱-۱۲]: ایک شخص پڑھنا مکھن نہیں جانتا، بعد میں آ کر قرآن شریف کو چوم کر اس پر ہاتھ اور آنکھوں سے لگا کر چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ پڑھنے والے پڑھ کر ثواب حاصل کرتے ہیں، میں ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اس طرح ثواب حاصل کرتا ہوں۔ زید کہتا ہے کہ یہ فعل بدعت ہے، کیوں کہ یہ فعل روانہ پڑ جائے گا اور لوگ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ لہذا قابل تحقیق بات یہ ہے کہ آ کر قرآن پڑھنے والے بھی اس فعل کو کرے تو صحیح ہے یا نہیں؟ یادوں میں قسم کے لوگوں کے لئے صحیح ہے؟ اگر ان پڑھ کے لئے بھی ناجائز ہے تو ان پڑھ لوگ کس طرح قرآن شریف سے ثواب حاصل کریں؟

= المصحف و یمسحہ علی وجہہ“۔ (الدر المختار : ۶/۳۸۳، کتاب الحظر والإباحة، سعید)

(و کذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۲۰، فصل فی صفة الادکار، قدسی)

(و کذا فی “نفع المفتی والسائل للکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۶-۱۰، فی ضمن مجموعة رسائل

الکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ح: ۴، ادارة القرآن کراچی)

(۱) “تقبیل المصحف قبل بدعة، لکن روی عن عمر رضى الله تعالى عنه أنه کان يأخذ المصحف کل

غداة ویقسمه ویقول عہد رسی ومشور رسی - و کما عتمان رضى الله تعالى عنه یقسم

المصحف و یمسحہ علی وجہہ“۔ (الدر المختار : ۶/۳۸۳، کتاب الحظر والإباحة، سعید)

(و کذا فی “نفع المفتی والسائل للکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۶-۱۰، فی ضمن مجموعة رسائل

الکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ح: ۴، ادارة القرآن کراچی)

(و کذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۳۲۰، فصل فی صفة الادکار، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض حضرات صحیح بہیم الرضوان سے ثابت ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور اس کو چومتے تھے یہ تمام ہے (۱)، مگر محض پونے پر کفایت کرنا اور تلاوت سے اعراض کرنا غلط ہے، بڑی ناقدری ہے، زیادہ سے زیادہ تدبیر کرنے اور اس کے سمجھنے کی کوشش کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۴/۳/۹۵ھ۔

قبرستان میں قرآن پاک لے جانا

سوال [۱۱۲]۔ قبرستان میں قرآن شریف پڑھنے کے لئے لے جانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں چاہئے، وہاں جا کے جو حفظ ہو وہ پڑھ دے، جو حفظ نہ ہو وہ مکان یا مسجد میں پڑھ دے (۲)۔ فقط واللہ ہی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنٹوی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/ربیع الثانی/۵۹ھ۔

(۱) "تقبیل المصحف قبل بدعة، لکن روی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ کان یاخذ المصحف کل عداة ویقبلہ ویقول عہد ربی ومشور ربی - عزوجل - وکان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقبل المصحف ویمسحہ علی وجہہ" (الدر المختار ۶/۳۸۴، کتاب الحظر والإباحة، سعید) (و کذا فی حاشیة الضحطاوی علی مراقی الملاح، ص ۳۲۰، فصل فی صفة الأذکار، قدیمی) (و کذا فی "نفع المفتی والمسائل للکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۱۷۶، فی ضمن مجموعة رسائل اللکوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ج: ۳، إدارة القرآن کراچی)

(۲) وکان الصدر أبو إسحاق الحافظ یحکی عن أساده لا بأس أن یقرأ علی المقابر سورة الملك سواء أحمی أو حیر" (الفتاویٰ العالمکیرية ۵/۳۵۰، الباب السادس عشر فی زیارة القور، رشیدیہ) (و کذا فی رد المحتار: ۲/۲۴۳، مطلب فی زیارة القور، سعید) (و کذا فی الفقہ الإسلامی وأدلته: ۲/۱۵۸۰، المکتبة الرشیدیہ)

ریشم کا جز دان قرآن پاک کے لئے

سوال [۱۱۳]: ریشمی پٹے کا جز دان بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

ریشم کے پٹے کا جز دان قرآن پاک میں لگایا جاسکتا ہے اس میں کوئی منع نہیں (۱)، ریشم کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے (۲)، مطلقاً ریشم حرام نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ، عبدحمید غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

اخبارات میں قرآن پاک کی آیات اور ترجمہ شائع کرنا

سوال [۱۱۴]: بعض اخبارات و رسائل میں قرآن پاک کی آیات شائع ہوتی رہتی ہیں جن کو نوک عامہ طور سے ردی میں فروخت کر دیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ردی میں فروخت کرنا اور اخبارات و رسائل میں آیات کا شائع کرنا کیسا ہے؟ نیز اگر صرف اردو یا ہندی ترجمہ شائع کریں تو صورت مذکورہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

دین کی اشاعت کے لئے آیات کا لکھنا اور ان کا ترجمہ کرنا اور ان کا چھاپ کرنا درست ہے (۳) لیکن

(۱) قال العلامة الحنفی "حار تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد" ، الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة : ۳۸۶/۶، سعید

(۲) کد فی دفع المفتی والسائل، ص ۱۷۲، فی صلی رسائل اللکوی، المجلد الرابع، إدارة القرآن کراچی (وامداد الفتاوی : ۵۶/۴، دار العلوم کراچی)

(والإتقان فی علوم القرآن : ۳۴۲/۲، ذوی القربی)

(۲) "عن أبی موسی الأشعری رضى الله تعالى عنه ان السی صلی الله تعالى علیه وسلم قال "حار الذهب والحریر للأمتی، وحرم علی ذکورہا" (مشکوۃ المصابیح، کتاب النیس، لفصل الثانی : ۴۷۵/۲، قدیمی)

"حرم لدرج لا للمراة لیس الحریر الا قدر أربع اصابع" ، لحر الرائق، فصل فی النیس، کتاب الکراهیة : ۳۵۱/۶، رشیدیہ

(۳) "تحوز کتابۃ ایه أو ماتیس بالممارسة، لا اکثر" (الدر المختار، کتاب تصویر : ۳۸۶، سعید

ان کا راقی میں استعین کرنا درست نہیں، احترام کے خلاف ہے، محض ترجمہ کا بھی احترام لازم ہے (۱)۔ فقط واللہ
سبحی نہ اتم۔

خط میں بسم اللہ لکھنا

سوال [۱۱۷۵]: خط کے اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلحاً:

برت کے لئے جائز ہے، اگر کسی جگہ یہ احتمال ہو کہ چر اپورا ادب نہیں ہو سکے گا تو پھر احتیاط
کرے۔ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمجید وغفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

= (و کذا فی نفع المفتی والوسائل للکتوی، ص: ۱۷۶، إدارة القرآن کراچی)

(۱) "و لا یحوز لف شیء فی کاعذ فیہ مکتوب من الفقه، و فی الکلام الأولی أن لا یفعل" (الفتاویٰ
العالمگیریة: ۳۲۳/۵، الباب الخامس فی آداب المسحد والمصحف، رشیدیہ)

(۲) "عن ابی مالک رسی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان السی صلی اللہ علیہ وسلم یکتب "باسمک اللہم
فلما نزلت فیہ من سلیم و ابنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کتبها" (مراسیل اسی داؤد، ص ۶، سعید)
"قل العلامة الألوسی: "و کتابة البسملة فی أوائل الکتب مما جرت به سنة نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بعد نزل هذه الآية بلا خلاف کان أهل الحاهلیة یکتون، باسمک اللہم، فکتب السی صلی
اللہ علیہ وسلم أول ما کتب باسمک اللہم حتی نزلت: (بسم اللہ معراها ومرساها) فکتب بسم اللہ،
ثم نزلت: (ادعوا اللہ أو ادعوا الرحمن)، فکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم الح" (روح المعانی
۱۹، ۱۹۵ ط: دار احیاء التراث بیروت)

"وعن عمر بن عبد العزیز أن السی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی کتاب فی الأرض فقال لفتی
معه "ما هذا" قال بسم اللہ قال "لعه اللہ من فعل هذا" لا تضعوا اسم اللہ إلا فی موضعه" قال فرأیت
عمر بن عبد العزیز رأى ابنا له کتب ذکر اللہ فی الحائط فضربه"

(مراسیل اسی داؤد، ص: ۲۰، سعید)

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں "حضرت سیدنا عیسیٰ السلام کے مذکورہ خط سے نیز =

قرآن کریم کلینڈر اور اخبار میں چھپوانا

سوال [۱۱۷۶]: قرآن کریم کلینڈر پر چھپوا کر دوکانوں اور مکانوں پر لگاتے ہیں بنیت زیبائش جو کچھ دنوں میں دیواروں سے گر کر نالوں، کوڑھ خانوں کی نذر ہو جاتا ہے جس سے قرآن کریم کی ب حرمتی ہوتی ہے، اخبارات میں بکثرت کلام اللہ چھپتا ہے جو دوکانوں پر پنساری استعمال کرتے ہیں ان کی ہڈیہ بناتے ہیں، پھر ان کو نالیوں میں ڈال دیتے ہیں یا چولہوں میں جلا دیتے ہیں یا کوڑے کرکٹ پر ڈال دیتے ہیں، اس سے کتاب اللہ کی ب حرمتی ہو رہی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا یہ حکم شرع ہے کہ اشاعت قرآن اخباروں و کلینڈروں کی بند کی جائے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ صورت حال یقیناً احترام قرآن کریم کے خلاف اور موجب وبال ہے، اس کی اصلاح اور روک تھام ضروری ہے۔ اگر آیات قرآنیہ و محض ذریعہ زیبائش بنایا جائے اور ان سے کمرہ سجایا جائے تو اس کی بھی اجازت نہیں (۱) چہ جائیکہ انجیل کا رنڈ ظت بھر کر پھینکی جائے یا ان آیات کو خلافت میں پھینکا جائے (۲)۔ العیاذ باللہ، مذہب کرنے سے ایمان کا سدا مت رہنا دشوار ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۵/۹۲ھ۔

= رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکاتیب سے ایک مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کھنڈ سنت انبیاء ہے... لیکن... آج کل جو عموماً ایک دوسرے کو خطوط لکھتے جاتے ہیں ان کا حال سب جانتے ہیں، یہ، یوں، ورنڈیوں میں پڑے نظر آتے ہیں، اس لئے من سب یہ ہے کہ ادا سنت کے لئے زبان سے بسم اللہ کہے، تحریر میں نہ لکھتے۔ (معارف القرآن، ۶/۵۷۹، ادارۃ المعارف کراچی)

(۱) "ولو كتب القرآن على الحيطان والحداران، بعصمہ قالوا یرحی ان یحور، و بعصمہ کرہو ذلک محافة السقوط تحت اقدام الناس، کذا فی فتاویٰ قاضی خان" (الفتاویٰ العالمکبریة ۵، ۳۲۳، رشیدیہ) (و کذا فی فتاویٰ قاضی خان: ۳، ۲۲۴ فصل فی التسییح والتسلیم، رشیدیہ)

(۲) قال العلامة الحصکفی "و لیس عس إحراج ما یحب تعظیمہ و یحرم الاستحذف بہ کمصحف و کتب فقہ و حدیث". (الدرالمختار: ۴/۱۳۰، سعید)

(۳) "کما لو سجد لکعبه أو وضع مصحفاً فی قاورة، فإنه یکفر" (رد المحتار ۶، ۲۲۲، کتب الجہاد، باب المرتد، سعید)

خط میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک ہو اس کا ادب

سوال [۱۱۷۱]: آپ نے میرے ۲۲، ۳۱، ۹۱ کے چند سوالات کے جوابات اس طرح دینے تھے۔ ایسے خبرات و رسائل و خطوط جن پر اردو یا کسی زبان میں اللہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کے نام لکھے ہوں، ان کے زمین پر گرنے یا ردی والے کو دینے سے بے حرمتی ہوتی ہے اور قرآنی آیات کے اردو ترجمہ کی بھی حرمت مثل آیات قرآنی چاہیے اور ایسی چیزوں کو پانی میں وزن دار چیز کے ساتھ چھوڑنا چاہیے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذخیرہ سے اخبارات بار بار جمع ہوتے ہیں اور کسی کو پھر تبلیغ کا خط بھی نہیں لکھ سکتے ورتاریخ گواہ ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیہ مسلمانوں کو بھی خط جو بھیجے ہیں، ان میں اللہ اور رسول ﷺ کا نام لکھا تھا، غیہ مسلم نے حرمت کیسے کی ہوگی؟ ہاں البتہ کلام الہی اور اس کی آیات کی بات صحیح ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں شک نہیں کہ پریس اور مشین کے رواج عام سے آج کل اسمائے لہیہ و آیات قرآنیہ وغیرہ کا احترام باقی نہیں رہا، اخبارات و رسائل میں آیات و احادیث ہوتی ہیں اور وہ ردی اور نالی میں، غرض بے ادبی کی جگہ پڑے ہوئے ملتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے جو تبلیغی خطوط کفار و مشرکین کے پاس ارسال فرمائے ان میں اللہ پاک کا نام اور نبی ﷺ کا نام بھی اور کبھی آیات قرآنی کا ہونا بھی ثابت ہے (۱) اور جن کے خط بھیجے ہیں بعض نے اتنا اب کیا کہ سر پر رکھ کر اور بعض نے بے ادبی کر کے چاک کر دیا، اس کی حکومت بھی چاک ہوئی (۲)۔ ترجمہ کا حال اصل عربی آیت کے برابر نہ ہو تو اس کے قریب ہوگا۔ تبلیغی خطوط جو بذریعہ ذاک بھیجے جائیں ان میں بھی احتیاط کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، راعوم دیوبند، ۱۷/۳/۹۱ھ

(۱) تم کتب سی مسیلمہ۔ سم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمہ الکذاب السلاہ عسی من اسع الہدی، اما بعد! فان لأرض لله یورثها من یناء من عبادہ و لعاقبة لنقیب، السیرۃ النویۃ لاس ہتہ، کتب مسیلمہ لی رسول اللہ والحواب عنہ: ۴/۲۲، مصطفی البانی الحلبي مصر (۲) ومیہم "عند الله من حذافة السیمی" بعثہ بکتابہ الی کسری، فمزقہ فدعا علیہم أن یمزقوا =

جن خطوط پر قرآنی آیات کے مطالب لکھے ہوں ان کو کیا کیا جائے؟

سوال [۸-۱۱] خطوط جن پر احادیث نبویہ قرآنی آیت کے مطالب لکھے ہوں ان کو کیا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہ نوٹن کر دیے جائے یا پانی میں بہا دیں، جانے کی بھی گنجائش ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

دینی تحریکی بے ادبی کے خیال سے یہ خدمت چھوڑنا

سوال [۹-۱۰] ایک صاحب کہتے ہیں کہ تحریکی دینی خدمت جو کی جارہی ہیں وہ غلط ہے، مثلاً

= کل ممرق" ومنہم دحیة بن حلیفة الکلبی رضى الله عنه بعثه بکتابه الى قیصر، فوجد عده ابا سفیان، فاستدعا قیصر فسأله عن صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وشرائع دینہ، فأحمره أبو سفیان بها فاعترف قیصر بسوته "الح" (صدائق الأنوار ومطالع الأسرار، کتب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الى ملوک الأقالیم ۱، ۵۷، ۵۸، صاحب السمو الشیخ حلیفة بن حمد آل ثانی، مطابع قطر الوطنية قطر)

"عن عبد الله ابن عباس رضى الله عنهما، أحمره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بکتابه الى کسرى مع عبدالله بن حذافة السهمی، فأمر أن یدفعه الى عظیم البحرین، فدفعه عظیم البحرین الى کسرى فسمما قراه، فرقه فدعا علیهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن یمرقوا کل ممرق" (صحیح البخاری، کتب المعاری، باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الى کسرى وقیصر ۲۳۲ قديمی "عن ابن مسعود ان عبدالله بن عباس أحمره ان أبا سفیان أن حرب أحمره ان هرقل أرسل اليه ركب ثم دعا بکتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي بعث به مع رحيمة الكنسي الى عظيم مصرى، فدفعه عظيم مصرى الى هرقل، فقراه، فإذا فيه: بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد بن عبدالله ورسوله الى هرقل عظيم مصرى، سلام على من اتبع الهدى "الح" (صحیح البخاری، قیل کتب الإيمان ۱، ۵، ۴، باب کیف کان بدء الوحى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قديمی)

(۱) فی الدر المختار "الکتب التي لا یتفع بها یمحى عنها اسم الله و ملائکته و رسله، و یحرق لدقی و لا یس بن تدفی فی ماء حار کما هی، أو تدفی، و هو أحسن اهـ" (الدر المختار، کتب لخطر، الإباحة، فصل فی البیع: ۴۲۲/۶، سعید)

کوئی ماہنامہ یا اخبار اور ان میں قرآن پاک کی آیتیں اور احادیث لکھی ہوئی ہوتی ہیں، بہت سے واقف اور ان پر لوگ ان کو پھڑکڑا کر ت پر ڈال دیتے ہیں تو اس کا گناہ اس کے لکھنے والے پر پڑتا ہے، بے دہی کرنے والوں پر کوئی سزا نہیں۔ ایک اہل علم و علم پر ناز ہے وہ بھی یہی فرماتے ہیں، صحیح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم، سیپارے، حدیث شریف، فقہ سب ہی کی طباعت و اشاعت ہوتی ہے، گناہ و قف یہ بے دین ادب و احترام کا معاملہ نہیں کرتے تو وہ خود ذمہ دار ہیں (۱)۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دعوت نامہ شوافر کے پاس بھیجی، اس بد نصیب نے اس کو چاک کر دیا کوئی احترام نہیں کیا تو اس کا وبال خود اس پر پڑا، نہ کہ بھیجنے والی ذات مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (۲)۔ معاذ اللہ۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۹۵ھ۔

خط لکھنے کے بعد اس کو مٹی سے خشک کرنا

سوال [۱۱۸۰]: مورانا منشی قدرت اللہ صاحب کی ایک تصوف کی کتاب میں لکھا ہے کہ خط لکھنے کے بعد مٹی سے خشک کرنے میں ایک راز ہے، لیکن راز کا انکشاف نہیں فرمایا۔ براہ کرم اس راز سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس سے خط میں لکھی ہوئی حاجت پوری ہوتی ہے، اتنی بات تو فہم ہے کہ

(۱) "ولا يحوز لف شيء في كاذب فيه مكتوب من الفقه" (الفتاوى العالمكيرية ۵ ۳۲۳،

الباب الخامس في آداب المسح والمصحف، رشيدية)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أحمره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث كتابه إلى كسرى، مع عبد الله بن حذافة السهمي رضي الله تعالى عنه، فأمره أن يدفعه إلى عظيم البحرين، فدفعه عظيم البحرين إلى كسرى، فلما قرأه مرقه، فحسب أن ابن المسيب قال: قد دعا عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمزقوا كل مرق" (صحيح البخاري ۲ ۶۳۷، كتاب المعاري، كتاب السلي صلي الله عليه وسلم، قديمي)

تفصيل کے لئے: (فتح الباری ۸ ۱۲۷، کتاب المعاری، دار الفکر)

، وعمدة القاری ۱۸ ۵۸، إدارة المطبع المصرية، بيروت)

اگر روشنی خشک نہ کی جائے تو باتھ وغیرہ لگ کر اس کے پھیل جانے اور تحریر کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ پھر ایسی حالت میں مکتوب ایہ اس کو پڑھ نہیں سکے گا، کاتب کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، لہذا روشنی خشک کر دی جائے تاکہ حروف اصلی صورت پر باقی رہیں اور مکتوب الیہ بسہولت صحیح پڑھ لے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۶/۹۴ھ۔

دسترخوان یا مصلے پر آیات یا اسمائے الہیہ لکھنا

سوال [۱۱۸۱]: حامد ایک دسترخوان پر کچھ آیات قرآنی تحریر کر کے اس پر خورد و نوش کرنا چاہتا ہے، مثلاً یہ آیات: ﴿كُلُوا حَلَالًا طَيِّبًا﴾، ﴿كُلُوا وَشَرِبُوا وَلَا تَسْرِفُوا﴾، ﴿لَا تَمُوتُنَّ حَتَّىٰ تَسْتَكْمِلُوا رِقْعًا﴾۔ حامد کی نیت میں یہ خصوص ہے کہ جو بندہ خدا بھی اس دسترخوان سے کھانا تناول کرے اس کی اصداح ہو جائے، حلال و حرام کی تمیز کرے۔ آیا اس قسم کی حرکت از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ وراہ کرنے والے آثم ہوگا یا نہیں؟ نیز جلالین شریف بغیر وضو چھونا جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اس میں آیات قرآنی سے زیادہ شرح ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلياً:

جو کام شرعاً ناجائز ہے، ضروری نہیں کہ نیک نیت سے جائز بھی ہو جائے، قرآن کریم کی آیات و اسمائے الہیہ واجب الاحترام ہیں، دسترخوان پر لکھ کر ایسے دسترخوان کو استعمال کرنے سے ان کا احترام باقی نہیں رہے گا۔

”کتابۃ القرآن علی ما یفترش ویسط مکروہۃ، کذا فی الغرائب، بساط او مصلی کتب علیہ سمٹ یکرہ سطرہ و یقعود علیہ واستعمالہ الخ“ (فتاویٰ عالمگیری) (۲)۔ اس لئے اس کی

(۱) ”عن حابر رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”تربوا صحفكم أحج لها، إن التراب مبارک“، (ابن ماجه، کتاب الآداب، باب تتریب الکتاب، ص: ۲۶۷، قدیمی)

”قال المحشی قوله: تربوا صحفكم. أى اسقطوها علی التراب اعتماداً علی الحق تعالیٰ فی إیصاله إلی المقصد، أو أراد ذر التراب علی المکتوب لیجف من الحروف کان رطبا“ (إیحاح الحاجة علی هامش ابن ماجه، ص: ۲۶۷، قدیمی)

(۲) (فتاویٰ العالمگیریہ ۵/ ۳۲۳، الباب الخامس فی آداب المسح والقلۃ والمصحف، رشیدیہ)

اجازت نہیں، تذکرہ کے دیگر طرق ماثورہ و اختیار کرنا چاہئے۔ تفسیر کی کتاب کے متعلق خواہ جلالین ہو یا کوئی اور ہونگہ، نے لکھا ہے کہ لکھی ہوئی آیات کو بغیر وضو مس کرنا جائز نہیں (۱)، ہاں مضمون تفسیر یا خالی جگہ کے مس کرنے میں دقتوں ہیں اولاً اہل اہل سنت، دوم مراتب، و لائن توسع و اندسی اور (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ عبدالمودغنیہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۲/۹۰ھ۔

جواب صحیح: بندہ محمد نفعہ اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۲/۹۰ھ۔

اگر غلطی سے قرآن کریم گرجائے تو کیا کرے؟

سوال [۱۸۲]: اگر کسی شخص کے ہاتھوں سے غلطی سے قرآن کریم گرجائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

استغفار و توبہ کہ غلطی ہوئی (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بوسیدہ قرآن کریم کو کیا کیا جائے؟

سوال [۱۸۳]: اگر قرآن شریف بوسیدہ ہو جائے تو کیا کیا جائے، ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ

”گٹ میں جہ کر رکھ کر زمین میں دفن کر دیا جائے۔ کیا ایسا کرنا بہتر اور جائز ہے؟“

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو قرآن شریف بوسیدہ ہو کر تلاوت کے قابل نہ رہے تو اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر قبر کھود کر اس

میں دفن کر دینا چاہئے یہی بہتر ہے (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) "ولا یحور لہم من المصحف بالثبات النی ہم لا یسوها، و یکرہ لہم من کتب التفسیر والفقہ والسنن"۔ (الفتاویٰ العالمگیریہ: ۳۹/۱، الفصل الرابع فی احکام الحيض، (شیدیہ)

(۲) "وأم كسرة القرآن، فلا بأس بها إذا كانت الصحيحة على الأرض عند أبي يوسف، لأنه ليس بحامل للصحيحة، وكره ذلك محمد، ورواه أحمد مشايخ بخاری" (حاشیة الطحطاوی، ص ۴۶، قدیمی)

(۳) (کذا فی امداد الفتاوی: ۶۰/۴، مکنہ دارالعلوم کراچی)

(۴) "قل فی الدر: المصحف إذا صار بحال لا یقرأ به، یدفن کالمسلم"

وفی ردالمحتدر "قولہ یدفن" ای یجعل فی حرفة طاهرة، و یدفن فی محل غیر ممنہل لا

بوسیدہ قرآن کریم کو جلانا

سوال [۱۱۸۴]: ایک شخص نے قرآن شریف کو جلادیا، کیا وہ ایمان سے خارج ہو گیا؟ اگر ایمان سے خارج ہو گیا تو کیا اس شخص کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ ایسی حالت میں کیا اس کی زوجہ کو عدت کے دن گزارنا لازم ہے؟ اگر ایسا شخص اپنی بیوی کو رجوع کرنا چاہتا ہے تو شرعاً اسے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم کو جلانا اگر اس وجہ سے پیش آیا کہ وہ بوسیدہ ہو گیا تھا اور تلاوت کے قابل نہیں رہا تھا، اس کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلادیا تب تو ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا (۱)، البتہ اس نے غلطی کی، ایسی حالت میں پاک کپڑے میں لپیٹ کر قبر بنا کر دفن کر دینا چاہئے تھا (۲)۔ اب استغفار کرے، اس کا نکاح قائم ہے ختم

= یوطأ، وفي الذخيرة: وينبغي أن يلحد له، ولا يشق له، لأنه يحتاج إلى إهالة التراب عليه
الح. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الشاء
۱۷۷۷، سعید)

(و کذا فی الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع ۱۰/۴۲۲، سعید)

(و کذا فی الفتاویٰ العالمگیریہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة
والمصحف: ۳۲۳/۵، رشیدیہ)

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر اس عمل کے جواز کی دلیل ہے

”وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق“.

قال المحشي رحمه الله تعالى: ”وإما حار حرقه؛ لأن المحروق هو القرآن المسحوق، أو المحتبط بغيره من التفسير، أو بلغة غير قریش اهـ“ (صحيح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ۷۴۶/۲، قدیمی کراچی)

اس لئے کہ یہ جلانا استخفاف بالقرآن کی نیت سے نہیں ہے اگر استخفاف اور توہین کی نیت سے ہوتا تو کفر ہوتا۔ ”مس استحف بالقرآن أو سحوه مما يعظم في الشرع يكفر“ (شرح الفقه الأكبر، فصل فی القراءة والصلاة، ص: ۱۶۷، قدیمی)

(۲) فی الدر ”المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه، يدفن كالمسلم“ وفي الرد ”قوله يدفن أى =

نہیں ہوا۔ اگر کسی اور وجہ سے جلا یا ہے تو تفصیل لکھ کر دریافت کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۱۲/۹۲ھ۔

جو بکچ بندہ نحمدہ المدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۲/۹۲ھ۔

قرآن کریم کے بوسیدہ اور اوراق کو جلانا

سوال [۱۸۵]: قرآن کریم کے بوسیدہ اور اوراق کو اگر کوئی آگ میں جلا دے تاکہ بے حرمتی سے بچ جائے تو اس میں کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں کوئی گناہ نہیں (۱) لیکن پاک کپڑے میں لپیٹ کر محفوظ جگہ دفن کرنا اس سے بھی بہتر ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، تمیم/ربیع الثانی/۵۷ھ۔

= يجعل في خرقه طاهرة، ويدفن في محل غير ممتن لا يوطأ". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة: ۱، ۱۷۷، مطلب بطلان الدعاء، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكبرية ۵۰/۳۲۳، الباب الخامس في آداب المساحد والقبلة والمصحف، رشديه)

(۱) "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اثر اس عمل کے جواز کی دلیل ہے

"وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق" (صحيح البخاري ۷۴۶، قديمي)

(و كذا مرتجريحه تحت عنوان "بوسيد قرآن كريم وجلانا")

(۲) "المصحف اذا صار بحال لا يقرأ فيه، يدفن كالمسلم". وفي الرد: "(قوله: يدفن): أي يجعل في

خرقه طاهرة، ويدفن في محل غير ممتن لا يوطأ" (الدر المختار مع رد المحتار ۱۷۷، مطلب يطبق الدعاء على ما يشمل الشاء، سعيد)

(و كذا في الفتاوى العالمكبرية ۵۰/۳۲۳، الباب الرابع، رشديه)

دفن کے لئے بوسیدہ قرآن کریم کو لپیٹ کر رکھ دینا بے ادبی نہیں

سوال [۱۱۸۶]: زید نے پرانے قرآن پاک کو جو کہ بہت ہی خستہ ہو گیا تھا اسٹھ کر کے ایک کپڑے میں اس نیت سے باندھ کر رکھ دیا کہ اس کو کسی کنویں یا تالاب میں ٹھنڈا کر دیا جائے گا، اس پر زید کی بیوی نے بہت فریاد شور و غل کیا اور زید کو برادری میں بدنام کیا کہ زید نے قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ زید کا اور اس کی بیوی کا کسی اور معاملہ میں اختلاف ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں زید نے کسی قسم کا گناہ کیا یا نہیں؟ یا اس کی بیوی نے گناہ کیا یا نہیں؟ اس الزام سے برادری والوں نے زید کو برادری سے نکال دیا اور یہ کہا کہ جب تک فتویٰ نہ آئے گا اس وقت تک ہم تمہیں گاؤں میں نہ رہنے دیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

جو قرآن پاک بہت بوسیدہ ہو جائے اور استعمال میں نہ آ سکے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر قبر بن کر اس میں محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے، کسی کنویں یا تالاب وغیرہ میں بھی اس طرح ٹھنڈا کر دینا درست ہے کہ اس کے اوراق نیچے بیٹھ جائیں اور بے ادبی نہ ہو (۱)۔ اگر زید کا مقصود یہی تھا تو اس نے یہ کوئی جرم کا کام نہیں کیا۔ ذاتی اختلاف کی وجہ سے بیوی کو اس کا بدنام کرنا بڑا جرم ہے اور برادری کا اس کی وجہ سے بطور سزا کے برادری یا گاؤں سے نکالنا غلط اور بلا وجہ ہے، برادری کو لازم ہے کہ زید کو گاؤں میں آنے اور رہنے سے ہرگز نہ روکے اور اپنا فیصلہ واپس لے، بیوی کو بھی تو بہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱۰/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱۰/۹۰ھ۔

(۱) "المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه، يدفن كالمسلم" وفي الرد "قوله يدفن" أي يجعل في حرقه طاهره، ويدفن في محل غير ممنوع لا يوطأ " (الدر المختار مع رد المحتار، ۱/۷۷، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الشاء، سعيد)

(و کذا فی الفتاویٰ العالمگیریہ : ۳۲۳/۵، الباب الخامس، رشیدیہ)

وقال العلامة وهبة الزحيلي : "ويدفن المصحف كالمسلم إذا صار بحال لا يقرأ فيه

أو تلقى في ماء حار، والأول أحسن" (الفتاوى الإسلامية وأدلتها، ۱/۳۵۱، المطلب التاسع، رشیدیہ)

قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور سننا کیسا ہے؟

سوال [۱۱۸۷]: ایک شخص صاحب حشمت کے مکان میں فونوگراف رکھا ہوا ہے اس کے نذر غایت درجہ خوش اخانی کے ساتھ میں کلام پاک کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تقریر اور اظہار کافی طرز سے بیان کیا جاتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حوال، جائز قصے، صوفیائے کرام کی تعریف، خواجہ معین الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو پسند کیا ہے۔ لہذا اس کا سننا اور مکان کے اندر رکھنا جائز ہے کہ نہیں، اگر جائز نہ ہو تو پورا پتہ مع حوالہ حدیث نوشتہ فرمادیں تاکہ اس بچے سے لوگ باز رہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

فونوگراف ابولعب کا ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ سے عیش پرست، دنیا دار، دین سے غافل، بیکار لوگ اپنا دل بہلاتے اور وقت گزارتے ہیں، اس میں گانا بجانا بھی ہوتا ہے، فحش اور مذاقہ غزلیں بھی پڑھی جاتی ہیں، قرآن کریم خدائی کلام سب سے زیادہ معزز اور واجب الاحترام ہے اس کا گراموفون میں بھرنا اور سننا جائز ہے (۱)، اس سے احتراز لازم ہے، اگر قرآن شریف کو آلہ ابولعب بنایا جائے تو یہ کلام اللہ کا استہزاء اور استخفاف ہوگا جو کفر ہے:

”وفی احلاصة: من قرأ القرآن عسی ضرب الذف والنقضب، یکفر، قت: ویقرب منه

ضرب الذف والنقضب مع ذکر اللہ تعالیٰ وبعث المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وکد

تصفیق عسی لذكر“ اھ شرح فقہ اکبر (۲)۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جو اشیاء قابل احترام ہیں ان کا اس میں بھرنا اور سننا جائز ہے خواہ وہ حضور

کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف مبارکہ ہوں یا دوسرے بزرگان دین کے احوال حسنہ۔ خواجہ معین الدین

(۱) ”وفی السراج ودلت المسئلة أن الملاهی کلها حرام الخ“ (الدر المحتار، کتاب الحظر

والاباحة: ۳۴۸، ۶، سعید)

(۲) (شرح الفقہ الاکبر، ص: ۱۶۷، فصل فی القراءة والصلاة، قدیمی)

(و کذا فی رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة: ۳۴۹/۶، سعید)

۵۴ جس فعل سے قرآن کریم کے احترام میں فرق آتا ہو، بندہ قرآن شریف کو آلہ تفریح اور ہوا لعب بنایا جاتا ہو وہ فعل کبیہ گناہ ہے، اگر اس میں استہزاء و استخفاف بھی شامل ہو تو نہایت خطرناک امر ہے، ایمان کا باقی رہنا دشوار ہو جائے گا۔ جو شخص قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کرے، فقہاء اس کی تفسیر کرتے ہیں

”إدءكربة من القرآن، أو تسحر بآية من القرآن، وفي الحزاة، أو عاب، كفر، كد في التدار حابة“ (۱) ”إدءقرأ القرآن على صرب الدف والقصص، فقد كفر“۔ فتاویٰ عالمگیری ۲/۸۸۷ (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، ۱۱/۱/۵۴ھ۔

صحیح: عبد الطیف، ۱۳/محرم/۵۴ھ۔

قرآن کریم کو آلات لہو اور ریڈیو میں تلاوت کرنا

سوال [۱۱۸۹]: قرآن کریم کا عربی الفاظ میں جن الفاظ میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی ”لحمد لله رب العالمین“ کو گانے کے آلات میں جن آلات میں راگ دیا جاتا ہو سننا و سنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کس حد پر ناجائز ہے، حرمت کیسی ہے اور سننے و سنانے والوں کو شرع شریف کیسے سمجھتی ہے؟ ریڈیو پر قرآن کریم کا عربی الفاظ میں سننا و سنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم کے مبارک عربی الفاظ کو راگ اور گانے کے آلات میں پڑھنا اور سننا جیسے سرائی، ہارمونیم وغیرہ میں انتہائی بے حرمتی اور توہین ہے، شرعاً ہرگز جائز نہیں، فقہاء نے بہت سخت حکم لگایا ہے (۳)۔

(۱) (الفتاویٰ العالمیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحكام المرتدین، مکتب موجبات الکفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن اھ: ۲/۲۶۶، ۲۶۷، رشیدیہ)

(و کذا فی التدار حابہ، کتاب أحكام المرتدین، فصل فیما يتعلق بالقرآن ۵ ۲۹۰، إدارة القرآن)

(۲) (الفتاویٰ العالمیہ، المصدر السابق: ۲/۲۶۷، رشیدیہ)

(۳) ”قراءة القرآن على صرب الدف والقصيب، يكفر لاستحفافه، وأدب القرآن أن لا یقرأ فی مثل هذه المحاليس والمجلس الذي اجتمعوا فيه للغناء والرقص لا یقرأ فيه القرآن كما لا یقرأ فی السبع“

ریڈیو گانے اور راگ کا اصالتاً آلہ نہیں ہے بلکہ خبر کو بہت دور تک پہنچانے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے، اس میں گانا بجانا بھی ہونے لگا جیسے انسان کی زبان ہے کہ اس سے گانے کا کام بھی لینا ہے اور اس کی وجہ سے زبان سے قرآن کریم کی تلاوت بھی ممنوع نہیں ہوگی، اسی طرح ریڈیو کا حال ہے تاہم جس محفل میں گانا بجانا ہو اس میں تلاوت نہ کی جائے "وفی حلاصۃ: من قرأ القرآن علی ضرب الدف والنقضب یکفر" (۱) شرح فقہ کمر (۲)۔ "و یکفر قرء القرآن علی ضرب الدف والنقضب" البحر الرائق (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔

ریڈیو میں قرآن پاک کا پڑھنا

سوال [۱۱۹۰]: ریڈیو پر قرآن شریف پڑھنے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

ریڈیو دراصل مخصوص خبروں کی اشاعت کا ایک ذریعہ ہے لیکن یہاں اس کا استعمال بھی اگر بالکل فوٹو گرافی کی طرح سے نہیں تو اس کے قریب قریب ضرور ہے جس میں بہت سی بغویات بھری رہتی ہیں، مختلف قسم کی تقریریں مختلف قسم کے اشعار اور طرح طرح کا گانا بجانا ہوتا ہے، مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص نہیں، ابھی ایک بازاری عورت گارہی ہے، ابھی ایک قاری صاحب نے قرآن شریف شروع کر دیا، یہ یقیناً احترام کلام اللہ کے خلاف ہے۔ فقہاء نے مواضع بغاوت بازار میں کلام اللہ شریف پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سے ایسے لوگوں

= والکنس۔ لآلہ مجمع الشیطان (الروایۃ علی هامش الفتاویٰ العالمگیریۃ ۶/۳۳۸، رشیدیہ)

"وفی السراج ودلت المسئلة أن الملاهی کلها حرام الح" (الدر المحتار، کتاب لحظہ

والاباحۃ: ۶/۳۳۸، سعید)

"قلت: ویظهر من هذا ما کان دلیل الإستخفاف، یکھر به" (رد المحتار: ۶/۲۲۲)

"والاستهزاء بشیء من الشرائع کھر" (رد المحتار: ۵/۴۷۴، سعید)

(۱) (حلاصۃ الفتاویٰ: ۳/۳۸۸، الجس الثامن، امجد اکیڈمی لاہور)

(۲) (شرح الفقہ الأکبر، ص ۱۶۷، فصل فی القراءۃ والصلوة، قدیمی)

(۳) (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین: ۵/۲۰۵، رشیدیہ)

کے سامنے جو اپنے کاموں میں مشغول ہوں، زور سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔

”لا تقرأ حبراً عند المشنعين - لأعمى ومن حرمه قرآن لا تقرأ في الأسواق وفي

موضع سعو، كد في نفية هـ“۔ فتاویٰ عدمگیریہ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲۶/محرم/۵۹ھ۔

کیسٹ کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنا

سوال [۱۱۹]: قرآن پاک صحیح پڑھنے کے لئے اگر کیسٹ چلائیں اور خود بھی قرآن مجید کھول کر

ساتھ ساتھ پڑھتا ہے تو کیا ثواب ملے گا؟ دوسرے سجدہ آئے تو کیا ایک ہی سجدہ کافی ہے یا کیسٹ سے سننے کا الگ کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر خود بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا اس مجبوری سے کیسٹ چلاتا ہے اور اس کے موافق پڑھتا ہے تو ضرور ثواب

ملے گا (۲) اور سجدہ ایک ہی کافی ہوگا (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

امامہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۶/۱۴۰۶ھ۔

(۱) (الفتاویٰ العالمگیریہ ۵ ۳۱۶، الباب الرابع من آداب المسجد والتسبیح والقراءة، رشیدیہ)

(و کذا فی رد المحتار: ۱/۵۴۶، مطلب الاستماع للقرآن فرص کفایہ، سعید)

(ومجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/۳۳۰، امجد اکیدمی)

(۲) قرآن کریم کی تلاوت کے لئے جو بھی کوشش ہوگی اس پر اجر ملے گا ”عن عائشہ - رضی اللہ تعالیٰ عنہا - : قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”المأهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة، والذي يقرأ القرآن و

يستمع فيه، وهو عليه شاق، له اجران“ (صحيح البخاری، رقم الحديث: ۴۳۷، ص: ۱۰۶۷، دار

لسلام، بیروت)

(۳) ”یہ پیکار کے ذریعہ تلاوت سجدہ کی جائے اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا، کیونکہ سجدہ تلاوت کے وجوب سے

کے تلاوت صحیح شرط ہے ورنہ یہ تلاوت تلاوت مقبوض نہیں“۔ (آیت جدیدہ)، مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ قدس

مخلص جس ۷۰، ۱۰۲، امارۃ معارف راجی)

آداب تلاوت کا بیان

منبر کے پہلے درجہ پر قرآن رکھ کر پڑھنا

سوال [۱۱۹۲]: منبر کے پہلے درجہ پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جزو دان، غدف، تکیہ وغیرہ پر رکھ کر پڑھنا تقاضائے ادب ہے۔ جس جگہ پیر رکھے جاتے ہوں اس جگہ

بغیر غدف و تکیہ کے نہ رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مجبوراً لیٹے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا

سوال [۱۱۹۳]: ضعف شدید کی وجہ سے بیٹھ کر تلاوت نہیں کر پاتے، کیا جائز ہے کہ چٹ لیٹ کر یا

کروٹ سیکر تلاوت کریں اور پیروں کو نہ سکڑیں کہ پیروں کو ذرا دیر سکڑنے میں گھٹنوں میں درد پیدا ہو جاتا ہے

اور ٹانگوں میں درد ہو جاتا ہے، کیا پیر کو سکڑنا لازم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یسی حالت میں بغیر پیر سکڑے بھی تلاوت جاری رکھیں، جب سہولت ہو سکڑ لیں۔ (۱) فقط واللہ

سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۷/۹۲ھ۔

اجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۷/۹۲ھ۔

(۱) قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورة البقرة ۲۸۶)

وقال الحافظ ابن كثير "أى لا يكلف أحداً فوق طاقته، وهذا من لطفه تعالى بخلقه ورافه

بهم وإحسانه إليهم". (تفسير ابن كثير: ۱/۳۵۷، دار السلام، رياض)

برہنہ سر تلاوت کرنا

سوال [۱۱۹۴]: برہنہ سر تلاوت قرآن کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

افضل یہ ہے کہ حسب حیثیت عمدہ لباس پہن کر عمامہ باندھ کر تلاوت کرے۔ عکلیہ کی (۱) بہذا برہنہ سر خلاف افضل ہے۔

تلاوت قرآن کریم بازار میں جبراً اور مسجد میں سرّاً

سوال [۱۱۹۵]: قرآن شریف کو بازار میں بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟ بعض حافظ صاحبان

مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہیں، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ تلاوت کرنا درست اور موجب ثواب ہے، بازار (موضع نفو) میں بلند آواز سے تلاوت کرنا کہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور کوئی تلاوت نہ سنتا ہو درست نہیں، منع ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۶/۹۰ھ۔

جواب صحیح بندہ غلط ماسدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

(۱) ”رحل أراد أن يقرأ القرآن، فيسعى أن يكون على أحسن أحواله، يلبس صالح ثيابه، ويتعمّم، ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقہ واجب“ (الفتاویٰ العالمگیریہ ۵/۳۱۶، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع، رشیدیہ)

(و کذا فی فتاویٰ قاضی حان ۵/۳۱۶، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح و قرأۃ القرآن، رشیدیہ)
(وامداد الفتاویٰ: ۳۹/۴، دارالعلوم کراچی)

(۲) ”یحی علی القاری احترامہ بأن لا یقرأ فی الأسواق و مواضع الاشتغال، فإذا قرأ فیہا کان هو المصیع لحرمتہ، فیکون الإثم علیہ دون أهل الاشتغال، دفعاً للحرع“ (رد المحتار ۵۴۶، مطلب الاستماع للقرآن فرص کفایۃ، سعید)

متعدد لوگوں کا بیک وقت جہراً قرآن پاک پڑھنا

سوال [۱۱۹۶]: زید و عمر و بکر و خالد جمع ہو کر باآواز بلند تلاوت قرآن مجید فرماتے ہیں آیا یہ جائز ہوگا یا نہیں، قرآن مجید کی آیت کریمہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ الخ۔

اس آیت سے سننا واجب معلوم ہوتا ہے اور دوسرے فقہ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت مستحب ہے، اس لئے شبہ ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

”وفی الدرة المنیفة عن القنیة: یکره للقوم أن یقرؤا القرآن جملةً، لتضمنها ترك الاستماع والإصغاء، وقیل: لا بأس به اهـ“۔ ضحطاوی (۱)۔ ”ولا بأس باحتماعهم علی قراءة الإحلاص جهرًا عند حتم القرآن، ولو قرأوا واحد واستمع لسا قون فهو أولى اهـ“۔ ہمدیہ (۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولی و احوط بلا اختلاف یہ ہے کہ ایسی حالت میں سب آہستہ پڑھیں جہر نہ کریں تاکہ استماع واجب میں خلل نہ ہو، اگر جہر کریں تو ایک جہر سے پڑھے باقی سنیں سب کا جہر کرنا مکروہ ہے اور بعض فقہاء اس حالت میں بھی عدم کراہت کے قائل ہیں۔

آیت: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ الخ (۳) کو ایک جماعت نے نماز کے ساتھ مخصوص مانا ہے، اس لئے خارج صلوٰۃ یہ آیت اس کا حکم نہیں دیتی، اور ایک جماعت نے عام مانا ہے اگرچہ سبب نزول خاص ہے۔

”عن طلحة-رضی اللہ تعالیٰ عنہ- قال: رأیت عبید بن عمر، وعطاء بن أبی

= (وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریہ: ۵/۳۱۶، الباب الرابع من آداب المسجد والتسبیح والقراءة، رشیدیہ)

وفی المحيط: ”یکره رفع الصوت لقراءة القرآن عند المشتغلین بالأعمال“۔ (محموعة

الفتاویٰ، علی هامش خلاصة الفتاویٰ: ۳/۳۳۰، أمجد اکیڈمی لاہور)

(۱) (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی صفة الاذکار، ص: ۳۱۸، قدیمی)

(۲) (الفتاویٰ العالمگیریہ ۵/۳۱۷، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح والقراءة، رشیدیہ)

(۳) (الأعراف: ۲۰۴)

ربح رحمہ اللہ تعالیٰ يتحدثان والقاض يقص، فقمت: لاتستمعان ہی لذكر و نستوحسان لموعود؟ قال: فصرنا إلى ثم أقلا على حديثهم، قال: فأعدت فصر إلى وأقلا على حديثهم، قال: فأعدت الثالثة قال: فصر إلى فقل: إنما ذلك في الصلوة: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾. وكذا قال سفيان الثوري عن أبي هاشم، سمع عيسى بن كثير عن مجاهد في قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ قال: في صلوة، وكذا روه غيره وحده عن مجاهد، وقال عبد الرزاق: عن الثوري عن بيت عن مجاهد قال: لا بأس بد قرأ الرحمن في غير صلوة أن يتكلم (بني قوله) عن أبي هريرة - رضي الله تعالى عنه - أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من استمع بني آية من كتاب الله، كتبت له حسنة مصاعمة، ومن تلاها كانت له نوراً يوم القيمة" - بن كثير (۱).

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ ظاهره وجوب الاستماع ولا يحدث وقت فراءة القرآن في صلوة وغيره، وقيل: معناه: إذا تلا عليكم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فاستمعوا له، وحميروه صحابة رضي الله تعالى عنهم أنه في استماع مؤتم، وقيل: في استماع لحصة، وقيل: فيهما وهو الأصح اهـ مدارك التبريل (۲).

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ استماع اور سکوت کو فرض میں قرار دینا اور وقت تلاوت قرآن تکلم کو حرام قرار دینا اور اس حکم کی تعمیل کرنا کہ حالت صلوة وغیر صلوة ہر دو کو شامل ہو دشوار ہے۔ فقط واللہ سبحی نے تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنوبی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/۳/۵۹ھ۔

لجوب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۴/ربیع الثانی/۵۹ھ۔

چند آدمیوں کا قرآن کریم کو جبراً پڑھنا

سوال [۱۱۹]: چند لوگ ایک جگہ بیٹھ کر تلاوت قرآن جبراً کرتے ہیں اور دوسرے نے ایسا کرنا

(۱) (تفسیر ابن کثیر: ۳/۲۷۳، (سورة الأعراف: ۲۰۴)، دار الفجاء دمشق)

(۲) (مدارک التنزیل: ۱۰/۳۵۸ (سورة الأعراف)، قدیمی)

(و کذا فی رد المحتار: ۱/۵۴۶، الاستماع للقرآن فرص کفاية، سعید)

درست ہے یا نہیں؟ ایک مقامی عالم اس طریقہ کو درست فرماتے ہیں حالانکہ اس طریقے سے تدوین قرآن کرنا درست نہیں ہے، جب کہ علماء حق نے منع کیا ہے، مسئلہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اعلیٰ بات یہ ہے کہ سب آہستہ آہستہ تلاوت کریں تاکہ ایک کی آواز دوسرے سے نہ ٹکرائے اور قرأت قرآن کو سننے کا فریضہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہو، لیکن اگر جبراً پڑھیں تب بھی ایک قول پر اجازت ہے۔ جب ایک شخص خود ہی تدوین میں مشغول ہے اور دوسرے کی تلاوت کو نہیں سن رہا ہے تو وہ قرآن پاک کی طرف سے اعراض کرنے والا شمار نہیں ہوگا (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قرآن خوانی میں قرآن شریف زور سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ سے؟

سوال [۱۱۹۸]: ایساں ثواب کے لئے قرآن خوانی میں قرآن شریف زور سے پڑھنا چاہئے یا خاموشی سے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر خاموشی سے پڑھنے کو کہتے تھے۔ صحیح مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

() ”وفی الدرة المنیمة عن القیة یکره للقوم أن یقرؤوا القرآن جملةً لتصمها ترک الاستماع والإبصات، وقیل لا بأس به“ (حاشیة الطحاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، قیل باب ما یفسد الصلاة، ص: ۳۱۸، قدیمی)

”وحکی ابن المدر الإجماع علی عدم وجوب الاستماع والإبصات فی غیر الصلاة والحطبة، وذلك أن یجابه علی کل من یسمع أحداً یقرأ فی حرج عظیم، لأنه یقتضی أن یتروک له المشتعل بالعلم علمه، والمشتعل بالحکم حکمه، والمتاعان مسادمتیان تعاقداً هما، وکل ذی شغل شغله“ (تفسیر المسار: ۵۵۲/۹، ۵۵۳)

”رواد قرأ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا“ المؤمنون فی سعة من الاستماع إلیه إلا فی صلاة مفروضة“ (أحكام القرآن للحصا ص ۳۹۳، باب القراءة حلف الإمام، دارالکتب العربی، بیروت) (وکذا فی روح المعانی: ۱۵۰/۹، ۱۵۳، دار احیاء التراث العربی بیروت)

الجواب حامداً ومصلیاً :

افضل تو یہی ہے کہ جب ایک جگہ مجمع قرآن شریف پڑھے تو سب آہستہ پڑھیں لیکن زور سے پڑھیں تب بھی گنجائش ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ اعبد محمود غفرلہ۔

لوگوں کی رعایت میں قرآن سنوا کر پڑھنا

سوال [۹۹]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو تعریف فرمائی، جب ان کو پتہ چلا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو اور اچھا پڑھتا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی فرمائش پر قرآن پڑھا جائے اور خوب سنوا کر پڑھا جائے تو جائز ہے، لہذا اگر نماز تراویح میں کسی کی رعایت سے خوب سنوا کر اس کا دل خوش کرنے کے لئے پڑھا جائے تو کیا حکم ہے کہ مؤمن کا دل خوش کرنا بھی ثواب ہے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں شک نہیں کہ مؤمن کا دل خوش کرنے میں بھی ثواب ہے، لیکن جو عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے اس میں نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہی ہونی چاہئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا اپنی اصل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کو خوش کرنا ہے ﴿يَوْمَ يَضَعُ الرَّسُولُ فَقْدًا ضَاعَ اللَّهُ﴾ (۲) ورنہ اللہ تعالیٰ کی

(۱) "ولا بأس باحتماعهم على قراءة الإحلاص جهراً عند حتم القرآن، ولو قرأوا واحداً واستمع الماقول فهو أولى" (الفتاویٰ العالمگیری ۵/۳۱۷، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح والقراءة، رشیدیہ)
(و کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۱۸ فصل فی صفة الأذکار، قدیمی)
(و کذا فی تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۸۱، سہیل اکیڈمی لاہور)
(و کذا فی مدارک التنزیل: ۱/۲۵۸، سورة الأعراف، قدیمی)
(۲) (سورة النساء: ۸۰)

وقال ابن کثیر "بحر تعالی عن عدہ ورسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بأن من أطاعه فقد أطاع الله، ومن عصاه فقد عصی الله، وما ذاک إلا لأنه ما یطلق عن الیہوی إن هو إلا وحی یوحی"
(تفسیر ابن کثیر: ۱/۷۰۳، دار السلام ریاض)

عبادت کو مخلوق کو خوش کرنے کے لئے کی جائے تو شرک کا خطہ ہے۔ (۱) قسمیں کس پر حوالہ دے رہے ہیں؟
عملاً ص ۵۷ و لا یسرث بعد ذہبہ أحدانہ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۰/۹۴ھ۔

بوقت مطالعہ تلاوت کرنا

سوال [۱۲۰۰]: ایسے کمرہ میں یا حجر تلاوت کرنا جس میں کئی آدمی اپنی کتب دینیہ زور سے پڑھ رہے ہیں یا مطالعہ کر رہے ہیں تلاوت کی طرف توجہ بالکل نہیں ہے تو اس صورت میں تلاوت یا حجر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر دوسرا شخص پہلے سے دینی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہے تو آہستہ تلاوت کی جائے (۲)۔ فتیہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۲/۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۲/۹۳ھ۔

کیا تلاوت کی وجہ سے کسی کے وظیفہ کو روکا جائے گا؟

سوال [۱۲۰۱]: اگر مسجد میں کوئی ورد یا وظیفہ پڑھ رہا ہو تو آیا از بلند تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

= "وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من أطاق فقد اطاع اللہ، ومن عصا فقد عصی اللہ" (مسند الإمام أحمد بن حنبل ۲/۲۷۰، دار إحياء التراث العربی)
(۱) (سورة الکہف: ۱۱۰)

(۲) "یکرر من الفقه وعیره یقرأ القرآن لا یلزمه الاستماع رجل یکتب الفقه و بحسہ رجل یقرأ القرآن ولا یمککہ استماع القرآن، کان الإثم علی القاری ولا شیء علی الکتب" (الفتاویٰ العالمگیریہ: ۵/۳۱۸، الباب الرابع، رشیدیہ)

(کذا فی رد المحتار: ۱/۵۴۶، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایہ، سعید)

(ومجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۳۳۰/۲، امجد اکیڈمی لاہور)

الجواب حامداً ومصلیاً :

اگر تلاوت پہلے سے کوئی شخص بآواز بلند کر رہا ہے اور پھر کسی نے آکر اپنا وظیفہ شروع کر دیا تو تلاوت کرنے والے کو روکا نہیں جائے گا اور اگر وظیفہ پہلے سے کوئی شخص پڑھ رہا ہے تو بعد میں آنے والا آہستہ تلاوت کرے مگر مجبور پھر بھی نہیں کیا جائے گا، محض احتسابی چیز ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۹/۸۸ھ۔

جلسہ کی ابتدا کلام پاک سے

سوال [۱۲۰۲]: مسلم یونیورسٹی مسلمانوں کا ادارہ ہے، جس کی مجلس (مسلم یونیورسٹی کورٹ) خالصہ مسلمانوں کی جماعت ہے اور کوئی غیر مسلم قنوناً اس کا ممبر نہیں بن سکتا۔ مجلس مذکورہ کے جلسہ خصوصی منعقدہ ۱ دسمبر ۱۹۳۹ء میں ایک ممبر نے یہ تجویز پیش کی کہ ورث کے جلسوں کی ابتداء تلاوت کلام سے ہوا کرے، اس پر ایک دوسرے ممبر نے مخالفت کی اور کہا کہ آج اس جلسہ میں تلاوت کلام ہوگی کل دوسرے جلسوں میں ہوا کرے گی اور جلسہ میں ناظم دینیات کو کلام پاک پڑھنے کے لئے بدنا ہوگا، اس سے اس تجویز کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ واضح رہے کہ اس مجلس میں کافی تعداد میں ممبران حافظ جی اور مذہبی پیشوا ہیں، مزید ممبران ہر ممبر مسلمان ہی ہے اور تلاوت کلام پاک کر سکتا ہے اور ناظم دینیات کا اس کام کے لئے مامور ہونا ضروری نہیں ہے۔

چونکہ یہ تجویز شامل ایجنڈا نہ تھی اور ہر ایسی تجویز کے پیش کرنے کے لئے جو خارج ایجنڈا ہو، دو تہائی

(۱) "صبی یقرأ فی البیت وأہلہ مشغولون بالعمل، یعدرون فی ترک الاستماع إن افتحو العدل قبل القراءة وإلا فلا، وكذا قراءة الفقه عند قراءة القرآن، مدرس یدرس فی المسجد وفيه مقررۃ یقرأ القرآن بحيث لو سکت عن درسه یسمع القرآن یعد فی درسه". (الفتاویٰ العالمکیویۃ ۵/۳۱، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح و قراءة القرآن، رشیدیہ)

(و کذا فی رد المحتار: ۵۴۶/۱، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایہ، سعید)

(و کذا فی مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ ۴/۳۳۰، امجد اکیڈمی لاہور)

ممبران موجودہ دنیا نے اپنی شرعی حاکمیت سے اس کے اس مخالفت کی بنا پر اس تجویز کو وہ تہائی ممبروں کی تائید حاصل نہ ہوئی اور تہائی نہ پیش کی جاسکی۔ مگر آئندہ اجلاس میں پھر اس تجویز کو باضابطہ نوٹس کے ساتھ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے ماتحت اس تجویز کو پیش کرنا شریعت حنفی کے رو سے میراث و کیا اس مخالفت کے بعد اس تجویز کو پیش کرنا اور جسے تلاوت کلام سے شروع کرنا لازمی ہو گیا؟ مفصل اور شرح جواب سے سرفراز ہو رہا ہے۔

[۲۰۳۱] نیز یہ دعاوت کا نام پائے گئے وضو کا ہونا ضروری ہے، بلا وضو کلام پاک ممنوع ہے؟

الجواب حامد و مصلیاً :

۱۔ اہل اسلام کے جسم کی ابتدا، آخر تلاوت کا م اللہ شریف سے ہو تو نہایت مستحسن ہے اور باعث برکت ہے، لیکن یہ فرض واجب کے درجہ میں نہیں کہ اس کے ترک کرنے سے کفار ہو جائیں محض مستحسن و راستہ ہاب کا درجہ ہے کہ اس کے خلاف کرنے سے برکت اور ثواب سے محرومی رہے (۱) اور بغض و تعاقب مسلمان قرآن شریف سے اس قدر تعلق اور گوارا رکھتے ہیں کہ ہر جگہ ہمیشہ اس کی تلاوت پر قدرت رکھنے والے نہ رہیں میرے آجاتے ہیں اور کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

۲۔ کوئی مجلس مسلمانوں کی قانون میں نہایت برکت کے ہمارے جسم میں تلاوت کی اجازت نہیں تو یہ قانون یقیناً اسلام اور اسلامی احساسات کے مخالف ہوگا، ایسی صورت میں اس قانون ساز جماعت کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ وہ خود ہی اس قانون کو منسوخ کر دے اور کلام الہی کی تلاوت پر ایسی پابندی کا مد نہ کرے، اگر وہ نہ مانے تو ایسے قانون کی پابندی نہ کرنا جائز ہے (۲) اس کے خلاف کرتا نہ رہی ہوگا۔ اسی طرح دعاوت و یہاں، زمر کرنا کہ بغیر اس کے کوئی اجلاس ہی نہ ہو سکے اس کو فرض کا درجہ دینا یہ بھی ناجائز ہے (۳) اس سے یہاں

(۱) "کل امر ذی بال لا یدأ فیہ بذکر فہو اقطع"۔ "کل امر ذی بال لم یدأ فیہ بذکر اللہ نہ مستنداً

علیٰ فہو اقطع"۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، مقدمہ : ۱/۳۷، ۳۸، رشیدیہ)

(۲) "لا طاعة لمخلوق فی معصیة اللہ"۔ (مسند الإمام أحمد : ۱/۲۱۲، رقم الحدیث : ۱۰۹۸، دار

احیاء التراث العربی)

(۳) "من اصر علی امر مدب و جمعہ عمر ما ولم یعمل بالرحمة، فقد اصاب منه الشیطان من الاصلاح

کرن چاہئے کہ آتش توافقی تلاوت سے ہو اور بھی بغیر اس کے بھی۔

۲۔ قرآن شریف کو ہاتھ لگانے کے لئے تو وضو کا ہونا ضروری ہے اور محض تلاوت کے لئے شرط نہیں ہے۔ مستحب ہے اور بلا وضو بھی تلاوت جائز ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود سنوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب صحیح سعید، حمد غفرلہ، صحیح عبدالمطیف، مدرسہ ہذا، ۶ ذی الحجہ ۱۴۵۸ھ۔

سیاسی غیر مسلم ہندوؤں کی آمد پر قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعہ مجلس کا افتتاح

سوال [۱۲۰۴]: ایک سیاسی مجلس میں ہندو مسم شریک ہوں اور یہ مجلس ہندو لیڈروں کی آمد پر منائی گئی ہو اور چند ہندو مجلس کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ کرنے کے متمنی ہیں۔ وریں صورت تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نوٹ تلاوت نہ کرے تو تعصب کا اندیشہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس مقصد سے تلاوت کی جائے کہ اللہ کے کلام سے ان کے قلوب متاثر ہو کر اسلام سے قریب ہو جائیں تو گنجائش ہے، اگر محض رسمی طور پر ہو یا اس کے اعزاز میں ہو تو اجازت نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

= وجاء فی حدیث ابن مسعودؓ ان اللہ یحب ان تؤتی رخصه کما یحب ان تؤتی عزائمہ

(السعیة، باب صفة الصلوة، قبل فصل فی القراءة: ۲/۲۶۳، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۱) "ولا تکرہ قراءة القرآن للمحدث طاهر" ای علی طہر لسانہ حفظاً بالإجماع، (الحسی الکبیر،

مطلب فی اصح القولین، ص: ۶۰، سہیل اکیڈمی)

(کذا فی مجمع الأنہر، ۴۲/۱، کتاب الطہارة، دار الکتب العلمیة بیروت)

(والنہر الفائق، کتاب الطہارة، ۱۳۴/۱، مکتہ امدادیہ ملتان)

(۲) "قل الإمام محمد فی السیر الکبیر، وإذا قال الحربی أو الذمی للمسلم: علمی القرآن، فلا بأس

بأن یعممه و یفقهہ فی الدین لعل اللہ یقلب قلبہ إنما یمنع منه إذا حیف منهم إهانته، أما إذا لم یکن =

تلاوت کے وقت سر ہلانا

سوال [۱۲۰۵]: تلاوت کلام پاک یا سب حدیث پڑھتے وقت سر ہلانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شرعی حکم نہیں طبعی چیز ہے، بعض بدلتے ہیں بعض نہیں۔ فقط: اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴ ۴ ۹۵ھ۔

ایک ایک کر قرآن شریف پڑھنے والے کا اجر

سوال [۱۲۰۶]: نسائی اور ابن ماجہ کے باب فضائل قرآن شریف میں جو یہ حدیث آئی ہے کہ ”

ایک ایک کر پڑھنے والے کو دہرا ثواب اور جو تیز پڑھتا ہے اس کو اکبر ثواب ملتا ہے“ (۱) یہ عقل کے خلاف اور انصاف کے خلاف ہے یا نہیں؟ محدثین نے اس کا کیا جواب دیا ہے؟ مہربانی فرما کر جواب صاف رد میں مفصل و مدلل دینا چاہیے۔ فقط بینوا تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

چونکہ ایک ایک کر پڑھنے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اس لئے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو دواجر میں گے ایک پڑھنے کا جر، دوسرا مشقت کا اجر۔ جو شخص روانی سے پڑھتا ہے اس کو مشقت نہیں ہوتی تو اس کو صرف پڑھنے کا اجر ملے گا اور اس سے مقصود قرآن شریف کی طرف توجہ اور رغبت دلانی ہے۔ جو شخص ماہر ہے ایک ایک کر نہیں پڑھتا

= مثل هذا الحوف فلا ناس بذلك “ (تکملة فتح الملہم شرح صحيح المسند، باب الہی ان سافر بالمصحف الخ: ۳/۳۸۶، مکتبہ دارالعلوم)

(و کذا فی الحلی الکبیر، ص: ۶۰، مطلب فی اصح القولین، سہیل اکیڈمی)

(وفی رد المحتار: ۱/۱۷۷، مطلب یطلق الدعاء الخ، سعید)

(۱) ”عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم “ لماهر بالقرآن مع السفرة

الكرام السررة، والذي يقرؤه، يتعتع فيه، وهو عليه شاق، له اجران اثنان “ (سنن ابن ماجہ، باب ثواب

القرآن، ص: ۲۷۶، میر محمد کتب خانہ)

(وسنن أبی داؤد مع بذل المحمود، باب فی ثواب قراءة القرآن ۲/۳۳۷، مکتبہ قسیمیہ، مئذ)

دس دفعہ ”قل هو اللہ“ پڑھنے سے جو مکان جنت میں ملے گا کیا اس میں بیوی بچے بھی ساتھ ہوں گے؟

سوال [۱۲۰۸]: بعض نو تعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ جو شخص دس بار ”قل هو اللہ“ پڑھے گا ایک محل جنت میں تعمیر ہوتا ہے تو کیا وہ محل صرف اسی کے لئے ہے یا اس کے ساتھ حور و عثمان بھی رہیں گے؟
الجواب حامداً ومصلیاً:

دس مرتبہ ”قل هو اللہ“ پڑھنے پر جنت میں ایک محل کا تیار ہونا کس روایت میں ہے؟ ان سے دریافت کر کے لکھئے تاکہ اس پر غور کیا جائے، اتنا ثابت ہے کہ جنت میں جو کچھ آدمی چاہے گا اس کو ملے گا۔ ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۳/۹۴ھ۔

تمباکو والا پان منہ میں رکھ کر تلاوت کرنا

سوال [۱۲۰۹]: پان میں تمباکو کھا کر مسجد یا دوسری جگہ تلاوت قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس لئے پان کھایا گیا ہو کہ اس سے نیند نہ آئے۔

= (وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریہ، ۵/۳۱۷، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن، رشیدیہ)

(مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۳/۲۳۰، امجد اکیڈمی لاہور)

(۱) (الزحرف: آیت: ۷۱)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (تفسیر ابن کثیر: ۳/۱۷۱، دارالسلام، ریاض)

وقال الإمام أحمد رحمه الله تعالى: "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن أدنى أهل الجنة منزلة أن له لسع درحات، وهو على السادسة، وفوقه السابعة، وأن له ثلثمائة خادم، ويعدى عليه ويراح كل يوم بثلاث مائة صفحة إلخ" (مسند الإمام أحمد

۲/۳۵۰، دار إحياء التراث العربی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

دب واحتمام کا تقاضا یہ ہے کہ منہ صاف کر کے تلاوت کی جائے (۱) اور یہ تصور کیا جائے کہ میں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں، پھر انشاء اللہ تعالیٰ نیند نہیں آئے گی۔ فقط واللہ اعلم۔
 ۷ راجعہ مکتوبہ وغیرہ اور مجموعہ دیوبند، ۱۸، ۱۱، ۹۴ھ۔

دنیاوی غرض کے لئے بھی ذکر قرآن پراجر ہے

سوال [۱۲۱۰]: بعض اور اہل جن کے فضائل احادیث سے ثابت ہیں مثلاً قرآن شریف علی طلاق اور اس کی بعض سورت و آیات بالخصوص ”سبحان للہ، وسبحہ للہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ سبح، لا یسہ، لا یلہ، وحده“ وغیرہ وغیرہ جن کے فضائل منصوص ہیں، اس قسم کے اور اگر کسی ترکیب سے پڑھے جائیں جو مشائخ نے بیان فرمائی ہیں یا عالموں نے بتلائی ہیں یا خاص اس کمیت اور کیفیت سے پڑھی جائیں جو کمیت اور کیفیت ان کی احادیث سے ثابت ہے، مگر ان کے پڑھنے سے کسی دنیوی غرض کا پورا کرنا ہے مثلاً یہ کہ رزق میں فراخی ہو جائے یا بچہ پیدا ہو یا فلاں مرض دفع ہو جائے، یا فلاں غائب و پس آجائے یا تجارت میں نفع ہو یا فلاح عورت سے نکاح ہو جائے یا فلاں فلاں میں محبت ہو جائے یا فلاں کشتہ و مال واپس مل جائے یا فلاح مصیبت اور تنگی دور ہو جائے یا تسخیر عالم ہو جائے یا تسخیر جنات وغیرہ ہو جائے یا تسخیر کواکب مشرق و مغرب، شمس و قمر وغیرہ ہو جائے یا فلاں فلاں مقدمہ ختم ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک حاجت کے لئے خاص خاص ترکیب سب عملیات میں موجود ہیں اور مشائخ عظام سے منقول ہیں اور قرآن شریف کی مختلف آیات اور سورت سے بتلائی گئی ہیں اور بعض مفسرین نے بعض بعض آیات کی خاصیت تحریر فرمائی ہیں کہ ان میں یہ فوائد ہیں جو کہ دنیوی اغراض سے تعلق رکھتے ہیں اور حالانکہ قرآن شریف کے نصوص میں ورد ہے کہ ایک ایک حرف کے بدلہ میں ۱۰، ۱۰ انکیاں ملتی ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن شریف کی بعض آیات یا اذکار مذکورہ میں سے کسی کو اگر کوئی شخص اس قسم کی دنیوی حاجت کے لئے پڑھے تو پڑھنے والے کو اس پر کوئی ثواب مرتب ہو گا یا نہیں؟

(۱) تبابتہ میں متوجہ نہیں ملے، بہت حرف عام میں اس کو بے ادبی خیال کیا جاتا ہے، اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

گر ہوگا تو کیا وہی منصوص یا اس سے کم اور اگر حاجت دنیوی کے لئے پڑھا جائے کہ آثار میں سے احسن ذکر ہیں مثلاً سورہ واقعہ کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر رات میں پڑھنا دفع فقر ہونا منتوں ہے (۱)، اسی طرح پر "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" سج و لا مسح، من اللہ لا یبہ (۲) کا حدیث مرفوع میں نہ نوے بد کا دفع ہونا جس کا ادنی فقر ہے مروی ہے تو اگر کوئی اس وظیفہ کو دفع فقر اور فقرہ تنہدستی کے لئے دائمی پڑھتا ہے تو کیا اس کو اس دنیوی حاجت کے قضاء کے لئے پڑھنے سے ثواب جو مطلقاً تلاوت قرآن شریف کے متعلق یا "لا حول ولا قوۃ" سج پڑھنے پر روایات میں وارد ہے موصول ہوگا یا نہیں؟

اور اگر کوئی شخص ایسا وظیفہ جن کے فضائل منصوص سے ثابت ہیں بالفاظ ظہر تو نہیں پڑھا کرتا مگر ایسا ہی جن اور اذکار کے فضائل روایات سے ثابت ہیں، مثلاً: دُعا، ثنا و حمد باری عز اسمہ و درود بالفاظ ثور، ان کے فضائل منصوص ہیں، اب کوئی شخص فارسی، ہندی وغیرہ زبان میں کوئی ورد، دُعا، ثنا، کاسی حاجت کے لئے پڑھتا ہے تو کیا اس کو وہ ثواب بھی مل سکتا ہے جو دُعا، ثنا وغیرہ کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ بالتفصیل بیان فرما دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو خواص و فوائد آیات و سورا و اذکار کے منصوص ہیں ان کے لئے پڑھنے سے ثواب میں کمی نہیں آئے گی، کیونکہ جس نے ثواب بتایا ہے اسی نے خواص و فوائد بتائے ہیں اور ان خواص و فوائد کے لئے پڑھنے کی تعظیم دی ہے اور ثواب کو مشروط نہیں کیا خواص و فوائد کی نیت نہ ہونے کے ساتھ۔

نیز خواص و فوائد اور نیت ثواب میں تزامن بھی نہیں کہ اجتماع دشوار ہو، گواہی اور افضل درجہ یہ ہے کہ محض رضائے حق تعالیٰ مقصود ہو کیونکہ خواص و فوائد کا ترتیب تو بہر حال ہوگا پھر ثواب کو تابع اور خواص و فوائد کو متبوع بنانے کی کیا ضرورت ہے، تاہم اس سے ثواب منصوص میں کمی نہ ہوگی اگرچہ یہ درجہ مفضوں ہونے کی وجہ سے افضلیت کا ثواب نہ مل سکے گا، اپنی مشروع اغراض کے لئے دعا کرنا خود مامور بہ ہے جو کہ موجب ثواب ہے اور

(۱) "عن عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من قر سورة

الواقعة کل لیلۃ، لم تصبه فقة ابداً" (تفسیر اس کثیر ~ ۳۶۰، سورة الواقعة، دار السلا، ریاض)

(۲) (مسند الإمام أحمد: ۵۹۵/۲، رقم الحدیث: ۸۰۲۲، دار احیاء التراث العربی)

و حصص حصین ۳۵۶، رقم: ۵۴، خزینۃ علم و ادب، لاہور)

مصیبت کا علاج قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھنا

سوال [۱۲۱۱]: ہمارے یہاں ایک صاحب نے یہ عمل بتلایا کہ مصیبت کے وقت یا کسی پریشانی کے وقت پریشانی دور کرنے کے لئے قرآن مجید کی سطروں پر انگلی رکھتے جائیں اور بسم اللہ پڑھتے جائیں چاہے قرآن پڑھا ہوا ہو وہ بھی قرآن پاک کی آیتوں پر انگلی رکھتا جائے اور بسم اللہ پڑھتا جائے تو کیا یہ عمل ٹھیک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصیبت دور کرنے کا علاج توبہ و استغفار ہے، کناہوں سے نادم ہو کر معافی مانگنا اور تائب ہونا۔
کرنے کے حقوق اللہ: نماز، زکوٰۃ، صدقہ، روزہ جو بھی ذمہ میں باقی ہیں ان کو پورا کرنا ہے (۱)، بندوں کے حقوق کو دینا ہے اور ان سے معافی مانگنا ہے (۲)۔ قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھ کر بسم اللہ پڑھنا قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانج تجویز نہیں فرمایا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، یلم محرم ۱۳۹۳ھ۔

جواب صحیح بندہ نغمہ امجدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، یلم محرم ۱۳۹۳ھ۔

قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا

سوال [۱۲۱۲]: قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ہر سطر پر محض بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) "عن حابر رضى الله تعالى عنه قال: إن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "يا كعب بن

عجزة! الصلاة قرآن، والصوم جنة، والصدقة تطفى الحطينة، كما يطفى الماء النار" (المسند للإمام

أحمد: ۳/۳۹۹، دار إحياء التراث العربی)

(وصحيح البخاری: ۱۷۵/۹، دار الفکر بیروت)

(والسنن للسانى: ۱۶۶/۳، دار الکتب)

(۲) "وأبصأ قد نصوا على أركان التوبة ثلاثة الدامة على الماصى، والإقلاع فى الحال، والعزم على

عدم العود فى الاستقبال و إن كانت عما يتعلق بالعباد فوقف صحة التوبة معها مع ما

قدمناه فى حقوق الله تعالى على الحروح عن عهدة الأموال و إرضاء الخصم فى الحال والاستقبال بأن

يتحلل منهم أو يرددها إليهم" الخ. (شرح الفقه الأكبر، بحث التوبة، ص: ۱۵۸، قديمی)

تبرکات و تہن اور عدم ختم قرآن کی وجہ سے ہر دو کا کیا حکم ہے؟

۲ اس طریقہ کو ختم قرآن سے تعبیر کرنا میسا ہے؟

۳ اگر وظیفہ کے لئے ایسا عمل نیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

۴ اگر جائز ہے تو محض امر دینی و مقصد شرعی کے لئے جائز ہے یا حصول غرض دنیوی یعنی غیہ شرعی

کے لئے بھی جائز ہوگا؟ نیز حصول موت جبکہ ضرورت سے زائد ہو امر دینی ہوگا یا دنیوی و غیہ شرعی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱ قرآن کریم کی ہر سطر پر انکی پچیس مرتبہ اللہ پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ یہ بسم اللہ ہے، یہ غلط ہے، محض بسم

اللہ پڑھنے کا ثواب مستقل ہے۔

۲ اس طریقہ کو ختم قرآن کہنا اور سمجھنا غلط ہے۔

۳ اگر کوئی وظیفہ ایسا ہو کہ قرآن کریم کی سطور کے عدد کے موافق بسم اللہ پڑھی جائے تو اس کی

انجائش ہے۔

۴ خد ف دین کسی مقصد کا حاصل کرنا اور اس کے لئے وظیفہ پڑھنا درست نہیں، غیہ شرعی

مور سے تو بچنے کا حکم ہے، ضرورت سے زائد ناموری کے لئے دولت حاصل کرنا امر دنیوی اور غیر شرعی

ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۷/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ایک شب میں قرآن کریم ختم کرنا

سوان [۱۲۳]: زید نے کہا کہ تلاوت قرآن پاک ایک شخص ایک شب میں نہیں کر سکتا، اگر کسی

نے کیا تو سنت کے خد ف کیا، قرآن پاک کی تلاوت ترتیل کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، ایک شب میں جس نے

تلاوت کر کے لوگوں کو سنایا وہ قرآن کا حق ادا نہ کیا خلاف سنت ہے، قرآن کی بعض آیات یا تمام آیات کو جد جدد

(۱) "عن سلمة قال سمعت حذراً رضي الله تعالى عنه يقول: قال النبي ﷺ "من سمع سمع الله به و

من يراء يراء الله به". (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة: ۹۶۲/۲، قدیمی)

پڑھنے کا حکم شرعاً نہیں ہے کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مازم وہ گنہگار ہے۔ اس پر ہمارے کہا کہ ایک شب میں تلاوتِ قرآن کرنا درست ہے، ہمارے علاقہ میں حافظ چند گھنٹے میں قرآن ختم کرتے ہیں۔ اس پر زید نے کہا کہ وہ شیطان ہیں جو چند گھنٹے میں جیسا ویسا پڑھ دیا۔ تمام آبادی زید پر ناراض ہے کہ حافظ کوشیت ن کیوں کہا مگر زید نے حدیث نہ ماننے کی وجہ سے کہا۔

زید کی مندرجہ باتیں کس حد تک درست ہیں اور برقی بات کہاں تک درست ہے؟ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نہ مانے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں اس بات پر شدید اختلاف ہے۔ ہمارے کہا کہ یہ کوشیت ن کیوں کہا، زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جو نہ مانے اس بناء پر کہا۔ دونوں میں سے کس کا قول درست ہے؟ شرعاً جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث پاک میں تین شب سے کم میں ختم قرآن پاک کو ناپسند فرمایا گیا ہے (۱)، اس میں پورے تدبر کا عموماً موقع نہیں ملتا، اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے اولیائے عظام سے تین شب سے کم میں بلکہ ایک شب میں بلکہ ایک رکعت میں پڑھنا بھی منقول ہے بلکہ ایک رات میں کئی کئی مرتبہ قرآن ختم کرنا بھی منقول ہے (۲)۔ اب بھی جو شخص قرآن پاک سے شوق و دلچسپی رکھتا ہو اور اس کو پختہ یا دہوشی پڑھتا ہو، دل جمعی سے تین شب سے کم میں ختم کر لے تو وہ گنہگار نہیں اور ایسے آدمی کو شیطان کہنا زیادتی ہے، جس نے کہا وہ اپنی

(۱) "وعن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لم يفته من قرأ القرآن في أقل من ثلاث" أي ليالي لأنه إبداع لم يتمكن من التدرله والتفكر فيه سب العجدة والملاحة" (مرفقة المصاحف، شرح مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن ۴/ ۲۰۱، رقم الحديث: ۲۲۰۱، رشیدیہ)

(۲) قال العلامة اللکوی "ان قيام الليل كله، وقراءة القرآن في يوم وليلة مرة ومرات، وإدعاء ألف ركعات أو أريد من ذلك، ونحو ذلك من المحاهدات والرياضات ليس بدعة، وليس بمهمل عنه في الشرع. بل هو أمر حسن مرغوب إليه، لكن بشروط إلخ" (إقامة الحجة على أن الإكثار في التعداد ليس بدعة، في ضمن مجموعة رسائل اللکوی: ۲/ ۲۰۱، إدارة القرآن)

(و کذا فی الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۸۲، ۸۳، قدیمی)

خطی کا اعتداف کر کے رجوع کر لے، اس نے بھی حدیث شریف کی وجہ سے کہا ہوگا مگر کہنے میں حدیث روایت نہیں کی، خطی سے خط لفظ بہدیا، اپنی خطی کا اقرار کر کے اصلاح کرنا بہت عمدہ بات ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ عبدالمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۳/۹۴ھ۔

ختم قرآن پر دعوت کرنا

سوال [۱۲۴]: میرے بچے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ یک ترغیبی جلسہ کر کے شیرینی تقسیم کروں، کیا ایسا کرنے سے کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن پاک اللہ پاک کی بہت بڑی دولت ہے، اس کا حفظ کر لینا بہت بڑی دولت ہے، اگر شکرانہ کے طور پر احباب و متعرفین کو مدعو کیا جائے اور غرباء و احباب کو کھانا کھلایا جائے تو یہ اس نعمت کی قدر دانی ہے ممنوع نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک دوسروں کو بھی حفظ کا شوق عطا فرمائے اور یہ اجتماع ترغیب و تبیغ میں معین ہو جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سورۃ بقرہ دیدی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب و غرباء کو کھدیا تھا (۱)، اس سے سلف صالحین میں اس کی اصل اور نظیہ موجود ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ کے یہاں اخذ ص کی قدر ہے، ریا اور فخر کے سے جو کام کیا جائے وہ مقبول نہیں (۲) اور نیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے (۳)۔

(۱) "قال السيوطي في الدر أخرج الحطيب في رواة مالك والبيهقي في شعب الإيمان عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال "تعلم عمر رضي الله تعالى عنه القرة في اثني عشرة سنة، فلما حنط بحر جزورا". (أوجز المسالك: ۴، ۱۳۴، إدارة تالیفات اشرفیہ)

(۲) "وعن حذوب - رضي الله تعالى عنه - قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من سمع سمع لله به، ومن يراءى يراءى الله به" متفق عليه". (مشکوٰۃ المصابیح، باب الرياء والسمعة من الرقاق، الفصل الأول، ص: ۴۵۴، قدیمی)

(۳) "عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال "إن الله عروجل لا يسطر بي صوركم و أموالكم، ولكن يطر إلى قلوبكم و أعمالكم" رواه مسلم" مشکوٰۃ لمصابیح، کتاب لروق، باب الرياء والسمعة، الفصل الأول، ص: ۴۵۴، قدیمی)

مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر اس نے رسم کی صورت اختیار کر لی تو اور پریشانیوں (۱)، اس نے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء بھی دے دی جائیں (۲)۔ یہی ہے جہاں ختم کیا ہے وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرینی وغیرہ دیدی جائے اور مدرسہ کی آمدنی دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۷/۸۹ھ۔

مکان کی تعمیر پر قرآن کریم ختم کرنا

سوال [۱۲۱۵]: زید ایک نیا مکان تعمیر کر رہا ہے، اس کی خیر و برکت کے لئے ایک ختم قرآن کروانے

چاہتا ہے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

خود اور اہل خانہ و احباب اس میں قرآن پاک کی تلاوت کر لیں اور دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا فرما، اس مکان میں رہنے والوں کو طاعات کی توفیق دے، اتباع سنت میں سب فرما، گناہوں سے محفوظ رکھ، شیطین، جنات اور پڑوسیوں کے شرور سے حفاظت فرما (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۴/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

(۱) "من أصر على أمر مدب و جعله عزماً ولم يعمل بالرحمة، فقد أصاب منه الشر" من الإصلا

و جاء في حديث ابن مسعود رضى الله تعالى عنه إن الله يحب أن تؤتى رحت كما يحب أن

تؤتى عزائمہ" (السعاية، باب صفة الصلوة، قبيل فصل في القراءة ۲۰، ۲۶۳، سهيل الكشي - مي لاہور)

(۲) قال الله تعالى: ﴿وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم﴾ أي والإخفاء (خير) من الإبداء

والأحاديث في أفضلية الإخفاء أكثر من أن تحصى الخ" (روح المعاني: ۴۴، دار إحياء

التراث العربي بيروت)

(۳) "ولا بأس باحتماهم على قراءة الإخلاص جهراً عند ختم القرآن ويستحب له أن يجمع أهله وولده

عند الختم" يدعو لهم الخ" (الفتاوى العالمكيرية، الباب الرابع في التسبيح وقراءة القرآن ۵ - ۳۱، رشيدية) -

نابالغ سے ختم کرانا

سوال [۱۲۱۶]: ہمارے یہاں گھروں میں ختم شریف راتے ہیں، بہت سے بچے ناپاک کہ جن کو کچھ ناپاکی تینہ نہیں ہے وہ بھی پڑھتے ہیں، قرآن پاک میں کئی جگہ سجدہ آتا ہے وہ ایک مرتبہ بھی سجدہ نہیں کرتے، اس طرح پختہ کرانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

جونسکے نابالغ اور ناسمجھ ہوں ان پر سجدہ تلاوت واجب نہیں (۱)، جب وہ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ثواب ملتا ہے (۲)، بڑوں کے ذمہ ہے کہ پاکی، ناپاکی کی تمیز سکھائیں۔ میت کو ثواب پہونچنا بہت اچھا ہے ان سے ثواب پہونچانے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور میت کو بھی (۳)، لیکن جب کہ یہ ثواب پہونچنا شریعت کے موافق ہو یعنی اخلاص کے ساتھ ہو، ریاکاری، رسم کی پابندی، سوم، دہم، چہم وغیرہ نہ ہو اور پڑھنے والے بھی ثواب کے لئے پڑھیں، چنوں، لالچگی دانوں، دعوت پیسوں کے لالچ سے نہ پڑھیں ورنہ ثواب نہیں ہوگا بلکہ گنہ ہوگا (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

= (و کذا فی حاشیۃ الضحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۱۸، فصل فی صفۃ الأذکار، قدیمی)

(وتفسیر ابن کثیر: ۲/۲۸۱، سہیل اکیڈمی)

(۱) "فلا تحب (سجدة التلاوة) علی کافر و صی و محبون و حانص و نساء قرأوا أو سمعوا، لأیہم لیسوا أهلاً لها". (الدر المختار: ۲/۱۰۷، باب سجود التلاوة، سعید)

(۲) "عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها إلح" (جامع الترمذی ۱۱۹۲، باب ما جاء فی من قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر، سعید)

(۳) "من صام أو صلى أو تصدق، و جعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء، حار، و يصل ثوابها إليهم عبد اهل السنة والجماعة". (رد المحتار: ۲/۲۴۳، مطلب فی القراءة للمیت، سعید)

(۴) "ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث و بعد الأسبوع، و نقل الطعام إلى القر في المواسم و اتحاد الدعوة لقراءة القرآن و جمع الصلحاء والقراء للنخبة" (رد المحتار ۲/۲۴۰، مطلب فی =

تلاوت کا ثواب پڑھنے والے کو بھی ملتا ہے

سوال [۱۲۱۷]: زید روزانہ تلاوت کلام اللہ کے بعد اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کل مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کو ثواب بخش دے تو کیا زید و تلاوت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
الجواب حامداً و مصلياً:

اس کو بھی ثواب ملے گا وہ ہرگز محروم نہیں رہے گا (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔
حررہ العبد محمد غنئی عند دار العلوم دیوبند، ۱۶ ۹ ۸۷ھ۔

قبرستان میں قرآن شریف لے جانا اور پڑھ کر ثواب پہونچانا

سوال [۱۲۱۸]: قبرستان میں قرآن شریف لیجا کر خود پڑھنا خواہ دوسرے تاجرت پر پڑھوں
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلياً:

قرآن شریف خود پڑھ کر ایصال ثواب کرنا یا دوسرے سے پڑھوا کر ثواب پہونچنا درست اور میت

= كراهة لضيافة من أهل الميت، سعيد)

(۱) "الأصل أن كل من أتى بعبادة ما، له جعل ثوابها لغيره". (الدر المختار) (قوله بعبادة ما الحج) 'ي
سواء كانت صلاة أو صوماً أو صدقة أو قراءة أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة و غير ذلك
الأفضل لمن يتصدق به لا أن يوى لجميع المؤمنين والمؤمنات، لأنها تصل إليهم ولا تنقص من أحده
شيء اهـ" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۲ ۵۹۵ سعيد)

"قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة
عشر أمثالها، لا أقول "الم" حرف، ولكن "الف" حرف "و" حرف "حرف" وميم "حرف" (جامع
الترمذی، باب ما جاء في من قرأ حرفاً من القرآن: ۲/۱۱۹، سعيد).

(كذا في المسند للإمام أحمد: ۳/۴۳۷، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(ومصنف ابن أبي شيبة: ۱۰/۴۶۱، دار الفكر بيروت)

(والكامل في الصغفاء لابن عدي: ۵/۱۷۸۰، دار الفكر بيروت)

کیسے نافع ہے (۱) لیکن اجرت دیکر پڑھوانا جائز نہیں ہے گناہ ہے، اجرت کا لینا بھی ناجائز ہے اور اس سے ثواب نہیں پہنچتا، اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار، جلد خامس، کتاب الاجارہ میں عینی وغیرہ سے بصراحت نقل کیا ہے (۲)۔ قبر پر قرآن شریف پڑھنے میں اختلاف ہے، ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

”ثم قراءة القرآن وإهداء ما نه تطوعاً بغير أجرة، يصل، ولو أوصى بأن يعطى شيئاً من ماله ممن يقرأ القرآن على قبره فالوصية باطله؛ لأنه في معنى الأجرة، كذا في الاحتيار وإهد بمعنى عدم حوار الاستجار على الطاعات (إلى قوله) ثم القراءة عند نقور مكروهة عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى ومالك رحمه الله تعالى وأحمد رحمه الله تعالى في رواية. لأنه محدث تروى به النسبة. وقال محمد بن حسن وأحمد في رواية: لا يكره. روى عن ابن عمر أنه أوصى أن يقرأ على قبره وقت الدفن بفواتح سور البقرة وحواتمها، والله سبحانه أعلم“ (۳)۔

طحاوی نے امام محمد کے قول کو مختار لکھا ہے: ”وأخذ من ذلك جواز لقراءة على القبر، والمسئنة دلت خلاف: قال الإمام، تكره؛ لأن أهلها حيفة، ولم يصح فيها شيء عنده عنه صلى الله عليه وسلم، وقد قال محمد: تستحب لورود الآثار، وهو المذهب سحر كما صرحوا به في كتاب الاستحسان الخ“۔ طحاوی، ص: ۳۲۳ (۴)۔

قرآن شریف کو قبرستان میں لے جا کر تلاوت کرنا فی نفسہ مباح ہے لیکن اس کا التزام منع ہے جیسا کہ بعض دیار میں رواج ہے، ثواب گھر سے بھی پہنچ جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود سنو بیعہ اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱/۵/۱۴۰۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

(۱) ”من صام أو صلى أو تصدق، وحل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء، جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة“۔ (رد المحتار: ۲/۲۲۳، مطلب في القراءة للميت، سعيد)

(۲) (رد المحتار ۶/۵۶، كتاب الإجارة، مطلب تحريرهم في عدم حوار الاستجار على التلاوة والتهيل ونحوه مما لا ضرورة إليه، سعيد)

(۳) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۳۱، قديمي)

(۴) (حاشية الطحاوی، ص: ۶۲۳، باب زيارة القور، قديمي)

غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا

سوال [۱۲۶۹]: اگر کوئی مسلم غیر مسلم کو قرآن وغیرہ پڑھائے تو کیا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر با اثر مسلم کسی غیر مسلم کو اس نیت سے قرآن کریم پڑھائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے تو درست ہے، مگر اس کو تائید رکھے کہ وہ بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۷/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۷/۹۲ھ۔

انگریز کو قرآن شریف کی تعلیم دینا

سوال [۱۲۲۰]: ایک عیسائی اور اس کی میم بالغ ہیں اور قرآن شریف پڑھنا چاہتے ہیں، کیا ان کو

پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

امام مسجد، جدید دہرہ دون۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہ نیت تبلیغ و ہدایت پڑھنا جائز ہے، یہاں پر یہ عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق اسد موطا فرمائے۔ قرآن شریف کا حتر مٹھوٹا رکھنا ضروری ہے کہ بد وضو اس کو ہاتھ نہ لگایا جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۱۱/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/ذی قعدہ/۵۸ھ۔

صحیح: عبد الطیف، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/ذی قعدہ/۵۸ھ۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَا يُمَسِّسُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (واقعة: ۷۹)

”ویمس الصرائی من مسہ، و حورہ محمد اذا اعتسل، ولا ناس تتعلیمہ القرآن و لفقہ عسی ان یہندی“۔ (الدر المختار، کتاب الطہارۃ، قبیل باب المیاء: ۱/۷۸، سعید)

”ولا ناس تتعلیم الکافر القرآن أو الفقه رحاء ان یہندی، ولکن لا بمس المصحف مالم یغتسل“۔ (الحلی الکبیر، تنمات فیما یکرہ من القرآن فی الصلاة وما لا یکرہ وفي القراءة خارج الصلاة،

ص: ۴۹۲، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) (تقدم تحریجہ تحت عنوان: ”فی مسملہ قرآن کی تعلیم دینا“)

غیر مسلم کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دینا

سوال [۱۲۲۱]: سوائے مسلم کے دیگر مذہب کے لوگوں کو قرآن شریف پڑھانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

جائز ہے، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو اسلام کی توفیق دیدیں، مگر اس کو قرآن شریف کو ہاتھ لگانے سے بلا وضو منع کر دینا چاہئے:

”کافر من أهل الذمّة أو من أهل الحرب طالب من مسلم أن يعنّم القرآن والفقہ، فإنّو : لا بأس بأن يعلم القرآن والفقہ فی الدین ؛ لأنہ عسی أن یهدی إلی الإسلام فیسم، ولا أن الکفار لا یمس المصحف اھ۔“ فتاویٰ قاضی خان : ۷۹۴/۴ (۱)۔

یعنی اہل ذمہ یا اہل حرب میں سے کسی کافر نے کسی مسلمان سے درخواست کی کہ وہ اس کو قرآن و فقہ کی تعلیم دے تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کو قرآن اور فقہ فی الدین کی تعلیم دے، اس لئے کہ امید ہے کہ اس کو اسلام کی ہدایت ہو جائے اور وہ اسلام قبول کر لے، مگر یہ کافر قرآن پاک کو نہ چھوئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۲/۵۶ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۸/صفر/۵۶ھ۔



(۱) ”قال الإمام محمد فی السیر الکبیر : ”و إذا قال الحربی أو الذمی للمسلم. علمنی القرآن، فلا بأس بأن یعنّمه و یفقّہ فی الدین، لعل الله یقلب قلبه. والحاصل مما سبق أن وقوع المصحف بأیدی الکفار إسمای منع منه إذا حیف منهم إهانتہ، أما إذا لم یکن مثل هذا الخوف، فلا بأس بذلك لا سیماً لتعلیم القرآن و تبلیغہ. والله اعلم“ (تکملہ فتح الملہم شرح صحیح الإمام مسلم، باب النہی أن یسافر بالمصحف الخ: ۳/۳۸۶، مکتبہ دار العلوم کراچی)

و فی الدر . ”و یمنع الصرانی من مسہ، و جوزہ محمد إذا اغتسل، ولا بأس بتعلیمہ القرآن والفقہ، عسی أن یهدی۔“ (الدر المختار، کتاب الطہارۃ: ۱/۱۷۸، سعید)

المتفرقات

قرآن افضل ہے یا سید؟

سوال [۱۲۲۲]: ایک مولوی صاحب سے کسی نے شانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ قرآن پاک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ مسئلہ نازک ہے عام لوگوں کی فہم سے اوپر ہے۔ لیکن سائل ایک سید تھا جس کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم قرآن شریف سے بوجہ اولاد ہونے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہیں لہذا ہم پر شریعت کی پابندی ضروری نہیں۔ مولوی صاحب نے عظمتِ قرآن شریف میں فرمایا کہ قرآن شریف کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُصْطَفَوْنَ﴾ اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانا حالتِ جنابت اور وضو نہ ہونے میں احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا احترام تھا۔

ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ بعض جہلاء نے یہ فتویٰ دیا کہ ایسا مولوی صاحب واجب القتل ہے، والد نے اپنے بیٹے کو تنبیہ کی کہ مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے تم نماز پڑھا کرو، اس نے جواب دیا کہ دیوبندی کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور آپ کی اس بارے میں میرے اوپر اطاعت کوئی ضروری نہیں اور قیامت میں میری اس نافرمانی کا اجر ملے گا نہ کہ گناہ آیا والد صاحب کی اطاعت ضروری ہے یا مرشد بریوی کی؟ جواب مدلل ہو اور مسئلہ کی پوری تحقیق ہو۔

الجواب حامداً ومصلحاً:

جابل سید کا یہ مقولہ انتہائی جہالت پر مبنی ہے، شریعتِ غرا کی پابندی خود بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ضروری تھی (۱)۔ آں حضرت صلی

(۱) قال اللہ تعالیٰ ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (سورة طہ: ۱۳۳)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادُونَ﴾ (سورة الذاریات: ۵۶)

مہدیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرے۔“ عبد اللہ مسیب تو میں اس کا بھی ہاتھ

ٹاؤں گا“ (۱)۔ پھر حضور بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پر شریعت کی پابندی کیسے ضروری نہیں ہوگی؟

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک میں تقابل کا مسئلہ واقعہ نازک ہے، ہر شخص کے سمجھنے کا نہیں، سعید شریعتی یہ میں اس پر کلام کیا ہے۔ جو امور موافق شرع ہوں ان میں پاپ کی اصاحت کرنی چاہئے، خلاف شرع امور میں اصاحت جائز نہیں ”لا صاعۃ معصوق فی معصیۃ صادق“۔ حدیث (۲)۔

مسئلہ مذکورہ میں عظمت قرآن شریف کے متعلق مولوی صاحب کا جواب اور عقیدہ صحیح ہے اور ایسے شخص کو جب قتل قرار دینا عین داور عصیت ہے۔ لڑکے کا اپنے والد کو جواب مذکور دینا غلط ہے، اس کو معذرت میں والد کی اطاعت کرنی چاہئے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے۔ فقط واللہ سبحی نہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود سنو بی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/۸/۶۴ھ۔

صحیح: عبد الطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، ۱۲/شعبان/۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

غلاف قرآن اور غلاف کعبہ میں کون افضل ہے؟

سوال [۱۲۲۳]: زید کہتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۰ھ میں پانی پت میں وعظ فرمایا۔

(۱) ”عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا أن قریشاً أھمھم شأن المرأة المخزومیۃ التي سرقۃ، فقالوا: من یكلم فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقالوا: و من یحترئ علیہ أسامۃ بن ریدۃ حتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فكلّمہ أسامۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”أتشفع فی حدّ من حدود اللہ“ ثم قدّم و حنط، ثم قال ”بما أھلك الدین قبلکم، إیھم كانوا إذا سرق فیھم الشریف تركوه، وإذا سرق فیھم الصغیر أقاموا علیہ الحد، وأیہم اللہ لو أن فاطمة بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سرقۃ لقطعت یدھا“ (مشکوۃ المصابیح، ص ۳۱۳، باب الشفاعة فی الحدود، قدیمی)

(روسن ابن ماجہ، ص ۱۸۳، باب الشفاعة فی الحدود، قدیمی)

(۲) (فیض القدیر: ۶۳۸۶/۱۲، رقم الحدیث: ۹۹۰۳، بیروت)

(ومسند الإمام أحمد ۵۹/۶۰، رقم الحدیث: ۲۰۱۳۰، دار إحياء التراث العربی)

تھا جس میں حضرت نے ایک اہم مسئلہ بیان فرمایا تھا کہ خلاف کلام اللہ خلاف بیت اللہ سے افضل ہے، چونکہ کلام اللہ، اللہ کی صفات ازلیہ ابدیہ میں سے ہے اور صفت موصوف میں علاقہ اتحاد ہوتا ہے، اس بناء پر وہ کپڑا خلاف کلام اللہ جس کا اتصال صفت حق تعالیٰ کے کلام سے ہے وہ افضل ہے بہ نسبت اس کپڑے کے جس کا اتصال صفت باری تعالیٰ سے نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے نہیں کہ اس پر ایمان کی صحت موقوف ہو یا اس پر ادائے فرائض موقوف ہو، محض مہمی نکتہ کے درجہ میں ہے، ایسے مسائل میں نزاع نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کریم کا بیت اللہ سے افضل ہونا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے (۱)، اسی واسطے جو خلاف (جزدن) قرآن کریم سے متصل ہے وہ خلاف بیت اللہ سے افضل ہوگا، یہ بات الگ ہے کہ خد ف بیت اللہ پر کلمہ شریف یا کوئی آیت لکھی ہو تو اس کی وجہ سے اس کو افضلیت ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۹۸ھ۔

شیطان قراءت قرآن پر قادر نہیں

سوال [۱۲۲۴]: مولانا لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ شیطان قراءت قرآن پر قادر نہیں، لیکن بخاری شریف میں حدیث طویل ”عن اسی ہریرہ رضى الله تعالى عنه“ میں ہے: شیطان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آیۃ الکرسی کی تعلیم کی۔ لہذا اس میں پڑھنا بھی آگیا، اس تعارض کا کیا جواب ہے؟ زید اس کا جواب دیتا ہے کہ پڑھنا بطور نام کے ہے جیسے سورہ ”الحمد لله“ کہنا لہذا یہ پڑھنے میں شمار نہیں، یا شیطان نے صرف آیۃ الکرسی کہا ہوگا، یا اس وقت شیطان انسان کے روپ میں تھا، وغیرہ وغیرہ۔

(۱) ”وعنه عليه الصلاة والسلام: “القرآن أحب إلى الله تعالى من السموات والأرض ومن فيهن“ (قوله

ومن فيهن) ظاهره يعم النبي صلى الله عليه وسلم، والمسألة ذات خلاف. والأحوط الوقف“ (رد

المحتار: ۱/۸۷، قيل باب المياه، سعيد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جوابات بھی دیئے گئے ہیں اور محققین نے دیئے ہیں (۱)۔

حررہ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا ملائکہ کو تلاوت قرآن پاک پر قدرت ہے؟

سوال [۱۲۲۵]: علم الکلام مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے قول حافظ ابن

صلاح رحمہ اللہ کا تحریر کیا ہے کہ فرشتے قرآن مجید پڑھ نہیں سکتے سن سکتے ہیں۔ (۱) فالتائیت ذکر (۲) وقد قرأه
وتبع قرأه (۳) سے کیا مراد ہے؟ اور وقت نزول جبریل علیہ السلام قرآن پاک کو کس طرح نازل فرماتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے صحیح لکھا ہے (۴)۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب

(۱) "وسئل ابن الصلاح عن من يقول: الشيطان يقدر أن يقرأ القرآن ويصلي هو وجوده" فأجاب
بقوله طاهر القول يفي قراءتهم القرآن وقوعاً، ويلزم من ذلك انتهاء الصلاة منهم، إذ منها قراءة
القرآن الخ". (الفتاوى الحديثية، ص ۳۱۰، مطلب يجوز تكرير سورة الإخلاص خلافاً للإمام
أحمد، قديمي)

(۲) (الصفات: ۳)

(۳) (القيمة: ۱۸)

(۴) "وقد ورد أن الملائكة لم يعطوا فصيلة حفظه، فهم حريصون على استماعه من الإنس، فإن قراءة
القرآن كرامة أكرم الله بها الإنس، غير أن المؤمنين من الجن بلغوا أنهم يقرؤونه، وما ذكره في
الملائكة

قال الكمال الدمري: قد يتوقف فيه من جهة أن الحبريل هو البار بالقرآن على السلي صلي
الله عليه وسلم، وقد تعالى في وصف الملائكة. (فالتائيت ذكر) (الصفات: ۳) أي يتلوا القرآن. وقد
سحاب أن ذلك خصوصية لحبريل، وتفسير الآية بخصوص كونها تتلوا القرآن هو محل النزاع، فلا
دليل فيه. (الفتاوى الحديثية، ص: ۳۱۰، مطلب يجوز تكرير سورة الإخلاص الح، قديمي)

قرآن پاک کی آیت لا کر سناتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھنا شروع فرماتے اس خیال سے کہ بھول نہ جائیں، اس پر ارشاد ہوا ﴿لَا تَحْرُكْهُ لَسَانُكَ﴾ (۱) یہ وحی پہنچنے کے وقت کا واقعہ ہے، ایسا نہیں ہے کہ جو فرشتہ جب دل چاہے تلاوت کر لیا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۸/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۸/۸۷ھ۔

کیا ملائکہ تلاوت کرتے ہیں؟

سوال [۱۲۲۶]: علم الکلام مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے حافظ ابن صلاح کا قول تحریر کیا ہے کہ فرشتے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے، سن سکتے ہیں ﴿فَالْتَالِيَاتُ ذُكْرًا﴾ (۲)، ﴿فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ (۳) سے کیا مراد ہے؟ اور وقت نزول حضرت جبریل علیہ السلام قرآن پاک کس طرح نازل فرماتے تھے؟

(۱) (سورة القيامة: ۱۸-۱۹)

(۲) (سورة الصافات: ۳)

سورة صافات کی آیت سے متعلق حضرت منشی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا، لیکن اس کا جواب بخبر یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں غلط "ذکرًا" ہے اور ملائکہ کے لئے ذکر اللہ کا ثبوت احادیث میں ہے، دوسرا یہ کہ اس سے بھی آیات کتب سماویہ کا انبیاء علیہم السلام پر بطور وحی پڑھنا ہے، یا "التالیات" سے علماء کی نفوس مراد ہیں جو کہ فہم میں صف بند ہوتے ہیں اور شرک و غیر سے ڈراتے ہیں، بل کے ذریعہ سے، یا اس سے مراد نفوس مجاہدین ہے جو کہ وقت قتال صف بند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دشمن کی پکار ان کو غافل نہیں کر سکتی قال القاضي ثناء الله الساسی بتی رحمہ الله تعالیٰ.

"(فالتاليات ذكراً) هم الملائكة الذين يتلون ذكر الله، أو آيات الله من الكتب السماوية على الأنبياء أو أقسم بموس العلماء الصافين أقدمهم في الصلوة، الزاجرين عن الكفر والسيئات بالحق والصيحات، التاليين آيات ربهم رفيع الدرجات أو بموس العزاة المقانلين في سيل الله صفاً كأنهم سيان مرصص، الزاجرين الحيل والعدو، التاليين لذكر الله، لا يشعلهم مباررة العدو عن ذكر الله"

(التفسير المظهری (الصافات: ۳)؛ ۸/۱۰۵، المكتبة الحبيبية، کوئٹہ)

(۳) (سورة القيامة: ۱۸)

الجواب حامداً ومصلحاً:

مہر محمد ادریس صاحب نے صحیح لکھی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب قرآن پاک کی آیت کرتے تو انصار صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھنا شروع فرماتے، اس خیال سے کہ ہمیں نہ جائیں اس پر ارشاد ہوا: "وإذا قرأ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحموا" (۱) یہودی پڑھنے کے وقت کا واقعہ ہے (۲)۔ یہ نہیں ہے جو فرشتہ۔ سب اس بات سے متاثر کیا کرتے۔ نتیجہ اللہ تعالیٰ اعلم۔

نور محمد عثمانی، دارالحدیث، بیروت، ۱۹۸۶ء، ص ۶۔

جواب صحیح، بند محمدی، مدینہ منی، دارالحدیث، بیروت، ۱۹۸۶ء، ص ۶۔

مسلمان قرآن شریف کو نہیں سمجھتا

سوان [۱۲۲]: ایک بڑے دیکھن بات یہ ہے کہ جب ہم قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم یہ نہیں سمجھ پاتے کہ آخر اس کا ترجمہ کیا ہے، جو آیات ہم اس وقت پڑھ رہے ہیں، آج ہم مسلمان بنے، ہم کے بارے میں صحیح طرح نہیں جانتے اس کے بڑے افسوس ہے۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلحاً:

اُروائی شخص قانون کی زبان یا رائج الوقت ملک کی زبان کو نہ سیکھے درآنحالیہ اس کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے اور ہر صحت کی سہولتیں ہیں اور وہ یہ ہے کہ دیکھن بات ہے کہ ہم قانون کی کتاب کو نہیں سمجھ پاتے، یا نیشنل، ہزاروں، مفتوں، پتہ چل میں جو اعلانات، سائن بورڈ، نقشے، نام لگے ہوئے اور لکھے ہوئے ہیں

نفاذ ۸

۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا قرأ عبدہ الوحی یلقی مسہ سداً، وكان إذا قرأ عبدہ عرف فی تحریکہ شفتہ یلقی أولہ، ویحرک شفتہ حسۃ ن یسی أولہ فی ینفوخ من حوہ، فأبزل اللہ تعالیٰ (لا تحرك به لسانک الح) (تفسیر ابن کثیر الجزء التاسع وعشرون نفاذ ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱

ان کو نہیں سمجھتے، تو اس کا صاف صاف جواب یہی ہے کہ یہ دکھ آپ نے خود ہی اپنے سر لے رکھا ہے کہ قانون کی زبان اور رائج الوقت زبان کو نہیں سیکھا اور جگہ جگہ جو تعلیم گاہیں، کالج، یونیورسٹیاں موجود ہیں جن میں تعلیم ہوتی ہے، امتحانات ہوتے ہیں، سندیں ملتی ہیں، پھر اچھی ملازمتوں پر بلایا جاتا ہے، ان سب سے آپ نے صرف نظر کر کے سب کو بیکار سمجھ لیا ہے، یہی جواب آپ کے اس سوال کا ہے۔ آپ انگریزی تعلیم پر یا ہندی تعلیم پر وقت صرف کرتے ہیں، دماغی محنت خرچ کرتے ہیں، روپیہ خرچ کرتے ہیں، راحت و آرام ترک کرتے ہیں، اس کا پھل آپ لیتے ہیں، وہاں کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ اس طرح آپ عربی تعلیم پر محنت کرتے وقت خرچ کرتے تو آپ اس کو سمجھ لیتے اور دکھ رفع ہو جاتا، تفاسیر و تراجم، اردو، ہندی، انگریزی، عربی ہر زبان میں موجود ہیں۔ الحاصل اس دکھ کی دوا خود آپ کے پاس ہے، ذرا ہمت و توجہ کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۱۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۱۱/۸۹ھ۔

قرآن میں سائنس کی بحث

سوال [۱۲۲۸]: ایک شخص کا یہ خیال ہے کہ قرآن پاک کا نزول اس لئے ہوا ہے کہ اخروی سعادت اور نجات حاصل ہو سکے اور خدا کی صحیح معرفت نصیب ہو، اسی مقصد کے لئے خدا نے جہاں مناسب سمجھا وہاں تمثیلات بیان کیں اور دلائل آفاقی و انفسی سے کام لیا، مگر قرآن سائنس اور مادیات کی تعلیم دینے والی کتاب نہیں، کائنات کے بارے میں قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ضمنی یا تو تو حید کے بیان کے لئے یا رسالت و آخرت وغیرہ عقائد اسلامی کے استدلال کے لئے، مقصد نزول، کائنات کی ماہیت وغیرہ بیان کرنا نہیں، اسی لئے اس کا یہ گمان ہے کہ کائنات کے بارے میں قرآن نے جو کچھ انکشافات کئے ہیں ان میں سے بہت سی چیزیں حقیقت نفس الامر یہ ہیں اور بعض چیزیں مسلم قوم ہیں۔

چونکہ قرآن تو عرب قوم کو تو حید و رسالت اور آخرت پر مضبوطی کے ساتھ جمانا چاہتا ہے اس لئے کائنات کے بارے میں ان کے جو خیالات تھے اسی کو دلیل کے طور پر بیان کیا گیا، اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ حقیقت نفس الامر بھی یہی ہے، اگر یہ خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے بہت سے اعتراضات سے چھٹکارا مل جاتا ہے جو آئے دن سائنس کی جدید تحقیقات کے ذریعہ سے قرآن پر ہوتے رہتے ہیں۔ آپ سے دریافت

طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ خیال صحیح ہے، امید کہ اس کے پہلو پر بڑے غور و فکر سے جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فیض الباری میں بھی اس کے قریب ہے مثلاً: اس میں ہے کہ آسمان حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے، چاند، سورج، تاروں کی حرکت نظر آتی ہے، قرآن پاک نے اس ظاہری ہیئت کا تذکرہ فرمایا ہے ﴿والشمس تجری لمستقر لہا﴾ کُلِّ فِی فَلَکِ یَسْبَحُونَ ﴿۱﴾ وغیرہ (۲)۔ اس سے بحث کرنا کہ زمین متحرک ہے یا آسمان، زائد از ضرورت ہے، بلکہ ظاہری ہیئت سے جو عبرت و نصیحت حاصل کی جاسکتی ہے اور خالق کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، اس پر اکتفا کیا گیا ہے، اگر سائنس نے یہ پتہ بھی لگا لیا کہ زمین متحرک ہوتی ہے یا آسمان متحرک ہوتا ہے یا آسمان موجود ہی نہیں بلکہ منتہائے نظر ہے اور جو متحرک ہے اس کی حرکت طبعی ہے یا عائق کی وجہ سے تو اول تو اس پر بھی کوئی قطعی دلیل قائم نہیں اس لئے کہ آئے دن تحقیقات بدلتی رہتی ہیں، بعد والا طبقہ اپنے سے پہلوں کی تغلیط و تردید کرتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ ظن و تخمین پر ہے نہ کہ علم و یقین پر، ورنہ تبدیل نہ ہوتا، کیونکہ حقائق واقعیہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔ دوسرے جو مقصد ہے (معرفت خالق اور اس کی اطاعت) اس سے یہ سائنسدان طبقہ بہت دور اور محروم ہے، وہ عامۃً خالق ہی کا منکر ہے، پھر تو یہ سائنس و بال جان ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

فالنامہ قرآن پاک میں کیوں ہے؟

سوال [۱۲۲۹]: قال نکالنا کفر ہے تو فالنامہ قرآن میں کیوں لگائے گئے ہیں؟ مولانا اشرف علی

صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی کتابوں میں کفر اور شرک لکھا ہے۔

(۱) (سورۃ یس: ۳۸، ۴۰)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۴، دار السلام، ریاض)

(۲) وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ (آل

عمران: ۱۹۱)

وقال جل شانہ: ﴿وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا، وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا﴾ (النبا: ۱۲، ۱۳)

الجواب حامداً ومصلیاً:

فالنامہ قرآن شریف میں تاجروں نے لگا دیا ہے تاکہ لوگ زیادہ خریدیں، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ نے نہیں لگایا، نہ لگانے کی اجازت دی (۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔
حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔



(۱) امداد الفتاویٰ میں ہے: ”محققین نے اس (قرآن مجید سے فال نکالنے) کو ناجائز لکھا ہے خصوصاً جب کہ اس کا یقین کیا جائے تو سب کے نزدیک ناجائز ہے۔“ (۳/۵۸، ۵۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(و کذا فی الفتاویٰ الحدیثیہ، ص: ۳۰۷ قدیمی)

(و کذا فی شرح الفقہ الأكبر، ص: ۱۴۹، قدیمی)

جاءت دعوة اللع الخرافات

This circular manuscript page contains a collection of 100 names, likely saints or scholars, arranged in a grid of 10 rows and 10 columns. Each name is enclosed in a circular medallion, which is further embellished with intricate floral and geometric patterns. The names are written in elegant Arabic calligraphy. The entire grid is surrounded by a decorative border, and the page is topped and bottomed by large, stylized Arabic script, possibly indicating the title and author of the work.

فَلْيَسْكُنُوا إِلَيْكُمْ مِنْهُمْ أَيْ إِلَى حُكْمِهِمْ